اشاعت خاص

مسلک اہل حدیث کا داعی

دعوتِ اہلِ حدیث

رسالہ

جمعیت اہل حدیث سندھ کا ترجمان

من آثار
شیخ العرب والعجم علامہ سید
بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ

اپریل 2009ء ربیع الثانی 1430ھ

www.KitaboSunnat.com

اللہ
رسول
محمد

ختم نبوت نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مسلک اہل حدیث کا داعی

جمعیت اہل حدیث سندھ کا ترجمان

ماہنامہ دعوت اہل حدیث

من آثار
شیخ العرب والعجم علامہ سید ابو محمد
بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ

مؤسس
قاضی عبد الحق انصاری رحمہ اللہ

اپریل 2009ء
ربیع الثانی 1430ھ

سرپرست
فضیلۃ الشیخ
علامہ عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ
امیر جمعیت اہل حدیث سندھ

نگران
ڈاکٹر عبد الرقیب حفظہ اللہ

ایڈیٹر
حافظ عبد الحمید گوندل

گلہائے رنگ برنگ

اشاعت خاص

ختم نبوت نمبر

قیمت: =/100 روپے

www.KitaboSunnat.com

مجلس مشاورت
- مولانا محمد ابراہیم بھٹی
- ڈاکٹر عبد الحفیظ سموں
- مولانا محمد افضل اثری
- مولانا حافظ محمد سلیم
- پروفیسر مولابخش محمدی
- پروفیسر محمد جمن کنبھر
- مولانا حافظ اللہ نواز ہرل
- ڈاکٹر ابوجابر عبد اللہ دامانوی
- سید ابو حمید شاہ الراشدی
- حافظ محمد شعیب انصاری

برائے خط وکتابت
ماہنامہ دعوت اہل حدیث
تیسری منزل مرکزی جامع محمدی مسجد
اہل حدیث پکا قلعہ چوک حیدرآباد سندھ

فون 022-2912211
فیکس 022-2621378
موبائل 0300-3047904
SMS 031-33244495

ای میل: aljamiat@hotmail.com / aljamiat@gmail.com / aljamiat96@yahoo.com

فی شمارہ روپے
زرتعاون سالانہ
پاکستان -/200 روپے
امریکا و یورپ -/50 ڈالر
عرب ممالک -/130 ریال

دعوت اہل حدیث میں کتاب وسنت اور منہج سلف صالحین کے مطابق مضامین شائع کئے جاتے ہیں ادارے کا مضمون نگار حضرات کی آراء سے کلی اتفاق ضروری نہیں ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ھم نے ورثۂ نبوّت کے تحفّظ کی قسم کھائی ھے

فتنۂ انکارِ حدیث کی بیخ کنی کے لئے

ماہنامہ دعوت اہل حدیث کی خصوصی کاوش

دفاع حدیث نمبر

علمائے اہل حدیث کے تاریخی مضامین سے مزین

ہر مضمون انتہائی مفید، دلائل کا مرقع اور علمی اہمیت کا حامل

225 صفحات خوبصورت فورکلر ٹائٹل قیمت صرف 20 روپے

50 روپے کا منی آڈر بھیجیں اور دفاع حدیث نمبر کے دو نسخے حاصل کریں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:۲۱)

لوگو! تمہیں زندگی گزارنے کا قرینہ سیکھنا ہو، سلیقہ معلوم کرنا ہو، یہ جاننا ہو کہ تمہارے دن اور تمہاری راتیں کیسے گزریں؟ تم صاحبِ اختیار ہو تو اختیار کیسے استعمال کرو؟ حاکم ہو تو حکومت کیسے کرو؟ سپہ سالار ہو تو جنگ کیسے لڑو؟ صاحبِ ثروت ہو تو دولت کا استعمال کیسے کرو؟ تاجر ہو تو تجارت کیسے کرو؟ اہل علم ہو تو علم کا فیضان کیسے عام کرو؟ انصاف کی مسند پر متمکن ہو تو عدل کیسے کرو؟ صاحبِ منبر ہو تو کیا انداز اپناؤ، کیا وقار بناؤ؟ زبان کھولو تو کیا بولو اور کیسے بولو؟ ادیب ہو تو کیسے لکھو اور کیا لکھو؟

تو اے لوگو! تمہارے لیے ایک ہی ذات ہے، جس کی طرف دیکھو، جس کی سنو، جو کامل و اکمل ہے، جس میں کوئی خامی نہیں، نقص نہیں، عیب نہیں، تمہارے لیے ہر قدم پر نمونہ ہے، مثال ہے، منزل ہے، اوّل قدم بھی اور آخر قدم بھی۔

مردِ مؤمن را محمد ﷺ ابتدا است
مردِ مؤمن را محمد ﷺ انتہا است

اے لوگو! اب اپنے آپ کو بھی دیکھو، اپنے اردگرد بھی دیکھو! کہ کون ہے جو کوئی قدم اٹھانے سے پہلے اس نمونے کی طرف دیکھتا ہے، رسول اللہ ﷺ کی پیروی کا عزم کرتا ہے، اس بہترین نمونے کی طرف لپکتا ہے۔

اپنے اہل اقتدار کو، اہل علم کو، اہل قلم کو، اہل اختیار کو، اہل منبر و محراب کو، اہل فتویٰ کو، اور اہلِ تقویٰ کو دیکھو! کہ کون ہے جو ہر معاملے میں محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتا ہے، جو ہر مسئلے میں محمد رسول اللہ ﷺ کے حوالے دیتا ہے۔ کیوں کہ خالق کائنات نے انسانیت کی تمام مشکلات کو پہلے بھی رسول اللہ ﷺ کی پیروی سے حل فرمایا تھا اور آج بھی انسانیت محمد رسول اللہ ﷺ کی کامل اطاعت سے ہی اطمینان، سکون اور یقین سے ہمکنار ہوسکتی ہے۔

ادارہ ''دعوت اہل حدیث''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گلہائے رنگ برنگ

نمبر شمار	مضمون	رشحات قلم	صفحہ نمبر
.1	ختم نبوت: ایک حقیقت پسندانہ جائزہ	حافظ عبدالحمید گوندل	7
	حصہ اول: عقیدہ ختم نبوت		
.2	عقیدہ ختم نبوت	پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی	16
.3	ختم نبوت پر واقعاتی شواہد	مولانا محمد افضل محمدی	23
	حصہ دوئم: حیات سیدنا مسیح علیہ السلام		
.4	حیات سیدنا مسیح علیہ السلام	پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی	34
.5	ختم نبوت اور نزول مسیح علیہ السلام	مولانا محمد افضل محمدی	47
	حصہ سوئم: سیر ت النبی ﷺ		
.6	خلق محمدی ﷺ	قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ	52
	حصہ چہارم: فتنہ قادیانیت و رد قادیانیت		
.7	مرزائیوں کے خاص عقائد اور ان کا رد	علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ	70
.8	مرزا غلام احمد قادیانی اپنے اخلاق کے آئینے میں	پروفیسر محمد جمن کنبھر	82
.9	کیا مرزا بھی نبی ہے؟	محمد عمران سلفی	122

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

.10	مرزا قادیانی کا محمدی بیگم سے نکاح	پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی	141

حصہ پنجم: قادیانیت : تحقیق و تنقید کے آئینے میں

.11	تفصیل عدالتی فیصلہ مقدمہ مرزائیہ بہاول پور	مولانا محمد یاسین شاد	150
.12	مقدمہ بہاول پور اور غلام احمد پرویز کی دروغ گوئیاں	پروفیسر حافظ محمد دین قاسمی	155
.13	مرزائے قادیان اور انگریزی گورنمنٹ	حافظ صلاح الدین یوسف	171
.14	کیا مرزا قادیانی حنفی تھا؟	مولانا حزب اللہ بلوچ	176

حصہ ششم : فتنۂ قادیانیت اور اہل حدیث کی اوّلیات

.15	فتنۂ مرزائیت اور اہل حدیث کی اوّلیات	محمد رمضان یوسف سلفی	190
.16	مرزائیت کی تردید میں اہل حدیث کی تگ وتاز	مؤرخ اسلام محمد اسحاق بھٹی	195
.17	اولین فتویٰ کفر	ڈاکٹر محمد بہاؤالدین	205

حصہ ہفتم: تحریک ختم نبوت اور اہل حدیث کی خدمات

.18	رد قادیانیت میں اہل حدیث کا کردار	مولانا محمد یحییٰ گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ	230
.19	اسلام اور مرزائیت	پروفیسر مولا بخش محمدی	238
.20	تحریک ختم نبوت میں اہل حدیث کا کردار	مولانا فاروق الرحمان یزدانی	247
.21	مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اور علماء اہل حدیث کا کردار	محمد یوسف نعیم	268

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ ہشتم : تحریک ختم نبوت میں علماء اہل حدیث کی خدمات

.22	مولانا محمد حسین بٹالوی اور رد قادیانیت	عبدالرشید عراقی	276
.23	فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اور فتنہ قادیانیت	محمد رمضان یوسف سلفی	284
.24	رد قادیانیت میں علماء اہل حدیث سندھ کی خدمات	مولانا محمد خان محمدی	319
.25	"تحریک ختم نبوت" ایک عظیم تاریخی خدمت	مولانا محمد یوسف انور	343

حصہ نہم: عقیدۂ ختم نبوت اور نام نہاد مسلمان

.26	کیا آغاخانی مسلمان ہیں؟	مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ	350
.27	شیعہ اور عقیدۂ ختم نبوت	پروفیسر عطاء الرحمٰن ثاقب	366
.28	عقیدۂ ختم نبوت اور چند نام نہاد مسلمان	قاری ذکاء اللہ حافظ آبادی	382

حصہ دہم : سلسلة الكذابين

.29	چند جھوٹے نبیوں کا عبرت ناک انجام	مولانا بشیر احمد عسکری	424

حصہ یاز دہم: ستاروں کی جھرمٹ

.30	مضمون نگار حضرات کا مختصر تعارف		466

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ عبدالحمید گوندل

ختم نبوت: ایک حقیقت پسندانہ جائزہ

اللہ تعالی کے انسانیت کی رہنمائی کے لئے جتنی بھی شریعتیں نازل کیں ان میں دین یعنی بنیادی عقائد ہمیشہ ایک ہی رہے ہیں، جو دین سیدنا آدم علیہ السلام پر اتارا گیا وہی دین سیدنا نوح علیہ السلام، سیدنا موسی علیہ السلام، سیدنا عیسی علیہ السلام اور سیدنا محمد ﷺ پر بھی نازل ہوا: (الشوری: 31) یہ ایک ہی دین ہے جو اللہ کے نزدیک مقبول ہے اور جس سے اللہ تعالی نے دنیا کی فلاح اور آخرت کی نجات متعلق رکھی ہے (آل عمران: 91)

ہمارے ہاں شیر خوار بچے کیلئے جو کپڑا سلتا ہے وہ چند ہفتے ہی اس کیلئے موزوں رہتا ہے کیونکہ تیزی کے ساتھ اس کی جسمانی نشوو نما کا عمل جاری رہتا ہے، جب بچہ دو چار سال کا ہو جاتا ہے تو چھ مہینے یا سال بھر ایک کپڑا اس کے جسم پر فٹ ہوتا ہے، یہاں تک کہ جب انسان جوان ہو جاتا ہے اور جسمانی ترقی اوج کمال پر پہنچ جاتی ہے تو پھر جو کپڑا سلایا جاتا ہے وہ ایک عمر کیلئے کافی ہو جاتا ہے۔ یہ کہنا کہ "تمام مذاہب ایک ہیں، منزل سب کی ایک ہی ہے اور راستے الگ الگ ہیں" اپنے آپ کو بھی دھوکہ دینے کے مترادف ہے اور دوسروں کو بھی۔ جس طرح آنکھ ہی دیکھتی ہے، کان سنتے ہیں اور منہ لقمہ نگلتا ہے، آنکھ سن نہیں سکتی اور کان دیکھ نہیں سکتے، اسی طرح اللہ نے ہر انسان کیلئے ہدایت کا بھی ایک ہی راستہ رکھا ہے دوسرا راستہ اسے منزل تک نہیں پہنچا سکتا۔

لیکن بایں ہمہ انسانی تمدن آہستہ آہستہ درجہ کمال کو پہنچا ہے کہ انسان نے ایک ہی وقت میں جہاز بنا کر فضا میں اڑانا شروع کر دیا ہو، ایسا نہیں ہے کہ ایک ہی جست میں اس نے سمندر کی تہوں کو فتح کر لیا ہو، بلکہ ہزارہا ہزار سال علم و تحقیق کی ترقی اور بے شمار تجربات کے بعد انسان اس مقام پر پہنچا ہے جہاں آج وہ نظر آرہا ہے، تمدنی ترقی کا اثر انسان کے مزاج اور طبیعت پر بھی پڑتا ہے اس کی وجہ سے بہت سی ضروریات پیدا ہوتی ہیں اور انسانوں کے سوچنے کا انداز بدلتا ہے، ان تبدیلیوں کے لحاظ سے اللہ تعالی انسانوں کی مختلف نسلوں کیلئے ایک حد تک مختلف احکام بھی دیتا رہا ہے، مثلاً، سیدنا آدم علیہ السلام کی شریعت میں بہن سے نکاح کی اجازت تھی، کیونکہ تمام مردو عورت سیدنا آدم وحوا سے پیدا ہوئے تھے، اگر اس شریعت میں بھائی بہن کے درمیان نکاح کی اجازت نہیں دی جاتی تو نسل انسانی کی افزائش ممکن نہ ہوتی، قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریعت میں مجسمہ سازی کی اجازت تھی، ممکن ہے کہ اس کی وجہ یہ رہی ہو کہ یہ حجری دور سے قریب کا زمانہ ہو، پتھروں پر کندہ کئے ہوئے نقوش کے ذریعہ باتیں سمجھائی جاتی ہوں، لیکن شریعت محمدی میں اس کی ممانعت کردی گئی کیونکہ یہ مجسمہ سازی بہ تدریج بت پرستی کا سبب بن رہی تھی۔

اسی طرح مختلف امتوں کی طرف بھیجی گئی شریعت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تبدیلی ہوتی رہی ہے یہاں تک کہ شریعت الٰہی کا آخری اور مکمل ایڈیشن امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ بھیجا گیا۔ اب یہ شریعت قیامت تک کیلئے ہے اور اب انسان قیامت تک نبوت محمدی کے سائے میں رہیں گے (المائدۃ:3)

گویا نبوت محمدی کی مثال جوانی میں سلے ہوئے لباس کی ہے جو کبھی ان فٹ نہیں ہوتا اور جو پوری عمر کے لئے کافی ہوتا ہے، اگر کوئی شخص آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ دراصل آپ ﷺ کی نبوت کو نامکمل قرار دیتا ہے اور اس کے دوام سے انکار کرتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد بھی نبی کی ضرورت باقی ہے اور قرآن مجید کے بعد بھی انسانیت کو کتاب ہدایت کی حاجت ہے۔

قادیانیت کو مسلمان اسی لیے نہ صرف باطل سمجھتے ہیں بلکہ اسلام کی اہانت اور نبوت محمدی ﷺ کے خلاف بغاوت تصور کرتے ہیں کہ [قا]دیانیت کی بنیاد ہی اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ سے عناد پر ہے۔ قادیانیوں کا خیال ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ (نعوذ باللہ) اللہ کے آخری نبی نہیں تھے، بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی آخری نبی ہے، قرآن مجید اللہ کی آخری کتاب نہیں ہے، بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جن الہامات کا دعویٰ کیا ہے وہ اللہ کا آخری کلام ہے، مسجد نبوی تعمیر کی نسبت سے روحانی خصوصیات و امتیازات کی حامل آخری مسجد نہیں ہے بلکہ قادیان کی مسجد نبوی فضیلت پانے والی آخری مسجد ہے۔

یہ ساری باتیں ہر صاحب عقل سمجھ سکتا ہے کہ دین حق کے خلاف کی جانے والی کھلی بغاوت ہے۔ چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعویٰ نبوت پر سو سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے اس لئے گذشتہ سال سے پوری دنیا میں گم گشتہ راہ لوگوں کا یہ مٹھی بھر گروہ "صد سالہ" تقریب منا رہا ہے، یہ واضح طور پر مسلمانوں کو نیچا دکھانے کے مترادف ہے۔ اس حالت پر مسلمانوں کا برافروختہ ہونا فطری بات ہے، مسلمان اپنے لہو کا آخری قطرہ دے سکتا ہے لیکن اپنے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کو برداشت نہیں کر سکتا، اور اگر اس کا دل اس حمیت ایمانی سے خالی ہو تو پھر وہ اسلام کے دائرے میں ہی نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سلسلے میں بعض سیاسی لوگ کہتے ہیں کہ "دین میں تو جبر و اکراہ نہیں ہے: لَآ إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ (البقرہ:256) اور ہمارا ملک ایک آزاد ملک ہے جس میں ہر شخص کو اپنے مذہب کے مطابق عقیدہ رکھنے اور اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کا حق حاصل ہے تو پھر مسلمان اتنی شدت کے ساتھ قادیانیوں کی مخالفت پر کیوں کمربستہ ہیں؟" اس غلط فہمی کو دور کرنے کی ضرورت ہے، اسلام کا مزاج دین کے معاملے میں جبر و تشدد کا ہرگز نہیں ہے۔ مشرکین مکہ کی بت پرستی کا باطل ہونا اور اسلام کی بنیادی تعلیم "توحید" کے مغائر ہونا بالکل واضح تھا، لیکن اس کے باوجود قرآن مجید نے "بقاء باہم" کے اصول پر صلح کی صورت پیش کی، کہ مسلمان اور مشرکین اپنے اپنے طریقے پر قائم رہیں: لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ (الکافرون:6) مدینہ ہجرت کرنے کے بعد آپ ﷺ نے جو پہلا کام کیا وہ یہی تھا کہ یہودیوں سے صلح فرمائی، جس کی بنیاد یہی تھی کہ دونوں قومیں اپنے اپنے مذہب پر عمل کریں گی، البتہ مشترک طور پر مدینہ کا دفاع کیا جائے گا، مدینے کی اسلامی ریاست کے مستحکم ہونے کے بعد آپ ﷺ نے نجران کے عیسائیوں سے بھی ان ہی اصولوں پر صلح کی کہ وہ اپنے مذہب کے مطابق عمل کرنے میں آزاد ہونگے، اس طرح کے معاہدے خلافت راشدہ میں بھی اور اس کے بعد بھی بکثرت ہوتے رہے ہیں، اس لیے مسلمانوں نے ہمیشہ دوسرے مذاہب کے معاملے میں رواداری اور عدم تشدد کا رویہ اختیار کیا ہے اور آج بھی وہ اس پر قائم ہیں، اسرائیل کے ہزارہا مظالم کے باوجود مصر، شام اور عراق میں اب بھی یہودی نہایت امن و سکون اور اپنے تمام حقوق کے ساتھ قیام پذیر ہیں اور یہ مسلم حکومتیں بحیثیت اقلیت مسلمانوں سے بڑھ کر ان کے تحفظ کا اہتمام کرتی ہیں۔

لیکن قادیانیت کا مسئلہ دوسرے مذاہب سے مختلف ہے اور وہ مسئلہ مسلمانوں کی شناخت کی حفاظت اور قادیانیوں کی طرف سے دھوکہ دہی اور فراڈ کا ہے۔ یہاں اس حقیقت کا اظہار بھی ضروری ہے کہ شناخت کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ مثلاً ہمارے ملک کا جھنڈا سبز اور سفید رنگ کا ہے جس کے بیچ میں چاند تارا بنا ہوا ہے، یہ جھنڈا کوئی مخصوص سیاسی جماعت اپنے لئے استعمال نہیں کر سکتی کیونکہ اس سے پوری پاکستانی قوم کی شناخت متعلق ہے، خود موجودہ جمہوری گندی سیاست میں سیاسی پارٹیوں کو الیکشن کمیشن کی طرف سے جو شناخت (انتخابی نشان) الاٹ کر دی جاتی ہے دوسری پارٹیاں اس کا استعمال نہیں کر سکتی، یہاں تک کہ آج دنیا بھر میں "ٹریڈ مارک" کا قانون موجود ہے، ایک کمپنی اپنے لئے جو کاروباری علامت (لوگو) حاصل کر لیتی ہے دوسری کمپنی اس کا استعمال کرنے کی مجاز نہیں ہے۔ ایک تجارتی یا سرکاری ادارہ جو مہر یا مونوگرام رجسٹرڈ کراتا ہے، دوسرا ادارہ اسے استعمال نہیں کر سکتا، بلکہ یہ قابل تعزیر جرم ہے۔ شناخت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس طرح رنگوں اور علامتوں سے ہوتی ہے بالکل اسی طرح تعبیرات سے بھی ہوتی ہے اور ان تعبیرات کی اہمیت بعض دفعہ دوسری علامتوں سے زیادہ ہوتی ہے،ایک اور دنیوی مثال سے سمجھیں کہ اگر کسی ادارے کا سربراہ اپنے عہدے کو "صدر مملکت" سے موسوم کردے تو کیا یہ عمل قانون کی نظر میں قابل قبول ہوگا؟؟ اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہے کہ "صدر" اور "وزیر اعظم" علامتی الفاظ ہیں جو ایک مستقل مملکت کا تصور دیتے ہیں۔ اگر ہم قانون کی تفصیلات اور معاشرے کے رویے کو دیکھیں تو اس کی بے شمار مثالیں مل جائیں گی، کیونکہ جن چیزوں سے شناخت اور پہچان متعلق ہو جاتی ہے اگر دوسرے لوگ اس کا استعمال کرنے لگیں تو اس سے فریب، دھوکہ دہی اور تلبیس کا راستہ کھلتا ہے اور ظاہر ہے کہ کوئی بھی قانون اس کی اجازت نہیں دے سکتا ۔ قادیانیت کا مسئلہ اسی نوعیت کا ہے ،رسول اللہ ﷺ کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی قرار دینا اور پھر یہ کہنا کہ صرف وہ آپ کے بعد نبوت کے لیے مخصوص کئے گئے ہیں صاف طور پر اس کے "خاتم النبیین" ہونے کا دعویٰ ہے، حالانکہ اللہ تعالی نے محمد رسول اللہ ﷺ کے سر پر ختم نبوت کا تاج رکھا ہے جس کا قرآن وحدیث میں پوری صراحت و وضاحت کے ساتھ ذکر آیا ہے۔(الاحزاب : 40) رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات "امہات المومنین" یعنی پوری امت کی پاک مائیں ہیں اور یہ لقب ان کو خود اللہ تعالیٰ نے دیا ہے .. (الاحزاب :6) لیکن قادیانی، مرزا غلام احمد قادیانی کی ۔یوں کو "امہات المومنین" کہتے ہیں۔ مسلمان "علیہ الصلاۃ والسلام" کا لفظ انبیاء کے لیے لکھتے اور کہتے آئے ہیں، قادیانی حضرات مرزا غلام احمد کے لیے اس لفظ کا استعمال کرتے ہیں "رضی اللہ عنہ" رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے لیکن قادیانی گروہ مرزا کے ساتھیوں کے لیے "رضی اللہ عنہ" کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت کا ایک اہم واقعہ "غزوہ بدر" ہے جس میں 313 صحابہ شریک ہوئے تھے۔ غزوہ بدر کی نسبت سے ان کو "بدری صحابہ" کہا جاتا ہے، مرزا نے تو مقامات مقدسہ کا منہ بھی نہیں دیکھا نہ کبھی خود بدر گیا اور نہ اس کے متبعین وہاں گئے۔ لیکن قادیانیوں نے مرزا کے ساتھیوں میں سے 313 افراد کو بدری صحابہ کا لقب بھی دے دیا ہے جو نہ صرف دیانت کے خلاف ہے، بلکہ اس میں ذرا بھی معقولیت نہیں ہے، مدینہ منورہ میں آپ ﷺ نے "جنت البقیع" کے نام سے ایک قبرستان قائم فرمایا، جس کے خاص فضائل منقول ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کے مقابلے میں "بہشتی مقبرہ" بنایا اور اس میں تدفین کو قادیانی پیشوا نذر و نیاز کی وصولی کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں، اسلام سے پہلے یہودیوں اور عیسائیوں کی عبادت گاہیں موجود تھیں لیکن ان کے الگ نام تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے نام اختیار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے بجائے مسلمانوں کی عبادت گاہ کو "مسجد" کا نام دیا، قادیانی اپنی عبادت گاہ کو بھی مسجد کہنے لگے۔ یہ اور اس طرح کی بہت سی اصطلاحات و تعبیرات ہیں جن سے اسلام کی شناخت اور مسلمانوں کی پہچان متعلق ہے۔ قادیانی ان اصطلاحات و تعبیرات کا بے جا اور فریب انگیز استعمال کررہے ہیں، یہ مسلمانوں سے ان کی پہچان چھیننے کی کوشش اور سادہ لوح لوگوں کودھوکہ دینے کی سازش ہے اور یہ اسلام کے تشخص کو مجروح کرنا ہے، اسی لیے مسلمان قادیانیوں کے بارے میں سخت رویہ اختیار کرنے پر مجبور ہیں، اگر قادیانی پاکستانی قوانین کے مطابق اعلان کردیں کہ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، وہ ایک الگ مذہب کے حامل ہیں وہ " لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ " کے بجائے اپنے فاسد عقیدہ کے مطابق کلمہ وضع کرلیں وہ واضح کردیں کہ ہم محمد رسول اللہ ﷺ کی "امت" نہیں ہیں ہم مرزاغلام احمد قادیانی کو ماننے والے گروہ ہیں۔ اپنی عبادت گاہ کے لیے مندر، گرجا گھریا اور کوئی لفظ استعمال کریں، واضح کردیں کہ ہماری مذہبی کتاب "قرآن مجید" نہیں ہے بلکہ مرزاغلام احمد قادیانی کی تصنیفات کا مجموعہ "روحانی خزائن" ہے، اسلامی اصطلاحات امہات المومنین ، صحابہ ، خلفاء، رضی اللہ عنہ، علیہ السلام، بدریین وغیرہ کا استعمال نہ کریں اور اپنی جداگانہ مذہبی حیثیت کو اس طرح واضح کردیں کہ عام مسلمانوں کو ان کے بارے میں اپنے ہم مذہب ہونے کا بے جا وہم نہ ہو تو جو رویہ مسلمانوں کا یہودیوں، عیسائیوں، ہندئوں اور سکھوں کے ساتھ ہے وہی ان کے ساتھ بھی ہوگا اوران کے کفر کا اور ایمان سے محرومی کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہوگا۔ کیونکہ جو لوگ خود گمراہ ہونا چاہیں مسلمان ان کی ہدایت کے مکلف نہیں ہیں۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ قادیانی اعلیٰ حکومتی اور کلیدی عہدوں پر براجمان ہیں اور اور اپنے اثر ورسوخ کا بے جا استعمال کر کے ناواقف مسلمانوں کو مرتد بنانے میں مصروف بہ عمل ہیں، الیکٹرانک وپرنٹ میڈیا سے ان کا محاسبہ و تعاقب ہونا تو درکنار بلکہ ایسے اداروں میں بھی قادیانیت کی تبلیغ ہورہی ہے، اس کا نتیجہ ہے کہ بہت سے ناواقف مسلمان دھوکہ کھا کر اور قادیانیوں کو مسلمان سمجھ کر ایمان سے محروم ہورہے ہیں، بعض لوگ دھوکے میں ان کے پیچھے نماز بھی پڑھ لیتے ہیں، قادیانی، پاکستانی پاسپورٹ پر مسلمانوں کے نام لکھ کر حرمین شریفین میں داخل ہورہے ہیں، دھوکہ دے کر مسلمانوں سے شادیاں کررہے ہیں۔ یہ سب اسلامی شناخت کا احترام نہ کرنے اور تلبیس آمیز اصطلاحات و تعبیرات استعمال کرنے کا نتیجہ ہے۔ یہ وہ بنیادی سبب ہے جو نبوت محمدی ﷺ کے ان باغیوں اور ایمان کے غارت گروں کے بارے میں مسلمانوں کو سخت رویہ اختیار کرنے پر مجبور کرتا ہے، اور یہ کوئی شدت پسندی نہیں ہے، بلکہ شرعا، اخلاقا اور قانونا حقیقت پسندی ہے اور انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ختم نبوت نمبر"

ہر مسلمان کے دل میں امام الانبیاء، سید الوریٰ، صاحب قاب قوسین اوادنی ، محمد رسول اللہ ﷺ فداہ ابی وامی وروحی وجسدی سے محبت و عقیدت کے جذبات موجود ہوتے ہیں اور اہل حدیث کے دل میں تو یہ ہمہ وقت موجود رہتے ہیں اور وہ ان کے اظہار کے لئے سالوں، مہینوں اور دنوں کا محتاج نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ 2007ء کی بات ہے کہ جب منکیرہ ضلع بھکر کے ممتاز عالم و مدرس فضیلۃ الشیخ پروفیسر سعید مجتبیٰ السعیدی صاحب حفظہ اللہ کا ایک مضمون بنام " فتح مباہلہ 1907ء" موصول ہوا، مضمون کی اشاعت کے وقت ہی ایک لہر دل میں اٹھی کہ اس عظیم واقعے کے سو سال مکمل ہونے پر اس حوالے سے "خصوصی اشاعت" کا اہتمام ہونا چاہیے، لیکن وسائل کی عدم دستیابی، مسائل کی بھرمار اور قلت وقت کے تھپیڑوں میں وہ لہر دل کے نہاں خانوں میں کہیں گم ہو کر رہ گئی۔2008ء میں جب قادیانی گروہ نے "صد سالہ" تقریبات منانے کا اعلان کیا اور اہل اسلام کی طرف سے بھی مرزائے قادیان کی موت کے سو سال مکمل ہونے پر 2008ء کو "تحفظ ختم نبوت" کے طور پر منانے کا اعلان کیا تو بھولی بسری یہ لہر پھر عود آئی۔ دریں اثنا فیصل آباد سے محب مکرم برادر محترم جناب محمد رمضان یوسف سلفی صاحب نے فون پر دوران گفتگو فرمایا:" گوندل صاحب آپ دعوت اہل حدیث کا ایک بھرپور "ختم نبوت نمبر" نکالیں"۔ان الفاظ نے ارادے اور ہمت کو تقویت دی پھر اللہ کا نام لیکر کام کا آغاز کر دیا۔اساتذہ کرام اور دوست احباب سے مشورہ کے بعد جب کام شروع ہوا تو حسب سابق برادر عزیز محمد رمضان یوسف سلفی صاحب نے مفید مشورے دینے کے علاوہ گراں بہا تعاون بھی فرمایا، بلکہ راقم نے اس حوالے سے جس کام کی بھی آپ سے درخواست کی اسے سعادت سمجھ کر انجام دیا۔اس سلسلے میں انہوں نے محترم ڈاکٹر بہاالدین صاحب حفظہ اللہ کی عظیم تصنیف "تحریک ختم نبوت "کا سیٹ بھی ارسال فرمایا۔ اس بے غرض و بے لوث تعاون پر ادارہ آں جناب کا انتہائی شکر گذار ہے۔ فجزاہ اللہ خیرا احسن الجزاء۔اس کے ساتھ ساتھ راقم نے جن جن علماء کرام سے رابطہ کیا انہوں نے کمال شفقت و ہمدردی کے ساتھ مضامین ارسال کرنے کا وعدہ کیا اور بعد ازاں وفا بھی کر دیا۔علاوہ ازیں میں اپنے مخلص رفیق کار محترم مولانا حزب اللہ بلوچ صاحب اور مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث حیدر آباد کے جملہ اساتذہ کا بھی انتہائی ممنون ہوں کہ انہوں نے اپنی عدیم الفرصتی میں سے وقت نکال کر تعاون فرمایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تحریک ختم نبوت" جو کہ ڈاکٹر بہاالدین حفظہ اللہ کی عظیم تصنیف ہے، "ختم نبوت نمبر" میں اس سے "اولین فتویٰ کفر" کا انتخاب کیا گیا ہے۔ بلاشبہ یہ کتاب اپنے موضوع پر انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے جس میں تاریخ کے اوراق پارینہ سے حقائق کو طشت از بام کیا گیا ہے۔ یہ عظیم کام مرکزی جمعیت اہل حدیث انڈیا کے ایما، ارادے اور مشورے سے کیا گیا اور انڈیا کی جماعت ہی اسے شایان شان طریقے سے شائع کر رہی ہے، اس کے علاوہ ایک اور بلند پایہ علمی و تحقیقی کام "تحریک اہلحدیث" کے نام سے جاری ہے جس کی دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور یہ عظیم الشان علمی کام مرکزی جمعیت اہلحدیث انڈیا کے ناظم اعلیٰ محترم جناب مولانا اصغر علی امام مہدی السلفی حفظہ اللہ کی زیر نگرانی انجام پا رہا ہے۔

پاکستان میں یہ کتابیں ڈاکٹر صاحب حفظہ اللہ کی زیر نگرانی معروف سلفی اشاعتی ادارے "مکتبہ قدوسیہ لاہور" کے توسط سے ظاہر و باطن کی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ قارئین تک پہنچ رہی ہیں۔ باعث صد لائق تحسین بات یہ ہے کہ انڈیا کی جماعت کی قیادت نہ صرف یہ کہ سلفی منہج سے بخوبی آگاہ ہے بلکہ ممکنہ وسائل بروئے کار لا کر اس کی نشر و اشاعت کیلئے بھی کوشاں ہے۔ یہاں پاکستان میں المیہ یہ کہ مرکزی قیادت کا سلفی منہج سے اب دور کا بھی واسطہ نہیں رہا، یہاں ہر کوئی اپنی چودھراہٹ کو مضبوط کرنے، پھیلانے اور مزید وسعت دینے میں مصروف ہے، اس "اہم اور ضروری" کام سے کسی کو فرصت ملے تو وہ جماعت اور منہج کے بارے سوچے۔ اسی کوتاہ اندیشی کا شکوہ معروف قلم کار محترم مولانا فاروق الرحمان یزدانی صاحب نے بھی کیا ہے۔

گزشتہ چند مہینوں میں جید علمائے کرام اور محدثین عظام یکے بعد دیگرے اس جہان فانی سے رخصت ہو چکے ہیں مگر افسوس کہ ان کا خلا پر کرنے کی جانب کسی کو توجہ نہیں، بلکہ اب یہاں ایسے "محقق اور دانشور" پیدا ہو گئے ہیں جو علمائے سلف کی خدمات، ان کی تصنیفات اور بعض اہم مسائل میں ان کی تالیفات پر لات مار کر بزعم خود علمی دنیا کے "روشن خیال حاتم طائی" بن گئے، حد تو یہ کہ اعلیٰ قیادت سے لیکر عام کارکن تک میں یہ فکر سرائیت کر چکی ہے کہ دین کا کام اسیمبلی اور سینیٹ میں پہنچے بغیر نہیں ہو سکتا اور ٹیلیویزن پر آئے بغیر دین نہیں پھیل سکتا۔ ہمارا مقصد کسی کی تنقیص نہیں بلکہ ان چند بے ضرر سے الفاظ کے ذریعے ہم علمائے کرام اور طلبائے عظام تک اصلاح کی نیت سے سلفی فکر پہنچانا چاہتے ہیں، اللہ ہمیں اس فکر کا حظ وافر عطا فرمائے اور فتنوں کے اس دور دورہ میں اپنی اصلاح کرنے اور اپنی آئندہ نسلوں تک اس دین کا صحیح فہم پہنچانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ

قَالَ: مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْأَنْبِیَاءِ

کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی دَارًا فَأَتَمَّهَا وَأَكْمَلَهَا

إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُونَهَا

وَيَتَعَجَّبُونَ مِنْهَا وَيَقُولُونَ لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ.

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ

جِئْتُ فَخَتَمْتُ الْأَنْبِیَاءَ.

(صحیح مسلم: باب ذکر کونہ خاتم النبیین)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

میری اور دیگر انبیاء کی مثال اس آدمی کی سی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اسے ہر لحاظ سے مکمل کیا، صرف ایک اینٹ کی جگہ رہ گئی ہو۔ لوگ اس میں داخل ہوتے اور اس کی خوبصورتی اور تکمیل پر تعجب (خوشی) کا اظہار کرتے اور کہتے ہوں کہ یہ ایک اینٹ کی جگہ مکمل کیوں نہ کی گئی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اس اینٹ کی جگہ (آیا) ہوں اور میں نے آ کر انبیاء کے سلسلہ کو مکمل کر دیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا كَانَ
مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ
مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ
رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ
وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا

عقیدۂ ختم نبوت

قرآن و حدیث کی روشنی میں

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ
رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ
وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ
اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيْمًا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو حمزہ پروفیسر سعید مجتبیٰ السعیدی حفظہ اللہ، منکرہ

عقیدۂ ختم نبوت

قرآن وحدیث کی روشنی میں

(۱) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (الاحزاب، ۴۰)

محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین (آخری نبی) ہیں اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

(۲) الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (المائدہ: ۳)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین اسلام مکمل اور اس کی نعمت پوری ہو چکی ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ کا لایا ہوا دین اکمل اور سابقہ ادیان کیلئے ناسخ اور ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ اب قیامت تک نہ کسی دین کی ضرورت ہے اور نہ نبی کی۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی اس آیت سے ختم نبوت پر استدلال کیا ہے۔

(۳) وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَن تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُم بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ . وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ (آل عمران ۸۰،۸۱)

اور جب اللہ نے تمام انبیاء سے اس بات کا عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کروں پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو تمہاری (کتاب اور تعلیمات کی) تصدیق کرتا ہو تو تمہیں اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا ہو گی۔ اللہ نے پوچھا کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو؟ تو سب نے کہا کہ ہم نے اقرار کیا۔ اللہ نے فرمایا تم اس عہد کے گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ پھر اس کے بعد جو کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی اس عہد سے منہ موڑے گا تو وہ لوگ نافرمان ہوں گے۔

اس آیت میں اس عہد کا بیان ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں لیا، جو سب سے آخر میں اور سب کے بعد آئیں گے۔ ان کے بعد کوئی رسول یا نبی نہیں آئے گا۔

(۴) هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث کیا تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کردے، خواہ یہ بات کافروں کو کتنی ہی ناگوار کیوں نہ گذرے۔ (التوبہ ۳۳)

(۵) هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا

اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے سب ادیان پر غالب کردے اور اللہ بطور گواہ کافی ہے۔ (الفتح: ۲۸)

(۶) هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے تمام ادیان پر غالب کردے اگرچہ مشرکین اس بات کو ناپسند ہی کریں۔ (الصف: ۹)

ان تینوں آیات سے ظاہر ہے کہ یہ دین تمام ادیان سے آخر میں ان سب کیلئے ناسخ بن کر غالب ہونے کیلئے آیا ہے۔ اس کے بعد اب کوئی دین یا شریعت نہیں آئے گی۔

(۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ۔ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ؟ قَالَ: فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب خاتم النبیین حدیث نمبر: ۳۵۳۴۔ صحیح مسلم، باب ذکر کونہ خاتم النبیین)

سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے کے انبیاء کی مثال اس آدمی کی سی ہے جس نے انتہائی حسین و جمیل گھر بنایا ہو اور اس کے کسی کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی ہو، لوگ اس گھر کے گرد گھومتے ہوئے اس کی خوبصورتی پر تعجب کرتے ہوں کہ یہ اینٹ یہاں کیوں نہ لگائی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں وہی اینٹ ہوں اور میں آخری نبی ہوں۔

(۸) عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: قَاعَدْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ خَمْسَ سِنِينَ، فَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔ (صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل حدیث نمبر: ۳۴۵۵۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب الوفاء ببیعۃ الخلیفۃ الاول فالاول، السنن ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب الوفاء بالبیعۃ حدیث نمبر: ۲۸۷۱)

ابو حازم کا بیان ہے کہ میں ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پانچ برس بیٹھا رہا، میں نے ان کو نبی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ سے بیان کرتے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: انبیائے کرام بنی اسرائیل کی قیادت کیا کرتے تھے، جب ایک نبی کی وفات ہوتی تو اس کی جگہ دوسرا نبی آجاتا (لیکن) میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: فَإِنِّي آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ مَسْجِدِي آخِرُ الْمَسَاجِدِ۔ (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل الصلوۃ بمسجدی مکۃ والمدینۃ)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد (کسی نبی کی بنائی ہوئی) آخری مسجد ہے۔

(۱۰) عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْأَغَرِّ مَوْلَى الْجُهَنِيِّينَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: صَلوٰةٌ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلوٰةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ مَسْجِدَهُ آخِرُ الْمَسَاجِدِ۔ (صحیح مسلم کتاب الحج، باب فضل الصلوۃ بمسجدی مکۃ والمدینۃ سنن نسائی، کتاب المساجد، باب فضل مسجد النبی ﷺ والصلوۃ فیہ حدیث نمبر: ۵۹۶)

ابو سلمہ بن عبدالرحمن اور ابو عبداللہ الاغر مولی الجہنیین جو کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے، ان دونوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد (یعنی مسجد نبوی) میں ایک نماز مسجد حرام کے علاوہ باقی مساجد کی ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ آخری نبی اور آپ کی مسجد (کسی نبی کی بنائی ہوئی) آخری مسجد ہے۔

(۱۱) حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قُلْتُ لِابْنِ أَبِي أَوْفٰى: رَأَيْتَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: مَاتَ صَغِيرًا وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَّكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ وَلٰكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ (صحیح بخاری، کتاب الادب باب من سمی باسماء الانبیاء حدیث نمبر: ۶۱۹۴؛ السنن لابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الصلوۃ علی ابن رسول اللہ ﷺ وذکر وفاتہ حدیث نمبر: ۱۵۱۰)

اسمٰعیل نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے نبی ﷺ کے فرزند ابراہیم کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ تو صغر سنی ہی میں فوت ہو گئے تھے، اگر محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی آتا تو آپ کا بیٹا زندہ رہتا۔ لیکن آپ کے بعد کوئی نبی (آنے والا) نہیں۔

(۱۲) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ۔۔۔۔۔۔ وَقَالَ ۔۔۔۔۔ وَإِنَّ اللهَ لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا إِلَّا حَذَّرَ أُمَّتَهُ الدَّجَّالَ وَأَنَا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَأَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ (السنن لابن ماجہ، کتاب الفتن، باب فتنۃ الدجال حدیث نمبر: ۴۰۷۷)

سیدنا ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور آپ نے خطبہ میں فرمایا کہ اللہ کے ہر نبی نے اپنی اپنی امت کو دجال (کے فتنے) سے ڈرایا ہے، میں آخری نبی ہوں اور تم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخری امت ہو۔

نیز اسی حدیث میں ہے:

(۱۳) إِنَّهُ يَبْدَأُ فَيَقُولُ: أَنَا نَبِيٌّ، وَلَا نَبِيَّ بَعْدِيْ (حوالہ سابقہ)

کہ دجال اپنے فتنہ کا آغاز کرتے ہوئے دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے (حالانکہ) میرے بعد کوئی نبی (آنے والا) نہیں۔

(۱۴) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَأَحْسِنُوا الصَّلٰوةَ عَلَيْهِ، فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ لَعَلَّ ذَالِكَ يُعْرَضُ عَلَيْهِ ـ قَالَ: فَقَالُوْا لَهُ فَعَلِّمْنَا، قَالَ: قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلٰوتَكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ، وَإِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ، مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ، إِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ ـ اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَغْبِطُهُ بِهِ الْأَوَّلُوْنَ وَالْآخِرُوْنَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ (السنن ابن ماجہ، کتاب الاقامۃ باب الصلوۃ علی النبی ﷺ حدیث نمبر: ۹۰۶)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگو! تم جب رسول اللہ ﷺ پر صلوۃ بھیجو تو بہترین الفاظ کے ساتھ صلوۃ بھیجا کرو، تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارا یہ عمل آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ تو لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ ہی ہمیں صلوۃ کے بہترین الفاظ تعلیم فرمادیں تو انہوں نے کہا، تم یوں کہا کرو: یا اللہ! تو اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرما سید المرسلین، امام المتقین، خاتم النبیین محمد ﷺ پر جو تیرے بندے اور رسول ہیں، جو نیکی کے امام، بھلائی کے قائد اور رسولِ رحمت ہیں۔ یا اللہ! ان کو اس مقام محمود پر فائز فرما جس کے بارے میں پہلے اور پچھلے لوگ آپ پر رشک کریں گے، اے اللہ! محمد ﷺ اور ان کی اولاد پر رحمت نازل فرما، جس طرح کہ ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد پر رحمت نازل فرمائی تھی، بیشک تو قابل تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! محمد ﷺ اور ان کی اولاد پر برکتیں نازل فرما، جیسا کہ تونے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد پر برکتیں نازل فرمائی، بیشک تو قابل ستائش اور صاحب احترام ہے۔

(۱۵) عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ خَرَجَ إِلٰى تَبُوْكَ وَاسْتَخْلَفَ عَلِيًّا فَقَالَ: أَتُخَلِّفُنِيْ فِي الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ؟ قَالَ: أَلَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِيْ۔ (صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ تبوک، حدیث نمبر ۴۴۱۶۔ صحیح مسلم، فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِيْ۔

مصعب بن سعد اپنے والد سعد رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے روانہ ہوئے تو علی رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کر گئے۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں پیچھے چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمہاری میرے ساتھ وہی حیثیت ہو جو ہارون (علیہ السلام) کو موسیٰ (علیہ السلام) سے تھی، البتہ اتنا ضرور ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمہاری میرے ساتھ وہی حیثیت ہو جو ہارون (علیہ السلام) کو موسیٰ (علیہ السلام) سے تھی، البتہ اتنا ہے کہ میرے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہے۔

(۱۶) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: قَالَ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بَعْدَ وَفَاۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ لِعُمَرَ اِنْطَلِقْ بِنَا اِلٰی اُمِّ اَیْمَنَ نَزُوْرُہَا کَمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَزُوْرُہَا. فَلَمَّا انْتَہَیْنَا اِلَیْہَا بَکَتْ. فَقَالَا لَہَا: مَا یُبْکِیْکِ؟ مَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ لِرَسُوْلِہٖ ﷺ۔ فَقَالَتْ مَا اَبْکِیْ اَنْ لَا اَکُوْنَ اَعْلَمُ مَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ لِرَسُوْلِہٖ ﷺ وَلٰکِنْ اَبْکِیْ اَنَّ الْوَحْیَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَآئِ۔ فَہَیَّجَتْہُمَا عَلَی الْبُکَآئِ فَجَعَلَا یَبْکِیَانِ مَعَہَا۔ (صحیح مسلم، فضائل ام ایمن رضی اللہ عنہا، السنن لابن ماجہ، کتاب الجنائز باب ذکر وفاتہ ودفنہ ﷺ حدیث نمبر: ۱۶۳۵)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آئیں! ہم ام ایمن کی زیارت و ملاقات کے لئے جائیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ ان کی زیارت کیلئے جایا کرتے تھے۔ جب ہم ان کے ہاں پہنچے، تو وہ رونے لگیں۔ ان دونوں نے ان سے کہا، آپ کیوں روتی ہیں؟ اللہ کے ہاں اس کے رسول کے لئے جو کچھ ہے وہ بہت ہی بہتر ہے، تو ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اس لئے نہیں روتی کہ میں جانتی ہوں کہ اللہ کے ہاں جو کچھ ہے وہ اس کے رسول کے لئے بہت ہی بہتر ہے لیکن میں تو اس لئے روتی ہوں کہ آسمان سے نزول وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے ان کو بھی رلا دیا اور وہ بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔

(۱۷) عَنْ اُمِّ کُرْزٍ الْکَعْبِیَّۃِ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ذَہَبَتِ النُّبُوَّۃُ وَبَقِیَتِ الْمُبَشِّرَاتُ (السنن لابن ماجہ، کتاب تعبیر الرؤیا باب الرؤیا الصالحۃ حدیث نمبر ۳۸۹۶)

ام کرز کعبیہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ نبوت ختم ہو گئی ہے اور صرف مبشرات باقی رہی گئی ہیں۔

(۱۸) عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ. قَالُوْا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب المبشرات حدیث نمبر ۶۹۹۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ نبوت میں سے صرف مبشرات باقی رہ گئی ہیں، صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ مبشرات سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: اچھے خواب۔

(۱۹) عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِيْ الَّذِيْ يُمْحٰى بِيَ الْكُفْرُ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى عَقِبِيْ وَاَنَا الْعَاقِبُ، وَالْعَاقِبُ الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ۔ (صحیح مسلم، باب فی اسماءہ)

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میرا ایک نام محمد ہے، اور میرا نام احمد (بھی) ہے اور میرا نام ''ماحی'' (بھی) ہے، میرے ذریعے کفر کو مٹایا جائے گا۔ اور میرا ایک نام ''حاشر'' (بھی) ہے کہ لوگوں کو (قبروں سے) میرے بعد اٹھایا جائے گا۔ اور میرا ایک نام ''عاقب'' (بھی) ہے۔'عاقب' اسے کہتے ہیں جس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(۲۰) عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَثَلِيْ وَمَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا فَاَتَمَّهَا وَاَكْمَلَهَا اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُوْنَهَا وَيَتَعَجَّبُوْنَ مِنْهَا وَيَقُوْلُوْنَ۔ لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَاَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ جِئْتُ فَخَتَمْتُ الْاَنْبِيَاءَ۔ (صحیح مسلم، باب ذکر کونہ خاتم النبیین)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میری اور دیگر انبیاء کی مثال اس آدمی کی سی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اسے ہر لحاظ سے مکمل کیا، صرف ایک اینٹ کی جگہ رہ گئی ہو۔ لوگ اس میں داخل ہوتے اور اس کی خوبصورتی اور تکمیل پر تعجب (خوشی) کا اظہار کرتے اور کہتے ہوں کہ یہ ایک اینٹ کی جگہ مکمل کیوں نہ کی گئی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اس اینٹ کی جگہ (آیا) ہوں اور میں نے آکر انبیاء کے سلسلہ کو مکمل کر دیا ہے۔

(۲۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ: اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ طَهُوْرًا وَّمَسْجِدًا وَاُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ۔ (صحیح مسلم، کتاب المساجد)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے چھ چیزوں کے ذریعے باقی انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔

(۱) مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے ہیں۔

(۲) دشمن پر میرے رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے۔

(۳) میرے لئے اموالِ غنیمت کو حلال قرار دیا گیا ہے۔

(۴) میرے لئے ساری روئے زمین کو پاک کرنے والی (یعنی تیمم کا کام دینے والی) اور مسجد بنا دیا گیا ہے (یعنی چند ممنوعہ مقامات کے سوا جہاں چاہیں ہم نماز ادا کر سکتے ہیں۔)

(۵) مجھے سب لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ (جبکہ گذشتہ انبیاء کسی خاص قوم یا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاقے کی طرف مبعوث کئے جاتے تھے)

(۶) میرے ذریعے انبیاء کا سلسلہ مکمل کر دیا گیا ہے۔

(۲۲) عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نُكْمِلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعِينَ أُمَّةً نَحْنُ آخِرُهَا وَخَيْرُهَا۔ (السنن لابن ماجہ، کتاب الزہد باب صفتہ امتہ محمد ﷺ حدیث نمبر ۴۲۸۷)

بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ستر (بڑی امتوں) کی تعداد کو ہم پورا کریں گے۔ ہم ان سب سے آخر میں آئے ہیں، اور ہم سب سے افضل ہیں۔

(۲۳) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: نَحْنُ آخِرُ الْأُمَمِ وَأَوَّلُ مَنْ يُحَاسَبُ يُقَالُ: أَيْنَ الْأُمَّةُ الْأُمِّيَّةُ وَنَبِيُّهَا؟ نَحْنُ الْآخِرُونَ الْأَوَّلُونَ۔ (السنن الابن ماجہ، کتاب الزہد، باب صفۃ امتہ محمد ﷺ حدیث نمبر: ۴۲۹۰)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ہم تمام امتوں سے آخر میں آئے ہیں اور سب سے پہلے ہمارا حساب ہوگا۔ (اللہ کی طرف سے) کہا جائے گا کہ (اُمی نبی کی) اُمی امت اور ان کا نبی کہاں ہے؟ ہم سب سے آخر میں آئے ہیں اور سب سے آگے ہوں گے۔

(۲۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا۔ (صحیح بخاری، باب فرض الجمعۃ، حدیث نمبر: ۸۷۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ: ہم (دنیا میں) سب سے آخر میں آئے ہیں، قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے۔ صرف اتنی بات ہے کہ ان لوگوں کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی۔

(۲۵) عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ۔۔۔۔ فی حدیث طویل ۔۔۔۔
۔ وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔
(سنن ابی داؤد، کتاب الفتن، باب فی ذکر الفتن حدیث نمبر: ۴۲۴۴)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمت میں تیس کذاب نمودار ہوں گے۔ ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی (آنے والا) نہیں۔

(۲۶) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ۔ (جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب مناقب ابی حفص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ج ۴، ص ۳۱۵)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی (آنا) ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد افضل محمدی، مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث، حیدر آباد

ختم نبوت پر واقعاتی شواہد

محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ یہ عقیدہ قرآن و حدیث کی نصوص سے صراحتاً ثابت ہے۔ایک مسلمان کے نزدیک ثبوت دین کیلئے قرآن و حدیث کی نصوص کافی ہیں۔ لیکن یہ اللہ تعالی کی کمال شفقت ہے کہ ذات باری تعالی نے اصوبیات دین کو نصوص شرعیہ کے علاوہ واقعاتی شواہد سے بھی ثابت کیا ہے تاکہ مخلوق پر اتمام حجت ہو اور

لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنۢ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنۢ بَيِّنَةٍ (انفال ۴۲)

"تاکہ ہلاک ہونے والا اتمام حجت کے بعد ہلاک ہو اور زندہ رہنے والا بھی اتمام حجت کے بعد ہی جی سکے۔"

اسی طرح جب ہم محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک سے آج کے اس دور تک کی تاریخ پر غور کرتے ہیں تو ہمیں ایسے واقعاتی شواہد ضرور ملتے ہیں جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ہمارے اس مضمون کا مقصد انہی شواہد کا تذکرہ ہے۔ (۱)

سیدنا آدم علیہ السلام سے سیدنا عیسی بن مریم علیہا السلام تک تمام انبیاء نے فوت ہوتے وقت تنفیذ شریعت کی ذمہ داری اپنی امت کو سونپی لیکن مرور ایام کے ساتھ جب بعد والی نسلیں آتی گئیں تو تدریجاً شریعت میں بگاڑ پیدا ہوتا رہا اور چونکہ انبیاء کا سلسلہ جاری تھا اسلئے اللہ تعالی نے ان انبیاء کی شریعت کی دائمی حفاظت کا وعدہ نہیں فرمایا بلکہ اس امت کے شرعی قوانین کی حفاظت کی ذمہ داری علماء کے حوالے تھی۔ لہذا جب یہ بگاڑ اتنا ہو جاتا کہ شریعت کا اصل چہرہ مسخ ہو جاتا اور انسانیت ایک بار پھر شرک اور گمراہی کی آخری حدود کو چھونے لگتی تو ان حالات میں اللہ تعالی پھر کسی نبی یا رسول کو چنتا جو انسانیت کو اپنی اصل فطرت یعنی توحید اور معرفت الٰہی کا درس دینا شروع کر دیتا۔

لیکن چونکہ محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت ہمیشہ کیلئے نازل ہوئی تھی اس لئے اللہ تعالی نے

---

(۱) ان شواہد کی نشاندہی مطلوب ہے، تفصیل میں جانا مطلوب نہیں - محمدی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیامت تک اسکی حفاظت کا وعدہ فرمایا:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر۔۹)

"یہ شریعت ہم نے اتاری ہے اور ہم ہی اسکے نگہبان ہیں"

ہمارے سامنے اس وعدے کی حقیقت موجود ہے۔ چودہ صدیاں بیت چکی ہیں لیکن قرآن بغیر کسی ایک حرف کی تبدیلی کے اطراف عالم میں پڑھا جارہا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ سے آج تک اہل دنیا مستفید ہورہے ہیں۔ شریعت کی اسطرح مکمل حفاظت کیلئے اللہ تعالی نے کیا کیا اسباب پیدا فرمائے ان پر غور کریں:

(۱) خلفائے راشدین:

تمام انبیاء کو اللہ تعالی نے حواری (مددگار) عطا کئے تھے۔ لیکن حفاظت دین کیلئے جو کردار محمد رسول اللہ ﷺ کے حواریوں بالخصوص خلفائے راشدین نے ادا کیا وہ سابقہ انبیاء کے حواری ادا نہیں کرسکے تھے۔

آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں اپنے بعد سلسلہ خلافت کی صراحت فرمادی تھی۔ اب ہم جب ان خلفائے راشدین کے عہد خلافت پر غور کرتے ہیں تو خوب واضح ہوتا ہے کہ کس طرح انہوں نے اسلام کو اس وقت کی تمام بڑی طاقتور اقوام پر غالب کردیا اور یہ ہستیاں دنیا کے چاروں طرف شریعت محمدی کو نافذ کرتی چلی گئیں۔

پھر دوران خلافت دینی مسائل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی کوتاہی برداشت نہیں کی اور کسی شرعی حکم کے ثبوت کیلئے تحقیق اور تنقید کے ساتھ مشاورت کے تمام مراحل موجود تھے۔

خلافت صدیقی میں قرآن کے متفرق اجزاء ایک صحیفہ میں جمع ہوئے۔ اور بعد میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ہی لغت یعنی لغت قریش کے مطابق صحیفوں کو نافذ کرنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالی نے خلیفہ ثالث کے اس حکم کو پوری دنیا کے مسلمانوں کے اندر مکمل شرف قبولیت بخشا جو کہ حفاظت قرآن کا ایک واضح قرینہ ہے۔

فریضہ زکوۃ کے اسرار اور حکمتیں سمجھنے والے جانتے ہیں کہ اسلامی معاشرے کے امن واستحکام اور اعتدال کیلئے یہ فریضہ ایک بنیادی عنصر ہے۔ نبی ﷺ کی وفات کے بعد جلد ہی کچھ لوگوں نے اس فریضہ کا انکار کرکے ملت میں ایک زبردست فتنہ بپا کردیا۔ آپ اندازہ لگائیں کہ اگر بروقت تلوار صدیقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس فتنہ کا قلع قمع نہ کرتی تو اسلام کی مضبوط عمارت میں کتنی موٹی دراڑ پڑ چکی ہوتی۔ اسی طرح مسیلمہ کذاب کی تحریک کو کچلنے کیلئے خلیفہ اول ہی کا عزم مصمم تھا۔

اسکے ساتھ حفاظت حدیث کیلئے بالخصوص سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی سختیوں پر نظر دوڑائیں اور بالعموم صحابہ کے اہتمام کو صحیح تاریخ کے آئینہ میں دیکھیں۔ آپ ضرور کہیں گے کہ یہ وہ ابتدائی اسباب یا واقعاتی شواہد ہیں جنکی بناپر شریعت محمدی آج تک اسی طرح محفوظ ہے۔

(۲) مجدّدین ملت:

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جسطرح عہد نبوی سے ہم دور ہوتے جا رہے ہیں امت کی ایمانی کیفیت میں انحطاط بڑھتا جارہا ہے اور یہ ایک بدیہی امر ہے۔ ظاہر ہے زمانہ نزول وحی میں ایمان واعتقاد میں جو پختگی تھی وہ معیار بعد والے ادوار میں نہیں تھا بلکہ وقت کی رفتار کے ساتھ تنزل بڑھتا رہا ہے۔ لیکن چونکہ اللہ تعالی نے اس امت کے شرائع کو انتہائے دنیا تک زندہ رکھنا ہے اسلئے اللہ تعالی وقتاً فوقتاً ایسے افراد پیدا فرماتا رہا ہے جنہوں نے اپنے علم اور عمل سے امت کے روح ایمانی کو زندہ کئے رکھا ہے جس بناپر اہل اسلام میں کبھی مجموعی سقوط کی نوبت نہیں آسکی۔ محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ من یجدد لھا دینھا۔

”اللہ تعالیٰ اس امت کے اندر ہر صدی کے آخر میں ایسی شخصیات پیدا فرماتا رہے گا جو انکے دین کی تجدید کرتے رہیں گے“

(سنن ابی داؤد ۴۲۸۴، قال الالبانی رحمہ اللہ تعالی صحیح ، سلسلۃ الصحیحۃ ۵۹۹، صحیح الجامع الصغیر ۱۸۷۴ اخرجہ الحاکم فی المستدرک ۴-۵۲۲ من حدیث عبداللہ بن وھب- مکتبہ دار السلام)

اس حدیث کے تحت صاحب عون المعبود کی شرح کا خلاصہ:

”رأس المائۃ“ سے مراد صدی کا اول نہیں بلکہ آخر ہے۔ اسکی واضح دلیل یہ ہے کہ امام زہری، احمد بن حنبل اور دیگر متقدمین اور متأخرین ائمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ پہلی صدی کے آخر میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ مجدّد دین تھے جبکہ دوسری صدی کے آخر میں آنے والے مجدد امام شافعی رحمہ اللہ تھے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ۱۰۱ھ میں جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ ۲۰۴ھ میں فوت ہوئے۔

تجدید دین سے مراد ہے کتاب وسنت کے جو اعمال مدھم ہو چکے ہوں انہیں زندہ کرنا اور انکو نافذ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے ساتھ ساتھ جو بدعات اور خرافات ظاہر ہو چکی ہوں انہیں جڑ سے اکھیڑ دینا۔

- یہ ضروری نہیں کہ ہر صدی کے آخر میں کوئی ایک ہی مجدّد ہو بلکہ ایک سے زائد بھی ہو سکتے ہیں۔
- امام سیوطی مرقاۃ الصّعود میں لکھتے ہیں: اس حدیث کی صحت پر حفاظ کا اتفاق ہے جن میں حاکم، بیہقی، اور ابن حجر رحمہم اللہ شامل ہیں۔یہی بات امام علقمی نے شرح الجامع الصغیر میں اپنے شیخ سے نقل کی ہے۔
- امام سیوطی نے اپنے ایک منظومہ "تحفۃ المہتدین باخبار المجدّدین" میں اپنے وقت تک آنے والے مجدّدین کے نام گنوائے ہیں۔
- خود صاحب عون المعبود علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ نے اپنے علم کے مطابق تیرہویں صدی تک آنے والے مجدّدین کا ذکر کیا ہے۔(انتہیٰ ملخصاً)

تاریخ کے گذرے ہوئے شب وروز میں ان مجدّدین کا وجود ایک مشاہداتی ثبوت ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت قیامت تک افق عالم پر منوّر رہے گی۔وللہ الحمد

(۳) طائفہ منصورہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایاہے: لایزال من امتی امۃ قائمۃ بامراللہ لایضرّھم من کذبھم ولامن خذلھم حتّٰی یاتی امراللہ وھم علی کذالک۔(صحیح البخاری:۳۶۴۰،صحیح المسلم:۱۹۲۰)

"میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ اللہ کے دین پر قائم رہے گی۔انہیں جھٹلانے والے اور انکی معاونت ترک کرنے والے نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔اللہ کا امر (قیامت) آنے تک یہ لوگ اسی طرح (دین حق پر) قائم رہیں گے۔"

امام نووی رحمہ اللہ شرح مسلم میں اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ حدیث (صداقت نبوت کا) ایک کھلا معجزہ ہے۔اس لئے کہ اس صفت سے متصف ایک جماعت اللہ کے فضل سے نبی ﷺ کے زمانہ سے آج تک موجود رہی ہے اور حدیث میں مذکور اللہ کے امر (قیامت یا قُربِ قیامت) آنے تک یہ جماعت قائم رہے گی"۔

تاریخ گواہ ہے کہ ہر دور میں اہل حق موجود رہے ہیں جو تلوار، قلم اور زبان سے باطل کی مصنوعی عمارتوں کو ریت کی طرح بہاتے رہے ہیں اور باطل کبھی بھی اپنا زہر پوری امت میں پھیلا نہیں سکا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری نے اس جماعت کا مصداق اہل علم کو قرار دیا ہے۔ (۱) انکے شیخ علی بن عبداللہ المدینی نے اس جماعت سے اہل حدیث مراد لئے ہیں، (۲) جبکہ احمد بن حنبل کے الفاظ ہیں کہ اس جماعت کا مصداق اگر اہل حدیث نہیں تو پھر مجھے نہیں معلوم کہ اور کونسی جماعت ہو سکتی ہے۔ (۳)

یہ جماعت صحیح معنٰی میں محمد رسول اللہ ﷺ کی وارث ہے، ہر زمانہ میں انکا وجود ختم نبوت کی روشن دلیل ہے اوران شاءاللہ یہ لوگ قیامت تک میراث نبوت کا حق ادا کرتے رہیں گے۔

(۴) عملی تواتر:

محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو جو شعائر دینیہ عطا کئے وہ زمانہ صحابہ سے لے کر آج تک عملی صورت میں زندہ ہیں۔

ہر سال ہونے والے اجتماع حج کو دیکھیں، رمضان کے روزے اور عبادات، روزانہ پانچ وقتہ نماز، نظام زکوٰۃ، خرید وفروخت کے ضابطے، ازدواجی تعلقات کی قیود، افراد کے ایک دوسرے پر حقوق اوران کے آپس کی لین دین کے معاملات، غرض تمام اجتماعی اور انفرادی زندگی کے مظاہر زمانہ نبوی سے لے کرآج تک کلی یا جزوی طورپر موجود رہے ہیں۔

چودہ صدیوں کی اس تاریخ میں آپ ایسا کوئی دورانیہ تلاش نہیں کر سکتے جس میں کوئی دینی شعار مکمل طورپہ معطل ہو چکا ہو۔

محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت اطراف عالم میں آج تک جگمگا رہی ہے اور یہ روشنی قیامت تک کبھی مدھم نہ ہوگی۔

(۵) قرآن صحیفوں میں:

اللہ تعالٰی نے صحیفہ عثانی کو پوری دنیامیں قبولیت بخش کر حفاظت قرآن کاایک حسی سبب پیدافرمایا اور پھر یہ سلسلہ تواتر کے ساتھ آج تک جاری ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی صداقت نبوت کا یہ معجزہ

---

(۱) صحیح البخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب قول النبی ﷺ لاتزال طائفة ۔۔۔ الحدیث

(۲) جامع الترمذی، تحت رقم الحدیث ۲۱۹۲

(۳) علوم الحدیث للحاکم، الصفحہ: ۲ رقم: ۲ وسندہ حسن وصححہ ابن حجر فی فتح الباری تحت الحدیث ۷۳۱۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت سے لے کر اب تک تمام عالم کیلئے ایک ایسا چیلنج ہے جسکو تمام دنیا والے مل کر بھی توڑ نہیں سکتے ۔اور یہ چیلنج قیامت تک برقرار ہے۔

ہمارے پاس خاتم النبیین ﷺ پر نازل کردہ اس کتاب کا وجود شریعت محمدی کے دوام کیلئے ایک ایسی دلیل ہے جس سے انکار کرنا دن کی روشنی میں سورج سے انکار کرنے کے مترادف ہے۔

(۶) قرآن سینوں میں:

زمانۂ نزول قرآن سے لے کر آج تک ہر دور میں ان گنت سینے اس نور الٰہی کی حفاظت کرتے آرہے ہیں۔ کسی کتاب کو اوّل تا آخر حرف بہ حرف ایک ہی ترتیب سے لاکھوں کی تعداد میں انسانوں کا یاد رکھنا صرف قرآن حکیم کا خاصہ ہے۔ دنیا میں اس شرف کے ساتھ کوئی دوسری کتاب مشرف نہیں ہے۔

اگر غور کیا جائے تو حفاظت کا یہ سبب پہلے سبب سے زیادہ قوی ہے کیونکہ مکتوب کے بارے میں کسی حادثہ کی بناپر اسکے ختم ہو جانے کا فرضی تصور کیا جاسکتا ہے یا اس سے قہراً انسانیت کو دور رکھا جاسکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی اس امانت کو کروڑوں انسانوں کے سینوں سے چھینا نہیں جاسکتا۔

(۷) محدّثین:

محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث شریعت ہے اور سرچشمہ شریعت کی اہمیت کے پیش نظر صحابہ نے اسکی حفاظت میں کوئی کمی نہیں چھوڑی تھی۔ پھر تابعین اور انکے بعد محدثین کی جماعت نے اس سلسلہ کو آگے بڑھایا۔ نتیجتاً آج ہمارے پاس اللہ کے فضل سے ترکہ نبوت محفوظ ہے۔

تاریخ کے دائرہ میں محدثین کے مساعی پر نظر ڈالیں۔ سلسلہ سند اس امت کا خاصہ ہے اور اس سلسلہ کو سونے کی طرح کندن بنانے والی محدثین کی جماعت ہے جنہوں نے اپنی تمام توانائیاں صرف کرکے امت کو صحیح اور غیر صحیح اسانید میں فرق کرنے کیلئے ایک ایسا مستقیم پیمانہ عطا کیا ہے کہ منصف مزاج غیر مسلمین بھی مسلمانوں کے اس بیش بہا قیمتی خزانہ پر اپنے رشک اور حسرت کو چھپا نہیں سکے۔

کسی حدیث کے ثبوت کیلئے محدثین کی شرائط اور انکے انتہائی سخت اصولوں کا مطالعہ کیجئے۔ محدثین کے اصول سیسہ پلائی وہ آہنی دیوار ہے کہ یاجوج وماجوج کی شکل میں آنے والے کسی بھی باطل کیلئے یہ دیوار توڑنا تو درکنار ایک سوراخ تک نکالنا اسکی دسترس سے باہر ہے۔حتی یلج الجمل فی سم الخیاط۔

محدثین آسمان نبوت کے روشن ستارے ہیں۔ انہی ستاروں سے آسمان کی خوبصورتی کا راز کھلتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی ستارے بھٹکے ہوؤں کو منزل تک پہنچاتے ہیں اور یہ ستارے قیامت تک شیاطین کی دسترس کو محدود کرنے کیلئے آسمان کے محافظ ہیں اور جو شیطان اپنی سرکشی میں بدمست ہو کر آسمان کو چھونے کی کوشش کریگا اسے جلاتے رہیں گے۔

محدثین نے صداقت نبوت کے خزانوں کی کنجیاں امت کے سپرد کی ہیں جس بناپر آج تک اہل امت انوار نبوت کی روشنی سے مستفید ہو رہے ہیں۔ انہی محدثین نے اہل دنیا کے سامنے ایک ایسا معیار قائم کیا ہے کہ آج تک آسمان نبوت کو چھونے کی کوشش کرنے والے دجّالین کذّابین ذلیل ورسوا ہو کر رہتی دنیا کیلئے سامان عبرت مہیا کر رہے ہیں۔

واقعتا محدّثین کا وجود محمد رسول اللہ ﷺ کی دوام نبوت کیلئے ایک صریح علامت ہے۔

(۸) جوامع الکلم:

آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

بعثت بجوامع الکلم۔۔۔ الحدیث

"میں جامع معانی الفاظ دیکر بھیجا گیا ہوں۔" (صحیح البخاری ۷۰۱۳، صحیح المسلم ۵۲۳)

یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو قوت گویائی اور فصاحت وبلاغت کا وہ ملکہ عطا کیا تھا کہ بہت ساری معانی، حکمتیں، اوامر ونواہی اور حلال وحرام کے ساتھ دیگر احکام کی تعیین کیلئے آپکی زبانِ اقدس سے نکلنے والے چند الفاظ ہی کافی تھے۔

جوامع الکلم آپ ﷺ کے ان چھ خواص میں سے ایک ہے جو آپ ﷺ سے پہلے کسی اور نبی یا رسول کو نہیں ملے جیسا کہ حدیث مذکور میں یہ صراحت موجود ہے۔

دنیا کے حالات تیزی سے بدل رہے ہیں؛ مختلف نوعیات کے نت نئے مسائل سامنے آرہے ہیں۔ اب تک پہنچنے والی سائنس اور میڈیا کی ترقی نے وہ سامان بہم عطا کیا ہے کہ کچھ صدیاں قبل انسانی ذہن میں اسکا تصور بھی نہیں تھا۔ لیکن اس سب کچھ کے باوصف محمد رسول اللہ ﷺ کے ورثاء اہل علم ہر دور میں ان تمام جدید مسائل کا شرعی حل قرآن وحدیث سے ہی نکال کرامت محمدیہ کی رہنمائی کرتے رہے ہیں۔ یہ سب جوامع الکلم کی برکتیں ہیں جو کہ آپ ﷺ کا قیامت تک رہنے والا ایک ایسا معجزہ ہے کہ امت کو کبھی کسی دوسری یا نئی شریعت کی ضرورت نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں ان مسلمانوں کو بھی اپنے نظریہ پر غور و تفکر کرنے کی مخلصانہ دعوت ہے جو زبان سے محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی یہ الفاظ دوہراتے تھکتے نہیں کہ "آپ تمام شرعی مسائل قرآن وحدیث سے حل نہیں کر سکتے۔"

اللہ عزوجل کی قسم ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم کرنے والا کوئی بھی مسلمان اس طرح کا دعویٰ قطعاً نہیں کر سکتا کیونکہ اس دعوی کا مقصد ہی یہی ہے کہ قرآن وحدیث ناقص ہیں۔اعاذنا اللہ منہ

تنبیہ:

اجماع اور قیاس کے شرعی دلائل ہونے کی تصدیق قرآن و حدیث میں موجود ہے۔ تفصیل کیلئے الدکتور عبدالکریم زیدان کی "الوجیز فی اصول الفقه" میں "اجماع" اور "قیاس" کی بحث دیکھیں۔

لہٰذا شریعت کے اصل مأخذ قرآن وحدیث ہیں جبکہ اجماع اور قیاس انکی فرع ہیں۔

(۹) مکمل ضابطہ حیات:

انسانی زندگی خواہ اجتماعی ہو یا انفرادی، شریعت اسلام نے اسکے تمام زاویوں کے متعلق رہنمائی کی ہے۔ضروریات زندگی کا ایسا کوئی ایک پہلو بھی نہیں جس سے شریعت نے صرف نظر برتا ہو۔

انسانی فطرت کے کیا تقاضے ہیں؟ بقائے انسانیت کا راز کیا ہے؟ اسکی فلاح و بہبود کن اصولوں میں مضمر ہے؟ اسکے خاندانی، علاقائی اور ملکی سطح پر روابط اور معاملات کس دائرہ کار کے تحت ہونے چاہییں؟ ایسی کوئی راہ اعتدال ہے جسکے تحت ایک انسان اپنی توانائیاں اس انداز میں صرف کرتا جائے کہ جہاں اپنے ذاتی فوائد حاصل ہو رہے ہوں وہاں باقی انسان اسکی سرگرمیوں کے نتیجہ میں کسی بھی قسم کے ... سے محفوظ ہوں؟

اگر آپ محمد رسول اللہ ﷺ کے دئے گئے دین کے مقاصد اور اسرار کا انہماک سے مطالعہ کریں تو ان تمام سوالوں کا جواب میسر ہو گا۔

اسلام نے جہاں ایک مسلمان کو اپنے رب کے ساتھ منسلک رہنے کیلئے کچھ عبادات کا پابند بنایا ہے اسکو حصول دنیا سے مطلقاً منع بھی نہیں کیا ہے۔نہ اتنا بے جا تشدد ہے کہ انسان اکتا کر متنفر ہو جائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نہ ہی اتنی آزادی ہے کہ کوئی شخص مطلق العنان ہو کر اپنے خالق حقیقی کی حاکمیت اپنی نفس کے تابع کر دے اور وہ اپنی چیرہ دستیوں سے باقی انسانوں کا جینا دوبھر کر دے۔

بتایئے کیا اس نظام میں کہیں نقطہ کے برابر بھی کوئی کمی ہے کہ جسکی تکمیل کیلئے ہم کسی اور ضابطے کے منتظر ہوں؟

محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپکے دیئے گئے منہاج زندگی کے بعد کسی نئے نظام کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔

تنبیہ:

نزول عیسیٰ علیہ السلام اور خروج مہدی کا مقصد شریعت محمدی کو پوری دنیا میں عملاً نافذ کرنا ہے نہ کہ اسکے اصول و قوانین میں ردوبدل کرنا۔ لہذا نزول عیسیٰ علیہ السلام اور خروج مہدی حقیقتاً محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کے شواہد میں سے ہیں۔

(۱۰) مدّعین نبوت:

عقید طحاویہ کے شارح قاضی علی بن علی الدمشقی صفحہ: ۹۴ (مہذب) پر ختم نبوت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"لان اللہ تعالیٰ لما اخبرانہ خاتم النبیین فمن المحال ان یاتی مدع یدعی النبوۃ ولا تظہر امارۃ کذبہ فی دعواہ"

"چونکہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ پر سلسلہ نبوت کے ختم ہونے کا اعلان کر دیا ہے لہذا یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے اور لوگوں کے سامنے اس شخص کے جھوٹے ہونے کی علامات ظاہر نہ ہوں"

قاضی علی بن علی رحمہ اللہ کی یہ بات سو فیصد درست ہے۔ اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب سے لے کر مرزا غلام احمد قادیانی اور خود کو گوہر شاہی بلوانے والے ریاض احمد تک، ان تمام مدعین نبوت کے حالات زندگی اور انجام زندگی کو دیکھیں۔ کیا ان لوگوں کا تقابل سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر سیدنا محمد ﷺ تک آنے والے تمام انبیاء میں سے کسی ایک نبی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے؟ ان تمام انبیاء کی زندگی باقی انسانوں کیلئے اسوۂ حسنہ تھی، اللہ تعالیٰ نے انکو بے داغ سیرت سے نوازا تھا۔ انکی زندگی میں دنیاوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرص کا کوئی شائبہ تک نہیں پایا جاسکتا۔ وہ اپنے افعال سے اپنے اقوال کی تصدیق کرنے والے تھے۔ انبیاء ہمیشہ دلائل کے میدان میں مخالفین پر غالب رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مختلف معجزات کے ذریعے انکی صداقت کا اعلان کیا ہے۔

کیا ان میں سے کوئی صفت نبوت کا دعویٰ کرنے والے ان کذابین کی زندگی میں آپکو ملتی ہے؟ انبیاء کی صفات تو دور کی بات ہے الٹا ان لوگوں نے اپنی زندگی کو ایسی غلیظ حرکتوں سے پاٹ دیا ہے جن کے تصور سے ایک عام انسان کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ بذات خود یہی مدّعین محمد رسول اللہ ﷺ پر ختم نبوت کی تصدیق کیلئے نمونہ عبرت ہیں اور امت محمدیہ کے اس عقیدہ میں انہیں کذابین نے پختگی کی ایک اور گانٹھ باندھ دی ہے کہ:

آمنہ کے بعد آج تک کسی ماں نے ایسا کامل انسان نہیں جنا جو انسانیت کی تمام صفات حسنہ میں مقتدیٰ ہو۔ وہ عظیم انسان جسکا بولنا شریعت ہو تو خاموشی بھی شریعت، جسکا تبسم دین سمجھا جائے تو آنسو بھی دین۔ جس طرح اسکے سرور سے شریعت بنتی جائے تو اس عظیم ہستی کے غصہ سے بھی قوانین شریعت جڑتے جائیں۔ جسکا جاگنا شریعت ہو تو سونا بھی شریعت، وہ کھائے تو شریعت بنے، پیئے تو شریعت بنے؛ یہاں تک کہ اس مقدّس ذات کا حاجت انسانی کیلئے اٹھنے والا ایک ایک قدم بھی آثار شریعت بنتا جائے۔

آمنہ کے بعد آج تک کسی ماں نے ایسا کامل انسان نہیں جنا جو اُمی تھا مگر علم کا ایک بے کراں سمندر چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہوا۔ جسکی زندگی کا ایک ایک لمحہ ایک طویل عرصہ گذرنے کے باوجود صاف و شفاف آئینہ کی طرح چمک رہا ہے۔ چودھویں کے چاند کی طرح جو زمین سے ہزاروں میل دور ہونے کے باوصف اپنا نور تمام اہل زمین پر بکھیر رہا ہوتا ہے، البتہ اس چاند میں بھی ایک نقص ہے کہ چند گھنٹوں بعد یہ چھپ جاتا ہے لیکن میرے پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ کا نور شریعت قیامت کی دیواروں تک اپنی تجلیاں بکھیرتا رہے گا۔ جی ہاں! آمنہ کے بعد آج تک کسی ماں نے ایسا کامل انسان نہیں جنا ------------ محبت اور عقیدت کے یہ چند الفاظ سینچنے والے میرے اس قلم کو آنسو بہانے کیلئے آنکھیں نہیں ہیں!

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا
وَاتَّبِعُونِ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ

حیات سیدنا مسیح علیہ السلام

Monthly **MUHADDIS** Lahore
99-J Model Town, Lahore-54700
Phone 5866476, 5866396

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو حمزہ پروفیسر سعید مجتبیٰ السعیدی، فاضل مدینہ یونیورسٹی

حیات سیدنا مسیح علیہ السلام

مسیح ہدایت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو جسد عنصری کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھائے جانے اور قیامت کے قریب ان کے زمین پر نزول فرما ہونے کی تحقیق وتفصیل

امت مسلمہ کا مسلّمہ عقیدہ

امت مسلمہ کے بنیادی عقائد میں سے ایک مسلمہ عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو جسد عنصری کے ساتھ زندہ حالت میں آسمانوں کی طرف اٹھالیا تھا۔ وہ چوتھے آسمان پر اسی حالت و کیفیت میں موجود ہیں۔ قیامت سے پہلے جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا آپ زمین پر ایک عادل حاکم کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔

پس منظر

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھائے جانے کی وجہ معلوم کرنے کے لیے ہمیں بالاختصار ان کی زندگی کا جائزہ لینا ہوگا۔ تاکہ ساری بات خوب ذہن نشین ہو سکے۔

مختصر احوال

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر اور اولوالعزم رسولوں میں سے ہیں۔ جس طرح ہمارے رسول محمد ﷺ پوری انسانیت کیلئے خاتم النبیین ہیں اسی طرح سیدنا عیسیٰ علیہ السلام انبیائے بنی اسرائیل کے خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں۔

خصوصیت

آپ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے معجزانہ طور پر آپ کو والد کے بغیر صرف بطن مادر سے پیدا فرمایا۔

حلیہ مبارکہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ معراج کے موقعہ پر میری عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ ان کا قد درمیانہ اور رنگت سرخ وسفید تھی۔ بدن اس قدر صاف اور اجلا تھا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی نہا کر فارغ ہوئے ہیں۔ آپ کی زلفیں کندھوں تک دراز تھیں۔

دین کی تبلیغ و اشاعت میں انہماک

آپ نے نہ شادی کی اور نہ بود وماند کے لیے گھر بنایا۔ قریہ قریہ، گاؤں گاؤں گھومتے پھرتے، اللہ کا دین پھیلاتے اور دین حق کی دعوت و تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے۔ جہاں رات ہو جاتی وہیں کسی سامانِ راحت کے بغیر شب بسر کر لیتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چونکہ ذات اقدس سے اللہ کی مخلوق کی جسمانی و روحانی شفایابی ہوتی تھی۔ اس لیئے آپ جدھر جاتے لوگوں کا انبوہ عقیدت سے جمع ہو جاتا اور وہ والہانہ محبت کے ساتھ ان پر نثار ہونے کو تیار رہتا۔

یہود کی عداوت اور سازش

یہود کو اس دعوت حق کے ساتھ جو عناد تھا اس نے آپ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو انتہائی حسد اور سخت خطرے کی نگاہ سے دیکھا۔

جب ان کے مسخ شدہ قلوب کسی بھی طرح اسے برداشت نہ کر سکے تو ان کے سرداروں اور مذہبی پیشوائوں نے ان کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔ طے پایا کہ ان کے خلاف جیسے بھی ممکن ہو کامیابی حاصل کی جائے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ بادشاہِ وقت کو ان کے خلاف مشتعل کر کے ان کو تختہ دار پر لٹکا دیا جائے۔

چنانچہ انہوں نے بادشاہ کے حضور شکایت کی کہ عالی جاہ!

یہ شخص نہ صرف ہمارے مذہب کے لیے بلکہ آپ کی حکومت واقتدار کے لئے بھی خطرے کا نشان ہے۔ انہوں نے بہت سی باتیں بنا کر بادشاہ کو آمادہ کر لیا کہ مسیح علیہ السلام کو گرفتار کر کے شاہی دربار میں مجرم کی حیثیت سے پیش کیا جائے۔

اب وہ کسی ایسے مناسب موقع کی تاک میں رہنے لگے کہ ان کو کسی خلوت وتنہائی کے ایسے موقع پر گرفتار کیا جائے کہ عام لوگوں میں ہیجان پیدا نہ ہو۔ ادھر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کی مخالفت اور ریشہ دوانیوں کا احساس ہوا اور انہیں یقین ہو گیا کہ اب بنی اسرائیل کے کفر وعناد اور مخالفت کی سرگرمیاں اس حد تک بڑھ گئی ہیں کہ وہ میرے قتل کے درپے ہیں۔ تو انہوں نے اپنے حواریوں کو ایک مکان میں جمع کیا اور ساری صورت حال ان کے سامنے رکھی اور ان کو بتلایا کہ امتحان کی گھڑی سر پر ہے۔ کڑی آزمائش کا وقت ہے۔ حق کو مٹانے کی سازشیں عروج پر ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب میں تمہارے درمیان زیادہ عرصہ نہیں رہ سکوں گا۔

اس لئے میرے بعد دین حق پر استقامت، اس کی نشر واشاعت اور نصرت کی ذمہ داری تم لوگوں کے ساتھ وابستہ ہونے والی ہے۔ بتلاؤ کہ اللہ کی راہ میں تم میں سے کون کون وفادار مددگار ہے۔ سب حواریوں نے ایمانی جوش وصداقت سے جواب دیا کہ ہم سب اللہ کے دین کے وفادار ومددگار ہیں۔ ہم دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اپنی ایمانی صداقت پر آپ کو گواہ ٹھہراتے ہیں اور یہ کہنے کے بعد اپنی بات کو یہیں ختم نہیں کر دیا بلکہ اللہ تعالیٰ سے بھی دعا کی کہ یااللہ! ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں تو ہمیں اس پر استقامت عطا فرما، اور ہمیں اپنے دین کے مددگاروں میں شامل کر لے۔ انہی حالات کی طرف قرآن مجید کی درج ذیل آیات میں اشارہ کیا گیا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ (52) رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ (53) (آل عمران)

جب عیسیٰ علیہ السلام نے محسوس کیا کہ بنی اسرائیل کفر وانکار پر آمادہ ہیں تو انہوں نے کہا اللہ کی راہ میں کون میرا مددگار ہوگا؟ حواریوں نے جواب دیا کہ ہم ہیں اللہ کے دین کے مددگار۔ ہم اللہ پر ایمان لائے،۔ آپ گواہ رہیں کہ ہم اللہ کے آگے سر جھکانے والے ہیں اے ہمارے رب! تونے جو فرمان نازل کیا ہم نے اسے مان لیا اور رسول کی پیروی کی۔ تو ہمارے نام گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔

نیز ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ فَآمَنَت طَّائِفَةٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَت طَّائِفَةٌ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ (14) (الصف)

ترجمہ:۔ ایمان والو! اللہ کے دین کے مددگار بن جاؤ جس طرح عیسیٰ بن مریم نے اپنے حواریوں سے کہا تھا: کون ہے اللہ کی طرف بلانے میں میرا مددگار؟ حواریوں نے جواب دیا تھا ہم ہیں اللہ کے دین کے مددگار۔ بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لے آیا اور دوسرے گروہ نے انکار کر دیا تھا۔ پھر ہم نے ایمان لانے والوں کی ان کے دشمن کے مقابلے میں مدد کی اور وہی غالب رہے۔

اللہ تعالیٰ نے واضح کیا کہ جب یہ لوگ اپنی خفیہ تدبیروں میں سرگرم عمل تھے تب ہم نے بھی اپنی قدرت کاملہ سے فیصلہ کر لیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ان مخالفین کی کوئی تدبیر کامیاب نہ ہونے دی جائے گی۔

جیسا کہ ارشاد ہے:

وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ (54) (آل عمران)

اور بنی اسرائیل نے عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف خفیہ تدبیریں کیں۔ ان کے بالمقابل اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی خفیہ تدبیر کی اور ایسی تدبیروں میں اللہ سب سے بڑھ کر ہے۔

آخر بنی اسرائیل کے کاہنوں اور سرداروں نے عیسیٰ علیہ السلام کا ایک بند مکان میں محاصرہ کر لیا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو بشارت دی کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں میں آپ کو پوری طرح اپنی حفاظت میں لے لوں گا۔ اور آپ پوری عمر پائیں گے اور یہ لوگ آپ کو قتل نہیں کر سکیں گے اور میں آپ کو کافروں (بنی اسرائیل) کے شر سے محفوظ رکھوں گا اور آپ کی پیروی کرنے والوں کو آپ کے معاندین و مخالفین پر قیامت تک کے لئے غلبہ دوں گا پھر سب کو میری طرف ہی آنا ہے۔ پھر میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان سب باتوں کے بارے میں فیصلے کر دوں گا جن میں آج تم جھگڑ رہے ہو۔

جیسا کہ ارشاد ہے:۔

إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ (55) (آل عمران)

اور جب اللہ تعالیٰ نے کہا اے عیسیٰ! میں آپ کو پوری طرح اپنی حفاظت میں لینے والا اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور جن لوگوں نے آپ کا انکار کیا ہے میں آپ کو ان کی معیت اور ان کے گندے ماحول سے آپ کو پاک کرنے والا ہوں۔ اور آپ کی پیروی کرنے والوں کو قیامت تک ان لوگوں پر بالادست رکھوں گا جنہوں نے آپ کا انکار کیا ہے پھر آخر کار تم سب نے میری طرف ہی آنا ہے اس وقت میں ان باتوں کا فیصلہ کروں گا جن کے متعلق تمہارے درمیان اختلاف رہا۔

حوارین عیسیٰ علیہ السلام کے ان پیروکاروں کو کہا جاتا ہے جو ان پر ایمان لائے اور ان کے ساتھی اور مددگار بنے۔ ان کی تعداد ۱۲ بیان کی جاتی ہے (احسن البیان ص:۳۳۶)

یہود کی سازش، اس کی ناکامی اور اللہ تعالیٰ کی خفیہ حفاظتی تدبیر

جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کی سازش کا پتہ چلا تو انہوں نے اپنے حواریوں کو جن کی تعداد ۱۲ یا سترہ تھی جمع کیا اور فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی میری جگہ قتل ہونے کے لئے تیار ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی شکل وصورت مجھ جیسی بنا دی جائے۔ ایک نوجوان اس کے لیے تیار ہو گیا۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام کو وہاں سے اٹھا لیا گیا۔ بعد میں یہودی آئے اور انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے ہم شکل اس نوجوان کو لے جا کر سولی پر چڑھا دیا۔

یہودی یہ سمجھتے رہے کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو سولی چڑھا دیا ہے۔ درآں حالیکہ عیسیٰ علیہ السلام وہاں موجود ہی نہ تھے۔ وہ جسم عنصری کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھا لئے گئے۔ (تفسیر ابن کثیر، تفسیر فتح القدیر، تفسیر احسن البیان ص: ۲۷۲ حاشیہ ۲)

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا (157) بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (158) وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا (159) (النساء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اور ہم نے بنی اسرائیل پر اس لئے بھی لعنت کی کہ) انہوں نے کہا کہ ہم نے مسیح، اللہ کے رسول عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا ہے۔ حالانکہ فی الواقع انہوں نے نہ تو اس کو قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا بلکہ ان پر معاملہ مشتبہ کر دیا گیا تھا اور جن لوگوں نے ان کے بارے میں اختلاف کیا ہے وہ بھی دراصل شک میں مبتلا ہیں۔ اس کے بارے میں ان کے پاس کوئی حتمی علم نہیں ہے بلکہ وہ محض گمان کی پیروی کر رہے ہیں۔ یقیناً انہوں نے مسیح کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اللہ زبر دست طاقت رکھنے والا اور صاحب حکمت ہے اور اہل کتاب میں سے کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جو اس کی یعنی مسیح علیہ السلام کی دفات سے پہلے پہلے ان پر ایمان نہ لے آئے گا اور وہ (مسیح) قیامت کے دن ان لوگوں کے خلاف گواہ ہوگا۔

مولانا مودودی صاحب رقم طراز ہیں:

کہ ان آیات میں اختلاف کرنے والوں سے عیسائی مراد ہیں۔ ان میں مسیح علیہ السلام کے مصلوب ہونے پر کوئی ایک متفق علیہ قول نہیں ہے بلکہ بیسیوں اقوال ہیں۔ جن کی کثرت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اصل حقیقت ان کے لئے مشتبہ ہی رہی۔

ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ صلیب پر جسے چڑھایا گیا وہ مسیح نہ تھا بلکہ مسیح کی شکل میں کوئی اور تھا جسے یہودی اور رومی سپاہی ذلت کے ساتھ صلیب دے رہے تھے اور مسیح وہیں کہیں کھڑا ان کی حماقت پر ہنس رہا تھا۔

کوئی کہتا ہے کہ صلیب پر چڑھایا تو مسیح ہی کو گیا تھا مگر ان کی وفات صلیب پر نہیں ہوئی بلکہ ان کو صلیب سے اتارے جانے کے بعد ان میں جان باقی تھی۔

کوئی کہتا ہے کہ انہوں نے صلیب پر وفات پائی۔ پھر وہ جی اٹھے اور کم و بیش دس مرتبہ اپنے مختلف حواریوں سے ملے اور باتیں کیں۔

کوئی کہتا ہے کہ صلیب والی موت مسیح کے جسم پر واقع ہوئی اور وہ دفن ہوا مگر الوہیت کی روح جو اس میں تھی وہ اٹھالی گئی۔

کوئی کہتا ہے کہ مرنے کے بعد مسیح علیہ السلام جسم سمیت زندہ ہوئے اور جسم سمیت اٹھالئے گئے۔ ظاہر ہے کہ ان لوگوں کے پاس حقیقت کا علم ہوتا تو اتنی مختلف باتیں ان میں مشہور نہ ہوتیں۔ (تفہیم القرآن سورۃ النساء حاشیہ نمبر ۱۹۴)

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

"عیسیٰ علیہ السلام کے ہم شکل کو قتل کرنے کے بعد ایک گروہ تو یہ کہتا رہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا گیا جب کہ دوسرا گروہ جسے یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ مصلوب شخص عیسیٰ علیہ السلام نہیں بلکہ کوئی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ وہ ان کے قتل اور مصلوب ہونے کا انکار کرتا رہا۔"

بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اوپر جاتے ہوئے دیکھا بھی تھا۔

بعض کہتے ہیں کہ ان کے اس اختلاف سے وہ اختلاف مراد ہے جو خود عیسائیوں کے نسطورہ فرقے نے کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام جسم کے لحاظ سے تو سولی دے دیئے گئے لیکن لاہوتی (خدائی) اعتبار سے نہیں۔

ملکانیہ فرقے نے کہا کہ یہ قتل و صلب، ناسوت (انسانی اور جسمانی) اور لاہوت (خدائی) دونوں اعتبار سے مکمل ہوا ہے۔ (فتح القدیر) بہر حال وہ لوگ اختلاف، تردّد اور شک کے شکار رہے۔ (احسن البیان ص: ۲۷۲، حاشیہ ۳)

اس ساری تفصیل سے واضح ہو گیا کہ یہودی، عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے یا سولی چڑھانے میں کامیاب نہ ہو سکے (احسن البیان ص: ۲۷۲ حاشیہ ۱)

یہ آیات نص صریح ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ حالت میں آسمان پر اٹھا لیا تھا۔ (احسن البیان ص: ۲۷۲ حاشیہ ۴)

ابو رجاء رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حسن رحمہ اللہ نے: وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔الخ

کی تفسیر میں فرمایا کہ: "عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے پہلے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے اور وہ اس وقت اللہ تعالیٰ کے ہاں (آسمانوں پر) زندہ موجود ہیں۔ جب وہ زمین پر نزول ہوں گے تو سب لوگ ان پر ایمان لے آئیں گے۔" (تفسیر ابن کثیر، جلد ۱، ص: ۵۷۶)

ایک شخص نے حسن بصری رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ: وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔الخ کی تفسیر کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھا لیا تھا وہ قیامت سے پہلے ان کو زمین پر بھیجے گا اور پھر سب مومن و فاجر ان پر ایمان لے آئیں گے۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۱ ص: ۵۷۶)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اگر کسی یہودی پر تلوار کا وار بھی کیا گیا تو جب تک وہ ایمان نہ لائے گا اس کی روح نہ نکلے گی۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۱ ص: ۵۷۶)

نیز سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے جو انعامات کئے ان کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ان سے یہ بھی فرمائے گا:

تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا

تو لوگوں سے گہوارے میں بھی بات کرتا تھا اور بڑی عمر کو پہنچ کر بھی۔

گہوارے میں آپ کا لوگوں سے بات کرنا خرق عادت اور آپ کا معجزہ تھا۔ کسی کا بڑی عمر میں بات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کا بڑی عمر میں لوگوں سے ہم کلام ہونا اور باتیں کرنا اسی صورت میں مختلف ہو سکتا ہے کہ آپ مدت مدید کے بعد تشریف لا کر لوگوں سے باتیں کریں۔

عیسیٰ علیہ السلام پر کئے گئے انعامات کے ضمن میں ہی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے یہ بھی فرمائے گا:

وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنْكَ إِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ (110) (المائدہ)

اور یاد کرو جب میں نے بنی اسرائیل کے شر سے اور برے ارادوں سے آپ کو محفوظ رکھا جب آپ ان کے پاس واضح دلائل لے کر آئے تھے تو ان میں سے منکرین حق نے کہا تھا کہ یہ سب جادوگری کے سوا کچھ نہیں۔

خلاصۃ المرام ایں کہ اس پوری تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہود نے اللہ کے جلیل القدر رسول، روح اللہ نبی، المسیح عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اپنے رسول کو زندہ حالت میں جسد عنصری کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھا کر ان کو بچا لیا اور ان کے دشمن ناکام و نامراد رہے۔ عیسیٰ علیہ السلام سے متعلقہ مذکورۃ الصدر آیات کے مندرجہ ذیل فقرات قابل ملاحظہ ہیں۔

۱۔ مَكَرُوا وَمَكَرَ اللهُ۔۔۔لوگوں نے الٰہ کے خلاف سازشیں کیں اور ان کے بالمقابل اللہ نے بھی اپنی خفیہ تدبیر کی۔

۲۔ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ۔ اے عیسیٰ میں آپ کو پوری طرح اپنی حفاظت میں لینے والا ہوں۔

۳۔ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ۔ اور آپ کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔

۴۔ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا۔ آپ کو ان لوگوں کی معیت اور ان کے گندے ماحول سے پاک کرنے والا ہوں۔

۵۔ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ

(اور ہم نے بنی اسرائیل پر اس لئے بھی لعنت کی کہ) انہوں نے کہا کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح، عیسیٰ بن مریم، کو قتل کر دیا ہے حالانکہ فی الواقع انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا بلکہ ان پر معاملہ مشتبہ کر دیا گیا تھا۔

۶۔ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللهُ إِلَيْهِ۔

ان لوگوں نے یقیناً ان کو قتل نہیں کیا بلکہ ان کو تو اللہ نے اپنی طرف اٹھا لیا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا۔ اور اللہ زبردست غالب حکمت والا ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ذکر کرنے کے بعد ان الفاظ کا ذکر کرنا واضح ثبوت ہے کہ اس واقعہ سے اللہ تعالیٰ کی قدرت قاہرہ اور حکمت بالغہ کا غیر معمولی ظہور ہوا۔

۸۔ وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ۔ الخ

اور تمام اہل کتاب مسیح کی وفات سے پہلے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے۔

۹۔ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۔ تو لوگوں سے گھوارے میں اور بڑی عمر میں پہنچ کر بھی باتیں کرتا تھا۔

۱۰۔ وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ عَنْكَ

اور یاد کرو جب میں نے آپ کو بنی اسرائیل کے شر سے بچایا۔

نیز قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَإِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (61)

اور یقینا عیسیٰ علیہ السلام (کا نزول فرماہونا) علامات قیامت میں سے ہے تم اس (قیامت) کے بارے میں تردّد نہ کرو اور میری پیروی کرو۔ یہی سیدھا (صحیح) راستہ ہے۔ اکثر مفسرین کے نزدیک اس کا مطلب ہے کہ قیامت کے قریب ان کا آسمان سے نزول ہوگا۔ جیسا کہ صحیح اور متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ ان کا یہ نزول اس بات کی علامت ہوگا کہ اب قیامت قریب ہے۔ (احسن البیان۔ ص:۱۳۹، حاشیہ ۱)

قرآن کریم کی یہ تمام آیات نص صریح ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ حالت میں آسمان پر اٹھالیا تھا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کے احوال میں مناسبت ومشابہت۔

عیسیٰ علیہ السلام

(۱) عیسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان کی مخالفت اور تکذیب کی۔

(۲) عیسیٰ علیہ السلام کے معاندین نے ان کو قتل کرنے کی سازش کی اور مکان کا محاصرہ کیا۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو دشمن کے شر سے محفوظ رکھا۔

(۴) عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے زمین سے آسمان کی طرف ہجرت کر گئے۔

(۵) عیسیٰ علیہ السلام اپنی دعوت دنیا تک پہنچا چکے تھے۔ اس لئے ان کو ہجرت ارضی کے بجائے سماوی ہجرت پیش آئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۶) عیسیٰ علیہ السلام اپنے دور کے مسیح ضلالت (دجال) کو قتل کریں گے۔

(۷) عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اسی شہر دمشق میں ہوگا جہاں سے اپنی قوم کی سازشوں کے نتیجے میں ان کو سماوی ہجرت پیش آئی تھی۔

محمد رسول اللہ ﷺ

(۱) محمد ﷺ کی قوم نے بھی ان کی تکذیب کی اور مخالفت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

(۲) محمد ﷺ کے ساتھ بھی بعینہ یہی صورت حال پیش آئی۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی بھی مکمل حفاظت فرمائی۔

(۴) محمد ﷺ نے بھی اللہ کے حکم سے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔

(۵) آپ ﷺ کی بعثت عامہ تھی۔ دین کی تبلیغ کے سلسلہ میں آپ کا کام ابھی باقی تھا اور کرہ ارض پر آپ کا قیام ضروری تھا اس لئے آپ کو مدینہ منورہ کی طرف ارضی ہجرت پیش آئی۔

(۶) آپ نے اپنے مخالف امیہ بن خلف کو اپنے نیزے کے وار سے جہنم رسید کیا۔

(۷) محمد ﷺ کو بھی ہجرت کے بعد فتح مکہ کی صورت میں اپنے وطن پر قدرت و غلبہ عطا فرمایا گیا تھا۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام، احادیث کی روشنی میں

(۱) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، عنقریب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تمہارے درمیان ایک عادل حکمران کی حیثیت سے نزول فرما ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑ کر (اسکا خاتمہ کر) ڈالیں گے۔ خنزیر کو قتل کر دیں گے۔ جزیہ کو ختم کر دیں گے۔ اور مال و دولت کی اس قدر ریل پیل ہو جائے گی کہ کوئی اسے لینے کو تیار نہ ہوگا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم چاہو تو یہ آیت پڑھ کر دیکھ لو:

وَإِنۡ مِنۡ أَهۡلِ الۡكِتَابِ إِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهِۦ قَبۡلَ مَوۡتِهِۦ وَيَوۡمَ الۡقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيدًا (159) (النساء)

اور اہل کتاب میں سے کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جو اس کی یعنی مسیح علیہ السلام کی وفات سے پہلے پہلے ان پر ایمان نہ لے آئے گا اور وہ (مسیح) قیامت کے دن ان لوگوں کے خلاف گواہ ہوگا۔ (صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، حدیث: ۳۴۴۸۔ باب نزول عیسیٰ بن مریم صحیح مسلم، باب بیان نزول عیسیٰ بن مریم حاکماً)

(۲) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کی قسم عیسیٰ بن مریم ایک عادل حکمران کی حیثیت سے تشریف لائیں گے۔ وہ صلیب کو توڑ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر اس کا خاتمہ کر دیں گے۔ خنزیر کو قتل کرڈالیں گے، جزیہ کا خاتمہ کر دیں گے۔ اونٹوں کا استعمال متروک ہو جائے گا، اور ان پر سواری یا بار برداری نہ ہوگی، لوگوں کا آپس میں غصہ، ناراضگی اور بغض و عناد بالکل ختم ہو جائے گا۔ وہ مال و دولت کے لئے لوگوں کو اپنی طرف بلائیں گے تو دولت کی کثرت کی وجہ سے کوئی آدمی دولت لینے کے لئے آمادہ نہ ہوگا۔" (صحیح مسلم، باب بیان نزول عیسیٰ بن مریم حاکماً)

(۳) سیدنا حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن ہم آپس میں قیامت کے متعلق گفتگو کر رہے تھے کہ نبی ﷺ تشریف لائے آپ نے دریافت فرمایا: کیسا مذاکرہ ہو رہا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم قیامت کے متعلق گفتگو کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک بپا نہ ہوگی جب تک تم اس سے پہلے دس بڑی بڑی نشانیاں نہ دیکھ لوگے۔ آپ نے ان میں سے ایک نشانی "نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام" بیان فرمائی۔ (صحیح مسلم، کتاب الفتن)

(۴) سیدنا نواس ابن سمعان رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے کہ دجّال کا فتنہ ظہور پذیر ہو چکا ہوگا اور وہ لوگوں کو شعبدے دکھا دکھا کر اپنی طرف مائل اور کفر میں لے جا رہا ہوگا۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم علیہما السلام کو بھیجے گا۔ وہ دمشق کے مشرق میں سفید منارہ پر نزول فرما ہوں گے، زرد رنگ کے دو کپڑوں (چادروں) میں ملبوس ہوں گے، اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر رکھے ہوں گے۔ سر کو جھکائیں گے تو پانی کے قطرے گریں گے۔ اور جب سر کو اوپر کی طرف اٹھائیں گے تو اس سے صاف شفاف پانی کے قطرے سفید موتیوں کی طرح نظر آئیں گے۔ ان کی سانس جس کافر تک جائے گی وہ مرتا چلا جائے گا اور ان کی سانس کی ہوا وہاں تک جائے گا جہاں تک ان کی نگاہ جائے گی۔ وہ دجّال کا پیچھا کرتے ہوئے اسے (دمشق کی فصیل کے) "باب لُدّ" کے قریب جا کر قابو کر کے اسے قتل کرڈالیں گے۔ (صحیح مسلم، باب ذکر الدجال)

(۵) سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے پہلے دجّال کا ظہور ہوگا۔ وہ چالیس (سال، مہینے یا دن کا وضاحت نہیں) کا عرصہ گذارے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجے گا۔ ان کا حلیہ عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا سا ہوگا۔ وہ (عیسیٰ علیہ السلام) اس (دجّال) کا پیچھا کر کے اسے قتل کر دیں گے۔ اس کے بعد لوگ سات سال کا عرصہ اس قدر خوشی سے گزاریں گے کہ دو آدمیوں کے درمیان بغض و عداوت نہ ہوگی۔ (صحیح مسلم، باب ذکر الدجال)

(۶) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، عیسیٰ بن مریم علیہما السلام "فج الروحاء" کے مقام پر حج (افراد) یا عمرہ یا دونوں (یعنی حج تمتّع) کا تلبیہ پکاریں گے۔ (صحیح مسلم، الحج، باب جواز التمتع فی الحج والقران)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس وقت کس حال میں ہو گے جب عیسیٰ بن مریم تمہارے درمیان (آسمان) سے نزول فرما ہوں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے (یعنی اسی امت کا ایک فرد) ہو گا۔ (صحیح مسلم، باب بیان نزول عیسیٰ بن مریم حاکماً)

(۸) سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نبی ﷺ کو فرماتے سنا کہ میری امت میں قیامت تک ایک ایسا گروہ موجود رہے گا جو حق کی خاطر قتال کرتا رہے گا۔ قیامت تک غالب رہے گا۔ تاآنکہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام (آسمان سے) نزول فرما ہوں گے تو مسلمانوں کا امیر (امام مہدی) ان سے کہے گا کہ آئیں نماز پڑھائیں۔ تو وہ فرمائیں گے کہ نہیں۔ تم ہی میں سے کوئی لوگوں پر امیر (امام) ہو گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کو اعزاز دیا جائے گا۔ (صحیح مسلم، بیان نزول عیسیٰ بن مریم حاکماً)

(۹) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے (کہ قیامت سے پہلے ایک ایسا وقت آئے گا) کہ لوگ نماز کی صفیں درست کر رہے ہوں گے۔ نماز کے لئے اقامت کہی جائے گی۔ اسی دوران عیسیٰ بن مریم علیہما السلام آسمان سے نزول فرما ہوں گے۔ اس وقت امت محمدیہ کے ایک فرد (امام مہدی) نماز پڑھائے گا اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام امت کی قیادت فرمائیں گے۔ انہی دنوں دجّال کا ظہور ہو گا۔ اللہ کا دشمن (دجّال) انہیں دیکھے گا تو وہ اس طرح پگھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام اسے یونہی چھوڑ دیں گے تب بھی وہ ہلاک ہو جائے گا۔ تاہم اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں دجّال کو قتل کرائے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب الفتن)

(۱۰) سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام زمین پر نزول فرما ہوں گے، نکاح کریں گے، ان کے ہاں اولاد ہو گی وہ (کل) پینتالیس سال عمر پائیں گے۔ بعدازاں ان کی وفات ہو گی۔ اور وہ میرے ساتھ میری قبر میں مدفون ہوں گے۔ قیامت کے دن میں اور عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی قبر سے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان اٹھیں گے۔ (الوفاء لابن الجوزی - مشکوٰۃ المصابیح، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام۔ حدیث نمبر ۵۵۰۸)

(۱۱) ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے، میں نے عرض کیا اللہ کے رسول! میرا خیال ہے کہ میں آپ کے بعد کچھ عرصہ زندہ رہوں گی تو کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ مجھے آپ کے پہلو میں دفن کر دیا جائے؟ آپ نے فرمایا میں تمہیں اس کی اجازت کیسے دے سکتا ہوں۔ وہاں تو میری، ابوبکر، عمر، عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی قبور ہی کی جگہ ہو گی۔ (منتخب کنزالعمال بر حاشیہ مسند احمد جلد ۶ ص: ۵۷)

(۱۲) سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ تورات میں محمد ﷺ کی صفات کے ضمن میں یہ بھی مکتوب ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ان کے قریب مدفون ہوں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو مودود (راوی) نے بیان کیا کہ بیت عائشہ رضی اللہ عنہا میں ایک قبر کی جگہ اب بھی باقی ہے۔ (جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی جلد ۴ ص: ۲۹۵ کتاب لمناقب باب ۳)

(۱۴) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: انبیاء ان بھائیوں کی طرح ہیں جن کے باپ ایک اور مائیں مختلف ہوں۔ بنیادی طور پر ان سب کا دین ایک ہی ہے۔ میں باقی لوگوں کی نسبت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے قریب تر ہوں۔ کیونکہ ان کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں۔ وہ (دوبارہ) دنیا میں آنے والے ہیں۔ تم انہیں دیکھتے ہی پہچان لوگے۔ ان کا قد درمیانہ، رنگ سرخی مائل گورا ہوگا، وہ زرد لباس میں ملبوس ہوں گے، یوں محسوس ہوگا کہ ان کے سر سے پانی کے قطرے گر رہے ہیں اگرچہ اسے پانی نہ لگا ہوگا، وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ کا خاتمہ کر دیں گے اور لوگوں کو حقیقی دین اسلام کی طرف بلائیں گے اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں (ان ہی کے ہاتھوں) دجّال کا خاتمہ کرے گا۔ زمین پر مکمل امن، سکون ہوگا اور اس قدر آسودگی ہوگی کہ شیر اور اونٹ، چیتے اور گائے، بھیڑ اور بکریاں بے خوف وخطر اکٹھے چرتے ہوں گے، بچے سانپوں کے ساتھ کھیلتے ہوں گے اور سانپ ان کو کچھ بھی نہ کہیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس برس گزاریں گے اس کے بعد ان کی وفات ہوگی، مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے اور پھر ان کی تدفین عمل میں آئے گی۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۱ ص: ۵۷۸۔ سنن ابی داؤد، الفتح الربانی ترتیب مسند احمد جلد ۱۹ ص: ۱۴۳ مسند احمد جلد ۲ ص: ۴۳۷)

خلاصہ:

علامات قیامت میں سے ایک بڑی علامت مسیح ہدایت سیدنا عیسیٰ مسیح علیہ السلام کا ملأ اعلیٰ سے نزول ہے جس کی تفصیلات یہ ہیں۔

مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان سخت معرکہ جنگ بپا ہوگا۔ مسلمانوں کی قیادت وامامت رسول ﷺ کی امت میں سے محمد بن عبداللہ نامی ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں ہوگی جس کا لقب (مہدی) ہوگا۔ اس معرکہ آرائی کے دوران ہی مسیح ضلالت (دجّال) کا خروج ہوگا۔ یہ نسلاً یہودی اور شکلاً یک چشم ہوگا۔ کرشمۂ قدرت سے اس کی پیشانی پر "ک ف ر" یعنی کافر لکھا ہوا ہوگا جسے اہل ایمان اپنی ایمانی فراست سے پڑھیں گے اور اس کے دجل وفریب سے آگاہ ہو کر اس سے محتاط رہیں گے۔ وہ اوّلاً خدائی کا دعویٰ کرے گا اور شعبدہ بازوں کی طرح شعبدے دکھا کر لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے گا مگر اس سلسلہ کو کامیاب نہ دیکھ کر کچھ عرصہ بعد مسیح ہدایت (عیسیٰ علیہ السلام) ہونے کا مدعی ہوگا۔ یہ دیکھ کر یہودی تو بکثرت بلکہ قومی حیثیت سے اس کے پیروکار ہو جائیں گے۔ اور اس کی وجہ یہ ہوگی کہ یہودی مسیح ہدایت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کر کے ان کے قتل کا ادعا کر چکے ہیں اور مسیح ہدایت کی آمد کے آج تک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منتظر ہیں۔اسی حالت میں ایک روز دمشق (شام) کی جامع مسجد میں مسلمان منہ اندھیرے یعنی نماز فجر کے وقت نماز کے لئے جمع ہوں گے، نماز کی اقامت ہو رہی ہو گی۔اور امام مہدی موعود امامت کے لئے مصلّی پر پہنچ چکے ہوں گے کہ اچانک ایک آواز سب کو اپنی طرف متوجہ کرے گی۔ مسلمان دیکھیں گے کہ سفید بادل چھایا ہوا نظر آئے گا اور عیسیٰ علیہ السلام دو زرد چادروں میں ملبوس فرشتوں کے بازوؤں پر سہارا دیئے ہوئے ملأ اعلیٰ (آسمان) سے اترتے نظر آئیں گے۔فرشتے ان کو مسجد کے شرقی منارہ پر اتار کر واپس چلے جائیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام کا اس زمین کے ساتھ تعلق دوبارہ قائم ہو جائے گا۔وہ مینار سے صحن مسجد میں اترنے کے لیے سیڑھی طلب فرمائیں گے۔ تعمیل ہو گی اور وہ مسلمانوں کے ساتھ صف میں آکھڑے ہوں گے۔

مسلمانوں کا امام (مہدی) ازراہ تعظیم پیچھے ہٹ کر ان سے امامت کی درخواست کرے گا۔آپ فرمائیں گے کہ یہ اقامت آپ کے لئے کہی گئی ہے اس لئے آپ ہی نماز پڑھائیں۔اس کے بعد مسلمانوں کی سیاسی قیادت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے ہاتھ آجائے گی اور وہ ہتھیار لے کر مسیح ضلالت (دجّال) کا پیچھا کریں گے اور شہر کی فصیل کے باہر باب لد (لدگیٹ) پر اسے مقابل پائیں گے۔دجّال سمجھ جائے گا کہ اس کے دجل و فریب اور زندگی کے خاتمہ کا وقت آپہنچا۔اس لئے خوف سے وہ رانگ (قلعی) کی طرح گھلنے لگے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام آگے بڑھ کر اسے قتل کر دیں گے اور پھر جو یہود دجّال کی رفاقت میں قتل سے بچ جائیں گے وہ، اور سب عیسائی اسلام قبول کرلیں گے اور مسیح ہدایت (عیسیٰ علیہ السلام) کی سچی پیروی کرتے ہوئے مسلمانوں کے شانہ بشانہ کھڑے نظر آئیں گے۔ اس کا اثر مشرک جماعتوں پر بھی پڑے گا اور اس طرح روئے زمین پر اسلام کے سوا دوسرا کوئی مذہب باقی نہیں رہے گا۔ان واقعات کے کچھ عرصہ بعد یاجوج ماجوج کا خروج ہو گا۔اور اللہ کی ہدایت کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو اس فتنہ سے محفوظ رکھیں گے۔ مسیح علیہ السلام کا دورِ حکومت چالیس سال رہے گا۔ صحیح مسلم میں ہے کہ ان کا دورِ حکومت سات سال رہے گا۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان دو مختلف روایات میں تطبیق یوں دی ہے کہ جب ان کا رفعِ سماوی ہوا اس وقت ان کی عمر ۳۳ سال تھی۔اور آسمان سے نزول کے بعد وہ سات سال مزید بقید حیات رہیں گے۔اس طرح زمین پر ان کی کل عمر چالیس برس ہو جائے گی۔ واللہ اعلم۔ بہر حال وہ اس دوران ازدواجی زندگی بسر کریں گے اور ان کے دورِ حکومت میں خوش حالی، عدل وانصاف اور خیر و برکت کا عالم یہ ہو گا کہ بکری اور شیر ایک گھاٹ پر بے خوف وخطر پانی پیئیں گے۔چالیس سالہ دور پورا ہونے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام اس دار فانی سے رخصت ہو کر نبی ﷺ کے پہلو میں مدفون ہوں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد افضل محمدی مدرس بدرسہ تعلیم القرآن والحدیث حیدر آباد

عقیدہ ختم نبوت اور نزول مسیح علیہ السلام

"اگر قرب قیامت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو تسلیم کیا جائے تو لازم آتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین نہیں ہیں۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام بحیثیت نبی نہیں آئیں گے تو اس سے ایک نبی کو نبوت سے محروم تسلیم کرنا پڑے گا۔"

قرآن وحدیث کو اپنے خود ساختہ اصولوں پر پرکھنے والے "دانشور" بڑی شد و مد کے ساتھ یہ اعتراض اچھالتے رہتے ہیں اس اعتراض کا مقصد یہ ہے کہ نزول مسیح کے اقرار سے عقیدہ ختم نبوت کی نفی ہوتی ہے۔ لہذا ان "دانشوروں" کے نزدیک اس "تضاد" کا حل یہ ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق صحیح اور ثابت شدہ احادیث کا انکار کیا جائے جو صحیح البخاری اور صحیح المسلم جیسی کتابوں میں منقول ہیں جنہیں امت مسلمہ کی طرف سے تلقی بالقبول حاصل ہے۔

جس طرح عقیدہ ختم نبوت قرآن اور بے شمار صحیح احادیث سے ثابت ہے اسی طرح قرب قیامت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ثابت ہے۔[1] نتیجہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے لیکن چونکہ محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت قیامت تک رہنی ہے لہذا آپ علیہ السلام شریعت محمدی کے تابع ہو کر آئیں گے۔ اپنے نظریات کو قرآن وحدیث کے تابع بنانے والوں کیلئے یہ ایک آسان حل ہے۔ پریشانی ان لوگوں کو ضرور ہوگی جو اپنے مصنوعی نظریات کے سانچوں میں آسمانی قواعد کو ڈھالنے کی تگ ودو میں مصروف عمل ہیں۔ ان لوگوں کے اس ذہنی خلجان کو ختم کرنے کیلئے اس اعتراض کے دونوں پہلوؤں پر کچھ بحث پیش خدمت ہے۔

نزول مسیح عقیدہ ختم نبوت کے منافی نہیں:

محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت قیامت تک برقرار رہے گی۔ نزول مسیح علیہ السلام سے آپ ﷺ کی شریعت میں کوئی تغیّر واقع نہ ہوگا۔ اسکی وضاحت کیلئے فتح الباری سے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا ایک مدلّل اقتباس ملاحظہ ہو جو کہ نزول مسیح والی احادیث کے ان الفاظ پر تجزیہ ہے:

وإمامكم منكم (عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے جبکہ نماز کیلئے امام تمہیں میں سے ہوگا) صحیح

---

(۱) تفصیلی دلائل کیلئے اس رسالہ میں موجود اہل علم کے مضامین کا مطالعہ کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البخاری رقم الحدیث ۳۴۴۸ اور ۳۴۴۹ کے ان مذکورہ الفاظ کے تحت ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ابوذر ہروی کہتے ہیں کہ بعض متقدمین سے ہمارے شیخ "الجوزقی" نے "وامامکم منکم" کا یہ مطلب نقل کیا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام احکام قرآن نافذ کریں گے نہ کہ انجیل کو۔ علامہ "ابن تین" ان الفاظ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ (بوقتِ نزول عیسیٰ علیہ السلام کا امت محمدیہ کے ایک فرد کے پیچھے نماز پڑھنے میں یہ اعلامیہ ہے کہ) شریعت محمدی قیامت تک چلتی رہے گی۔ علامہ ابن الجوزی کہتے ہیں کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام اس موقع پر امامت کروائیں تو یہ اشکال پیدا ہوتا کہ آیا آپ علیہ السلام محمد رسول اللہ ﷺ کے نائب کی حیثیت سے آگے ہوئے ہیں یا کوئی اور شریعت نافذ کرنے کیلئے امام بنے ہیں۔ اس اشتباہ سے بچنے کیلئے آپ علیہ السلام امت محمدیہ کے ایک فرد کے پیچھے نماز پڑھیں گے تاکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان پر کسی قسم کا شبہ باقی نہ رہے: لانبی بعدی (انتھی ملخصاً)

اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کا جزیہ کو ختم کرنے کی اطلاع خود نبی اکرم ﷺ نے دی ہے۔ لہذا یہ اشکال نہیں آسکتا کہ عیسیٰ علیہ السلام جزیہ ختم کرکے شریعت محمدی ﷺ کے ایک مستقل حکم کو بدل ڈالیں گے۔ گویا کہ قرب قیامت جزیہ کا ختم ہونا آپ ﷺ کے حکم ہی سے ہوگا۔

شریعت محمدی کی اتباع میں عیسیٰ علیہ السلام نبوت سے محروم نہیں ہوں گے:

کیا کسی نبی کی شریعت منسوخ ہونے سے اسکی نبوت چھن جاتی ہے؟ اگر اس سوال کا جواب نفی میں ہے تو مسئلہ حل ہو چکا ہے لیکن اگر آپ اسکا جواب اثبات میں دیں گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ شریعت محمدی نے سابقہ تمام شرائع کو منسوخ کر دیا ہے لہذا سابقہ تمام انبیاء اپنی نبوت سے محروم ہو چکے ہیں!؟ حالانکہ کوئی بھی مومن اسطرح کا نظریہ اپنا کر اپنے عقیدہ کو داغدار نہیں بنا سکتا۔ کیونکہ تمام انبیاء کی نبوت پر ایمان لانا عقیدہ کا ایک لازمی جزء ہے۔ ہم محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم کرتے ہوئے آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کی نبوت پر ایمان لاتے ہیں۔ ہاں! خاتم النبیین کی شریعت نے سابقہ تمام انبیاء کی شریعت کو منسوخ کر دیا ہے جن میں شریعت عیسوی بھی شامل ہے۔

اسی طرح قرآن نے توراۃ اور انجیل کو منسوخ کر دیا ہے لیکن آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ توراۃ اور انجیل آسمانی کتب نہیں ہیں۔

ہوسکتا ہے آپکے دل میں یہ سوال ابھرے کہ سابقہ انبیاء کی شریعت انکے فوت ہونے کے بعد منسوخ ہوئی جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کو انکی زندگی میں ہی منسوخ کیا جارہا ہے؟

عرض ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا دوسرا حصہ قانونِ فطرت سے ہٹ کر ایک معجزہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے لہذا زندگی کے اس دوسرے حصہ کو ہم عام فطری زندگی پر قیاس نہیں کر سکتے۔ آپکی زندگی کا پہلا حصہ عام فطری قانون کے مطابق تھا جو اس وقت ختم ہوا جب آپ آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ اس بنا پر آپکا آسمان پر اٹھایا جانا آپکی زندگی کے پہلے حصہ کیلئے موت کے قائم مقام ہے۔ اس اعتبار سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت آپکی فطری زندگی کے اختتام کے بعد منسوخ ہوئی ہے۔ سورہ الصف آیت ۶ میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پیشین گوئی: "يَأْتِي مِنْ بَعْدِي" میں لفظ "بعدی" پر غور کریں تو یہ بات سمجھنا مشکل نہیں۔ اگر آپ ہماری اس توجیہ کو قبول نہیں کرتے تو ہم آپ سے یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ آپکے پاس اس بات کی کیا دلیل ہے کہ کسی نبی کی زندگی میں کوئی اور نبی آکر اسکی شریعت منسوخ نہیں کر سکتا؟ جبکہ قرآن اسکے برعکس موقف کی تائید کر رہا ہے:

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ (آل عمران: 81)

"جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب و حکمت دوں پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو تمہارے پاس کی چیز کو سچ بتائے تو تمہارے لئے اس پر ایمان لانا اور اسکی مدد کرنا ضروری ہے۔ فرمایا کہ تم اسکے اقراری ہو اور اس پر میرا ذمہ لے رہے ہو؟ سب نے کہا ہمیں اقرار ہے۔ فرمایا تو اب گواہ رہو اور خود میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔" (ترجمہ مولانا محمد جوناگڑھی رحمۃ اللہ علیہ)

اس آیت کی تفسیر میں مسلک اہل حدیث کے عظیم اسکالر حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ رقمطراز ہیں:

"یعنی ہر نبی سے یہ وعدہ لیا گیا کہ اسکی زندگی اور دور نبوت میں اگر دوسرا نبی آئے گا تو اس پر ایمان لانا اور اسکی مدد کرنا ضروری ہوگا۔ جب نبی کی موجودگی میں آنے والے نئے نبی پر خود اس نبی کو ایمان لانا ضروری ہے تو ان کی امتوں کیلئے اس نئے نبی پر ایمان لانا بطریق اولیٰ ضروری ہے۔ بعض مفسرین نے "رَسُولٌ مُصَدِّقٌ" سے مراد "الرَّسُول" (ایک متعین رسول) کا مفہوم مراد لیا ہے۔ یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق تمام نبیوں سے عہد لیا گیا کہ اگر انکے دور میں وہ آجائیں تو اپنی نبوت ختم کر کے ان پر ایمان لانا ہوگا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ پہلے معنی میں یہ دوسرا مفہوم از خود آجاتا ہے۔" (تفسیر احسن البیان)

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی زندگی میں ہی نبوت کی بعض ذمہ داری اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کیطرف منتقل کرنے کی درخواست کی جو کہ پوری ہوئی:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي (29) هَارُونَ أَخِي (30) اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي (31) وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي (32) كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا (33) وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا (34) إِنَّكَ كُنتَ بِنَا بَصِيرًا (35) قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ (36) (سورۃ طٰہٰ)

اور سورۃ یٰسٓ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ (13) إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُم مُّرْسَلُونَ (14)

اس میں صراحت ہے کہ جب ایک بستی والوں کی طرف بیک وقت دو رسول بھیجے گئے اور بستی والوں نے انہیں جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تائید کیلئے انکی زندگی میں ہی تیسرے رسول کو مبعوث فرمایا۔ بتائیے کیا نبوت کی ذمہ داری ان تین انبیاء میں تقسیم نہیں ہوئی؟ اگر ایک نبی کی زندگی میں جزوی طور پر اسکی نبوت کی ذمہ داری کسی اور نبی کی طرف منتقل یا تقسیم ہو سکتی ہے تو کلی طور پر کسی نئے نبی کے آنے سے منسوخ کیوں نہیں ہو سکتی؟ جبکہ سورۃ آل عمران کی ذکر کردہ آیت بھی اس موقف کی واضح تائید کر رہی ہے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ الآية (البقرہ: 253)

رسولوں کی اس جماعت میں سے اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فعل پر اعتراض کرنا بہت بڑی جرأت ہے۔

ہماری اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نبی کی حیثیت میں آ کر شریعت محمدی کی پیروی کریں گے۔ لہٰذا عقیدہ ختم نبوت اور عقیدہ نزول عیسیٰ علیہ السلام میں کوئی تضاد نہیں۔ اگر ہم قرآن وحدیث کو اپنے ذاتی اور موروثی نظریات پر مقدم رکھیں تو ہمارے اندر اسطرح کے اعتراضات جنم نہیں لے سکیں گے۔

انتہائی افسوس کے ساتھ اس حقیقت کو بیان کرنا پڑ رہا ہے کہ آج مسلمانوں کے نام نہاد دانشوروں کے ہاں قبولِ احادیث کا معیار انکے اختراعی اصول ہیں جنکی بنا پر یہ "اہل دانش" ان صحیح اور متواتر احادیث کو بھی تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں جن پر عہد نبوی سے لے کر آج تک تمام امت مسلمہ نے اپنے عقائد، نظریات اور [illegible] اگر جدید دنیا کے یہ "روشن خیال اسکالر" اسی طرح اپنی ذاتی ترجیحات [illegible] ہے تو یہ نوبت دور نہیں جب اسلام اور غیر اسلام میں [illegible] گا۔ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَأَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي
وَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلقِ محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کا دلآویز تذکرہ

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ

خلق محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق حسنہ کا دل آویز تذکرہ

ایک ایسے ملک میں جہاں کوئی حکومت اور قانون نہ ہو۔ جہاں خونریزی اور قتل معمولی بات ہو۔ جہاں کے باشندے وحشت اور غارت گری میں درندوں کے مشابہ، جہالت اور لایعقلی میں انعام سے بدتر ہوں ایک ایسے دعویٰ کا پیش کرنا جو تمام ملک کے نزدیک عجیب اور جملہ قبائل میں مخالفت کی فوری آگ لگا دینے والا ہو، کچھ آسان نہ تھا۔ پھر اِس دعویٰ کا ایسی حالت میں سرسبز ہونا کہ کروڑوں اشخاص کی انتہائی مخالفت اس کے ملیامیٹ کرنے پر دل سے، جان سے، زر سے، مال سے سالہا سال متفق رہی ہو۔ بالکل تائید ربانی کا ثبوت ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و محاسن، صفات و محامد کی چمک ایسی نمایاں ہے جیسے ریت میں کندن اور ان واقعات ہی سے یہ پتہ لگتا ہے کہ مظلومی و بیچارگی اور قوت وسطوت کی متضاد حالتوں میں یکساں سادگی و غربت کے ساتھ زندگی پوری کرنے والا صرف وہی ہو سکتا ہے جس کے دل پر ناموس الٰہی نے قبضہ کر لیا ہو اور اُسے علائق دنیوی سے پاک کر دیا ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مبارک واقعات ہر ملک اور ہر طبقہ کے فرد اور جماعتوں کے لیے بہترین نمونہ اور مثال ہیں۔ اس بات کے تحت میں مختصر طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا جو علمنی ربّی فاحسن تادیبی کے مصداق ہیں ذکر کروں گا۔

خلق محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ایسا لفظ ہے کہ اب بہترین بزرگوں کو عادات و اخلاق، اطوار و شمائل کے اظہار کے لیے مشبہ بہ بن گیا ہے۔ میں اس جگہ کمالات نبوت اور خصوصیات نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہیں کروں گا، صرف وہ سادہ حالات لکھنے مقصود ہیں جن کو کوئی سعادت مند ازلی اپنے لیے نمونہ بنا سکتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بہترین نمونہ موجود ہے۔

سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُمی تھے، لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے اور بعثت و نبوت کے زمانے تک کسی عالم کی صحبت بھی میسر نہ ہوئی تھی۔ تیر افگنی، شہسواری، نیزہ بازی، سجع گوئی، قصیدہ خوانی، نسب دانی اس زمانے کے لیے ایسے فنون تھے جنہیں شریف خاندان کا ہر ایک نوجوان حصولِ شہرت و عزت کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرور سیکھ لیا کرتا تھا اور جن کے بغیر کوئی شخص، ملک اور قوم میں عزت یا کوئی امتیاز حاصل نہ کر سکتا تھا۔ نبی ﷺ نے ان فنون میں سے کسی کو بھی (اکتسابا) حاصل نہ کیا تھا اور نہ کسی پر اپنی دل چسپی کا اظہار کیا تھا۔ نبی ﷺ کی نسبت فرنچ پروفیسر سیڈیو لکھتا ہے:

"نبی کریم خندہ رُو، ملنسار، اکثر خاموش رہنے والے، بکثرت ذکر اللہ کرنے والے، لغویات سے دور، بیہودہ پن سے نفور، بہترین رائے اور بہترین عقل والے تھے۔"

انصاف کے معاملے میں قریب و بعید نبی کریم ﷺ کے نزدیک برابر ہوتا تھا، مساکین سے محبت فرمایا کرتے تھے۔ غرباء میں رہ کر خوش ہوتے، کسی فقیر کو اس کی تنگ دستی کی وجہ سے حقیر نہ سمجھا کرتے اور کسی بادشاہ کو بادشاہی کی وجہ سے بڑا نہ جانتے، اپنے پاس بیٹھنے والوں کی تالیف قلوب فرماتے۔ جاہلوں کی حرکات پر صبر فرمایا کرتے۔ کسی شخص سے خود علیحدہ نہ ہوتے جب تک کہ وہی نہ چلا جائے۔ صحابہ سے کمالِ محبت فرمایا کرتے۔ سفید زمین پر (بلا کسی مسند و فرش کے) نشست فرمایا کرتے اپنے جوتے کو خود گانٹھ لیتے، اپنے کپڑے کو خود پیوند لگا لیتے تھے۔ (خلاصہ تاریخ العرب پروفیسر سیڈیو ص ۴۲)

دشمن و کافر سے بکشادہ پیشانی ملا کرتے تھے۔ (شفاء عیاض ص ۳۱۳)

حجۃ الاسلام غزالی لکھتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ مویشی کو چارہ خود ڈال دیتے۔ اونٹ باندھتے، گھر میں صفائی کر لیتے، بکری دوہ لیتے، خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھا لیتے، خادم کو اس کے کام کاج میں مدد دیتے، بازار سے چیز خود جا کر خرید لیتے، خود اسے اٹھا لاتے، ہر ادنیٰ و اعلیٰ خرد و بزرگ کو سلام پہلے کر دیا کرتے، جو کوئی ساتھ ہو لیتا اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر چلا کرتے، غلام و آقا، حبشی و ترکی میں ذرا تفاوت نہ کرتے، رات دن کا لباس ایک ہی رکھتے، کیسا ہی کوئی حقیر شخص دعوت کے لیے کہتا قبول فرما لیتے، جو کچھ کھانا سامنے رکھ دیا جاتا اسے برغبت کھاتے، رات کے کھانے میں سے صبح کے لیے اور صبح کے کھانے میں سے شام کے لیے اُٹھا نہ رکھتے۔ نیک خو، کریم الطبع، کشادہ رُو تھے، مگر ہنستے نہ تھے، اندوہگیں تھے، مگر ترش رُو نہ تھے، متواضع، جس میں دنایت نہ تھی، باہیبت، جس میں درشتی نہ تھی، سخی تھے، مگر اسراف نہ تھا، ہر ایک پر رحم فرمایا کرتے، کسی سے کچھ طمع نہ رکھتے، سر مبارک کو جھکائے رکھتے تھے۔ (کیمیائے سعادت مصنفہ امام غزالی (المتوفی ۵۰۵ ہجری) ص ۲۸۰ مطبوعہ نول کشور ۱۸۸۲ء)

شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں:

جو کوئی شخص نبی کریم ﷺ کے سامنے یکبارگی آجاتا، وہ ہیبت زدہ ہو جاتا اور جو پاس آ بیٹھتا وہ فدائی بن جاتا۔ (یہ فقرہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے کلام کا ترجمہ ہے، فرماتے ہیں: من راٰہ بدیھۃ ھابہ ومن خالطہ محبۃ عشقہ) کنبہ والوں اور خادموں پر بہت زیادہ مہربان تھے۔ انس رضی اللہ عنہ نے دس سال تک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمت کی اس عرصہ میں انہیں کبھی اُف (ہونہ) تک نہ کہا۔ زبان مبارک پر کبھی کوئی گندی بات یا گالی نہیں آتی تھی۔ نہ کسی پر لعنت کیا کرتے تھے۔ دوسرے کی اذیت و آزار پر نہایت صبر کیا کرتے۔ خلق خدا پر نہایت رحمت فرماتے، ہاتھ یا زبان مبارک سے کبھی کسی کو شر نہ پہنچا۔ کنبہ کی اصلاح اور قوم کی درستی پر نہایت توجہ فرماتے، ہر شخص اور ہر چیز کی قدر و منزلت سے آگاہ تھے۔ آسمانی بادشاہت کی جانب ہمیشہ نظر لگائے رکھتے تھے۔ (حجۃ اللہ البالغہ: ص ۳۸۵)

صحیح بخاری میں ہے:

نبی کریم ﷺ مطیع کو بشارت پہنچاتے، عاصی کو ڈر سناتے۔ بے خبروں کو پناہ دیتے، اللہ کے بندہ و رسول، جملہ کاروبار کو اللہ پر چھوڑ دینے والے، نہ درشت خو، نہ سخت گو، چیخ کر نہ بولتے، بدی کا بدلہ ویسا نہ لیتے، معافی مانگنے والے کو معاف فرمایا کرتے، گنہگار کو بخش دیتے، ان کا کام کجی ہائے مذاہب کو درست کر دینا ہے، ان کی تعلیم اندھوں کو آنکھیں، بہروں کو کان دیتی، غافل دلوں کے پردے اٹھا دیتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ ہر ایک خوبی سے آراستہ جملہ اخلاقِ فاضلہ سے متصف، سکینہ ان کا لباس، نکوئی ان کا شعار، تقویٰ ان کا ضمیر، حکمت ان کا کلام، عدل ان کی سیرت ہے۔ ان کی شریعت سراپا راستی، ان کی ملت اسلام، ہدایت ان کی رہنما ہے۔ وہ ضلالت کو اٹھا دینے والے، گمناموں کو رفعت بخشنے والے، مجہولوں کو نامور کر دینے والے۔ قلت کو کثرت اور تنگ دستی کو غنا سے بدل دینے والے ہیں۔

سکوت اور کلام

نبی کریم ﷺ اکثر خاموش رہا کرتے تھے۔ بلا ضرورت کبھی گفتگو نہ فرمایا کرتے۔ نبی کریم ﷺ نہایت شیریں کلام اور کمال فصیح تھے۔ کلام میں آورد ذرا نہ تھی۔ گفتگو ایسی دلاویز ہوتی تھی کہ سننے والے کے دل و روح پر قبضہ کر لیتی تھی۔ نبی کریم ﷺ کا یہ وصف ایسا مسلمہ تھا کہ مخالف بھی اس کی شہادت دیتے تھے اور جاہل دشمن اسی کا نام سحر و جادو رکھا کرتے۔

سلسلہ سخن ایسا مرتب ہوتا تھا جس میں لفظاً و معناً کوئی خلل نہ ہوتا۔ الفاظ ایسی ترتیب سے ادا فرمایا کرتے کہ اگر سننے والا چاہے تو الفاظ کا شمار کر سکتا تھا۔ (زاد المعاد: جلد ۲ صفحہ ۷۸)

ہنسنا رونا

نبی کریم ﷺ کبھی کھل کھلا کر ہنسنا پسند نہ کرتے تھے اور نہ خود ہنستے تھے۔ تبسم ہی آپ کا ہنسنا تھا۔ نماز تہجد میں بسا اوقات نبی کریم رو پڑا کرتے۔ کبھی کسی مخلص کے مرنے پر آبدیدہ ہو جاتے۔ نبی کریم ﷺ کے فرزند ابراہیم (سلام اللہ علیہ) دودھ پیتے میں گزر گئے تھے۔ جب انہیں قبر میں رکھا گیا تو نبی کریم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تدمع العین ویحزن القلب ولا نقول الا ما یرضیٰ ربنا وانا علیک یا ابراہیم لمحزونون۔"
آنکھوں میں نم ہے، دل میں غم ہے، پھر بھی ہم وہی بات کہتے ہیں۔ جو ہمارے پروردگار کو پسندیدہ ہے۔ ابراہیم ہم کو تیری وجہ سے رنج ہوا"۔

ایک دفعہ اپنی نواسی سانس توڑتی (دخترِ زینب) کو گود میں اٹھایا۔ اس وقت نبی ﷺ کی آنکھوں میں پانی بھر آیا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! یہ کیا؟ فرمایا: یہ وہ رحم دلی ہے جو اللہ اپنے بندوں کے دلوں میں بھر دیتا ہے اور اللہ بھی اپنے انہیں بندوں پر رحم کرے گا جو رحم دل ہیں۔ (بخاری عن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، کتاب الایمان والنذور)

ایک دفعہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کو قرآن مجید سنا رہے تھے۔ جب وہ اس آیت پر پہنچے:

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا

"تب کیسی ہوگی جب ہر ایک امت پر اللہ ایک ایک گواہ کھڑا کرے گا اور آپ کو ہم سب اُمتوں پر شہادت کیلئے کھڑا کریں گے"۔ فرمایا: بس ٹھہرو۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو نبی ﷺ کی آنکھوں سے پانی جاری تھا۔ (بخاری عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

غذا کے متعلق ہدایت

رات کو بھوکا سونے سے منع فرماتے اور ایسا کرنے کو بڑھاپے کا سبب فرماتے۔ (زاد المعاد جلد ۲ ص ۷۸) کھانا کھاتے ہی سو جانے سے منع فرمایا کرتے۔ (زاد المعاد جلد ۲ ص ۸۷ بحوالہ نعیم)

تقلیلِ غذا کی رغبت دلایا کرتے۔ فرمایا کرتے کہ معدہ کا ایک تہائی حصہ کھانے، ایک تہائی پانی کے لیے ایک تہائی حصہ خود معدہ کے لیے چھوڑ دینا چاہیے۔ (زاد المعاد جلد ۲ ص ۷)

پھلوں، ترکاریوں کا استعمال ان مصلح چیزوں کے ساتھ فرمایا کرتے۔ (زاد المعاد جلد ۲ ص ۳۵)

مرض اور مریض

متعدد امراض سے بچاؤ رکھتے اور تندرستوں کو اس سے محتاط رہنے کا حکم دیا کرتے۔ (زاد المعاد جلد ۲ ص ۵۰)

بیمار کو طبیب حاذق سے علاج کرانے کا حکم فرماتے (زاد المعادج ۲ ص ۴۴) اور پرہیز کرنے کا حکم دیتے۔ (زاد المعاد جلد ۲ ص ۳۵)

طبیب نادان

نادان طبیب کو طبابت سے منع کیا کرتے اور اسے مریض کے نقصان کا ذمہ دار ٹھہراتے (زاد المعاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج ۲ ص ۴۷) حرام اشیاء کو بطور دوا استعمال کرنے سے منع فرماتے۔ ارشاد فرماتے: اللہ نے حرام چیزوں میں تمہارے لیے شفا نہیں رکھی۔ (زادالمعادج ۲ ص ۵۳، بحوالہ بخاری عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، زادالمعادج ۲ ص ۴۷)

عیادت بیماراں

صحابہ میں جو کوئی بیمار ہو جاتا، اس کی عیادت فرمایا کرتے۔ عیادت کے وقت مریض کے قریب بیٹھ جاتے۔ بیمار کو تسلی دیتی۔ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ (یا كَفَّارَةٌ) اِنْشَاءَ اللہ فرمایا کرتے، مریض کو پوچھ لیتے کہ کس چیز کو دل چاہتا ہے۔ اگر وہ شے اس کو مضر نہ ہوتی تو اس کا انتظام کر دیا کرتے۔ ایک یہودی لڑکا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا، اس کی عیادت کو بھی تشریف لے گئے۔ (زادالمعادج ۱ ص ۱۴۳)

علاج

حالتِ مرض میں دوا کا استعمال خود فرمایا اور لوگوں کو بھی علاج کرنے کا ارشاد فرماتے:

یا عباد اللہ تداووا فان اللہ عزوجل لم یصنع داءً الا وضع له شفاء غیر داءٍ واحدٍ قالوا ما ھو قال الھرم (زادالمعاد جلد ۲ ص ۵ بحوالہ مسند امام احمد المتوفی ۲۴۱ھ)

اے بندگانِ رب! دوا کیا کرو۔ کیونکہ اللہ نے ہر مرض کی شفا مقرر کی ہے۔ بجز ایک مرض کے۔ لوگوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ فرمایا کھوسٹ (بڑھاپا)

خطبہ خوانی

زمین یا منبر پر کھڑے ہو کر یا شتر و ناقہ پر سوار ہو کر خطبہ فرمایا کرتے۔ جس کا آغاز تشہد سے اور اختتام استغفار پر ہوا کرتا۔ قرآن مجید اس خطبہ میں ضرور ہوتا اور قواعد اسلام کی تعلیم اس خطبہ میں دی جایا کرتی تھی۔

کان یخطب فی کل وقت بما تقتضیه حاجة المخاطبین ومصلحتھم (زادالمعادج ۱ ص ۴۹)

خطبہ میں وہ باتیں ضرور بیان کی جاتی تھیں جن کی سرِدست مسلمانوں کو ضرورت ہوتی اور وقت و ضرورت کے اعتبار سے خطبہ میں سب کچھ بیان ہوا کرتا۔

ایسے خطبات، جمعہ کے دن ہی پر موقوف نہ ہوتے، بلکہ جب ضرورت اور موقع ہوتا تب ہی لوگوں کو کلام پاک سے مستفید فرمادیا کرتے تھے۔ خطبہ کے وقت ہاتھ میں کبھی عصا ہوتا، کبھی کمان، ان پر اثنائے تقریر میں ٹیک بھی لگالیا کرتے تھے۔ خطبہ کے وقت تلوار کبھی ہاتھ میں نہ ہوتی تھی۔ نہ اس پر ٹیک لگایا کرتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں "جاہلوں کا قول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تلوار لے کر کھڑے ہوا کرتے تھے۔ گویا اشارہ یہ تھا کہ دین بزورِ شمشیر قائم کیا گیا ہے۔" علامہ موصوف فرماتے ہیں: جہال کا یہ قول غلط ہے۔

۱۔ تلوار پر خطبہ میں ٹیک لگانا ثابت نہیں۔

۲۔ خطبہ خوانی کا آغاز مدینہ میں ہوا تھا اور مدینہ بذریعہ قرآن فتح ہوا تھا، نہ کہ شمشیر۔ پھر علامہ موصوف یہ بھی بتاتے ہیں کہ دین تو وحی سے قائم ہوا ہے۔ (زادالمعادج ۲ ص ۴۹)

صدقہ وہدیہ

صدقہ کی کوئی چیز ہرگز استعمال نہ کرتے۔ البتہ ہدیہ قبول فرماتے۔ مخلصین صحابہ نیز عیسائی اور یہودی جو چیزیں تحفۃً بھیجتے انہیں قبول فرمالیتے ان کے لیے خود بھی تحفے ارسال فرماتے مگر مشرکین کے ہدایا لینے سے انکار فرماتے۔

مقوقس متی شاہ مصر کے بھیجے ہوئے خچر پر نبی نے سواری فرمائی اور جنگ حنین کے دن وہی خچر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری میں تھا۔ لیکن عامر بن مالک کے بھیجے ہوئے گھوڑے کو قبول کرنے سے انکار فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ہم مشرک سے ہدیہ قبول نہیں کرتے۔ (زادالمعادج ۱ ص ۱۴۱)

جو قیمتی تحائف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کرتے، اکثر اوقات انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ پر تقسیم فرمادیا کرتے۔

اپنی تعریف

اپنی ایسی تعریف جس سے دوسرے نبی کی کمی نکلتی پسند نہ فرمایا کرتے اور ارشاد فرماتے:

لا تخیروا بین الانبیاء (بخاری عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ) نبیوں کے ذکر میں ایسی طرز اختیار نہ کرو کہ ایک کی دوسرے کے مقابلے میں کمی نکلتی ہو۔

ایک بیاہ میں تشریف لے گئے وہاں چھوٹی چھوٹی لڑکیاں اپنے بزرگوں کے تاریخی کارنامے گا رہی تھیں۔ انہوں نے یہ بھی گایا کہ "ہمارے درمیان ایسا نبی ہے جو کل (فردا) کی بات آج بتادیتا ہے۔" نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نہ کہو جو پہلے کہتی تھیں وہی کہے جاؤ۔ (صحیح بخاری عن ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا)

اظہار حقیقت یا خوش عقیدہ پن کی اصلاح

سیدنا ابراہیم فرزند رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا۔ اس روز سورج گرہن بھی ہوا۔ لوگ کہنے لگے کہ ابراہیم کی موت کی وجہ سے سورج بھی گہنا گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے مجمع میں خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورج چاند کسی کے مرنے یا جینے سے نہیں گہنایا کرتے۔ (بخاری عن مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ)

مصلحت عامہ کا لحاظ

جب قریش نے اسلام سے پہلے کعبہ کی عمارت بنائی تو انہوں نے کچھ تو عمارتِ ابراہیمی میں اندر کی جگہ باہر چھوڑ دی۔ پھر کرسی اتنی اونچی رکھی کہ زینہ لگانا پڑے اور بیت اللہ میں دروازہ بھی صرف ایک ہی رکھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز عائشہ طیبہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

ان قومک حدیث عهدهم بكفر لنقضت الكعبة فجعلت لها بابین باب یدخل الناس وباب یخرجون منه (بخاری عن ابن زبیر عن عائشہ، امام بخاری نے اس حدیث کا باب ان الفاظ میں لکھا ہے: مخافة ان یقصر فهم بعض الناس، یہ کتاب العلم میں ہے)

قریش کو مسلمان ہوئے تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں۔ ورنہ میں اس عمارت کو گرا دیتا، کعبہ میں دو دروازے رکھتا ایک آنے کا ایک جانے کا۔

۲۔ جب منافقین کے شر انگیز افعال و حرکات حد سے بڑھ گئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ انہیں قتل کر دینا چاہیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں (بے خبر لوگ کہیں گے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے دوستوں کو قتل کرنے لگا)۔

بشریت و رسالت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان احکام کو جو شانِ رسالت سے ظاہر ہوتے ان افعال و اقوال سے جو بطور بشریت ثابت ہوتے ہمیشہ نمایاں طور پر علیحدہ علیحدہ دکھانے کی سعی فرماتے۔

۱۔ ایک دفعہ فرمایا میں بشر ہوں۔ میرے سامنے تنازعات پیش ہوتے ہیں، کوئی شخص دوسرے فریق سے اپنے مدعا کو بہتر طریق پر ادا کرنے والا ہوتا ہے۔ جس سے گمان ہو جاتا ہے کہ وہ سچا ہے اور میں اسی کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہوں۔ پس اگر کسی شخص کو کسی مسلمان کے حصے میں سے اس فیصلہ کے بموجب کچھ ملتا ہو تو وہ سمجھ لے کہ یہ ایک آگ کا ٹکڑا ہے۔ اب خواہ لے خواہ چھوڑ دے۔ (بخاری، کتاب المظالم عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا)

۲۔ بریرہ لونڈی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغیث اس کے شوہر کی سفارش کی جس سے بوجہ آزادی (حریت) علیحدہ ہو چکی تھی۔ بریرہ نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ حکم دے رہے ہیں۔ فرمایا نہیں، میں سفارش کرتا ہوں۔ وہ بولی مجھے مغیث کی حاجت نہیں۔ (بخاری، کتاب الطلاق عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)

اہل مدینہ تر کھجور کا بور مادہ کھجور پر ڈالا کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی کیا ضرورت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے؟۔اہل مدینہ نے یہ عمل چھوڑ دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پھل درختوں پر کم لگا۔لوگوں نے اس بارہ میں نبی کریم ﷺ سے گذارش کی۔ فرمایا: دنیا کے کام تم مجھ سے بہتر جانتے ہو، جب میں کوئی کام دین کا بتایا کروں، تو اس کی پیروی کیا کرو۔(بخاری، کتاب الاستیذان عن انس رضی اللہ عنہ)

بچوں پر شفقت

بچوں کے قریب سے گزر فرماتے تو اُن کو خود السلام علیکم کہا کرتے۔ان کے سر پر ہاتھ رکھتے۔انہیں گود میں اٹھا لیتے۔

(بخاری، کتاب الاستیذان عن انس رضی اللہ عنہ)

بوڑھوں پر عنایت

فتح مکہ کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے بوڑھے، ضعیف، فاقد البصر باپ کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیعتِ اسلام کرانے کے لئے لائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: تم نے بوڑھے کو کیوں تکلیف دی، میں خود ان کے پاس چلا جاتا۔(مسلم)

ارباب فضل کی قدر و منزلت

۱۔سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو جو خندق میں سخت زخمی ہو گئے تھے۔ مسجد تک پہنچے تو آپ نے اپنے صحابہ [رضی اللہ عنہم] سے جو قبیلہ اوس کے تھے فرمایا: قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ (اپنے سردار کی پیشوائی کو جاؤ) لوگ گئے۔ان کو آگے بڑھ کر لے آئے۔

۲۔حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت اسلام کی تائید اور مخالفین کے جواب میں اشعار نظم کر کے لاتے تو ان کے لیے مسجد نبوی ﷺ میں منبر رکھ دیا جاتا جس پر چڑھ کر وہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

خادم کے لیے دُعا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے دس سال تک مدینہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت کی اس عرصہ میں کبھی ان سے یہ نہ کہا کہ یہ کام کیوں نہ کیا ایک روز اُن کے حق میں دعا فرمائی۔اللھم اکثر مالہ وولدہ وبارک لہ ما اعطیتہ الٰہی! اسے مال بھی بہت دے اور اولاد بھی بہت دے اور جو کچھ اسے عطا کیا جائے۔اس میں برکت بھی دے۔

ادب و تواضع

۱۔مجلس میں کبھی پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے۔

۲۔جو کوئی مل جاتا اسے سلام پہلے خود کر دیتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ مصافحہ کے لیے خود پہلے ہاتھ پھیلا دیتے۔

۴۔ صحابہ کو کنیت کے نام سے پکارتے (عرب میں عزت سے بُلانے کا یہی طریق ہے)

۵۔ کسی کی بات کبھی قطع نہ فرماتے۔

۶۔ اگر نمازِ نفل میں ہوتے اور کوئی شخص پاس آبیٹھتا تو نماز کو مختصر کر دیتے اور اس کی ضرورت پوری کر دینے کے بعد پھر نماز میں مشغول ہوتے۔

۷۔ اکثر متبسم رہتے۔ (ماخوذ از شفاء ص ۵۴)

۸۔ نبی کریم ﷺ کے ایک ناقہ کا نام عضبا تھا۔ کوئی جانور اس سے آگے نہیں بڑھ سکا تھا۔ ایک اعرابی اپنی سواری پر آیا اور عضباء سے آگے نکل گیا۔ مسلمانوں کو یہ بہت ہی شاق گزرا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

ان حقا علی اللہ عزوجل ان لا یرفع شیئاً من الدنیا الا وضعہ (صحیح بخاری) دنیا میں اللہ کی سنت یہی ہے کہ کسی کو اٹھاتا ہے تو اسے نیچا بھی دکھاتا ہے۔

۹۔ ایک شخص آیا۔ اس نے نبی ﷺ کو یَا خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ (بر ترین خلق) کہہ کر بلایا۔ نبی ﷺ نے فرمایا یہ شان تو ابراہیم علیہ السلام کی ہے۔ (صحیح بخاری)

۱۰۔ ایک شخص حاضر ہوا وہ نبی ﷺ کی ہیبت سے لرز گیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

ھون علیک، فانی لست بملک انما انا ابن امراۃ من قریش۔ تاکل القدید (صحیح بخاری)

کچھ پروا نہ کرو، میں بادشاہ نہیں ہوں۔ میں قریش کی ایک غریب عورت کا فرزند ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی۔

شفقت ورأفت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

۱۔ کوئی شخص بھی اچھے خلق میں نبی کریم ﷺ جیسا نہ تھا۔ خواہ کوئی صحابی بلاتا یا گھر کا کوئی شخص، نبی ﷺ اس کے جواب میں لبیک (حاضر) ہی فرمایا کرتے۔ (شفاء ص ۵۳)

۲۔ عباداتِ نافلہ چھپ کر ادا فرمایا کرتے تاکہ امت پر اس قدر عبادت کرنا شاق نہ ہو۔

۳۔ جب کسی معاملہ میں دو صورتیں سامنے آتیں تو آسان صورت کو اختیار فرماتے۔ (صحیح بخاری عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

۴۔ اللہ پاک کے ساتھ معاہدہ کیا کہ جس شخص کو میں گالی دوں یا لعنت کروں وہ گالی اس کے حق میں گناہوں کا کفارہ، رحمت و بخشش اور قرب کا ذریعہ بنادی جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ فرمایا: ایک دوسرے کی باتیں مجھے نہ سنایا کرو۔ میں چاہتا ہوں کہ دنیا سے جاؤں، تو سب کی طرف سے صاف سینہ جاؤں۔ (شفاء ص ۵۵)

۶۔ وعظ و نصیحت کبھی کبھی فرمایا کرتے تاکہ لوگ اکتا نہ جائیں۔ (صحیح بخاری عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

۷۔ ایک بار سورج گرہن ہوا۔ نماز کسوف میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم روتے تھے اور دعا میں فرماتے تھے۔

رب الم تعدنی ان لاتعذبھم وانا فیھم وھم یستغفرون ونحن نستغفرک (زاد المعاد ج ۱ ص ۴۹)

ترجمہ:۔ اے پروردگار! تو نے وعدہ فرمایا ہے کہ ان لوگوں کو (بہر دو صورت) عذاب نہ دیا جائے گا، 1 جب تک میں ان کے درمیان موجود ہوں۔ 2 جب تک یہ استغفار کرتے رہیں۔ اب اے اللہ! میں موجود ہوں اور سب استغفار بھی کر رہے ہیں۔ لکل نبی دعوۃ یدعوابھا فاستجیب لھا فجعلت دعوتی شفاعۃ لامتی یوم القیامۃ (صحیح بخاری عن انس رضی اللہ عنہ، کتاب الدعوت)

ترجمہ: ہر ایک نبی کے لئے ایک ایک دعا تھی وہ مانگتے رہے اور دعا قبول ہوتی رہی، میں نے اپنی دعا کو اپنی امت کی شفاعت روزِ قیامت کے لئے محفوظ رکھا ہے۔

عدل ور حم

اگر دو دشمنوں کے درمیان جھگڑا ہوتا تو عدل فرماتے اور اگر کسی شخص کا نفس مبارک کے ساتھ کوئی معاملہ ہوتا تو رحم فرماتے:

(۱) فاطمہ نامی ایک عورت نے مکہ میں چوری کی، لوگوں نے اُسامہ رضی اللہ عنہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پیارے تھے، سفارش کرائی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم حدودِ الٰہی میں سفارش کرتے ہو؟ سنو! اگر فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ایسا کرتی تو میں حد جاری کرتا۔ (صحیح بخاری عن عائشہ رضی اللہ عنہا، کتاب الحدود)

(۲) سواد بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رنگین کپڑا پہن کر گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حط حط فرمایا اور چھڑی سے اُن کے شکم میں ٹھوکا بھی دیا، میں نے کہا: یارسول اللہ! میں تو قصاص لوں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھٹ اپنا شکم برہنہ کر کے میرے سامنے کر دیا۔ (شفاء قاضی عیاض ص ۳۱۱)

اعداء پر رحم

۱۔ مکہ میں سخت قحط پڑا، یہاں تک کہ لوگوں نے مردار اور ہڈیاں بھی کھانی شروع کر دیں، ابو سفیان بن حرب (اُن دنوں دشمن غالی تھا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ تو لوگوں کو صلہ رحمی (حسن سلوک باقرابتداراں) کی تعلیم دیا کرتے ہیں، دیکھئے! آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے، اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے دعا کیجئے، نبی ﷺ نے دعا فرمائی اور خوب ہی بارش ہوئی۔

(۲) ثمامہ رضی اللہ عنہ بن اُثال نے نجد سے مکہ کو جانے والا غلہ بند کر دیا، اس لیے کہ اہل مکہ، نبی کریم ﷺ کے دشمن ہیں، نبی کریم ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمادیا۔

(۳) حدیبیہ کے میدان میں نبی کریم ﷺ مسلمانوں کے ساتھ نماز صبح پڑھ رہے تھے، ستر (۷۰) آدمی چپکے سے کوہِ تنعیم سے اُترے تا کہ مسلمانوں کو نماز پڑھتے ہوئے قتل کر دیں، یہ سب گرفتار ہوگئے اور نبی ﷺ نے ان کو بلا کسی فدیہ یا سزا کے آزاد فرمادیا۔(صحیح بخاری عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ باب اذا استشفع المشرکون)

جود وکرم

(۱) سائل کو کبھی رد نہ فرماتے، زبان مبارک پر حرفِ انکار نہ لاتے، اگرچہ کچھ بھی دینے کو پاس نہ ہوتا سائل سے عذر کرتے، گویا کوئی شخص معافی چاہتا ہے۔

(۲) ایک شخص نے آکر سوال کیا، فرمایا میرے پاس تو اس وقت کچھ نہیں ہے، تم میرے نام پر قرض لے لو اور پھر اُسے اتاروں گا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ نے آپ کو یہ تکلیف نہیں دی کہ قدرت سے بڑھ کر کام کریں، نبی ﷺ چپ سے رہ گئے، ایک انصاری نے پاس سے کہہ دیا، یارسول اللہ ﷺ! جواب دیجئے، رب العرش مالک ہے، تنگ دستی کا کیا ڈر ہے، نبی ﷺ ہنس پڑے، چہرۂ مبارک پر خوشی کے آثار آشکار ہوگئے، فرمایا: ہاں مجھے یہی حکم ملا ہے۔(شفاء ص ۵۰ بحوالہ شمائل ترمذی)

(۳) ایک بار ایک سائل کو آدھا وسق غلہ قرض لے کر دلایا، قرض خواہ تقاضا کے لئے آیا، نبی ﷺ نے فرمایا: ایک وسق غلہ دے دو، آدھا تو قرض کا ہے، آدھا ہمارے طرف سے جود وسخا کا ہے (شفاء ص ۵۱ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

(۴) فرمایا کرتے: اگر کوئی شخص مقروض مرجائے اور مال باقی نہ چھوڑے تو ہم اسے ادا کریں گے اور اگر کوئی مال چھوڑ کر مرے تو وہ وارثوں کا حق ہے۔(صحیح بخاری کتاب الفرائض)

شرم وحیا

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پردہ نشین لڑکی سے بڑھ کر نبی ﷺ میں حیا تھی، جب کوئی ایسی بات نبی کے سامنے کی جاتی، جس سے آپ کو کراہت ہوتی تو چہرۂ مبارک سے فوراً معلوم ہو جاتا تھا۔(صحیح بخاری عن ابی سعید رضی اللہ عنہ)

(۲) عائشہ طیبہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: اگر کسی شخص کی کوئی حرکت نبی ﷺ [illegible] نام لے کر منع نہ فرماتے بلکہ عام الفاظ میں اس حرکت و فعل کی نہی فرما[illegible] ابوداود)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) عادات و معاملات میں اپنی جان پر تکلیف اٹھا لیتے، مگر دوسرے شخص کو ازراہِ شرم کام کرنے کو نہ فرماتے۔

(۴) جب کوئی عذر خواہ سامنے آکر معافی کا طالب ہوتا تو نبی کریم ﷺ شرم سے گردن مبارک جھکا لیتے۔(ترمذی فی الشمائل و شفاء ص: ۴۸)

(۵) عائشہ طیبہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو برہنہ کبھی نہیں دیکھا۔

صبر و حلم

۱۔زید بن سعنہ ایک یہودی تھا، نبی ﷺ کو اس کا قرض دینا تھا، وہ ایک روز آیا، آتے ہی چادر آپ کے شانہ سے اُتار لی، جسم کے کپڑے پکڑ لئے اور تڑانے لگا: ’’ عبدالمطلب والے بڑے نادہند ہوتے ہیں‘‘ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے سختی سے جھڑک دیا، نبی کریم ﷺ ہنس پڑے فرمایا: عمر!(رضی اللہ عنہ) تمہیں لازم تھا کہ میرے ساتھ اور اس کے ساتھ اور طرح برتاؤ کرتے، مجھے حسن ادائیگی کے لیے کہتے اور اسے حسن تقاضا سکھاتے۔ پھر زید کی جانب نبی ﷺ مخاطب ہوئے، فرمایا: ابھی تو وعدہ میں تین دن باقی ہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس کا قرض ادا کر دو۔ بیس صاع زیادہ بھی دینا کہ تم نے اس دھمکایا اور ڈرایا بھی تھا۔(شفاء: عیاض ص ۴۸ ۔راوہ البیہقی)

(۲) ایک اعرابی آیا، اس نے زور سے نبی کریم ﷺ کی چادر کو جو موٹے کنارے کی تھی، جھٹکا دیا، وہ کنارہ نبی کریم ﷺ کی گردن میں گڑ گیا اور نشان پڑ گیا۔ اعرابی نے اب زبان سے یہ کہا: محمد! (ﷺ) یہ مال اللہ کا جو تمہارے پاس ہے، نہ تیرا ہے اور نہ تیرے باپ کا ہے، اس میں سے ایک بارِ شتر مجھے بھی دلاؤ۔ نبی ﷺ نے ذرا خاموشی کے بعد فرمایا: مال بے شک اللہ کا ہے اور میں اس کا غلام ہوں، بالآخر حکم فرمایا کہ ایک بارِ شتر جو، اور ایک بار شتر کھجوریں اسے دی جائیں۔ (صحیحین عن انس رضی اللہ عنہ و شفاء: ص ۴۸)

(۲) طائف میں نبی کریم ﷺ وعظ اور تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے تھے، وہاں کے باشندوں نے نبی ﷺ پر کیچڑ پھینکی، آوازے لگائے، اتنے پتھر مارے کہ آپ لہو سے تربہ تر اور بے ہوش ہو گئے پھر بھی یہی فرمایا: کہ میں ان لوگوں کی ہلاکت نہیں چاہتا، کیونکہ اگر یہ ایمان نہیں لاتے تو امید ہے کہ ان کی اولاد مسلمان ہو جائے گی۔(صحیح بخاری)

عفو و رحم

۱۔عائشہ طیبہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی ذات مبارک کی بابت کسی سے انتقام نہیں لیا۔

۲۔جنگ اُحد میں کافروں نے نبی ﷺ کے دانت توڑے، سر پھوڑا، نبی ﷺ ایک غار میں بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گر گئے تھے، صحابہ نے عرض کیا کہ ان پر بد دعا فرمایئے، نبی ﷺ نے فرمایا: میں لعنت کرنے کے لئے نہیں بنایا گیا، اللہ نے مجھے لوگوں کو اپنی بارگاہ میں بلانے کے لئے بھیجا ہے، اس کے بعد یہ دعا فرمائی: اللہ میری قوم کو ہدایت فرما، وہ (مجھے) نہیں جانتے ہیں۔ (شفاء عیاض ۴۷)

(۳) ایک درخت کے نیچے نبی کریم ﷺ سو گئے، تلوار شاخ سے آویزاں کر دی، غورث بن الحراث آیا، تلوار نکال کر نبی ﷺ کو گستاخانہ جگایا، بولا اب تم کو کون بچائے گا، فرمایا: اللہ! وہ چکر کھا کر گر پڑا، نبی کریم ﷺ نے تلوار اٹھالی، فرمایا: اب تجھے کون بچا سکتا ہے؟ وہ حیران ہو گیا، فرمایا: جاؤ! میں بدلہ نہیں لیا کرتا۔ (صحیح بخاری باب غزوہ ذات الرقاع و شفاء ص ۴۷)

(۴) ہبار نے نبی کریم ﷺ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کے نیزہ مارا، وہ ہودج سے نیچے گر گئیں اور حمل ساقط ہو گیا، اور بالآخر یہی صدمہ ان کی موت کا باعث ہوا، ہبار نے عفو کی التجا کی اور اسے معاف فرمایا۔ (دیکھو: بیان فتح مکہ)

(۵) فرمایا: زمانہ جاہلیت سے لے کر جن باتوں پر قبائل میں باہمی جنگ وجدل چلا آتا ہے، میں سب کو معدوم کرتا ہوں اور سب سے پہلے اپنے خاندان کے خون کا دعویٰ اور اپنے چچا کے رقوم قرضہ کو معاف کرتا ہوں۔ (صحیح بخاری خطبہ نبوی بروز فتح مکہ)

صدق وامانت

۱۔ جانی دشمن بھی نبی ﷺ کے ان اوصاف کے قائل تھے، صادق وامین بچپن ہی سے نبی کریم ﷺ کا خطاب پڑ گیا تھا، انہی اوصاف کی وجہ سے قبل از نبوت بھی لوگ اپنی مقدمات انفصال کے لئے نبی کریم ﷺ کے پاس لایا کرتے تھے۔ (شفاء عیاض، ص ۴۹)

(۲) ایک روز ابو جہل نے کہا، محمد! (ﷺ) میں تجھے جھوٹا نہیں سمجھتا، لیکن تیری تعلیم پر میرا دل نہیں ٹھہرتا۔ (شفاء: ص ۵۹)

(۳) شب ہجرت کو کفار نے تو نبی کریم ﷺ کے قتل کا مشورہ اور اتفاق کیا اور نبی ﷺ نے پنے چچازاد بھائی علی رضی اللہ عنہ کو اس کے لئے پیچھے چھوڑا کہ ان کی امانتوں کو ادا کر کے آنا۔

عفت وعصمت

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: ایام جاہلیت کی رسموں میں سے میں نے کبھی کسی میں بھی حصہ نہیں لیا، صرف دو دفعہ ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی بچالیا، دس برس کی عمر تھی، میں نے اس چرواہے کو جس کے ساتھ میں بکریاں چراتا تھا، کہا: اگر تم میری بکریاں سنبھالے رکھو تو میں مکہ (آبادی کے اندر) جاؤں، جیسے اور نوجوان کہانیاں کہتے سنتے ہیں، میں بھی کہانیاں کہوں سنوں۔ اس ارادہ سے میں شہر کو آیا، پہلے ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھر پہنچا تھا کہ وہاں دف و مزامیر بج رہے تھے، اس گھر میں بیاہ تھا، میں انہیں دیکھنے لگا، نیند نے غلبہ کیا، میں سو گیا، جب سورج نکلا تب آنکھ کھلی، ایک دفعہ پھر ایسی ہی نیت سے آیا تھا اسی طرح نیند آ گئی اور وقت گذر گیا، ان دو واقعات کے سوا میں نے کبھی مکروہاتِ جاہلیت کا ارادہ بھی نہیں کیا۔ (شفاء: ص ۴۰)

عہد نبوت سے پہلے کا ذکر ہے زید بن عمرو بن نفیل نے نبی ﷺ کی دعوت کی، دستر خوان پر گوشت بھی آیا، نبی ﷺ نے فرمایا: اِنّی لا اکل مما تذبحون علی انصابکم ولا اکل الا ما ذُکر اسم اللہ علیہ۔ میں وہ گوشت نہیں کھاتا جو بتوں یا استھانوں کی قربانی کا ہو، میں تو صرف وہی گوشت کھایا کرتا ہوں جس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ (بخاری عن عبداللہ، کتاب الصید والذبائح)

زہد

نبی کریم ﷺ کی دعا یہ تھی:

یا رب جوع یومًا و اشبع یومًا فاما الیوم الّذی اجوع فیہ فاتضرع الیك وادعوكَ، واما الیوم الذی اشبع فیہ فاحمدك و اثنی علیك۔

الٰہی ایک دن بھوکا رہوں، ایک دن کھانے کو ملے، بھوک میں تیرے سامنے گڑ گڑایا کروں تجھ سے مانگا کروں اور کھا کر تیری حمد و ثنا کیا کروں۔ (شفاء: ص ۶۲)

(۲) صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ایک ایک مہینے برابر ہمارے چولہے میں آگ روشن نہ ہوتی، نبی ﷺ کا کنبہ پانی اور کھجور پر گذران کرتا۔ (بخاری عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

(۳) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے مدینہ آکر تین دن تک برابر گیہوں کی روٹی کبھی نہیں کھائی۔ (صحیح بخاری عن عائشہ رضی اللہ عنہا کتاب الاطعمہ)

(۴) نبی ﷺ نے انتقال فرمایا تو اس وقت نبی کریم ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے پاس بعوض غلہ جور ہن تھی۔ (صحیح بخاری عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

(۵) نبی کریم ﷺ اس دنیا کی آخری شب میں تھے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پڑوسن سے چراغ کے لئے تیل منگوایا تھا۔ (صحیح بخاری عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

(۶) دعا فرمایا کرتے: الٰہی! آل محمد (ﷺ) کو صرف اتنا دے جتنا پیٹ میں ڈال لیں۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ زُہد کی یہ تمام صورتیں اختیاری تھیں، لاچاری کچھ نہ تھی اور اس زہد سے مقصود نبی ﷺ کا یہ نہ تھا کہ کسی حلال شے کے استعمال یا انتفاع میں کوئی روک پیدا کریں، ایسے خیال سے صرف ایک بار نبی ﷺ نے شہد کا استعمال چھوڑ دیا تھا، اس کی وجہ بھی یہ تھی کہ ایک بیوی نے شہد کی بو کو اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طبع کے خلاف بتایا تھا، اللہ عزوجل نے ﷺ سے فرمایا کہ یہاں تک کھینچ نہیں کرنی چاہیے۔ (التحریم: ۱)

صنف ضعیف (عورتوں کی اعانت اور انکی آسائش کا خیال)

اُم المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا ایک سفر میں ساتھ تھیں وہ تمام جسم کو چادر سے ڈھانپ کر اُونٹ کے پچھلی نشست پر نبی ﷺ کے ساتھ سوار ہوا کرتی تھیں، جب وہ اونٹ پر سوار ہونے لگتیں: یجلس عند بعیرہ فیضع رکبته فتضع صفیه رجلها علی رکبته حتی ترکب تب نبی کریم ﷺ اپنا گھٹنہ آگے بڑھا دیتے، صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے پاؤں نبی کریم ﷺ کے گھٹنے پر رکھ کر اونٹ پر چڑھ جایا کرتیں۔ (صحیح بخاری باب یسافر بالجاریہ، عن انس رضی اللہ عنہ)

(۲) ایک دفعہ ناقہ کا پاؤں پھسلا، نبی ﷺ اور اُم المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا دونوں گر پڑے، ابو طلحہ رضی اللہ عنہ دوڑے دوڑے رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے، نبی ﷺ نے فرمایا "علیك بالمرأة" تم پہلے عورت کی خبر لو۔ (صحیح بخاری باب استقبال الغزاۃ، عن انس رضی اللہ عنہ)

(۳) ایک سفر میں اُونٹوں کے کجاووں عورتیں سوار تھیں، ساربان جو اونٹوں کی مہار پکڑے جاتا تھا، حُدی خوانی کرنے لگا، حُدی ایسے آواز سے شعر پڑھنے کو کہتے ہیں جس سے اونٹ تیز چلنے لگتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: دیکھو کانچ کے شیشوں کو توڑ پھوڑ نہ دینا۔ (صحیح مسلم) اس ارشاد میں عورتوں کو کانچ کے آلات سے نبی ﷺ نے تشبیہ دی ہے، نفاست و نزاکت کے علاوہ وجہِ تشبیہ عورتوں کا ضعف خلقت ہے، جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ آرام اور آسائش کی مستحق ہیں۔

اسیران جنگ کی خبر گیری

اسیران جنگ کی خبر گیری مہمانوں کی طرح کی جاتی تھی، جنگ بدر میں جو قیدی مدینہ منورہ میں چند روز تک مسلمانوں کے پاس اسیر رہے، ان میں سے ایک کا بیان ہے: اللہ مسلمانوں پر رحم کرے، وہ اپنے اہل و عیال سے اچھا ہم کو کھلاتے تھے اور اپنے کنبے سے پہلے ہمارے آرام کی فکر کیا کرتے تھے۔

جب قیدی اسیر ہو کر آتے تو نبی ﷺ پہلے ان کے لباس کی فکر کیا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری باب الکسوۃ للاساری، عن جابر رضی اللہ عنہ)

مردانہ ورزشیں

مردانہ ورزشوں کا شوق دلایا کرتے، رُکانہ عرب کا شاہ زور پہلوان تھا، وہ اپنے پچھڑ جانے کو اسلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لانے کی شرط ٹھہراتا تھا، نبی ﷺ نے اسے تین بار پچھاڑ دیا تھا۔ (شفاء: ص ۳۴)

تیر افگنی

نشانہ بازی کا لوگوں کو شوق دلایا کرتے، نشانہ بازی کی مشق کے لئے لوگوں کو دو حصوں میں بانٹ دیا کرتے تھے، ایک دفعہ فرمایا: تیر چلائو، میں اس پارٹی کی طرف ہوں گا، یہ سن کر دوسری پارٹی نے تیر چلانے سے ہاتھوں کو روک لیا، سبب پوچھا گیا، انہوں نے کہا: جب اس پارٹی میں رسول اللہ ﷺ شامل ہیں تو ہم اس کے مقابلہ میں کیونکر تیر افگنی کر سکتے ہیں،؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، تیر چلائو! میں تم سب کے ساتھ ہوں ۔ اِرْمُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ (صحیح بخاری عن سلمۃ بن الاکوع باب التحریض علی الرمی)

گھڑ دوڑ

گھوڑوں کی دوڑ نبی کریم ﷺ کے حکم سے کرائی جاتی تھی، لمبی ڈور ۵ یا ۴ میل کی اور ہلکی دوڑ ایک میل کی ہوتی تھی۔ (صحیح بخاری عن ابن عمر رضی اللہ عنہ باب السبق بین الخیل)

مردم شماری

نبی ﷺ نے فرمایا: اکتبوالی من تلفظ بالاسلام من الناس، تمام کلمہ گو اشخاص کے نام میرے ملاحظہ کے لئے قلم بند کئے جائیں، اس حکم کی تعمیل ہوئی، اس وقت مسلمانوں کا شمار ڈیڑھ ہزار ہوا، اس تعداد پر مسلمانوں نے اللہ کا شکرادا کیا، خوشی منائی، مسلمان کہتے تھے: اب ہم ڈیڑھ ہزار ہو گئے ہیں اب ہمیں کیا ڈر رہا ہے، ہم نے وہ زمانہ دیکھا ہے جب ہم میں سے کوئی اکیلا ہی نماز پڑھا کرتا تھا، اور۔۔۔ اسے ہر طرف سے دشمنوں کا خوف لگا رہتا تھا۔ (صحیح بخاری کتاب الشہادۃ باب کتابۃ الامام الناس عن حذیفہ رضی اللہ عنہ)

افسوس ہے کہ اس روایت سے یہ پتہ نہیں لگتا کہ یہ شمار کس سن میں ہوا تھا، صحیح بخاری کی دیگر روایات سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیسری مردم (مسلم) شماری تھی، پہلی دفعہ کے شمار میں مسلمانوں کی تعداد ۵۰۰ دوسری میں ۶۰۰ اور ۷۰۰ کے درمیان تعداد تھی۔ (ایضاً)

(ماخوذ: رحمت للعالمین، جلد نمبر ۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صلی اللہ علیہ وسلم-

«فَإِنِّیْ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ مَسْجِدِیْ آخِرُ الْمَسَاجِدِ»

(صحیح مسلم: کتاب الحج)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد (کسی نبی کی بنائی ہوئی) آخری مسجد ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتنۂ قادیانیت
اور
ردّ قادیانیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ العرب والعجم علامہ سید بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ ترتیب، ترجمہ و تخریج: ابو عمیر حرب اللہ بلوچ

مرزائیوں کے خاص عقائد اور ان کا رد

قادیانیت:

یہ مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت ہے جنہیں مرزائی کہا جاتا ہے اور یہ اپنے آپکو احمدی کہتے ہیں ان کے چند خاص عقائد ذکر کر کے رد کیا جاتا ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کا انکار

سلف سے لیکر خلف تک مسلمانوں کا متفق علیہ عقیدہ چلا آرہا ہے کہ محمد کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور آپ کے آنے سے نبوت کا سلسلہ ختم اور منقطع ہو گیا ہے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آیا اور نہ تاقیامت آئے گا، جو بھی کسی نئے نبی کے آنے کو جائز سمجھے یا کسی کو نبی کہے یا سمجھے تو ایسے شخص کو کافر کہنے کے بارے میں اب تک دو مسلمانوں نے بھی آپس میں اختلاف نہیں کیا ہے۔(الفصل فی الملل والاھواء والنحل لابن حزم ۳ /۲۴۹) اور جو کوئی رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا اور دجال ہے۔

ان تصریحات کے باوجود چند ایسے جھوٹے شخص پیدا ہوئے جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور خوب مکر و فریب سے کام لیا، مگر بالآخر بموجب (اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا) وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچے۔ تقریبا ایک صدی پہلے متحدہ پنجاب کے شہر قادیان ضلع گورداسپور میں مرزا غلام احمد نامی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ وہ بھی بالآخر اپنے بدترین انجام سے دوچار ہوا۔ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اخبار ''اہلحدیث'' امرتسر میں اس کی خوب تردید کی اور اس کے خیالات کی تکذیب ثابت کرتے رہے اور اس کی حقیقت منکشف کرنے کیلئے متعدد کتابیں تصنیف کیں۔

مباہلہ کے ذریعے عبرتناک انجام

بالآخر مرزا نے تنگ آکر ایک اشتہار شائع کیا جس نے حق اور باطل کو ثابت کر کے رکھ دیا، یہاں بطور عبرت و موعظت مرزا قادیانی کا مذکورہ اشتہار من و عن تحریر کیا جاتا ہے۔

''مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ''

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم یَسْتَنْبِئُوْنَکَ اَحَقٌّ ھُوَ قُلْ اِیْ وَرَبِّیْ اِنَّہٗ لَحَقٌّ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔ السلام علی من اتبع الھدیٰ۔ مدّت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب و تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ آپ مجھے اپنے اس پرچہ میں مردود، کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف کرنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں، جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں، تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی عمر نہیں ہوتی۔ اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے، تاکہ خدا کے بندوں کو ہلاک نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے، جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی پیش گوئی نہیں، بلکہ محض دعا کے طور پر ہیں۔ ں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے، جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناءاللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے آمین! مگر اے میرے کامل و صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے، حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر، مگر نہ انسانی ہاتھوں سے، بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے، بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے، جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یارب العالمین۔ میں ان کے ہاتھوں بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں، جن کا وجود دنیا کے لیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص در حقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بداثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناءاللہ ان ہی تہمتوں کے ذریعے سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے، اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا! اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے، اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیرے جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناءاللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے، اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو، مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک! تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ آمین۔ بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں۔''

الراقم عبداللہ الصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ وایدہ مرقوم یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء (تاریخ مرزا، از شیخ الاسلام امرتسری رحمۃ اللہ علیہ ص ۶۷، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸ مطبوعہ ربوہ)

بعد ازاں قادیانیوں کے اخبار ''بدر'' قادیان میں مرزا کی روزانہ کی ڈائری اس طرح شائع ہوئی ہے:

''ثناءاللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں، بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا کہ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ۔ صوفیاء کے نزدیک کرامتِ استجابت دعا ہی ہے، باقی سب اس کی شاخیں ہیں۔ (بدر، قادیان مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء)

قارئین! ظاہر ہے کہ مرزا نے اللہ تعالیٰ سے اس فیصلہ کن امر کے بارے میں دعا مانگی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے فیصلہ بھی فرما دیا، چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دشمن شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسری کی زندگی ہی میں مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بمطابق ۲۴ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ دستوں کی بیماری میں آنجہانی ہو گیا (ضمیمہ اخبار قادیان الحکم مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء) جب کہ شیخ الاسلام فاتح قادیان مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمہ اللہ اس کے بعد چالیس سال تک مزید اسلام کی ترویج و اشاعت کرتے ہوئے ایک قابل رشک زندگی گزارنے کے بعد سن ۱۹۴۸ء بمطابق ۱۳۶۷ھ سرگودھا شہر میں فوت ہوئے۔

لکھا تھا کہ کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں پکا تھا ، پہلے مر گیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیات میں معنوی تحریف

مرزا کاذب کے حواریوں نے اس مشہور اور مسلمہ اسلامی عقیدے کو مٹانے کیلئے بڑے بڑے مکرو فریب کئے اور عقیدۂ ختم نبوت کو تسلیم کرنے کے بجائے اسے جاری رکھنے کے لئے قرآن وحدیث میں معنوی تحریف کی ناپاک جسارت کی، قرآن مجید کی چند آیات کو خصوصی طور پر ہدف بنایا، ان آیات کا تفصیلی جواب انشاءاللہ ہماری تفسیر بدیع التفاسیر میں اپنے موقع پر دیا جائے گا۔ یہاں بتلانا یہ مقصود ہے کہ سورۂ فاتحہ کی اس آیت (صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔۔۔) سے یہ لوگ معنوی تحریف کرتے ہوئے استدلال کرتے ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے: "انعام یافتہ گروہ کی چار قسمیں ہیں، نبی، صدیق، شہید اور نیک صالح لوگ۔ اس دعا میں ہم اللہ سے اس چیز کی درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں بھی انعام یافتہ لوگوں میں شامل فرما تو اس کا مطلب ہے کہ نبوت کا سلسلہ جاری ہے وگرنہ دعا مانگنا کارِ عبث ہے۔'

انبیاء کی جماعت میں شامل ہونے کا ذکر نہیں

الجواب: اولاً یہاں اس جماعت میں شامل ہونے کا ذکر نہیں ہے بلکہ اس جماعت کے ساتھ ہونے یعنی ان کی معیت کا ذکر ہے۔ اس دعا میں تو ان کے راستے پر چلنے کی توفیق مانگی گئی ہے، نا یہ کہ نبی بننے کی درخواست کی گئی ہے بنابریں یہ راستہ تو اللہ کا ہی ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (52) صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (الشوریٰ:۵۲۔۵۳)

"اور بے شک آپ (ﷺ) صراطِ مستقیم کی رہنمائی کر رہے ہیں، اس اللہ کی راہ کی جس کی ملکیت میں ہے جو کچھ آسمانوں وزمین میں ہے:

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا (الانعام:۱۵۳)

"اور بے شک یہی میرا سیدھا راستہ ہے" پھر کیا اس دعا میں یہ بھی درخواست ہے کہ ہمیں اُلوہیت عطا کی جائے؟ حاشا وکلاّ۔ ثانیاً: بلکہ اللہ تعالیٰ راستہ مقرر فرمانے والا ہے اور اس کا پتہ بتلانے والے انبیاء علیہم السلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ محمد رسول اللہ ﷺ پر ختم کر دیا ہے۔

انبیاء کے ساتھ معیت قیامت میں حاصل ہوگی

ثالثاً: جس آیت میں انعام یافتہ جماعتوں کا ذکر ہے، یعنی:

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (النساء:٦٩)

www.KitaboSunnat.com

"وہ ان لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے انعام کیا، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین"۔ تو یہ معیت تو قیامت میں حاصل ہوگی اور وہاں کسی نئی نبوت کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انبیاء علیہم السلام اس دنیا میں آئے اس لئے اس آیت کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ محض مرزائیوں کا مغالطہ اور دھوکہ ہے۔

نبوت کا حصول دعاؤں و التجاؤں سے نہیں ہے

رابعاً: نبوت کا حاصل ہونا دعاؤں اور التجاؤں پر نہیں رکھا گیا ہے بلکہ خود نبی کو اپنے بارے میں نبی ہونے کا وہم و گمان نہیں ہوتا ہے اور نہ امید و آسرا ہوتا ہے۔ جیسے فرمایا:

وَمَا كُنْتَ تَرْجُوا أَنْ يُلْقَى إِلَيْكَ الْكِتَابُ (القصص:۸۶)

"آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تو کبھی اس کا خیال بھی نہ گزرا تھا کہ آپ کی طرف کتاب نازل کی جائے گی"۔

اس لئے یہ استدلال بالکل غلط ہے۔ خامسًا: دراصل یہ کافروں کا کہنا تھا کہ ہم نبی کو تب مانیں گے جب ہمیں بھی وہ کچھ ملے جو ان کو ملا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کا رد فرمایا کہ یہ بات تمہاری مرضی کے مطابق نہیں ہے مگر پروردگار خود جس کو اس قابل سمجھے اسے نبوت عطا کرتا ہے:

قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ حَتَّى نُؤْتَى مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللهِ اللهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ (الانعام:۱۲۴)

"وہ کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ ہمیں بھی ایسی چیز نہ دی جائے جو رسولوں کو دی جاتی ہے، اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ اس نے رسالت کہاں سونپنی ہے"

توجب اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا تو پھر کس بات کی تمنا یا اس کے لئے دعا!!!

وہو السادس۔

تین سلسلوں کا جاری رہنا

سابعًا: اللہ تعالیٰ نے اس کے علاوہ تین قسم کے سلسلوں کے باقی رہنے کا ذکر فرمایا ہے۔ جیسے ارشاد ہے: وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ (الحدید:۱۹) "اللہ اور اس کے رسول پر جو ایمان رکھتے ہیں یہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں"۔ نیز فرمایا:

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ (العنکبوت:۹)

"اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے انہیں میں اپنے نیک بندوں میں شمار کر لوں گا"۔

معلوم ہوا کہ صدیق، شہید اور صالح اس امت میں ہوتے رہیں گے مگر نبوت کیلئے ایسا نہیں کہا بلکہ فرمایا کہ:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَّسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (الاحزاب:۴۰)

"(لوگو!) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادعیہ بے شمار ہیں

ثامناً: اگر ان سارے جوابات سے اغماض کیا جائے تو بھی اتنا کافی ہے کہ قرآن کریم میں اور احادیث مبارکہ میں بیشار دعائیں ہیں، ہر چھوٹے اور بڑے مطلب کیلئے دعا کا ذکر ہے۔ کسی نے علم مانگا ہے تو کسی نے بادشاہی، کسی نے اولاد تو کسی نے بیماری سے شفا، کسی نے ہدایت طلب کی ہے، کسی نے دشمن سے پناہ مانگی ہے، کسی نے مشکل کا حل طلب کیا ہے، کسی نے مصیبت سے خلاصی مانگی ہے۔ مگر کسی نے بھی نبوت نہیں مانگی ہے۔ پھر جب کہ خود انعام یافتہ لوگوں نے یہ چیز طلب نہیں کی تو دوسروں کیلئے وہ مراد لینا کس طرح صحیح ہوگا؟۔

رسول اللہ ﷺ کی نبوت فاتحہ کے نزول سے پہلے ہے

تاسعًا: سورۃ فاتحہ کے نزول سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو نبوت مل چکی تھی، پھر اگر اس دعا میں نبوت طلب کی جارہی ہے تو پھر آپ ﷺ نے کس چیز کی دعا مانگی اور ایسا کہنا بھی صحیح نہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ مجھے نبوت پر قائم رکھ۔ کیونکہ اللہ تعالی کسی کو نبوت دے کر پھر واپس نہیں لیتا اور واپس اس سے لی جاتی ہے جو نالائق ثابت ہوا اور یہ اللہ تعالی کے علم کے خلاف ہے کہ وہ ایسے شخص کو نبوت دے کہ بعد میں اس کے نااہل ہونے کی خبر ہو۔ اور نہ ہی ایسا کہا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ یا کسی دوسرے نبی کو نعوذ باللہ کوئی اپنے بارے میں شک تھا کہ کہیں بعد میں نبوت نہ چھین لی جائے، حاشااللہ۔ الحاصل: رسول اللہ ﷺ کو نبوت بغیر دعا مانگنے کے ملی اور اس دعا سے مراد نبوت مانگنا نہیں ہے، وھو العاشر۔

کیا یہ دعا مانگنے والے سب نبی ہیں؟

والحادی عشر: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ، چاروں خلفاء اور دوسرے سارے صحابہ نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے اور یہ دعا مانگتے رہے مگر ان میں سے کوئی بھی نبی نہیں ہوا۔ ثابت ہوا کہ اس میں نبوت کیلئے دعا نہیں مانگی جارہی بلکہ نبی ﷺ کے طریقے پر چلنے کیلئے دعا مانگی جارہی ہے۔ بنابریں انہیں واقعی اللہ تعالی کے فضل وکرم سے ایسی نعمت علیٰ وجہ التمام حاصل تھی اور بصورت دیگر مرزائیوں کے کہنے کے مطابق اس میں اگر نبوت کا طلب کرنا ہے پھر سوچنے کی بات ہے کہ جب ایسی دعا صحابہ کی قبول نہیں ہوئی تو مرزا قادیانی اور اس کے حواری ایسا خواب کس طرح دیکھتے ہیں؟ بلکہ اگر ایک صحابی کی دعا قبول نہ ہوتی تو دوسری بات تھی، بلکہ صحابہ کی پوری جماعت کی دعا قبول نہ ہوا اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس میں عطائے نبوت کیلئے دعا نہیں مانگی گئی ہے اور نہ صحابہ کرام نے ایسی کوئی دعا مانگی ہے۔ حاشاہم اللہ من ذالک اور نہ ہی یہ دعا مانگنے جیسی ہے۔ کیونکہ نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ وھو الثانی عشر،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ دعا مانگنے والی عورتیں بھی نبی ہیں؟

والثالث عشر: اس امت میں سلف سے لیکر خلف تک، زمانۂ نبوت سے آج تک مسلمان عورتیں بھی یہی دعا پڑھتی رہتی ہیں اور نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھتی ہیں مگر اب تک کوئی بھی عورت نبوت کے رجے پہ فائز نہیں ہوئی ہے۔ثابت ہوا کہ یہ صرف مرزائیوں کی من گھڑت دلیل ہے جس کی کوئی تقیقت نہیں ہے۔

مرزا کی آدھی دعا مردود!

والرابع عشر: جس طرح نبوت ایک نعمت ہے اسی طرح بادشاہت اور حکومت بھی نعمت ہے پھر گراس دعا میں مطلوب نعمت سے مراد دوسری نعمتوں کے ساتھ ساتھ نبوت بھی ہے اور مرزا قادیانی نے بھی یقیناً یہی دعا پڑھی ہوگی تو اس طرح مرزا کی آدھی دعا قبول ہوئی اور آدھی مردود ہوئی۔ کیونکہ اس کے اسد گمان کے مطابق اس کو نبوت ملی اور بادشاہت نہیں ملی، وہ تادم آخر انگریزوں کا غلام ہی رہا۔

ب نبوت کی ضرورت ہی نہیں ہے

والخامس عشر: نبوت نعمت ہے تو نبوۃ مع الشریعۃ ڈبل نعمت ہے اور مرزائی یہ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی، صاحبِ شریعت نبی نہیں بلکہ ظلی، بروزی اور شریعتِ محمدی کی تکمیل اور توضیح کرنے والا نبی ہے۔ پھر مرزا قادیانی کیونکر اس ڈبل نعمت سے محروم رہا۔ اگر کہیں گے کہ شریعت تو قرآن کریم کی تکمیل کے ساتھ ہی مکمل ہوگئی ہے اس لئے اس کے بعد دوسری شریعت کی ضرورت نہیں ہے تو پھر ہم کہیں گے کہ جس نبی کی شریعت مکمل ہے ان کے بعد دوسرے نبی کی ضرورت بھی نہیں۔ قرآن مجید کی جامعیت اور اس کے مضامین سے بھی ظاہر ہے اس کو نازل کرنے والا رب العالمین جو تمام حمد و ثناء کا لائق ہے اس نے کس طرح ایسا قانون بھیجا جس کے بعد کسی دوسرے قانون یا نبوت کی ضرورت محسوس ہوئی؟ اسلیئے نئ نبوت یا رسالت کا علم بلند کرنا قانون الاہی سے سراسر بغاوت اور مالک یوم الدین کا کفر ہے۔

والسادس عشر: ان سارے جوابات سے ہم صرفِ نظر کریں تو بھی مرزائیوں کا یہ استدلال نص نہیں ہے، نہ استنباط نہ عبارۃ النص نہ دلالۃ النص نہ اشارۃ النص نہ اقتضاء النص۔ والسابع عشر: اگر لغایۃ ہم اتنا قبول کریں تب یہ استنباط ہے مگر نص (دلیل) تو ہرگز نہیں ہے اور ختم نبوت جیسے عقیدے کی بابت صریح اور روشن نصوص موجود ہیں اور خود مرزا قادیانی ''ازالہ اوہام'' ص ۳۰۷ میں آیت خَاتَمَ النَّبِيِّينَ کی معنی میں لکھتا ہے کہ '' ختم کرنے والا نبیوں کا''۔ اور نص کے مقابلے میں استنباط مردود اور ناقابل قبول ہے۔

یہ دعا کسی خاص فرد کے لیئے نہیں ہے

والثامن عشر: یہ دعا کسی خاص فرد کیلئے نہیں ہے بلکہ ہر مسلمان پڑھتا رہتا ہے حتی کہ گنہگار اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاسق فاجر سب پڑھتے رہتے ہیں، پھر کیا سارے ہی نبی ہونگے! جب سارے ہی نبی ہونگے تو پھر امتی کون ہوگا؟ والتاسع عشر: ترمذی وغیرہ میں حدیث ہے:

التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ »۔ (جامع ترمذی کتاب البیوع باب ماجاء فی التجار و تسمیۃ النبی ﷺ ایاہم: ۱۲۰۹)

یعنی سچا اور امانتدار تاجر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا اور اس آیت میں بھی ہے کہ:

فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ (النساء:۶۹)

پھر مرزائیوں کے استدلال کے مطابق آج تک کوئی بھی تاجر نبی نہیں ہوا ہے۔ ثابت ہوا کہ مرزائی استدلال غلط ہے۔

کلمہ "مع" سے دھوکا

الموفی للعشرین: دراصل مرزائی کلمہ "مع" سے دھوکہ دیتے ہیں مگر صاف سمجھنا چاہئے کہ اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ وہ نبیوں کے درجے کو پہنچ جائینگے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کی رفاقت میں رہیں گے۔ خود آیت میں اس کی تشریح کی گئی ہے کیونکہ سورۃ النساء والی سابقہ آیت میں مزید اس طرح ہے کہ: وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا" اور ان لوگوں کی رفاقت بہترین ہے"۔

الحاصل: مرزائیوں کا استدلال انتہائی بودا اور فرسودہ ہے۔ خود مرزا قادیانی بھی یہ معنی نہیں لیتا، چنانچہ اپنی کتاب "تحفہ گولڑویہ" ص ۱۲۳ میں لکھتا ہے کہ:

"پس جب تم نماز میں یا خارج نماز کے یہ دعا پڑھو: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ تو دل میں یہی ملحوظ رکھو کہ میں صحابہ اور مسیح موعود کی جماعت کی راہ طلب کرتا ہوں۔"

ثابت ہوا کہ، مرزا قادیانی نے بھی ایسا معنی مراد نہیں لیا جو اس کے اندھے پیش روؤں نے کیا ہے، لیکن کیا کیا جائے کہ: ع

جسے نواسہ سمجھا وہ نانا نکلا

یہ مرزائیوں کی اپنی ذہنی اختراع تھی جس کی حقیقت واضح کی گئی۔ واللہ الہادی الی سواء السبیل

مرزا قادیانی کو نبی ماننا

اس فرقہ کے لوگ مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں اوپر مذکور عقیدہ کی تردید سے اسکی بھی تردید ہوگئی۔ ثانیا مرزا قادیانی سے بعض ایسے امور سرزد ہوئے جنہیں ایک نبی تو کیا بلکہ ایک شریف آدمی بھی تسلیم نہیں کرسکتا مثلاً: جھوٹ بولنا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا قادیانی کے صریح جھوٹ

شہادت الملہمین ص ۳۴ میں مرزا لکھتا ہے کہ : دیکھو! خدا تعالی نے قرآن مجید میں صاف فرمایا ہے کہ جو میرے پر افتراء کرے اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں اور میں جلد مفتری کو پکڑتا ہوں۔ اسکو مہلت نہیں دیتا"

یہ واضح جھوٹ ہے اللہ تعالی نے قرآن مجید میں کہیں بھی اس طرح نہیں فرمایا بلکہ مفتری کے لیئے مہلت کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے:

قُلْ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ (69) مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ (70) (یونس)

آپ کہہ دیجئے کہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ افترا کرتے ہیں وہ کامیاب نہ ہوں گے۔ یہ دنیا میں تھوڑا سا عیش ہے پھر ہمارے پاس ان کو آنا ہے پھر ہم ان کو ان کے کفر کے بدلے عذاب چکھائیں گے۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالی پر افتراء کرنے والے کو وہ دنیا میں مہلت دیتا ہے۔

ازالہ اوہام ص ۲۵۲ طبع اول۔ ص ۱۰۳ طبع دوم میں لکھتا ہے کہ :

آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی تو آپ نے فرمایا کہ آج کی تاریخ سے سو برس تک تمام بنی آدم پر قیامت آجائے گی"

یہ بھی سفید جھوٹ اور رسول اللہ ﷺ پر بہتان ہے کسی بھی حدیث میں یہ الفاظ موجود نہیں۔

مرزا قادیانی اربعین ص ۲۲۔۲۳ میں لکھتا ہے: "انبیاء گذشتہ کے کشوف نے اس بات پر مہر لگادی ہے کہ وہ (مسیح موعود) چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا" یہ بھی کھلا جھوٹ ہے کسی نبی سے اس طرح کا کشف مروی نہیں ہے۔

شہادۃ القرآن ص ۴۰ طبع اول۔ ص ۴۱ طبع دوم میں لکھتا ہے کہ : "بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس (مسیح موعود خلفیہ) کے لیئے آواز آئے گی ھذا خلیفۃ اللہ المھدی" یہ بھی قطعی طور پر جھوٹ ہے صحیح بخاری اول تا آخر پوری پڑھ لیجئے اس میں ایسا کوئی ذکر موجود نہیں ہے۔

نصرۃ الحق ضمیمہ ص ۳۳۴ طبع اول۔ ص ۲۳۰ طبع دوم میں کہتا ہے کہ : "تفسیر ثنائی میں لکھا ہے کہ ابوہریرہ فہم قرآن میں ناقص تھا اور اسکی روایت پر محدثین کو اعتراض ہے ابوہریرہ میں نقل کرنے کا مادہ تھا اور درروایت اور فہم سے کم ہی حصہ رکھتا تھا"۔ یہ بھی عظیم جھوٹ ہے تفسیر ثنائی میں ایسی کوئی عبارت موجود نہیں ہے۔ مرزا حقیقۃ المھدی ص ۸ میں لکھتا ہے کہ : "تین ہزار یا اس سے بھی زیادہ اس عاجز کے الہامات کی مبارک پیشگوئیاں جو امن عامہ کے مخالف نہیں پوری ہو چکی ہیں" راقم الحروف کہتا ہے کہ یہ کتاب حقیقۃ الوحی سنہ ۱۸۹۹ء میں چھپی ہے اور اس سے تقریباً دو سال بعد یعنی ۱۹۰۱ء میں رسالہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ایک غلطی کا ازالہ" ص ۷ میں لکھتا ہے کہ: پس میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیش گوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں"

ناظرین: غور کریں کہ یہاں مرزا خود ہی اپنا جھوٹ ظاہر کر رہا ہے اب دیکھیں مرزا خود جھوٹے شخص کے لیئے کیا کہتا ہے؟ چنانچہ "چشمہ معرفت" ص ۲۲۲ میں کہتا ہے: "ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا" حاشیہ اربعین ص ۲۴ میں لکھتا ہے: جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں" اور حقیقۃ الوحی ص ۲۰۶ میں کہتا ہے: "جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے" نصرۃ الحق ص ۱۰ میں شعر لکھتا ہے کہ

لعنت ہے مفتری پر خدا کی کتاب میں
عزت نہیں ہے ذرہ بھی اسکی جناب میں

قارئین: غور فرمائیں کہ مرزا اپنے ہی فیصلے کے مطابق مغضوب علیہم کی جماعت میں شامل ہے چجائیکہ اسے ایک شریف انسان یا نبی قرار دینا تو دور کی بات ہے۔

مرزا قادیانی کی اسلام کے خلاف صریح کفریہ باتیں

اس کے علاوہ مرزا قادیانی کی صریحاً اسلام کے خلاف باتیں بھی ہیں چنانچہ "انجام آتھم ص ۱۷۶" میں لکھتا ہے کہ:

اعلموا ان فضل الله معی وان روح الله ینطق فی نفسی "جان لو کہ اللہ کا فضل میرے ساتھ ہے اور اللہ کی روح میرے نفس میں بولتی ہے" اربعین ص ۳۴ حاشیہ ۴ میں اپنا الہام لکھتا ہے کہ: "انت منی بمنزلة اولادی" یعنی تم میرے نزدیک میری اولاد کی طرح ہو" آئینہ کمالات ص ۵۹۵" لکھتا ہے کہ: "میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں" اور خطبہ الہامیہ ص ۲۳" میں لکھتا ہے کہ: "اعطیت صفة الاحیاء والافناء من الرب الفعال" یعنی مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مارنے اور زندہ کرنے کی صفت عطا کردہ ہے۔"حقیقۃ الوحی ص ۲۳ " میں لکھا ہے کہ: "انما امرك اذا اردت شیئا ان تقول له کن فیکون" یعنی اے مرزا تیری تو یہ صفت ہے کہ جس چیز کا تو ارادہ کرے کہ وہ ہو جائے تو تیرے لفظ کن کہنے سے وہ ہو جائے گی۔ وغیرہ وغیرہ یہ تمام کفریہ عقائد ہیں جو کسی بھی مسلمان کے نہیں ہو سکتے تو پھر ایک ایسے عقیدے کا حامل شخص نبی کیسے بن سکتا ہے؟ حالانکہ رب العالمین کی ربوبیت میں مارنا اور زندہ کرنا شامل ہے جس میں اسکا کوئی بھی شریک نہیں وہ سب کا مالک ہے باقی سب اسکی ملکیت اور اس کے بندے ہیں تو ایک بندے میں خدائی صفات کیسے ہو سکتی ہیں اور وہ اپنے اندر ایسی صفات کا دعویٰ کیسے کر سکتا ہے؟ جبکہ خود مرزا اللہ تعالیٰ کے حکم کُن سے پیدا ہوا تو پھر وہ ایسا دعویٰ کیسے کر رہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا کی بدزبانی اور بدکلامی

نیز مرزا قادیانی کی بدزبانی اور بدکلامی سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایک بااخلاق انسان بھی نہ تھا تو وہ نبی کیسے بن سکتا ہے؟

چنانچہ آئینہ کمالات ص ۵۹۷ طبع اول۔ ص ۴۳۵ طبع دوم میں مرزا کہتا ہے کہ:

کل مسلم یقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا۔ یعنی کنجریوں کی اولاد کے علاوہ باقی سب مجھے قبول کرتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں۔ "نجم الہدیٰ ص ۱۰" میں لکھتا ہے:

ان العدیٰ صاروا خنازیر الفلاۃ ونسائھم من دونھن الاکلب۔

یعنی میرے تمام مخالفین جنگل کے خنزیر اور ان کی عورتیں ان سے بدتر کتیاں ہیں "ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۸" لکھتا ہے کہ: بدبخت مفتریو! یہ وحشی فرقہ کیوں شرم و حیا سے کام نہیں لیتا مخالف مولویوں کا منہ کالا"

"ضمیمہ نصرۃ الحق ص ۱۲۰" میں لکھتا ہے: "بعض نادان صحابی" "اعجاز احمد" ص ۱۷ میں لکھا ہے: ابوہریرہ غبی تھا درایت اچھی نہیں رکھتا تھا" مولانا نذیر حسین محدث دہلوی کے بارے میں "انجام آتھم" ص ۳۰ میں نالائق اور "مواہب الرحمان ص ۱۲۷" میں "مات ضال ھائما" یعنی گمراہ ہو کر مر گیا لکھا ہے۔ مولانا ثناء اللہ صاحب کو "تتمہ حقیقۃ الوحی" ص ۲۶ میں ابوجہل اور "حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم" ص ۲۵ "کتے مردار خور" کہتا ہے۔

اسی طرح مولوی سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق "ضیاء الحق" ص ۳۰ میں ہندوزادہ اور انجام آتھم ص ۸۲۔۲۸۱ میں: غول لئیم فاسق، شیطان، ملعون، نطفہ سفہاء، خبیث، مفسد، مزور، منحوس، لکھا ہے اور مولانا محمد حسین بٹالوی کے بارے میں "ضیاء الحق" ص ۱۳۳ میں کہتا ہے "پلید، بے حیاء، اور مولوی عبدالحق غزنوی کے متعلق ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۸ میں شیطان کے بندے" لکھا ہے، اس طرح کی کئی مثالیں مزید بھی ہیں۔

تو اتنا سخت بدگوء انسان جو کسی اچھی محفل میں بیٹھنے کے بھی لائق نہیں ہے وہ اللہ کا نبی کیسے بن گیا بلکہ یہ راستہ صراط مستقیم سے ہٹ کر ہے، انعمت علیھم کی تفسیر میں مولانا ثناء اللہ امرتسری کے مقابلے میں جس اشتہار کا ذکر ہوا جسمیں اس نے اپنے لیئے اللہ تعالیٰ کے غضب کی دعا کی اور بالآخر اسکا شکار بھی ہو چکا جس سے صاف ظاہر ہوا کہ مرزا مغضوب علیھم میں داخل ہے پھر اس کے حواری اور جماعتی اسکی نبوت کا خواب کیسے دیکھ رہے ہیں؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزائیوں کا ایک عذر

مرزائی یہاں ایک عذر پیش کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی الگ سے صاحب شریعت نبی نہ تھا بلکہ اس شریعت کا اظہار اور تشریح کرنے والا ہے۔

اولا: مرزا سے پہلے کئی صدیاں گذر چکیں مسلمان شریعت پر عمل کرتے رہے اگر شریعت ظاہر نہ ہوتی اور اس میں کسی قسم کی تشریح کی ضرورت ہوتی تو وہ کس طرح عمل کرتے؟ ثابت ہوا کہ یہ مرزائیوں کا ڈھونگ، مکر اور فریب ہے جس کا صراط مستقیم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ثانیا: یہ بات بلکل واضح ہے کہ اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کے ذریعے شریعت کی تشریح کو بھی مکمل کردیا ہے تو مرزا صاحب کی یہ تشریح در حقیقت تحریف اور مالک یوم الدین سے کھلی بغاوت ہے۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام کا انکار

مرزائیوں کا یہ مشہور عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے۔

اولاً: جس چیز کی اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اور رسول اللہ ﷺ کی زبانی احادیث میں تصریح فرمادی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اس تصریح کے بعد بھی اس کے خلاف عقیدہ رکھنا اور مخلوق خدا کو اسکی دعوت دینا اللہ تعالی کی قدرت کاملہ میں شک کرنا ہے جس سے نظام ربوبیت و مالکیت پر حرف آتا ہے اور مالک یوم الدین سے بغاوت ہے ثانیا: حیات عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے اسلیئے اس کے خلاف عقیدہ رکھنا مغضوب علیھم اور الضالین کی راہ ہے۔

عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام کی مکمل تفصیل ہم نے اپنی تفسیر بدیع التفاسیر میں سورۃ آل عمران، النساء اور المائدہ کی تفسیر میں ذکر کردی ہے۔

(ماخوذ من بدیع التفاسیر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر محمد جمن کنبھر، سکرنڈ

مرزا غلام احمد قادیانی

عقائد، اخلاق اور زبان کے آئینے میں

اس دنیا میں عزت، وقار، اور عظمت کے جتنے بھی منصب اور عہدے ہیں ان سب میں ''نبوت ورسالت'' کا منصب ومقام سب سے اونچا، عظیم المرتبت اور شاندار ہے۔ یہ منصب علیا کسی کو اپنی ذاتی محنت، علم، عقل، صلاحیت، تجربے، دولت، حسن اور نسب کی بنیاد پر نہیں ملتا بلکہ یہ خالصتاً اللہ تعالٰی کی مرضی اور پسند پر منحصر ہے۔ اللہ تعالٰی کا فرمان مبارک ہے:

اَللّٰهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ (۱)

اللہ ہی جانتا ہے کہ کہاں وہ اپنی پیغمبری رکھے۔

اس آیت مبارک سے معلوم ہوا کہ اللہ سبحانہ وتعالٰی کو اپنے ذاتی اور لامحدود علم کی بنیاد پر پہلے سے ہی یہ معلوم ہے کہ جسمانی خصائل اور روحانی اوصاف کی بنیاد پر بندوں میں رسول، نبی بننے کی اہلیت اور صلاحیت کسی میں موجود ہے۔ بھلاوہ شخص بھی کوتاہی کر سکتا ہے جس پر اللہ تعالٰی اپنی وحی نازل کرتا ہے۔ اللہ تعالٰی کا فرمان مبارک ہے:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَآءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ (۲)

ناممکن ہے کہ کسی انسان سے اللہ تعالٰی کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ سے یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتہ کو بھیجے پھر وہ اللہ کے حکم سے جو وہ چاہے وحی کرے بیشک وہ بہتر حکمت والا ہے۔

اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں ایک ہی جگہ پر ۱۸ برگزیدہ انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا ہے۔ ان سب کے متعلق بڑی تعظیم والے الفاظ فرمائے ہیں مثلاً، كُلًّا هَدَيْنَا (ہر ایک کو ہم نے ہدایت کی) كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ (سب نیک لوگوں میں سے تھے)

وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ (اور ہم نے ہر ایک کو تمام جہان والوں پر فضیلت دی)

وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ

(اور ہم نے ان کو مقبول بنایا اور ہم نے ان کو راہ راست کی ہدایت کی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ[۳] (یہ لوگ ایسے تھے جن کو اللہ نے ہدایت کی تھی)

بیان کی گئی آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جس دور میں جو شخص بھی نبی اور رسول بن کر آیا تھا وہ اس وقت اپنی قوم، قبیلے اور علاقے میں اوصاف حمیدہ اور خصائل جمیلہ کے اعتبار سے نہایت ممتاز مقام کے مالک تھے وہ اپنی ظاہری اور باطنی زندگی کے جملہ امور مثلاً اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، سونے جاگنے، کلام کرنے، دوستی دشمنی، امانتداری، وعدہ وفائی، خوشی غمی، ہنسی مذاق، شادی بیاہ، تجارت، لین دین اور امور مروہ میں سب لوگوں سے بڑھ کر بہترین خصوصیات اور منفرد طبیعت ومزاج کا مالک ہوتا تھا۔ جب دنیوی اعتبار سے ایک شخص میں اتنی خوبیاں اور خاصیتیں موجود تھیں تب بھی لوگوں کی اکثریت نے اسے نہ مانا، بلکہ طرح طرح کے الزامات سے انہیں نوازا، جب ایک شخص کا ماضی بھی داغدار ہو اور کتنے امور میں لوگوں کے سامنے معتوب ہو تو وہ شخص بھلا کیسے نبی بن سکتا ہے اور لوگ کیسے اس پر ایمان لاتے؟

جملہ انبیاء علیہم السلام میں اللہ تعالیٰ نے امام کائنات، خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کو ساری بشری خوبیاں اور رسالت کی سب خصوصیات ودیعت کی تھیں کیونکہ، آپ کو صرف ایک قوم، قبیلے علاقے یا محدود مدّت کے لئے نہیں بھیجا گیا تھا بلکہ حکم ربّی ہے کہ:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ[۴]

اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبریاں سنانے والا اور (اللہ کے عذاب) سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ یہ باتیں نہیں جانتے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا[۵]

آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ[۶]

اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا (45) وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا (46)[۷]

اے نبی! (ﷺ) یقیناً ہم نے آپ کو (بحیثیت رسول) گواہیاں دینے والا اور خوشخبریاں سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا[۸]

اور تمہیں رسول جو کچھ دے وہ لے لو اور جس (چیز۔کام) سے روکے رک جاؤ۔

لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ[۹]

یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ (ﷺ) کی بابرکت ذات میں عمدہ نمونہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان کی گئیں آیات مبارکہ سے ہادی کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کی چند خصوصیات ذکر کی گئیں تاکہ یہ بات آسانی سے سمجھ میں آسکے کہ جس عظیم المرتبت شخصیت کو خاتم النبیین بنا کر بھیجا گیا ہے وہ کتنی صفات عالیہ کے مالک ہیں۔ نبی مکرم محمد مصطفی ﷺ کی پاکیزہ صفات میں سے صرف ایک صفت "اخلاق کاملہ" کا مختصراً ذکر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے کہ:

قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللَّهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ (١٠)

(اے نبی ﷺ) آپ کہیے کہ سب سے بڑی چیز گواہی دینے کے لئے کون ہے؟ آپ کہیے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اس کائنات میں سب سے بڑی اور سب سے سچی گواہی اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفی ﷺ کے متعلق ایک عظیم گواہی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ (4) (١١)

اور بیشک آپ تو بہت بڑے اخلاق پر (فائز) ہیں۔

مشہور مفسر قران حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کے تفسیر میں رقمطراز ہیں:

ومعنی ھذا انه علیه الصلاۃ والسلام صار امتثال القرآن امرًا و نهیًا سجیة له وخلقا تطبعه وترك طبعه الجبلی فمهما امره القرآن فعله ومهما نهاهُ عنه ترکه، هذا مع جبله اللہ علیه من الخلق الغیم من الحیا ولکرم والشجاعة والصفح والحلم وکل خلق جمیل (١٢)

اس کا مطلب یہ کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی جبلت اور پیدائش میں (اللہ تعالیٰ) نے پسندیدہ اخلاق، بہترین خصلتیں اور پاکیزہ عادتیں رکھیں تھیں تو اس طرح آپ ﷺ کا عمل قرآن پر ایسا تھا گویا کہ آپ قرآن کا مجسم عملی نمونہ ہیں۔ ہر حکم کو بجالانے اور نہی سے رک جانے میں آپ کی حالت یہ تھی کہ گویا قرآن میں جو کچھ ہے وہ آپ کی عادات اور کریمانہ اخلاق کا بیان ہی ہے۔

عصر حاضر کی مشہور علمی شخصیت اور مفسر قرآن فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ مذکورہ بالا آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

"خلق عظیم سے مراد اسلام، دین یا قرآن ہے۔ مطلب ہے کہ تو اس خلق پر ہے جس کا حکم اللہ نے تجھے قرآن میں یا دین اسلام میں دیا ہے۔ یا اس سے مراد وہ تہذیب و شائستگی، نرمی اور شفقت، امانت و صداقت، حلم و کرم اور دیگر اخلاقی خوبیاں ہیں جس میں آپ نبوت سے پہلے بھی ممتاز تھے اور نبوت کے بعد ان میں مزید بلندی اور وسعت آئی۔ (١٣)

سعد بن ہشام ابن عامر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنہا سے پوچھا:

أَنْبِئِينِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ . قَالَتْ أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ قُلْتُ بَلَى. قَالَتْ فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللهِ ﷺ كَانَ الْقُرْآنَ۔ (۱۴)

ہمیں رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں خبر دیجئے! فرمایا کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا ہے ؟ہم نے عرض کیا کہ جی ہاں، تو آپ نے کہا کہ اللہ کے نبی ﷺ کا خلق قرآن ہی ہے۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

كان رسول الله ﷺ من احسن الناس خلقا (۱۵)

رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ خوش خلق تھے۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ سے روایت ہے کہ:

لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاحِشًا وَلاَ مُتَفَحِّشًا ، وَإِنَّهُ يَقُولُ «إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلاَقًا» (۱۳)

رسول اللہ ﷺ بدزبان اور لڑنے جھگڑنے والے نہ تھے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سب سے زیادہ بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ما شَيْءٌ أَثْقَلُ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ وَإِنَّ اللهَ لَيَبْغَضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيَّ (۱۷)

قیامت والے دن میزان میں مومن بندے کے حسن اخلاق سے زیادہ بھاری کوئی چیز نہ ہوگی اور یقینا اللہ بدزبان اور بے ہودہ گوئی کرنے والے کو ناپسند کرتا ہے

بیان کی گئیں قرآن کریم کی آیات مبارکہ اور صحیح احایث صادقہ سے معلوم ہوا کہ سب انبیاء علیہم السلام میں امام کائنات محمد رسول اللہ ﷺ مجسمہ اخلاق تھے۔ آپ کے بعد آپ کے متبعین اور محبین اخلاق حسنہ کے پیکر ہوتے ہیں۔ ایک مومن مسلمان کا اخلاق اس کے ذاتی کردار، زبان کی واور لب ولہجہ، تحریر وتقریر، کھانے، پینے، اٹھنے، بیٹھنے، اوڑھنے بچھونے، دوستی، دشمنی، لین دین اور اپنے مخالفین سے برتاؤ وغیرہ سے معلوم کیا جاتا ہے، کسی س ر نے کیا خوب کہا ہے:

یامن تقاعد عن مکارم خلقه
لیس التفاخر بالعلوم الفاخرة
من لم یهذب علمه اخلاقه
لن ینتفع بعلومه فی الآخرة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مختصر تمہید کے بعد اب آتے ہیں مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی کی طرف۔انیسویں صدی کا یہ وہ شخص ہے جس نے وقتاً فوقتاً مسیح، مہدی موعود، رسول اللہ کے بروز، رسول اور نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ بحمدہ تعالیٰ اس وقت موجود علمائے حق نے اس کو آڑے ہاتھوں لیا اور نہ صرف اس کا خوب رد اور تعاقب کیا بلکہ اس کے جھوٹے متبعین کو بھی ہر محاذ پر شکست فاش دی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ یہاں ہم اس بدبخت اور مفتری شخص کی زبانی گفتگو جو کہ تحریری صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے کو موضوع سخن بناتے ہیں۔ سچ ہے کہ:

ع تامرد سخن نگفتہ باشد عیب وہنرش نہفتہ باشد

مرزا غلام احمد قادیانی نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ، انبیاء علیہم السلام، علماء حق اور عام مسلمانوں کے متعلق جس اخلاق اور طرز فکر کا اظہار کیا ہے اگر اس کو ہی سامنے رکھ کر عدل سے فیصلہ کیا جائے تو یہ شخص نبی اور صحابی بننے کے لئے تو ہر گز لائق نظر نہ آئیگا بلکہ ایک عام سا مسلمان بھی بننے کے اہل نہ تھا کیونکہ جس طرح اس نے اپنے رذیل خیالات، فاسد نظریات، سفلہ پن اور کمینگی کا اظہار کیا ہے کون غیر تمند موحد اور متبع سنت مسلمان اس کو مسلمان مانے گا۔ اگر یہ الفاظ کسی شخص کو کڑوے معلوم ہوں تو اس جھوٹے کی اپنی اور اس کے گھر کی گواہیاں ذکر کرتے ہیں تاکہ اس شخص کا ظاہر اور باطن سمجھنے میں کوئی دقت محسوس نہ ہو:

لطف پر لطف ہے املا میں میرے یار کے یار
حاء حطی سے گدھا لکھتا ہے ھا ھوز سے ہمار

اللہ تعالیٰ کے متعلق مرزا غلام احمد قادیانی کے خیالات وعقائد

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کائنات کا خالق ومالک ہے۔ اس نے اپنا تعارف قرآن مجید میں ان الفاظ مقدسہ میں بیان فرمایا ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ﴿1﴾ اللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿2﴾ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ﴿3﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ﴿4﴾ (۰۸)

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے پرواہ ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر ہے۔

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿3﴾ (۰۹)

وہی پہلا ہے اور وہی آخر ہے اور وہی ظاہر ہے اور وہی باطن ہے اور وہی ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے پاس آئیں اور آپ سے خادمہ عطا کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے انہیں ایک دعا سکھائی جس میں یہ الفاظ ہیں کہ:

اَللّٰھُمَّ أَنْتَ الأَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَكَ شَیْءٌ وَأَنْتَ الآخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَكَ شَیْءٌ وَأَنْتَ الظَّاھِرُ فَلَیْسَ فَوْقَكَ شَیْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُونَكَ شَیْءٌ (۲۰)

اے اللہ! تو اوّل ہے تجھ سے پہلے کچھ نہیں تھا۔ اور تو آخر ہے تیرے بعد کچھ نہیں اور تو ظاہر ہے تجھ سے اوپر کچھ نہیں اور تو باطن ہے تجھ سے پوشیدہ تر کچھ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے کہ:

لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (۲۱)

اس جیسی کوئی چیز نہیں وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

قرآن مجید میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے کہ:

فَلَا تَضْرِبُوا لِلّٰهِ الْأَمْثَالَ إِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (74) (۲۲)

شیخ العرب والعجم علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ مذکورہ آیات مبارکہ اور حدیث مبارکہ کی روشنی میں فرماتے ہیں کہ "الاوّل" کا معنٰی ہے کہ وہ سب سے پہلے ہے۔ اس کی کوئی ابتدا یا شروعات نہیں ہے۔ سب اشیاء اس کے بعد (اس کے حکم سے) پیدا ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ بے مثل ہے کوئی چیز اس جیسی نہیں ہے اور نہ ہی وہ کسی چیز جیسا ہے۔ ثابت ہوا کہ اللہ کے علاوہ جو بھی چیز کتنی قدیم اور پرانی کیوں نہ ہو مگر وہ حادث اور نئی تصور کی جائیگی کیونکہ اس کے پیدا ہونے اور وجود میں آنے کا کوئی نہ کوئی وقت ہے۔ جب اللہ نے چاہا تب کوئی نہ کوئی چیز پیدا فرمائی اور اللہ کا وجود ازلی اور اصل سے ہے۔ دوسری ہر موجود چیز کی مثال ہو سکتا ہے۔ خالق اور مخلوق دونوں کے وجود میں فرق کو ظاہر کرنا اور دوسری چیزوں کی صورت اور صفت اور ہیئت کو بیان کیا جا سکتا ہے مگر اللہ بے مثل ہے۔ اس ذات بابرکت کے متعلق کچھ بھی بیان نہیں کیا جا سکتا صرف اس کی قدرت کی نشانیاں دیکھ کر اس پر ایمان لانا اور اس کی بندگی کرنی ہے۔ (۲۳)

روح القدس جبرئیل امین علیہ السلام کا آسمان سے وحی الٰہی لے کر آنے کا سلسلہ ہادیٔ کائنات، خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ختم ہو گیا ہے لیکن، ابلیس لعین کی طرف سے یہ دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے کہ:

وَإِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ إِلٰٓی أَوْلِیٰٓئِھِمْ لِیُجَادِلُوْکُمْ (۲۴)

اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے رہتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کرتے رہیں۔

اس آیت کی روشنی میں اب ہم مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف ابلیس ملعون کی توسط سے پہنچنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے ان وساوس کا ذکر کرتے ہیں جو اس کی اور اس کے متبعین کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بزرگی اور کبریائی میں اس مفتری اور کذاب نے جس ڈھٹائی سے اپنے مذموم خیالات کا اظہار کیا ہے اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

مرزا بشیر الدین بن مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ غالباً یہ ۱۸۸۴ء کی بات ہے کہ میں نے مرزا غلام احمد کو عرض کیا کہ حضور یہ آپ پر سُرخی کہاں سے گری ہے؟ حضور نے بہت بے توجہی سے فرمایا کہ آموں کا رِس ہو گا اور مجھے ٹال دیا۔ میں نے دوبارہ عرض کیا کہ حضور یہ آموں کا رس نہیں یہ تو سرخی ہے۔ اس پر آپ نے سر مبارک کو تھوڑی سے حرکت دے کر فرمایا "کتھے ہے" یعنی کہاں ہے؟ میں نے کُرتہ پر وہ نشان دکھا کر کہا کہ یہ ہے۔ اس پر حضور نے کرتے کو سامنے کی طرف کھینچ کر اور اپنے سر کو ادھر پھیر کر اس قطرہ کو دیکھا (اور مجھ سے کہا) جس وقت تم حجرہ میں ہمارے پاؤں دبا رہے تھے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت وسیع اور مصفّٰی مکان ہے۔ اس میں ایک پلنگ بچھا ہوا ہے اور اس پر ایک شخص حاکم کی صورت میں بیٹھا ہے۔ میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ احکم الحکمین یعنی رب العٰلمین ہیں اور میں اپنے آپ کو ایسا سمجھتا ہوں جیسے حاکم کا کوئی رشتہ دار ہوتا ہے۔ میں نے کچھ احکام قضاو قدر کے متعلق لکھے ہیں اور ان پر دستخط کرانے کی غرض سے ان کے پاس لے چلا ہوں۔ جب میں پاس گیا تو انہوں نے مجھے نہایت شفقت سے اپنے پاس پلنگ پر بٹھالیا۔ اس وقت میری ایسی حالت ہو گئی کہ جیسے ایک بیٹا اپنے باپ سے بچھڑا ہوا سالہا سال کے بعد ملتا ہے اور قدرتاً اس کے دل میں اس وقت یہ بھی خیال آیا کہ یہ احکم الحکمین یا فرمایا رب العالمین ہیں اور کس محبت اور شفقت سے انہوں نے مجھے اپنے پاس بٹھالیا ہے۔ اس کے بعد میں وہ احکام جو لکھے تھے دستخط کرانے کی غرض سے پیش کیے۔ انہوں نے قلم سرخی کی دوات میں جو پاس پڑی تھی ڈبویا اور میری طرف جھاڑ کر دستخط کر دیئے۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ حضرت صاحب نے قلم کے جھاڑنے اور دستخط کرنے کی حرکتوں کو خود اپنے ہاتھ کی حرکت سے بتایا تھا کہ یوں کیا تھا پھر حضرت صاحب نے فرمایا یہ وہ سرخی ہے جو اس قلم سے نکلی ہے۔ پھر فرمایا: دیکھو کوئی قطرہ تمہارے اوپر بھی گرا؟ میں نے اپنے کرتے کو ادھر اُدھر سے دیکھ کر عرض کیا کہ حضور میرے پر تو کوئی نہیں گرا۔ فرمایا کہ تم اپنی ٹوپی پر دیکھو۔ ان دنوں میں ململ کی سفید ٹوپی میرے سر پر ہوتی تھی۔ میں نے وہ ٹوپی اتار کر دیکھی تو ایک قطرہ اس پر بھی تھا۔۔۔ (۲۵)

میاں عبداللہ صاحب نے یہ بیان بھی کیا کہ ایک دفعہ میں کھانا چھوڑنے گیا تو حضور نے فرمایا مجھے خدا اس طرح مخاطب کرتا ہے اور مجھ سے اس طرح کی باتیں کرتا ہے کہ اگر میں ان میں سے کچھ تھوڑا سا بھی ظاہر کروں تو یہ جتنے معتقد نظر آتے ہیں سب پھر جاویں۔ اور بعض اوقات دیر دیر تک خدا تعالیٰ مجھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے باتیں کرتا رہتا ہے اگر ان کو لکھا جاوے تو کئی ورق ہو جاویں۔ (۲۶)

اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے حوالے سے مرزا غلام احمد ایک جگہ پر لکھتا ہے کہ:

میں نے بھی اپنے والد صاحب کی شکل پر اللہ تعالیٰ کو دیکھا ان کی شکل بڑی بارعب تھی انہوں نے ریاست کا زمانہ دیکھا ہوا تھا اس لئے بڑے بلند ہمت اور عالی حوصلہ تھے۔ غرض میں نے دیکھا کہ وہ ایک عظیم الشان تخت پر بیٹھے ہیں اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ خدا تعالیٰ ہے۔ اس میں سر یہ ہوتا ہے کہ باپ چونکہ شفقت اور رحمت میں بہت بڑا ہوتا ہے اور قرب اور تعلق شدید رکھتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا باپ کی شکل میں نظر آنا اس کی عنایت تعلق اور شدت محبت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس لئے قرآن شریف میں بھی آیا ہے کَذِکۡرِکُمۡ اٰبَآءَکُمۡ اور میرے الہامات میں یہ بھی ہے "ان منی بمنزلة اولادی" تم مجھے میری اولاد کی طرح ہو۔ یہ قرآن شریف کی اسی آیت کے مفہوم اور مصداق پر ہے۔ (۲۷)

مرزا غلام احمد قادیانی ایک جگہ پر اللہ تعالیٰ کے متعلق نسبت کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ مجھے خدا نے کہا:

انت من ماءنا وهم من فشل (۲۸)

تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ لوگ بزدلی سے۔

ایک اور جگہ پر مرزا لکھتا ہے کہ:

خاطبنی اللہ بقوله اسمع یاولدی (۲۹)

اللہ نے مجھے یہ کہہ کر خطاب کیا کہ اے میرے بیٹے! سن۔

مرزا غلام احمد کا ایک خاص معتقد قاضی یار محمد قادیانی لکھتا ہے کہ:

حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ نے رجولیت کا اظہار فرمایا۔ (۳۰)

ایک جگہ پر مرزا غلام احمد لکھتا ہے کہ:

میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کر لیا کہ وہی ہوں۔۔۔ اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہوئی۔۔ میری اپنی عمارت گر گئی اور رب العالمین کی عمارت نظر آنے لگی اور الوہیت بڑے زور کے ساتھ مجھ پر غالب ہوئی۔۔ اور اس حالت میں، میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی۔ پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا:

انا زینا السماء الدنیا بمصابیح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے اور میری زباں پر جاری ہوا۔ اردت ان استخلف فخلقت آدم انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ یہ الہامات ہیں جو اللہ تعالی کی طرف سے میری نسبت میرے پر ظاہر ہوئے۔ (۳۱)

اللہ تعالی کے بے مثل وجود کے متعلق مرزا غلام احمد ایک جگہ پر لکھتا ہے کہ:

''ہم تخیلی طور پر فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ، بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لاانتہا عرض وطول رکھتا ہے تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں اور کشش کا کام دے رہی ہیں۔ (۳۲)

ایک جگہ پر لکھتا ہے کہ:

خدا نے مجھے الہام کیا کہ:

انا نبشرك بغلم حليم مظهر الحق والعلا كأن الله نزل من السماء (۳۳)

ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اترا:

ایک جگہ لکھا ہے: بابو الہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی (کو) اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالی تجھے اپنے انعامات دکھائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے، ایسا جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔ (۳۴)

مرزا ایک جگہ پر لکھتا ہے:

انا انزلناه قريبًا من القاديان وبالحق انزلناه. (۳۵)

معزز قارئین کی خدمت میں ''مشتے نمونہ از خروارے'' کے طور پر چند ہی باتیں نقل کی ہیں ورنہ اس حوالہ سے اور بھی بہت مواد کتب قادیان میں موجود ہے۔ ایک شخص ایک طرف کائنات کے عظیم منصب جلیلہ پر فائز ہونے کی ناکام کوشش کرتا ہے اور دوسری طرف اللہ سبحانہ وتعالی کی عظیم ذات بابرکات کے متعلق اپنی بے لغام اور بے حجاب زبان کے ذریعے کیسی گندی، غلیظ اور واہیات بکواس کرتا ہے۔ ایک نبی، رسول تو اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا اور ادب بجالانے والا ہوتا ہے۔ قارئین کرام خود محسوس کریں کہ یہ شخص نبی بننے کے معیار پر پورا اترتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالی نے اپنے پیارے پیغمبر محمد ﷺ کو جسمانی لحاظ سے معراج کرائی اور اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائیں۔ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جبرئیل علیہ السلام کے توسط سے وحی کے ذریعے گفتگو فرمائی۔ اب تصویر کا دوسرا رخ دیکھو کہ ایک کذاب اور مفتری شخص سے ارض وسماء کا رب زمین پر ملاقات اور آمنے سامنے بیٹھ کر گفتگو کرتا ہے۔ کبھی پلنگ پر بیٹھے اس سے ملتا ہے، ایسے ملتا ہے جیسے باپ اپنے بچھڑے ہوئے بیٹے سے ملتا ہے اور رقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آمیز مناظر ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس شخص کے لکھے ہوئے کاغذات پر خود اپنی دستخط کرتا ہے۔ کوئی کاغذ ایسا نہیں چھوڑا جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی دستخط (signature) نہ کی ہو، مزے کی بات ہے کہ خالق کائنات کا قلم، دنیا کے قلم کی طرح خشک ہو جاتا ہے۔ اور مجبوراً اُسے جھاڑا جاتا ہے۔ اس قلم کی نوک سے سرخی کے چھینٹے مرزا کے کرتہ اور اس کے مرید خاص عبداللہ سنوری کی ململ کی ٹوپی پر پڑے۔ کبھی خود خدا بنتا ہے، کبھی اس کا بیٹا خدا بنتا ہے کبھی اللہ تعالیٰ کے پانی سے پیدا ہونے کا دعوی کرتا ہے۔

کبھی اللہ تعالیٰ اسکو بیٹا کہہ کر پکارتا ہے کبھی عورت بنتا ہے اور حق تعالیٰ اس سے رجولیت کا اظہار فرماتا ہے، کبھی خدا ہو کر قادیان میں اترتا ہے، کبھی کہتا ہے کہ " دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشو و نما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گذر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ بعد جو دس مہینہ سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم ص: ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔"(۳۶) کبھی اللہ تعالیٰ کو اپنے اس باپ کی شکل میں دیکھتا ہے جو سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے تلوے تک بے دین اور بے عمل تھا۔ واقعہ ملاحظہ کریں:

"ایک دفعہ قادیان میں ایک بغدادی مولوی آیا، دادا صاحب نے اس کی بڑی خاطر و مدارت کی۔ اس مولوی نے دادا صاحب سے کہا: مرزا صاحب آپ نماز نہیں پڑھتے؟ دادا صاحب نے اپنی کمزوری کا اعتراف کیا اور کہا کہ ہاں بیشک میری غلطی ہے۔ مولوی صاحب نے پھر بار بار اصرار کے ساتھ کہا اور ہر دفعہ دادا صاحب یہی کہتے گئے کہ میرا قصور ہے۔ آخر مولوی صاحب نے کہا آپ نماز نہیں پڑھتے اللہ آپ کو دوزخ میں ڈال دیگا۔ اس پر دادا صاحب کو جوش آ گیا۔ اور کہا "تمہیں کیا معلوم ہے کہ وہ مجھے کہاں ڈالے گا۔ میں اللہ تعالیٰ پر ایسا بدظن نہیں ہوں، میری امید وسیع ہے۔ خدا فرماتا ہے: "لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللهِ " تم مایوس ہو گئے میں مایوس نہیں ہوں، اتنی بے اعتقادی میں تو نہیں کرتا۔" پھر کہا "اس وقت میری عمر ۷۵ کی ہے آج تک خدا نے میری پیٹھ نہیں لگنے دی۔"(۳۷)

کبھی اس کو حیض نہیں بچہ ہوتا ہے، کبھی خود مریم بنتا ہے اور اس میں عیسیٰ کی روح ڈالی جاتی ہے جس کی وجہ سے حاملہ بن جاتا ہے اور دس مہینے تک حمل کی حالت میں رہتا ہے، کبھی ابن مریم بن جاتا ہے، کبھی ہندوں کا "اوتار" "کرشن" (۳۸) اور کبھی "رد گوپال" بن جاتا ہے (۳۹) کبھی دل کے کہنے پر بیت اللہ بنتا ہے (۴۰) اور کبھی حجر اسود بھی بنتا ہے (۴۱) کبھی طاقت اور غلبہ میں آکر زمین اور آسمان بنا رہا ہے اور اس میں سورج، چاند اور ستارے لگا رہا ہے۔ جب اس گراں کام سے فارغ ہوتا ہے تو پھر مٹی سے انسان بناتا ہے۔ کبھی دعویٰ کرتا ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف سے مجھے ایسے بیٹے کی بشارت دی گئی ہے گویا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا آسمان سے اترا ہے۔ دوسری چیزوں کو چھوڑ کر ہم مرزا غلام احمد قادیانی کی آخری بات جو یہاں بیان کی گئی ہے یعنی ایسا بیٹا گھر میں پیدا ہوگا جو خدا کے روپ میں آسمان سے اترے گا مرزا کی اس پیشگوئی کے متعلق ان کے گھر کی دو گواہیاں ذکر کرتے ہیں سچ ہے کہ

ان الحدید بالحدید یفلح۔

ایک مرزائی خاتون راحت ملک قادیانی برادر خورد عبدالرحمن خادم مبلغ قادیانی مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ ثانی کی مایہ ناز شخصیت کے بارے میں اپنا چشم دید واقعہ یوں بیان کرتی ہیں کہ:

''میں میاں صاحب کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں اور لوگوں میں ظاہر کر دینا چاہتی ہوں کہ وہ کیسی روحانیت رکھتے تھے۔ میں اکثر اپنی سہیلیوں سے سنا کرتی تھی کہ وہ بڑے زانی شخص ہیں مگر اعتبار نہیں آتا تھا۔ کیونکہ، ان کی مومنانہ صورت اور نیچی شرمیلی آنکھیں ہرگز یہ اجازت نہیں دیتی تھیں کہ ان پر ایسا بڑا الزام لگایا جاسکے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ میرے والد صاحب نے جو ہر کام کے لئے حضور سے اجازت حاصل کرتے ہیں اور بڑے مخلص احمدی ہیں (خود نہ جانا اور نوجوان بیٹی کو حضور کی خدمت میں بھیجنا ہی تو اخلاص ہے) ایک رقعہ حضرت صاحب کو پہنچانے کے لئے دیا جس میں اپنے ایک کام کے لئے اجازت مانگی تھی۔ خیر رقعہ لے کر گئی اس وقت میاں صاحب نئے مکان میں مقیم تھے۔ میں نے اپنے ہمراہ ایک لڑکی لی جو وہاں تک میرے ساتھ ہی گئی اور ساتھ ہی واپس آئی۔ چند دن بعد مجھے پھر ایک رقعہ لے کر جانا پڑا اس وقت بھی وہی لڑکی میرے ہمراہ تھی۔ جوں ہی ہم دونوں میاں صاحب کی نشست گاہ میں پہنچی تو اس لڑکی کو کسی نے پیچھے سے آواز دی میں اکیلی رہ گئی۔ میں نے رقعہ پیش کیا اور جواب کے لئے عرض کیا مگر انہوں نے فرمایا کہ تم کو جواب دوں گا گھبراؤ مت، باہر ایک دو آدمی میرا انتظار کر رہے ہیں، ان سے مل آؤں۔ مجھے یہ کہہ کر باہر کی طرف چلے گئے اور چند منٹ بعد پیچھے کے تمام کمروں کو قفل لگا کر اندر داخل ہوئے اور اس کا بھی باہر والا دروازہ بند کر دیا اور چٹکیاں لگا دیں۔ جس کمرے میں میں تھی وہ اندر سے چوتھا کمرہ تھا۔ میں یہ حالت دیکھ کر سخت گھبرائی اور طرح طرح کے خیالات دل میں آنے لگے۔ آخر میاں صاحب نے مجھ سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور مجھ سے برا فعل کرنے کو کہا۔ میں نے انکار کر دیا، آخر زبردستی انہوں نے مجھے پلنگ پر گرا کر میری عزت برباد کی اور ان کے منہ سے اس قدر بدبو آرہی تھی کہ مجھ کو چکر آگیا اور وہ گفتگو بھی ایسے کرتے تھے۔ کہ بازاری آدمی بھی ایسی نہیں کرتے ممکن ہے جسے لوگ شراب کہتے ہیں انہوں نے پی ہو کیونکہ ان کے ہوش و حواس بھی درست نہیں تھے۔ مجھ کو دھمکایا کہ اگر کسی سے ذکر کیا تو تمہاری بدنامی ہوگی مجھ پر کوئی شک نہ کرے گا۔ (۴۲)

ایک اور گواہی ملاحظہ فرمائیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک خاندانی مرزائی اور خلیفہ قادیان سے انتہائی قربت رکھنے والا نوجوان محمد یوسف لکھتا ہے کہ۔۔۔ "میں اپنے علم اور مشاہدہ اور رویت عینی اور آنکھوں دیکھی بات کی بنا پر خدا کو حاضر وناظر جان کر اس کی پاک ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ربوہ نے اپنے سامنے اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد سے زنا کروایا۔ اگر میں اس حلف میں جھوٹا ہوں تو خدا کی لعنت اور عذاب مجھ پر نازل ہو۔ میں اس بات پر مرزا کے ساتھ بالمقابل حلف اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔"(۴۳)

معزز قارئین! مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کے متعلق جن گندے اور فاسد خیالات کا اظہار کیا تھا وہ آپ نے پڑھے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں بے مثل اور یکتا ہے۔ یہ جھوٹا، اس ذات حق تعالیٰ کو "تیندوے leopard" جیسے درندہ جانور اور مخلوق سے تشبیہ دیتا ہے۔ اس مفتری کے خلیفہ کی گھریلو زندگی کے صرف دو واقعے ذکر کئے ہیں جبکہ بیشار شرمناک واقعات اور بھی ہیں۔ ایک نبی کی ذات تو اعلیٰ خصائل کا مجسمہ ہوتی ہے لیکن ایک شریف النفس انسان کی زبان سے بھی ایسی رذیل باتیں اور گندے خیالات نہیں نکلتے۔ مرزا خود بھی ایک جگہ لکھتا ہے کہ:

هل انبئكم على من تنزل الشياطين۔ تنزل على كل افاك اثيم (۴۴)

کیا میں بتلاؤں کہ کن پر شیطان اترا کرتے ہیں۔ وہ ایک جھوٹے مفتری پر اترتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہاں نبوت کے سلسلے کو ہمیشہ کے لئے بند کرنے کا حکم فرمایا ہے وہاں اس عظیم المرتبت ہستی کا نام بھی لیا ہے جس پر نبوت کا دروازہ قیامت تک کے لئے بند کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَسُوْلَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ (۴۵)

"لوگو! تمہارے مردوں میں سے محمد ﷺ کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔

بیان کیے گئے عقیدے کے برعکس مرزا غلام احمد قادیانی نے عقیدہ ختم نبوت کے متعلق جو گوہر افشانی کی ہے وہ مختصراً ذکر کی جاتی ہے:

"سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔" (۴۶)

حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے الفاظ "رسول" اور "مرسل" اور "نبی" کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (28) اس میں صاف طور پر اس عاجز کو "رسول" کر کے پکارا گیا ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ .... اس وحی میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرا نام "محمد" رکھا گیا اور "رسول" بھی۔۔۔اسی لئے اس کا نام آسمان پر "محمد" اور "احمد" ہے۔اس کے یہ معنیٰ ہیں کہ محمد کی نبوت آخر محمد کو ہی ملی گو بروزی طور پر مگر نہ کسی اور کو۔۔۔غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے نہ میرے نفس کے رو سے اور یہ نام بحیثیت "فنافی الرّسول" مجھے ملا ہے۔ میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفی ﷺ پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔اسی طرح میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین کہ میں "خلیفۃ اللہ" ہوں۔ میں بموجب آیت وآخرین منهم لما یلحقوا بهم، بروزی طور وہی "نبی خاتم الانبیاء" ہوں۔ مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا پس اس طور سے آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور میں چونکہ ظلی طور پر محمد ہوں ﷺ یوں سمجھ لو کہ مہدی موعود خلق اور خُلق میں ہمرنگ آنحضرت ﷺ ہوگا اور اس کا اسم آنجناب کے اسم سے مطابق ہوگا یعنی اس کا نام بھی محمد اور احمد ہوگا اور اس کے اہل بیت میں سے ہوگا اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہوگا۔ (۴۷)

معزز قارئین نے مذکورہ دعویٰ پڑھا۔ "نقل کفر کفر نہ باشد" کے تحت ہم نے یہ عبارتیں من وعن نقل کی ہیں۔دوران نقل نفس پر ایسا بوجھ پڑا کہ انگلیاں لکھنے سے جواب دے رہی تھیں۔تا مرد سخن نگفتہ باشد۔ عیب وہنرش نہفتہ باشد کو سامنے رکھتے ہوئے اس خبیث بطن کی بیہودہ گفتگو اور غلیظ خیالات کو مسلمانوں کے سامنے لانا مقصود ہے تاکہ اس گستاخ شخص کی افراسیابی کا علم ہوسکے۔ایک بد باطن اور کذاب شخص نے اپنے آپ کو "مسیح موعود، مہدی موعود، محمد، احمد، خاتم النبیین، رسول اللہ، نبی اللہ، خلیفۃ اللہ، فنافی الرسول، ظل محمدی، بروز، غیب کی خبریں بتانے والا اور خلق وخلق میں آنحضرت ﷺ کا ہمرنگ" وغیرہ کہا لیکن اللہ تعالیٰ نے عرش عظیم پر اور غیر تمند موحد، متبع سنت اور مخلص مسلمانوں نے اس فرش پر برداشت نہ کیا۔

قارئین کرام کی خدمت میں اس مفتری ومفسد شخص کی زندگی کے چند تابناک نقوش ذکر کر کے ان سے ہی پوچھتے ہیں کہ کیا یہ شخص مندرجہ بالا القابات کا اہل اور لائق تھا؟ قرآن مجید کے حکم وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ أَهْلِهَا (یوسف:26) کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد، ایم اے، نے بھی گواہیاں لیتے ہیں۔بیٹے نے اپنے باپ کی سیرت کو قلمبند کیا ہے۔فن اسماء الرجال کی کسوٹی کو سامنے رکھتے ہوئے "حدثنا، اخبرنا، نبانا، ناولنا، ذکرلنا" کی جگہ کبھی ماں سے روایت کی ہے کبھی ماموں سے اور کبھی کسی مرید مرزا سے۔اپنے باپ کی سیرت مرتب کر کے اس کا نام "سیرت المہدی" رکھا ہے جو کہ تین حصوں پر مشتمل ہے۔باپ کو بیٹے سے زیادہ کون جانتا ہے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بیٹے کی چند گواہیاں ذکر کرتے ہیں جن میں باپ کی بچپن، جوانی، کردار، اخلاق، عادات، اور عائلی زندگی کے واقعات شامل ہیں۔ یہ واقعات پڑھ کر قارئین کرام خود اندازہ لگائیں کہ کیا یہ شخص اس عالی منصب کا اہل تھا؟

"بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ گھر سے میٹھا لاؤ۔ میں گھر میں آیا اور بغیر کسی سے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید بورا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی۔ بس پھر کیا تھا میرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا وہ بورا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔"(۴۸)

بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کے ساتھ کچھ کھانے کو مانگا انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ بتایا کہ یہ لے لو۔ حضرت نے کہا نہیں یہ میں نہیں لیتا۔ انہوں نے کوئی اور چیز بتائی۔ حضرت صاحب نے اس پر بھی وہی جواب دیا۔ وہ اس وقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں۔ سختی سے کہنے لگیں کہ جاؤ پھر راکھ سے روٹی کھالو۔ حضرت صاحب روٹی پر راکھ ڈال کر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہو گیا۔ والدہ صاحبہ نے یہ واقعہ سنا کر کہا جس وقت اس عورت نے مجھے یہ بات سنائی تھی اس وقت حضرت صاحب بھی پاس تھے مگر آپ خاموش رہے۔(۴۹)

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ تمہاری دادی شہر ایمہ ضلع ہوشیار پور کی رہنے والی تھیں۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہم اپنی والدہ کے ساتھ بچپن میں کئی دفعہ ایمہ گئے ہیں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ وہاں حضرت صاحب بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے اور چاقو نہیں ملتا تھا تو سرکنڈے سے ذبح کر لیتے تھے۔"(۵۰)

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ معمولی نقدی وغیرہ اپنے رومال میں جو بڑے سائز کا ململ کا بنا ہوا ہوتا تھا، باندھ لیا کرتے تھے۔ اور رومال کا دوسرا کنارہ واسکٹ کے ساتھ سلوا لیتے یا کاج میں بند ھوا لیتے تھے اور چابیاں ازار بند کے ساتھ باندھتے تھے جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا اور والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود عموماً ریشمی ازار بند استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا اسی لئے ریشمی ازار بند رکھتے تھے تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جاوے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔ سوتی ازار بند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔" (۵۱)

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب سے حضرت مسیح موعود کو دورے پڑنے شروع ہوئے اس وقت سے آپ نے سردی گرمی میں گرم کپڑے کا استعمال شروع فرمادیا تھا۔ ان کپڑوں میں آپ کو گرمی بھی لگتی تھی اور بعض اوقات تکلیف بھی ہوتی تھی۔ ایک دفعہ کوئی شخص آپ کے لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرگابی لے آیا۔ آپ نے پہن لی مگر اس کے الٹے سیدھے پاؤں کا آپ کو پتہ نہیں لگتا تھا۔ کئی دفعہ الٹی پہن لیتے تھے اور پھر تکلیف ہوتی تھی۔ بعض دفعہ آپ کا الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ ہو کر فرماتے ان کی کوئی چیز اچھی نہیں ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی سہولت کے واسطے الٹے سیدھے پاؤں کی شناخت کے لئے نشان لگا دیے تھے مگر باوجود اس کے آپ الٹا سیدھا پہن لیتے تھے۔"(۵۲)

"بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش صاحب ایم، اے نے کہ میں نے مرزا سلطان احمد سے سوال کیا تھا کہ حضرت صاحب سے زیادہ تر قادیان میں کن لوگوں کی ملاقات تھی؟ مرزا صاحب نے کہا کہ ملاوامل اور شرمپت ہی زیادہ آتے تھے کسی اور سے ایسا راہ رسم نہ تھا۔"(۵۳)

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ انبالہ کے ایک شخص نے حضرت صاحب سے فتویٰ دریافت کیا کہ میری ایک بہن کنچنی (کنجری) تھی۔ اس نے اس حالت میں بہت سا روپیہ کمایا پھر وہ مر گئی اور مجھے اس کا ترکہ ملا مگر بعد میں مجھے اللہ تعالیٰ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی اب میں اس مال کو کیا کروں؟ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے خیال میں اس زمانہ میں ایسا مال اسلام کی خدمت میں خرچ ہو سکتا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس زمانہ میں خدمت اسلام کے لئے بعض شرائط کے ماتحت سودی روپیہ کے خرچ کئے جانے کا فتویٰ بھی حضرت صاحب نے اسی اصول پر دیا ہے مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ فتوی وقتی ہیں اور خاص شرائط کے ساتھ مشروط ہیں۔"(۵۴)

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اپنی کتاب سیرت مسیح موعود میں لکھتا ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ حضرت اقدس نازک سے نازک مضمون لکھ رہے ہیں یہاں تک کہ عربی زبان میں بے مثل فصیح کتابیں لکھ رہے ہیں اور پاس ہنگامہ قیامت برپا ہے بے تمیز بچے اور سادہ عورتیں جھگڑ رہی ہیں۔ چیخ رہی ہیں چلا رہی ہیں یہاں تک کہ بعض آپس میں دست و گریباں ہو رہی ہیں اور پوری زنانہ کر توتیں کر رہی ہیں مگر حضرت صاحب یوں لکھے جا رہے ہیں۔ اور کام میں یوں مستغرق ہیں کہ گویا خلوت میں بیٹھے ہیں۔ ساری لانظیر اور عظیم الشان عربی، اردو، فارسی کی تصانیف ایسے ہی مکانوں میں لکھی ہیں۔ میں نے ایک دفعہ پوچھا اتنے شور میں حضور کو لکھنے میں یا سوچنے میں ذرا بھی تشویش نہیں ہوتی؟ مسکرا کر فرمایا: میں سنتا ہی نہیں تشویش کیا ہو۔"(۵۵)

بیان کیا حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کسی سفر میں تھے اسٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی۔ آپ بیوی صاحبہ کے ساتھ سٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگ گئے۔ یہ دیکھ کر مولوی عبدالکریم صاحب جن کی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ ادھر ادھر پھرتے ہیں۔ آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں کہ الگ بٹھا دیا جاوے۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کہا میں تو نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبدالکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور لوگ بہت ہیں بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ جاؤ جی میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے میں نے کہا مولوی صاحب جواب لے آئے؟" (۵۶)

"بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت صاحب کو ایک جیبی گھڑی تحفہ دی۔ حضرت صاحب اس کو رومال میں باندھ کر جیب میں رکھتے تھے زنجیر نہیں لگاتے تھے اور جس وقت دیکھنا ہوتا تھا تو گھڑی نکال کر ایک کے ہندسے یعنی عدد سے گن کر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ کر ہندسے گنتے جاتے تھے اور گھڑی دیکھتے ہی وقت نہ پہچان سکتے تھے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ آپ کا جیب سے گھڑی نکال کر اس طرح شمار کرنا مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا۔" (۵۷)

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ مرزا سلطان احمد سے مجھے حضرت مسیح موعود کی ایک شعروں کی کاپی ملی ہے جو بہت پرانی معلوم ہوتی ہے غالباً نوجوانی کا کلام ہے۔ حضرت صاحب کے اپنے خط میں ہے جسے میں پہچانتا ہوں۔ بعض شعر بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اس کی دوا — ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے
ہائے کیوں ہجر کے الم میں پڑے — مفت بیٹھے بٹھائے غم میں پڑے
اس کے جانے سے صبر دل سے گیا — ہوش بھی ورطہ عدم میں پڑے
سبب کوئی خداوند بنادے — کسی صورت سے وہ صورت دکھاوے
نہیں منظور تھی گر تم کو الفت — تو یہ مجھ کو بھی بتلایا تو ہوتا
میری دلسوزی سے بے خبر ہو — میرا کچھ بھید بھی پایا تو ہوتا
دل اپنا اس کو دوں یا ہوش یا جاں — کوئی اک حکم فرمایا تو ہوتا (۵۸)

"بنیان آپ کبھی نہ پہنتے تھے بلکہ اس کی تنگی سے گھبراتے تھے۔ گرم قمیص جو پہنتے تھے ان کا اکثر اوپر کا بٹن کھلا رکھتے تھے نہ آپ کو کبھی پرواہ تھی کہ لباس عمدہ ہے یا برش کیا ہوا ہے یا بٹن سب درست لگے ہوئے ہیں یا نہیں۔ بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے ہی میں لگے ہوئے ہوتے تھے بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے ہوئے دیکھے گئے۔ جرابیں آپ سردیوں میں استعمال فرماتے اور ان پر مسح فرماتے بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے مگر بارہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پشت پر آجاتی، کبھی ایک جراب سیدھی دوسری الٹی۔" (۵۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب مع چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی۔ اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلف کے ساتھ آنکھ کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہو گئیں۔"(۶۰)

"پیر سراج الحق نعمانی نے مجھ سے بیان کیا کہ جب آتھم کی پیشگوئی کی میعاد قریب آئی تو اہلیہ صاحبہ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے خواب میں دیکھا کہ کوئی ان سے کہتا ہے کہ ایک ہزار ماش کے دانے لے کر ان پر ایک ہزار دفعہ سورہ الم ترکیف پڑھنی چاہئے اور پھر ان کو کسی کنوئیں میں ڈال دیا جاوے اور پھر واپس منہ پھیر کر نہ دیکھا جاوے۔ یہ خواب حضرت خلیفہ اول نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا۔ اس وقت حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بھی موجود تھے اور عصر کا وقت تھا۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ اس خواب کو ظاہر میں پورا کر دینا چاہئے اس پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے میرا اور میاں عبداللہ صاحب سنوری کا نام لیا اور حضرت نے پسند فرمایا اور ہم دونوں کو ماش کے دانوں پر ایک ہزار دفعہ سورہ الم ترکیف پڑھنے کا حکم کیا۔ چنانچہ ہم نے عشاء کی نماز کے بعد سے شروع کر کے رات دو بجے تک یہ وظیفہ ختم کیا۔"(۶۱)

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی وجہ سے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نماز نہ پڑھا سکے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول بھی موجود نہ تھے تو حضرت صاحب نے حکیم فضل الدین صاحب مرحوم کو نماز پڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور تو جانتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا مرض ہے اور ہر وقت ریح خارج ہوتی رہتی ہے میں نماز کس طرح سے پڑھاؤ؟ حضور نے فرمایا حکیم صاحب آپ کی اپنی نماز باوجود اس تکلیف کے ہو جاتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا ہاں۔ حضور فرمایا کہ پھر ہماری بھی ہو جائے گی آپ پڑھائیے۔" (۶۲)

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سل دق کے مریض کے لئے ایک گولی بنائی تھی اس میں کونین اور کافور کے علاوہ افیون، بھنگ اور دھتورہ وغیرہ زہریلی ادویہ بھی داخل کی تھیں اور فرمایا کرتے تھے کہ دوا کے طور پر علاج کے لئے اور جان بچانے کے لئے ممنوع چیز بھی جائز ہو جاتی ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ شراب کے لئے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہی فتویٰ تھا" (۶۳)

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ڈاکٹر نور محمد صاحب لاہوری کی ایک بیوی ڈاکٹر کے نام سے مشہور تھی۔ وہ مدتوں قادیان آکر حضور کے مکان میں رہی اور حضور کی خدمت کرتی تھی۔ اس بیچاری کو سل کی بیماری تھی جب وہ فوت ہو گئی تو اس کا ایک دوپٹہ حضرت صاحب نے دعا کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاد دہانی کے لئے بیت الدعاء کی کھڑکی کی ایک آہنی سلاخ سے بندھوا دیا۔"(٦٤)

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام ایک دفعہ فرماتے تھے کہ ہم نے ایک اہم امر کے لئے دیوان حافظ سے بھی فال لی تھی لیکن اب مجھے یاد نہیں رہا کہ کس امر کے لئے فال لی تھی۔" (٦٥)

یہ تھیں چند جھلکیاں اس شخص کے بچپن، جوانی اور اخیر عمر کی، جس کو چند لوگ وہ مقام دیتے ہیں جو اللہ تعالی نے خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کو ہی عطا کیا تھا۔ آپ ھادی کائنات، امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کے مختلف ادوار کا مطالعہ کریں اور تحقیق کرینگے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ آپ ﷺ کی بچپن کی زندگی، جوانی، نبوت سے قبل کی زندگی، نبوت ملنے کے بعد کی ١٣ سال مکی اور مدنی زندگی کے ١٠ سال یعنی تقریباً ٦٣ سالہ زندگی ایسی شفاف، صاف ستھری اور بے عیب نظر آئے گی۔ آپ کی سیرت مبارک کا گہرائی سے مطالعہ کریں آپ کو کوئی ایسا نقطہ یا واقعہ نہ ملے گا جس پر اپنوں اور غیروں کو ہنسی آتی ہو۔ آپ کی حکیمانہ اور شریفانہ زندگی کے مختلف پہلوؤں کو دیکھ کر پھر اس مفتری و مفسد شخص کی زندگی کو دیکھیں جس کے چند مختلف نمونے ہم نے ذکر کر دیئے ہیں تاکہ سچ اور جھوٹ میں موازنہ ہو جائے۔ انبیاء علیہم السلام ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ ان میں بعض کو بعض پر فضیلت الٰہی حاصل ہے لیکن ہم مسلمان ہونے کے ناطے سب کو سچا اور عالی شان والے سمجھتے ہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمانوں کی جماعت میں سے ایک آدمی اور یہودیوں میں سے ایک شخص کا جھگڑا ہوا۔ مسلمان نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو ساری دنیا میں برگزیدہ بنایا۔ اس پر یہودی نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو ساری دنیا میں برگزیدہ بنایا اس پر مسلمان نے اپنا ہاتھ اٹھا کر یہودی کو تھپڑ مار دیا۔ وہ یہودی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمان کے ساتھ جھگڑے کی آپ کو خبر دی آپ نے فرمایا:

لَا تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسىٰ ، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ ، فَإِذَا مُوسىٰ بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ ، فَلَا أَدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللهُ (٦٦)

مجھے موسیٰ علیہ السلام پر ترجیح نہ دیا کرو۔ قیامت کے دن لوگ بے ہوش کر دیے جائینگے اور سب سے پہلے میں ہوش میں آؤنگا پھر دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایہ تھامے ہوئے کھڑے ہیں، اب مجھے معلوم نہیں کہ وہ بھی بے ہوش ہونے والوں میں تھے، یا مجھ سے پہلے ہی ہوش میں آ گئے یا انہیں اللہ نے بے ہوش ہونے والوں میں ہی نہیں رکھا تھا۔

عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے عظیم نبی ہیں، اللہ تعالی نے اس کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيسٰى وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ (٦٧)

اور زکریا، یحییٰ، عیسیٰ اور الیاس علیہم السلام سب نیک لوگوں میں سے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا ہے کہ:

إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ (٦٨)

بیشک مسیح عیسیٰ بن مریم تو بس اللہ کے رسول ہی ہیں اور اس کا ایک کلمہ ہے جسے اللہ نے مریم تک پہنچادیا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَالْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ، أُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى، وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ (٦٩)

میں عیسیٰ بن مریم سے اور لوگوں کی بنسبت زیادہ قریب ہوں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور انبیاء (علیہم السلام) علاتی بھائیوں (کی طرح) ہیں ان کے شرعی مسائل میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن دین سب کا ایک ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور آخری پیغمبر محمد ﷺ کے فرمائے ہوئے پاکیزہ، باوقار اور شاہی مقام کے حامل الفاظ اور تعریفوں کے بعد آتے ہیں اس شخص کی گفتگو کی طرف جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر رکھا ہے۔

معزز قارئین سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ وہ اس مفسد اور فتان شخص کی اس زبان اور اخلاق کو غور سے پڑھیں جو کہ اس نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آپ کی والدہ ماجدہ مریم علیہ السلام اور ان کے خاندان عالیہ کے متعلق ذکر کئے ہیں۔ وہ لکھتا ہے:

"کیا پیش گوئیاں؟ ان کی حقیقت میں نے پہلے بتادی ہے کہ مسیح کی پیشن گوئیاں پیشگوئی کا رنگ ہی نہیں رکھتی ہیں، جو باتیں پیشنگوئی کے رنگ میں مندرج ہیں وہ ایسی ہیں کہ ایک معمولی آدمی بھی اس سے بہتر باتیں کہہ سکتا ہے اور قیافہ شناس مدبر کی پیش گوئیاں ان سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہوتی ہیں۔ میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ اگر اس وقت مسیح ہوتے تو جس قدر عظیم الشان تائیدی نشان پیشگوئیوں کے رنگ میں اب دیکھ کر شرمندہ ہو جاتے۔ مسیح کی زندگی اس کی پوری ناکامی اور نامرادی کی تصویر ہے۔ علم کی یہ صورت کہ اتنا پتہ نہیں کہ انجیر کے درخت کو اس وقت پھل نہ ہوگا۔ یسوع ایک لڑکی پر عاشق ہو گیا تھا اور اپنے استاد کے سامنے اس کے حسن وجمال کا تذکرہ کر بیٹھا تو استاد نے اسے عاق کر دیا۔ پھر آنحضرت ﷺ کا بروزی طور پر ظہور ہوا اور آپ کی عظمت کو مسیح کے مقابلے میں ظاہر کرنے کے لئے خدا کی غیرت نے چاہا کہ احمد کے غلام کو مسیح سے افضل قرار دیا۔" (٧٠)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"محمدی سلسلہ میں، میں مسیح موعود ہوں سو میں اس کی عزت کرتا ہوں جس کا ہمنام ہوں اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا بلکہ مسیح تو مسیح، میں تو اس کے چاروں بھائیوں یہودا، یعقوب، شمعون، یوزس کی بھی عزت کرتا ہوں کیونکہ پانچوں ایک ماں کے بیٹے ہیں نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں آسیا اور لیدیا کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدّت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اسرار سے بوجۂ حمل کے نکاح کر لیا گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیوں کر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔"(۷۱)

"آپ کے یسوع صاحب کی نسبت کیا کہیں اور کیا لکھیں اور کب تک ان کے حال پر روویں۔ کیا یہ مناسب تھا کہ وہ ایک زانیہ عورت کو یہ موقعہ دیتا کہ وہ عین جوانی اور حسن کی حالت میں ننگے سر اس سے مل کر بیٹھتی اور نہایت ناز اور نخرہ سے اس کے پاؤں پر اپنے بال ملتی اور حرام کاری کے عطر سے اس کے سر پر مالش کرتی۔ اگر یسوع کا دل بدخیالات سے پاک ہوتا تو وہ ایک کسبی عورت کو نزدیک آنے سے ضرور منع کرتا مگر ایسے لوگ جن کو حرام کار عورت کو چھونے سے مزہ آتا وہ ایسے نفسانی موقعہ پر کسی ناصح کی نصیحت بھی نہیں سنا کرتے، دیکھو یسوع کو ایک عزتمند بزرگ نے نصیحت کے ارادہ سے روکنا چاہا کہ ایسی حرکت کرنا مناسب نہیں مگر یسوع نے اس کے چہرہ کی ترش روئی سے سمجھ لیا کہ میری اس حرکت سے یہ شخص بیزار ہے تو رندوں کی طرح اعتراض کو باتوں میں ٹال دیا اور دعویٰ کیا کہ یہ کنجری بڑی اخلاص مند ہے ایسا اخلاص تو تجھ میں بھی نہیں پایا گیا۔ سبحان اللہ کیا عمدہ جواب ہے۔ یسوع صاحب ایک زناکار عورت کی تعریف کر رہے ہیں کہ بڑی نیک بخت ہے۔ دعویٰ خدائی کا اور کام ایسے بھلا جو شخص ہر وقت شراب سے سرمست رہتا ہے اور کنجریوں سے میل جول رکھتا ہے اور کھانے میں بھی ایسا اور نمبر کا جو لوگوں میں یہ اس کا نام ہی پڑ گیا ہے کہ یہ کھاؤ پیو ہے اس سے کس تقویٰ اور نیک بختی کی امید ہو سکتی ہے۔ مگر کون عقلمند اور پرہیزگار ایسے شخص کو پاک باطن سمجھے گا جوان عورتوں کو چھونے سے پرہیز نہیں کرتا۔ ایک کنجری خوبصورت ایسی قریب بیٹھی ہے گویا بغل میں ہے اور گود میں تماشا کر رہی ہے۔ اور طرفہ یہ کہ عمر جوان اور شراب پینے کی عادت اور پھر مجرد اور ایک خوبصورت کسبی عورت سامنے پڑی ہے۔ جسم کے ساتھ جسم لگا رہی ہے۔ کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے؟ اور اس پر کیا دلیل ہے کہ اس کسبی کے چھونے سے یسوع کی شہوت نے جنبش نہیں کی تھی۔ افسوس کہ یسوع کو یہ بھی میسر نہیں تھا کہ اس فاسقہ پر نظر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈالنے کے بعد اپنی کسی بیوی سے صحبت کر لیتا۔ کمبخت زانیہ کے چھونے سے اور ناز و ادا کرنے سے کیا کچھ نفسانی جذبات پیدا ہوئے ہونگے اور شہوت کے جوش نے پورے طور پر کام کیا ہوگا۔ اسی وجہ سے یسوع کے منہ سے یہ بھی نہ نکلا کہ اے حرام کار عورت مجھ سے دور رہ۔" (۷۲)

"اس سے عجب تر یہ کہ کفارہ یسوع کے دادیوں اور نانیوں کو بھی بدکاری سے نہ بچا سکا، حالانکہ ان کی بدکاریوں سے یسوع کے گوہر فطرت پر داغ لگتا تھا اور یہ دادیاں نانیاں صرف ایک دو نہیں بلکہ تین ہیں۔ چنانچہ یسوع کی ایک بزرگ نانی جو ایک طور سے دادی بھی تھی یعنی راحاب کسبی یعنی کنجری تھی اور دوسری نانی جو ایک طور سے دادی بھی تھی اس کا نام ثمر ہے یہ خانگی بدکار عورتوں کی طرح حرامکار تھی اور ایک نانی یسوع صاحب کی جو ایک رشتہ سے دادی بھی تھی بنت سبع کے نام سے موسوم ہے یہ وہی پاکدامن تھی جس نے داؤد کے ساتھ زنا کیا تھا۔" (۷۳)

معزز قائین! یہ تھے خیالات، نظریات اور عقائد اس شخص کے جو اپنے تئیں آپ کو نبی اور رسول کے علاوہ، "مسیح موعود" کے الفاظ سے موسوم کرتا ہے۔ عیسائیوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جو سلوک کیا اس کا یہ مطلب تو نہ ہوا کہ ہم بھی ان کی طرز پر بولیں اور وہی جذبات رکھیں۔ امام الانبیاء محمد ﷺ کے وہ سونے کے پانی سے لکھنے کے لائق الفاظ پڑھ کر پھر اس بدباطن شخص کی قلم سے نکلے ہوئے نظریات کو پرکھیں اور دیکھیں کہ اخلاق و شرافت کے پیمانہ پر اس کا کتنا وزن ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام اور اس کی والدہ محترمہ مریم علیہا السلام کا کتنا اونچا مقام و مرتبہ ہے اور اس کذاب نے ان کے اور ان کے شریف خاندان کے متعلق جو زہر اگلا ہے وہ بھی آپ مطالعہ کر چکے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی تاریخ کا مطالعہ کریں ان میں سے کسی ایک نے بھی اپنے بھائی پیغمبر کی شان میں ریت کے ذرے کے برابر بے ادبی اور گستاخی نہیں کی مگر، اس جھوٹے، مکار اور مفسد نے اس حوالہ سے کئی صفحات سیاہ کر ڈالے ہیں۔ کسی بھی نبی یا ایک شریف النفس اور بااخلاق انسان کے منہ سے ایک نبی کے متعلق ہرگز ہرگز ایسے گندے غلیظ اور کچرے کے ڈھیر پر پڑے ہوئے الفاظ نہیں نکلیں گے۔

اخلاق فاضلہ کی اہمیت اور حیثیت کے متعلق مرزا غلام احمد قادیانی ایک جگہ پر لکھتا ہے کہ "حقیقی اخلاق فاضلہ جن کے ساتھ نفسانی اغراض کی کوئی زہریلی آمیزش نہیں وہ اوپر سے بذریعہ روح القدس آتے ہیں سو تم ان اخلاق فاضلہ کو محض اپنی کوششوں سے حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم کو اوپر سے وہ اخلاق عنایت نہ کئے جائیں اور ہر ایک جو آسمانی فیض سے بذریعہ روح القدس اخلاق کا حصہ نہیں پاتا وہ اخلاق کے دعویٰ میں جھوٹا ہے اور اس کے پانی کے نیچے بہت سا کیچڑ ہے اور بہت سا گوبر ہے جو نفسانی جوشوں کے وقت ظاہر ہوتا ہے۔" (۷۴)

مرزا بشیر احمد، اپنے باپ مرزا غلام احمد قادیانی کے اخلاق فاضلہ کے متعلق لکھتا ہے کہ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اخلاق میں کامل تھے یعنی آپ نہایت رؤف رحیم تھے، سخی تھے، مہمان نواز تھے، اشجع الناس تھے، ابتلاؤں کے وقت جب لوگوں کے دل بیٹھ جاتے تھے آپ شیر نر کی طرح آگے بڑھتے تھے۔ عفو، چشم پوشی، فیاضی، دیانت، خاکساری، صبر، شکر، استغناء، حیا، غض البصر، عفت، محنت، قناعت، وفاداری، بے تکلفی، سادگی، شفقت، ادب الٰہی، ادب رسول، بزرگان دین، علم، میانہ روی، ادائیگی حقوق، ایفائے عہد، چستی، ہمدردی، اشاعت دین، تربیت، حسن معاشرت، مال کی نگہداشت، وقار، طہارت، زندہ دلی اور مزاح، رازداری، غیرت، احسان، حفظ مراتب، حسن ظن، ہمت اور اولوالعزمی، خودداری، خوش روئی، اور کشادہ پیشانی، کظم غیض، کف ید، وکف لسان، ایثار، معمول الاوقات ہونا، انتظام، اشاعت علم ومعرفت، خدااوراس کے رسول کا عشق، کامل اتباع رسول، یہ مختصراً آپ کے اخلاق وعادات تھے۔" (۷۵)

معزز قارئین! آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی خوبیوں کی ایک طویل فہرست پڑھی۔ ہم اس کی صرف ایک خوبی کی حقانیت اور سچائی کے متعلق کچھ عرض کرینگے وہ ہے "آپ اشجع الناس تھے، ابتلاؤں کے وقت جب لوگوں کے دل بیٹھ جاتے تھے آپ شیر نر کی طرح آگے بڑھتے تھے۔" بیٹے نے باپ کی کئی خوبیوں کے ضمن میں چند واقعات لکھے ہیں، قارئین کرام سے التماس ہے کہ وہ ان واقعات کو غور سے پڑھیں پھر خود فیصلہ کریں کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے۔

حضرت والدہ صاحبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت صاحب شروع دعویٰ مسیحیت میں دہلی تشریف لے گئے تھے اور مولوی نذیر حسین کے مباحثہ کی تجویز ہوئی تھی۔ اس وقت شہر میں مخالفت کا سخت شور تھا۔ چنانچہ حضرت صاحب نے افسران پولیس کے ساتھ انتظام کر کے ایک پولیس مین کو اپنی طرف سے تنخواہ دینی شروع کر کے مکان کے ڈیوڑھی پر پہرہ کے لئے مقرر کرالیا تھا۔" (۷۶)

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود خطرات کے وقت ہمیشہ احتیاط کا پہلو مد نظر رکھتے تھے۔ آپ کو شہتیر والا مکان ناپسند تھا اور فرماتے تھے کہ ایسی چھت خطرناک ہوتی ہے۔ خود اپنی رہائش کے دلان کی چھت جس میں چار شہتیر تھے بدلوا کر صرف کڑیوں والی چھت ڈلوائی تھے۔ اسی طرح آپ نے لدھیانہ سے دہلی جاتے ہوئے ۱۸۹۱ء میں کرنال والی لائن سے سفر کیا۔ کیونکہ دوسری طرف سے راستہ میں دو دفعہ دریا کا پل آتا تھا اور ان دونوں میں کچھ حادثات بھی ریلوں کے زیادہ ہوئے تھے۔ اس ضمن میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح اول کے بھتیجے نے جو اک نشہ باز اور خطرناک آدمی تھا، حضور کو ایک خط تحریر کیا اور اس میں قتل کی دھمکی دی۔ کچھ دن بعد وہ خود قادیان آیا۔ آپ نے جب سنا تو حضرت خلیفہ اول کو تاکیداً کہلا بھیجا کہ اسے فوراً

www.KitaboSunnat.com

رخصت کر دیں۔ چنانچہ مولوی صاحب نے اسے کچھ دے دلا کر رخصت کر دیا۔" (۷۷)

"خاکسار کے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گھر میں ایک مرغی کے چوزہ کے ذبح کرنے کی ضرورت پیش آئی اور اس وقت گھر میں کوئی اور اس کام کو کرنے والا نہ تھا اس لئے حضرت صاحب اس چوزہ کو ہاتھ میں لے کر خود ذبح کرنے لگے مگر بجائے چوزہ کی گردن پر چھری پھیرنے کے غلطی سے اپنی انگلی کاٹ ڈالی جس سے بہت خون گیا اور آپ توبہ توبہ کرتے ہوئے چوزہ کو چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ چوزہ کسی اور نے ذبح کیا۔" (۷۸)

مرزا بشیر الدین نے اپنے باپ مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت کے متعلق تفصیل سے بیان کیا ہے کہ مندرجہ ذیل عیوب و نقائص سے کوسوں دور تھے۔ "بے صبری، کینہ، حسد، ظلم، عداوت، گندگی، حرص دنیا، بدخواہی، پردہ دری، غیبت، کذب، بے حیائی، ناشکری، تکبر، کم ہمتی، بخل ترش روئی، وکج خلقی، بزدلی، چالاکی، فحشاء، بغاوت، عجز، کسل، ناامیدی، ریا، تفاخر ناجائز، دل دکھانا، استہزاء، تمسخر، بدظنی، بے غیرتی، تہمت لگانا، دھوکا، اسراف، تبذیر، بے احتیاطی، چغلی، لگائی بجھائی، بے استقلالی، لجاجت، بے وفائی، لغو حرکات یا فضولیات میں انہماک، ناجائز بحث و مباحثہ، پرخوری، کن رسی، افشائے عیب، گالی، ایذار سانی، سفلہ پن، ناجائز طرفداری، خود بینی، کسی کے دکھ میں خوشی محسوس کرنا، وقت کو ضائع کرنا۔" (۷۹)

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل، مرزا غلام احمد قادیانی کے گھر کا ایک اہم فرد ہے وہ ایک جگہ لکھتا ہے کہ:

"اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ کی نسبت یہ بات سچی کہی تھی کہ "**کان خلقه القرآن**" تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت اس طرح یہ کہہ سکتے ہیں" **کان خلقه حب محمد واتباعه علیه الصلوٰة والسلام**"

مرزا بشیر الدین مذکورہ بالا بات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ: مکرم ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے اس روایت میں ایک وسیع دریا کو کوزے میں بند کرنا چاہا ہے۔ مگر ایک دریا کو کوزے میں بند کرنا انسانی طاقت کا کام نہیں ہاں خدا کو یہ طاقت ضرور حاصل ہے اور میں اس جگہ اس کوزے کا خاکہ درج کرتا ہوں جس میں خدا نے دریا کو بند کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جری اللہ فی حلل الانبیاء" یعنی "خدا کا رسول جو تمام نبیوں کے لباس میں ظاہر ہوا ہے۔ اس فقرہ سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی جامع تعریف نہیں ہو سکتی، آپ ہر نبی کے ظل اور بروز تھے اور ہر نبی کی اعلیٰ صفات اور اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ طاقتیں آپ میں جلوہ فگن تھیں۔ کسی نے آنحضرت ﷺ کے متعلق کہا اور کیا خوب کہا ہے:

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنکہ خوباں ہمہ دارند تو تنہاداری

یہی ورثہ آپ کے ظل کامل نے بھی پایا مگر لوگ صرف تین نبیوں کو گن کر رہ گئے لیکن خدا نے اپنے کوزے میں سب کچھ بھر دیا۔" (۸۰)

محترم قارئین کرام نے مرزا غلام احمد قادیانی کی خوبیوں کا مطالعہ کیا اور ان میں وہ کتنا سچا تھا وہ بھی معلوم کیا اور جن معاشرتی برائیوں اور کمزوریوں سے اسے پاک وصاف ہونے کی جو سند دی گئی ہے اور اخلاق کے جس رتبہ پر اس کو دکھایا گیا ہے اس کے متعلق کچھ گذارشات عرض کی جاتی ہیں۔ مرزا کو کینہ، حسد، عداوت، گندگی، غیبت، ترش روئی و کج خلقی، دل دکھانے، استہزاء، تمسخر، تہمت لگانے، افشائے عیب، گالی، اور سفلہ پن وغیرہ سے بالکل شفاف دکھایا گیا ہے۔ مرزا بشیر احمد اپنے باپ کی پارسائی اور اخلاق حسنہ کے متعلق لکھتا ہے کہ:

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان سے غصہ کی حالت میں بھی گالی یا گالی کا ہمرنگ لفظ نہیں سنا۔" (۸۱)

بیان کی گئیں گواہیاں بیٹے اور مرید خاص اور رسالے کی تھیں جبکہ خود مرزا غلام احمد بھی لکھتا ہے کہ:

"اسلام کا طریق گالی دینا نہیں ہے۔" (۸۲)

اب اس امر کا جائزہ لیتے ہیں کہ واقعتاً مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے معتقدین نے جو چیزیں بیان کی ہیں اس میں موجود تھیں؟ حقیقت یہ ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانے والے ایک ہوتے ہیں اور دکھانے والے اور ہوتے ہیں۔ یہاں بھی یہ معاملہ ہے۔ امام کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کی پیاری بیٹی، امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کی نامدار بیوی، حسنین رضی اللہ عنہم کی پیاری ماں کا مقام و مرتبہ کونسا مسلمان نہیں جانتا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا:

أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ (۸۳)

کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم جنت کی عورتوں کی سردار یا مؤمنہ عورتوں کی سردار ہو؟ پھر میں اس بات پر ہنسنے لگی۔

مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فاطمة بضعة منی فمن اغضبها اغضبنی۔ (۸۴)

فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ٹکڑا ہے اس لئے جس نے اس کو ناحق ناراض کیا اس نے گویا کہ مجھے ناراض کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان کی گئیں احادیث مبارکہ سے محمد ﷺ کی دخترِ نیک اختر کی دنیا اور آخرت میں فضیلت معلوم ہوئی ''ادب بزرگان'' کے داعی اور دنیا کی کتنی گندگیوں سے دور ہونے کا دعویٰ کرنے والا شخص مرزا غلام احمد قادیانی ایک جگہ پر لکھتا ہے کہ:

''اس جگہ ایک نہایت روشن کشف یاد آیا اور وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ نماز مغرب کے بعد عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غیبت جس سے جو خفیف سے نشاء سے مشابہہ تھی ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے یکدفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد آنے کی آواز آئی جیسی بسرعت چلنے کی حالت میں پاؤں کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے۔ پھر اسی وقت پانچ آدمی نہایت وجیہہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آ گئے یعنی جناب پیغمبر خدا ﷺ و حضرت علی رضی اللہ عنہ و حسنین رضی اللہ عنہ و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور ایک نے ان میں سے اور ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت سے مادر مہربان کی طرح اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا۔'' (۸۵)

معزز قارئین نے اس جھوٹے مفتری اور اخلاق حسنہ سے کوسوں دور شخص کی ذہنیت کا اندازہ لگا لیا ہوگا کہ وہ ادب، احترام، حیاء، اخلاق اور انسانیت کے معاملات میں کہاں کھڑا ہے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسی عظیم مرتبہ کی مالک شخصیت کے متعلق کیا کچھ لکھ گیا ہے۔ اس کو یہ ڈر نہیں تھا کہ کل قیامت کے دن ان الفاظ کا بھی حساب ہوگا۔ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں آیا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے شادی کرنے کا ارادہ کیا۔ جب آپ ﷺ نے یہ بات سنی تو آپ ناراض ہوئے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَاللهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ. فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ. (۸۶)

اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے پاس جمع نہیں ہو سکتیں۔ پھر علی رضی اللہ عنہ نے اس شادی کا ارادہ ترک کر دیا۔

اسلام نے چار شادیوں تک اجازت دے رکھی ہے بشرطیکہ عدل وانصاف کو قائم رکھا جائے پھر بھی رسول اللہ ﷺ نے اپنی لاڈلی بیٹی کے لئے سوکن کا ہونا ناپسند کیا۔ اس شخص کی جرأت کو دیکھیں کہ کس ڈھٹائی سے گستاخی کی ہے۔ کہاں محمد رسول اللہ ﷺ کی پاکبازی، جنتی اور جنتی عورتوں کی سردار بیٹی اور کہاں یہ خبیث روح رکھنے والا کذاب۔ مرزا غلام احمد ایک جگہ پر لکھتا ہے کہ:

''میں اپنے نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں اور خدا نے میرے نفس کو ایسا مسلمان بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سال بھر میرے سامنے میرے نفس کو گندی گالیاں دیتا رہے آخر وہی شرمندہ ہوگا اور اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ میرے پاؤں جگہ سے اکھاڑ نہ سکا۔'' (۸۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک جگہ لکھتا ہے کہ:

"یہ بات نہایت قابل شرم ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرا بھی متحمل نہ ہو سکے اور جو امام زماں کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنی بات پر منہ میں جھاگ آتا ہے۔ آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں۔ وہ کس طرح بھی امام زماں نہیں ہو سکتا۔"(۸۸)

"خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز (یعنی مرزا غلام احمد) کو تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔" (۸۹)

اس کرہ ارض پر جتنے انسان آباد ہیں ان سب میں سب سے بڑا رتبہ "علمائے حق" کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے کہ:

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ الخ(۹۰)

اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دیئے گئے ہیں درجے بلند کر دیگا۔

شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔(۹۱)

اللہ تعالیٰ اور فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ:

نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَحَفِظَهُ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ(۹۲)

اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش و خرم اور شاداب رکھے جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی پھر اس کو حفظ کیا اور یاد رکھا حتی کہ اس کو دوسرے لوگوں تک پہنچایا۔

بیان کی گئیں قرآن مجید کی آیات مقدسہ اور حدیث مبارکہ میں سے ان لوگوں کی شان، بزرگی، قدر و منزلت معلوم ہوئی جن کے سینوں میں قرآن و حدیث کا علم اور اس پر عمل وافر مقدار میں موجود ہے۔ ان خوش قسمت انسانوں کے حق میں نبوی دعا میں بیان کیے گئے الفاظ کو دیکھیں کہ اس میں دنیا کی سرفرازی اور آخرت کی کامرانی کا کتنا سامان موجود ہے۔ دولتمند لوگ اپنی ساری دولت بھی اللہ کے راستے میں خرچ کر ڈالیں پھر بھی اس اعزاز کے مصداق نہیں بنیں گے اللہ تعالیٰ نے ان علماء حق کو دنیاوی اور اخروی عظمتوں کا مالک بنایا ہے۔ ایک بار سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ، امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی زیارت کے لئے آئے۔ آپ نے ان کا بھرپور استقبال کیا اور ان کو عزت و احترام سے نوازا۔ انہوں نے عرض کیا: حضرت الامام! میں آپ کی خدمت میں ایک اہم کام سے آیا ہوں۔ آپ نے پوچھا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمائیے؟ کہا کہ پہلے وعدہ فرمائیں کہ حتی الامکان ضرور کریں گے۔ آپ نے وعدہ فرمالیا کہ جہاں تک ہو سکا میں آپ کا کام ضرور کرونگا۔ تو جناب سہل رحمہ اللہ نے عرض کیا کہ میں آپ کی اس مبارک زبان کا بوسہ لینا چاہتا ہوں جس سے آپ احادیث رسول بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ امام صاحب نے اپنی زبان باہر نکالی اور انہوں نے اس کا بوسہ لیا۔(۹۳)

بیان کئے گئے ایمان افروز واقعات سے اہل علم اور علمائے حق کی فضیلت معلوم ہوئی۔ یقیناً اس قسم کے لوگ امت کے دوسرے عام لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے موجب ہوتے ہیں جن عظیم انسانوں کی موجودگی سے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں برستی ہوں۔ فرشتے آکر ان کی مجالس میں بیٹھتے ہوں اور اللہ تعالیٰ اس مجلس اور مجلس میں موجود افراد کا تذکرہ ملائکہ کے سامنے کرتا ہو وہ یقیناً ممتاز مقام کے مالک ہیں۔ ان کے ہاں حاضر ہونا، ان کی زیارت کرنا اور ان کے علم سے فیضیاب ہونا بڑی سعادتمندی ہے۔ علمائے حق کی شکایت اور غیبت کرنا بڑی بدبختی ہے۔ اسی لئے اہل علم کہتے تھے کسی عام مسلمان کی غیبت کرنا ایک نہایت سنگین گناہ کا کام ہے لیکن ایک جید عالم دین کی خوامخواہ غیبت و شکایت کرنا اس سے بھی برا اور کمینہ قسم کے لوگوں کا کام ہے۔

مؤرخ حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ المتوفی ۵۷۱ ہجری کا ایک قول ہے کہ:

ایاکم ولحوم العلماء فانہا مسمومۃ۔(۹۴)

”علماء کی غیبت سے بچو کیونکہ ان کا گوشت زہر آلود ہوتا ہے۔“

قرآن حکیم کی آیات مقدسہ، حدیث مبارکہ اور بلند پایہ محدثین کرام رحمہم اللہ کے اقوال وواقعات سے علماء حق کی مختصر مدح و توصیف کے بعد اس شخص کے اس دعویٰ کی طرف آتے ہیں جس میں اس نے ببانگ دہل کہا تھا کہ ”اسلام کا طریق گالی دینا نہیں ہے“ اور اس کا مرید خاص لکھتا ہے کہ ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان غصہ کی حالت میں بھی گالی یا گالی کی ہمرنگ لفظ نہیں سنا۔“ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین کے بیان کیے گئے دعوؤں کا جائزہ لیتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ ان کے ہاں اس کے مخالف علماء کا کیا مقام و مرتبہ تھا اور انہوں نے اپنے "اخلاق فاضلہ" کا مظاہرہ کرتے ہوئے جو زبان استعمال کی ہے اس کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں:

شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی (المتوفی ۱۳۲۰ھ) کی عالی جاہ شخصیت کو علم کی دنیا میں کون نہیں جانتا۔ اس وقت علم حدیث کے زیور سے آراستہ جتنی بھی نامور علمی شخصیات موجود ہیں یا وفات کر گئیں ہیں ان میں اکثریت ان کی ہے جو میاں نذیر حسین رحمہ اللہ کے شاگرد یا ان کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ شیخ العرب والعجم علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ (۱۴۱۶ھ۔۱۳۴۳ھ) بھی ایک واسطے سے میاں صاحب رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔ اس عظیم شخصیت نے ایک جگہ پر ۵۰ برس سے زیادہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرصہ بیٹھ کر درس حدیث دیا۔ مختلف علمی موضوعات پر کتنی نادر تصانیف اپنے پیچھے چھوڑی ہیں جن سے علماء استفادہ کر رہے ہیں۔ مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۹۲۰ء) شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے تلمیذ رشید ہیں۔ اس بلند پایہ ہستی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انھوں نے "مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیرو کار دائرہ اسلام سے خارج ہیں" کے عنوان سے ایک فتویٰ مرتب کیا، جس پر پاک وہند کی عظیم علمی شخصیات سے فتوے حاصل کئے یہ فتویٰ کتابی صورت میں ''دارالدعوۃ السلفیہ، لاہور'' سے نومبر ۱۹۷۶ء میں ۱۸۸ صفحات پر شایع ہو کر علماء کے کتب خانوں کی زینت بن چکا ہے۔ جہاں جماعت اہل حدیث کے لئے یہ بات ''اعزاز اوّل'' کا درجہ رکھتی ہے وہاں انشاءاللہ مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ کے لئے اخروی نجات کا باعث بھی ہو گی۔ علماء اہل حدیث کے ان دو قد آور اور درخشندہ ستاروں کے متعلق مرزا غلام احمد قادیانی کی زبان درازی کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

مرزا لکھتا ہے کہ:

واذیمکر بك الذی کفر اوقدلی یاھامان لعلی اطلع علی الله موسی وانی لاظنه من الکاذبین ۔۔۔۔ وہ زمانہ جب ایک مکفر تجھ سے مکر کریگا جو تیرے ایمان سے انکاری ہے اور کہے گا اے ہامان میرے لئے آگ بھڑکا۔ ہامان سے مراد نظیر حسین دہلوی ہے۔ فرعون سے مراد محمد حسین ہے۔ (۹۵)

"چونکہ بعض ظالم مولوی جیسا کہ محمد حسین بٹالوی میری دشمنی کے لئے اسلام پر حملہ کرنا چاہتے ہیں ہم بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنة الله علی الکاذبین اس کو نخوت نے اندھا کر دیا۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ شخص نہایت مفسد اور دشمن حق ہے۔ اب سے خوب یاد رکھو کہ خدا بہت سے نشان دکھائے گا، نہیں چھوڑے گا جب تک ایسے لوگوں کو ذلیل کر کے نہ دکھلائے۔" (۹۶)

"یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔" (۹۷)

"اگرچہ اس تمام فتنہ تکفیر کا بوجھ نذیر حسین دہلوی کی گردن پر ہے مگر تاہم دوسرے مولویوں کا یہ گناہ ہے کہ انہوں نے اس نازک امر تکفیر مسلمانوں میں اپنی عقل اور اپنی تفتیش سے کام نہیں لیا بلکہ نذیر حسین کے دجالانہ فتوے کو دیکھ کر جو محمد حسین بٹالوی نے تیار کیا تھا بغیر تحقیق اور تنقیح کے اس پر ایمان لے آئے۔ ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ اس نالائق نذیر حسین اور اس کے ناسعادتمند شاگرد محمد حسین کا یہ سراسر افترا ہے۔" (۹۸)

ایک جگہ مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ کو مخاطب ہو کر کہتا ہے:

یاشیخ ارض الخبیث ارض بطالة (۹۹)

اے شیخ زمین پلید، زمین بطالت۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ (المتوفی ۱۳۶۷ھ) فاتح قادیان برصغیر پاک وہند کی وہ گرانقدر علمی شخصیت تھی جس کو علم، دعوت، توحید، سنت، مناظرے اور مباہلہ کے میدان میں قیامت تک یاد رکھا جائیگا۔ بیک وقت ایک مفسر شہیر، فن اسماء الرجال پر گہری نظر رکھنے والے، کامیاب وحاضر دماغ مناظر، پرزور خطیب، صاحب قلم انشاپرداز، ذہین وفطین انسان اور نہایت سنجیدہ اور بردبار شخص کے طور پر جانے پہچانے جاتے ہیں۔ مسلمانوں کے جتنے بھی فرقے ہیں وہ سب بلاامتیاز آپ کی بلند اور گوناگوں شخصیت کی تعریف میں رطب للسان ہیں مگر غیر مسلم مثلاً ہندومت، آریہ سماج، سکھ، عیسائی، پارسی اور بدھ مت وغیرہ کے اہل علم اور اکابر بھی آپ کے علم وفضل کے دلی طور پر معترف ہیں۔ اس جامع المنقولات والمعقولات شخصیت جس کے شبدیز قلم کی شوخی اور بانکپن کی پوری دنیا تعریف کرتی ہے اس کی قابل رشک شخصیت کے متعلق مرزا غلام احمد قادیانی نے جو کچھ لکھا ہے اور جن القابات سے اُنہیں پکارا ہے وہ ملاحظہ فرمائیں:

''ابوجہل (۱۰۰) کتے مردار خور (۱۰۱) کفن فروش کتا (۱۰۲) ابن ہواء، غدار (۱۰۳) خبیث، سور، کتا، بدذات، گوہ خور، ہم اس (ثناء اللہ) کو کبھی (جلسہ عام میں) بولنے نہ دیں گے گدھے کی طرح لگام دے کر بٹھائیں گے اور گندگی اس کے منہ میں ڈالیں گے (۱۰۴) جس حالت میں دو دو آنہ کے لئے وہ دربدر خراب ہوتے پھرتے ہیں اور خدا کا قہر نازل ہے اور مردوں کے کفن اور وعظ کے پیسوں پر گذارہ ہے۔ قادیان میں نہ آئیں تو پھر لعنت ہے اس لاف وگزاف پر جو انہوں نے موضع مد میں مباحثہ کے وقت کی اور سخت بے حیائی سے جھوٹ بولا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، لاتقف مالیس لك به علم، گمراہوں نے بغیر علم اور پوری تحقیق کے عام لوگوں کے سامنے تکذیب کی۔ کیا یہی ایمانداری ہے۔ وہ انسان کتوں سے بدتر ہوتا ہے جو بے وجہ بھونکتا ہے اور وہ زندگی لعنتی ہے جو بے شرمی سے گذرتی ہے۔'' (۱۰۵)

بیان کیا گیا ''دلنشین'' لب ولہجہ مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کے مولویوں کے لئے بھی استعمال کیا ہے۔ چند شہ پارے ملاحظہ فرمائیں:

''بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں دنیا میں سب جانوروں سے زیادہ پلید خنزیر ہے مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں۔ اے مردار خور مولویو! اور گندی روحو! اے بدذات فرقہ مولویاں۔ (۱۰۶)

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کا نام لے کر لکھتا ہے کہ:

''کذاب، دروغ گو، مزوّر، خبیث، بچھو کی طرح نیش زن، اے گولڑہ کی زمین! تجھ پر خدا کی لعنت تو ملعون کے سبب ملعون ہوگئی۔'' (۱۰۷)

مولانا عبدالحق غزنوی کی متعلق ''کنجری کا بیٹا'' (۱۰۸) بھی لکھ گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علماء کے بعد اب عام مسلمانوں کی باری ہے کیونکہ اس مفسد اور مفتری نے زندگی کے کسی بھی شعبہ سے تعلق رکھنے والے مسلمان کو ڈسنے کے سوا نہیں چھوڑا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتب کا مطالعہ کرنے والوں کے ایمان کے بارے میں لکھتا ہے کہ "ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیئے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کتابوں کا مطالعہ نہیں کرتا اس کے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے۔" (۱۰۹)

مرزا کی کتب نہ پڑھنے والوں کے ایمان میں شک اور شبہ کی بات معزز قارئین نے پڑھ لی، اب دل تھام کے مرزا کے اخلاق کاملہ اور علم نافعہ کی ایک جھلک کا مطالعہ کریں جو اس نے اپنی کتب مطالعہ نہ کرنے والوں کے متعلق ذکر کی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ:

تلك كتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والمودة وينتفع من معارفها ويقبلني ويصدق دعوتي الا ذرية البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لايقبلون۔ (۱۱۰)

"ان کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور میرے دعویٰ کی تصدیق کرتے ہیں مگر کنجریوں کی اولاد نہیں مانتی ہے کہ ان کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر کر دی ہے۔"

عالم اسلام کی عظیم علمی شخصیت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ اس عربی عبارت کے متعلق لکھتے ہیں کہ "اس سطر کی عربی عبارت میں جو غلطیاں ہیں وہ مرزا غلام احمد کی عربی دانی اور جہالت علمی پر شاہد عدل ہیں۔" (۱۱۱)

"کنجریوں کے بچوں کے بغیر جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے باقی سب میری نبوت پر ایمان لا چکے ہیں اور ان العدى صاروا خنازير الفلاة ونسائهم من دونهن الا كلب " میرے دشمن جنگل کے سور بن گئے ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔" (۱۱۲)

"جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے، حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے۔" (۱۱۳)

"بعض کتوں کی طرح، بعض بھیڑیوں کی طرح، بعض سوروں کی طرح اور بعض سانپوں کی طرح ڈنگ مارتے ہیں۔" (۱۱۴)

"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہیں۔" (۱۱۵)

"شیخ ابو سعید محمد حسین بٹالوی کے خط کا جواب الحکم کی گذشتہ اشاعت میں کسی قدر بسط سے شائع ہو چکا ہے لیکن امام حجت اور ایک نقطہ معرفت کے لئے اتنا اور عرض کرنا ضروری سمجھا ہے کہ حضرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقدس علیہ الصلاۃ والسلام کے حضور جب وہ خط پڑھا گیا اور اعتراض پیش کیا گیا کہ آپ کیوں حج نہیں کرتے ؟ تو فرمایا کہ میرا پہلا کام خنزیروں کا قتل اور صلیب کی شکست ہے، ابھی تو میں خنزیروں کو قتل کر رہا ہوں، بہت سے خنزیر مر چکے ہیں اور بہت سے سخت جان ابھی باقی ہیں ان سے فرصت اور فراغت تو ہولے۔" شیخ بٹالوی صاحب! اگر انصاف سے کام لیں گے تو امید ہے یہ لطیف جواب انہیں تسلیم ہی کرنا پڑے گا۔ کیوں شیخ صاحب! ٹھیک ہے نا! پہلے خنزیروں کو قتل کر لیں۔" (۱۱۶)

معزز قارئین کرام! آپ نے اس شخص کے عقائد نظریات، خیالات، گفتگو کا تحریری اسلوب اور لب ولہجے کے علاوہ اخلاق فاضلہ کے چند نمونے ملاحظہ فرمائے جس کا یہ دعویٰ تھا کہ:

اقتضیٰ رحم اللہ نور السماء ۔ فانا ذالك النور ۔ والمجدد المامور ۔ والعبد المنصور ۔ والمهدی المعهود ۔ والمسیح الموعود وانی نزلت بمنزلة من ربی لا یعلمها احد من الناس وان سرّی اخفی وان من اکثر اهل الله فضلاً عن عامة الاناس ۔ وان مقامی ابعد من ایدی الغواصین ۔ وصعودی ارفع من قیاس القائسین ۔ (۱۱۷)

خدا کے رحم نے تقاضا کیا کہ آسمان سے نور نازل ہو سو میں وہ نور ہوں اور وہ مجدد ہوں جو خدا تعالی کے حکم سے آیا ہے اور بندہ مدد یافتہ ہوں اور وہ مہدی ہوں جس کا آنا مقرر ہو چکا ہے اور وہ مسیح ہوں جس کے آنے کا وعدہ تھا اور میں اپنے رب سے اس مقام پر نازل ہوا ہوں جس کو انسانوں میں سے کوئی نہیں جانتا اور میرا بھید اکثر اہل اللہ سے پوشیدہ اور دور تر ہے قطع نظر اس سے کہ عام لوگوں کو اس سے کچھ اطلاع ہو سکے اور مقام غوطہ لگانے والوں کے ہاتھوں سے دور ہے اور میرے اوپر چڑھنے کی بلندی قیاس میں نہیں آسکتی۔

عربی عبارت کا ترجمہ جوں کا توں نقل کیا گیا ہے۔ آپ عربی اور اردو دونوں عبارتیں غور سے پڑھیں کہ اس کذاب نے کتنے جھوٹے دعوے کیے ہیں۔ یہ کون سا نور، مجدد، مدد یافتہ بندہ، مہدی، مسیح موعود ہے جو نازل ہوا ہے۔ جس کو انسانوں میں سے کوئی بھی نہیں جانتا، اہل اللہ سے پوشیدہ ہے۔ غوطہ لگانے والوں کو اس کا مقام معلوم نہیں ہوتا لیکن عام لوگوں کو کچھ اطلاع ہے۔ "میرے اوپر چڑھنے" سے اس کی پتہ نہیں کیا مراد تھی؟ اس شخص کا دینی اور دنیوی معیار آپ نے معلوم کر لیا کہ یہ خبیث النفس کہاں کھڑا ہے۔ ایک طرف بیان کی گئی اس کی گندی گفتگو اور غلیظ بکواس اور دوسری طرف اس کے یہ دعوے کہ "ہم لوگ دوسری قوموں کے نبیوں کی نسبت ہر گز بدزبانی نہیں کرتے"۔ (۱۱۸)

"اسلام میں کسی قوم کے پیشوا کی بدگوئی کرنا منع ہے۔" (۱۱۹)

"ہماری اس کتاب اور دوسری کتابوں میں کوئی لفظ یا کوئی اشارہ ایسے معزز لوگوں کی طرف نہیں ہے جو بدزبانی اور کمینگی کے طریق کو اختیار نہیں کرتے" (۱۲۰) آپ ان دعوؤں کا پچھلے صفحات سے موازنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں کہ یہ شخص اپنے نفس کے اعتبار سے کتنا جھوٹا، مکار اور فریبی ہے۔ اللہ رب العزت سے لے کر ایک ادنیٰ درجے کے مسلمان تک کوئی بھی اس بدبخت مفتری اور مفسد کی توہین، دشنام طرازی، استہزاء اور بداخلاقی سے بچ نہیں سکا۔ امام کائنات محمد رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کے عیار اور مکار لوگوں کے متعلق ہمیں پہلے ہی بتادیا تھا۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

«أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَإِنْ كَانَتْ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ فِيهِ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا مَنْ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ»۔ (۱۲۱)

"چار چیزیں ہیں جس شخص میں ہوں گی وہ پکا اور خالص منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے ایک خصلت ہوگی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے جب اس کو امانت سپرد کی جائے تو اس میں خیانت کرے اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب عہد کرے تو بدعہدی کرے اور جب جھگڑا کرے تو گالی گلوچ پر اتر آئے۔"

اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں معزز قارئین خود فیصلہ کریں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کیا تھا؟ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے کسی کے حق میں کچھ نہیں کہا حالانکہ اس کذاب نے جو کچھ لکھا ہے آپ اس کی جھلکیاں پڑھ چکے ہیں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيءِ (۱۲۲)

مومن بندہ نہ طعن و تشنیع کرتا ہے، نہ لعنت اور فحش کلامی کرنے والا ہوتا ہے، نہ بدزبان ہوتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی ایک جگہ لکھتا ہے کہ "لعنت بازی کرنا صدیقوں کا کام نہیں، مومن لعان نہیں ہوتا۔" (۱۲۳)

مرزا غلام احمد قادیانی کے قول اور فعل میں اتنا تضاد ہے جتنا دن اور رات اور آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ وہ ملعون کہتا کچھ اور ہے اور زبان و قلم سے بکتا کچھ اور ہے۔ مثال کے طور پر یہ دلنشین انداز پڑھیں:

"بلکہ وہ شریر جو گالیاں دینے سے باز نہیں آتا اور ٹھٹھا کرنے سے نہیں رکتا اور توہین کی عادت کو نہیں چھوڑتا، ہر ایک مجلس میں میرے نشانوں سے انکار کرتا ہے اس کو چاہیے کہ میعاد مقررہ میں اس نشان کی نظیر پیش کرے ورنہ ہمیشہ کے لئے اور دنیا کے انقطاع تک مفصلہ ذیل لعنتیں اس پر آسمان سے پڑتی رہیں گی، بالخصوص مولوی ثناء اللہ صاحب جو خود انہوں نے میری نسبت دعویٰ کیا ہے کہ اس شخص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا کلام معجزہ نہیں ہے ان کو ڈرنا چاہے کہ خاموش رہ کر ان لعنتوں کے نتیجے کھلے نہ جائیں اور وہ لعنتیں یہ ہیں۔

۱۔ لعنت
۲۔ لعنت
۳۔ لعنت
۴۔ لعنت
۵۔ لعنت
۶۔ لعنت
۷۔ لعنت
۸۔ لعنت
۹۔ لعنت
۱۰۔ لعنت

وَتِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ (۱۲۴)

مسلمانوں کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسائیوں پر بھی "نظر الفت" ڈالی ہے۔ چنانچہ اس نے پورے چار صفحات پر ایک ہزار دفعہ لعنت، لعنت، لعنت، لعنت لکھی ہے۔ (۱۲۵)

آپ انصاف سے فیصلہ کریں کہ اس قسم کا شخص بھی نبی بن سکتا ہے؟ قرآن، حدیث، علم، عقل، اخلاق اور انسانیت وغیرہ بیانگ دہل کہہ رہے ہیں کہ نبوت کا سلسلہ تو منقطع ہو گیا ہے یہ شخص ایک اچھا انسان بھی نہیں تھا۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ اس مضمون کی مناسبت سے لکھتے ہیں کہ:

"مرزا غلام احمد کے لئے اسی لئے ہمارے قلم سے احترام کا کوئی لفظ نہیں نکلتا کہ اس "مرد شریف" سے کسی شخص کی عزت محفوظ نہیں رہی ایک عام آدمی سے لے کر علماء، فقہاء، ائمہ محدثین اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اور انبیاء عظام علیہم السلام تک اس کی دریدہ دہنی سے نہیں بچ سکے۔ اس لئے ہم مرزا غلام احمد کی مزعومہ نبوت اور امامت تو درکنار اس کی شرافت تک کے قائل نہیں ہو سکے۔" (۱۲۶)

بیان کئے گئے حقائق کے برعکس مرزا غلام احمد قادیانی نے ہندو مذہب کے ایک رشی کے متعلق جو کلمات کہے ہیں وہ ملاحظہ کرتے چلیں:

"راجا کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتح مند اور با اقبال تھا جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاف کیا۔ وہ اپنے زمانے کا در حقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پر تھا اور نیکی سے دوستی اور شرک سے دشمنی رکھتا تھا۔" (۱۲۷)

معزز قارئین کرام! آپ نے مرزا غلام احمد قدیانی کے عقائد، نظریات، خیالات اور اخلاقیات کے گوہر ملاحظہ فرمائے اس کی شخصیت کے متعلق آخر میں شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کا ایک دلچسپ واقعہ بیان کرتے ہیں جو ہماری اس پوری کاوش کا نچوڑ ہے:

"ایک دفعہ کسی تقریب سے آپ رحمہ اللہ لاہور تشریف فرماتے۔ انہی دنوں قادیانیوں کی لاہوری پارٹی کا جلسہ تھا۔ مولانا چونکہ نہایت وسیع الظرف تھے اور تمام فرقوں کے اکابر سے مناظرانہ نوک جھونک کے باوجود نہایت اچھے، دوستانہ اور فیاضانہ مراسم رکھتے تھے۔ اس لئے منتظمین جلسہ نے آپ کو بھی تقریر کے لئے مدعو کیا۔ آپ اپنے احباب کی ایک مجلس میں تشریف فرماتے کہ آپ کو اچانک دعوت نامہ ملا۔ آپ فوراً احمدیہ بلڈنگس روانہ ہوگئے۔ لاہوریوں نے آپ کو دیکھ کر مسیح موعود زندہ باد اور احمدیت پائندہ باد کے پرجوش نعرے لگائے۔ درحقیقت وہ یہ محسوس کررہے تھے کہ آج مولانا کو دام فریب کے اندر پھانسنے میں وہ کامیاب ہوچکے ہیں۔ چنانچہ صدر جلسہ نے کہا کہ ہم نے آپ کو اس لئے زحمت دی ہے کہ آپ حضرت مرزا صاحب کے اخلاق وعادات پر کچھ ارشاد فرمائیں۔ وہ سمجھتے تھے کہ آپ موقع کی مناسبت سے مرزا صاحب کی کچھ نہ کچھ مدح وتوصیف کرہی دیں گے۔ لیکن مولانا بھی غضب کے موقع شناس، معاملہ فہم اور برجستہ گو تھے، اٹھے اور حمد وصلوۃ کے بعد فرمایا:

"احمدی دوستو! میں اپنے پڑوسی کے خصائل وفضائل کیا بیان کروں۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ ان کے محاسن ومحامد کی نسبت یہی کہہ سکتا ہوں کہ:

مرے معشوق کے دو ہی نشاں ہیں

مولانا نے اس مصرع کو چند بار دو انگلیاں اٹھا کر دہرایا۔ جب مرزائی سامعین دوسرے مصرع کے لئے سراپا انتظار بن گئے تو پورا شعر یوں ادا فرمایا

مرے معشوق کے دو ہی نشان ہیں
زباں پر گالیاں، مجنوں سی باتیں

یہ سنتے ہی مرزائیوں کی آنکھیں مچ گئیں اور مولانا اپنی قیام گاہ پر واپس آگئے۔ (۱۲۸)

ہم شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کے اس بیان سے بالکل اتفاق کرتے ہوئے اپنے ٹوٹے پھوٹے اور منتشر خیالات کو سمیٹتے ہوئے فیصلہ معزز قارئین کرام پر چھوڑتے ہیں۔ آپ اس شخص کی بچپن سے لے کر مرنے تک کی کہانی پڑھ کر آئے ہیں۔ اب آپ قرآن مجید صحیح احادیث مبارکہ اور فہم سلف صالحین کو سامنے رکھ کر مرزا غلام احمد کے عقائد، خیالات، نظریات، اخلاق اور اس کی زبان کا لب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولہجہ دیکھیں اور پھر خود فیصلہ کریں کہ کیا یہ شخص اگر خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ سے پہلے بھی ہوتا تو کیا اس دور میں بھی یہ نبی بننے کے لائق اور اہل تھا؟

میری وفا کو دیکھ کر میری جفا کو دیکھ کر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

حواشی

(۱) الانعام: ۱۲۴

(۲) الشوریٰ: ۵۱

(۳) الانعام: ۹۰۔۸۷۔۸۴

(۴)سبا: ۲۸

(۵) الاعراف: ۱۵۸

(۶) الانبیاء: ۱۰۷

(۷) الاحزاب: ۴۶۔۴۵

(۸) الحشر: ۷

(۹)الاحزاب: ۲۱

(۱۰)الانعام:۱۹

(۱۱) القلم: ۴

(۱۲) الدمشقی، حافظ عمادالدین بن ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، امام المفسرین، تفسیر القرآن العظیم، طبع کویت، ۴ / ۵۱۷۔

(۱۳) یوسف، صلاح الدین، حافظ، القرآن الکریم مع اردو ترجمہ و تفسیر، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، مدینۃ المنورہ، ۱۴۱۷ ھجری، ص: ۱۱۶۱

(۱۴)النیشابوری، ابوالحسن مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری، امام، صحیح مسلم: ۱۷۳۹

(۱۵) ایضاً: ۵/۶۰

(۱۶) البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، امام، صحیح البخاری: ۶۰۳۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۷) الترمذی، ابو عیسیٰ محمد عیسیٰ، امام، جامع الترمذی: ۲۰۰۲

(۱۸) الاخلاص: ۴-۱

(۱۹) الحدید: ۳

(۲۰) القزوینی، ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ، امام، سنن ابن ماجہ: ۳۸۳۱، صحیح مسلم: ۶۸۸۹

(۲۱) الشوریٰ: ۱۱

(۲۲) النحل: ۷۴

(۲۳) الراشدی، سید بدیع الدین شاہ، علامہ، توحید ربانی (سندھی) المکتبہ الراشدیہ، نیو سعید آباد، طبع دوم، ۲۰۰۸ء، ۸۹

(۲۴) الانعام: ۱۲۱

(۲۵) قادیانی، مرزا بشیر احمد، سیرت المہدی، احمدیہ کتاب گھر قادیان۔ ۸۲/۱

(۲۶) ایضاً: ۷۲/۱-۷۰

(۲۷) قادیانی، غلام احمد، مرزا، ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام (روحانی خزائن ۲) الناشر الشرکتہ الاسلامیہ لمیٹڈ (ربوہ ۱۹۰۲، ۲۶۸/۳)

(۲۸) قادیانی، غلام احمد، مرزا، مکتوب عربی بنام علماء، ۱۹۲۲ء طبع دوم، ۵۵

(۲۹) قادیانی، غلام احمد، البشریٰ اسلامیہ، سٹیم پریس لاھور، ۱۹۱۳ء، ۴۹/۱

(۳۰) یار محمد، قاضی، اسلامی قربانی، ۳۴

(۳۱) قادیانی، غلام احمد، مرزا، آئینہ کمالات اسلام (دافع الوساس) مطبع قادیان، ماہ فروری، ۱۸۹۳ء - ۵۶۴

(۳۲) قادیانی، غلام احمد، مرزا، توضیح المرام، مطبع ریاض ہند پریس امر تسر، ۱۸۹۷ء، ۷۵

(۳۳) مصنفہ مرزا، مکتوب عربی بنام علماء، ۶۲

(۳۴) قادیانی، غلام احمد، مرزا، تتمہ حقیقۃ الوحی، الناشر الشرکتہ الاسلامیہ، لمیٹڈ، ربوہ، ۱۵، مئی ۱۹۰۷ء، ۱۴۳

(۳۵) قادیانی، غلام احمد، مرزا، انجام آتھم، مطبع کریمی، لاہور، ۱۹۲۲ء، ۵۴

(۳۶) قادیانی، غلام احمد مرزا، کشتی نوح، مطبع ضیاء الاسلام قادیان، بار ہفتم، ۱۹۳۳ء ۴۷-۴۶

(۳۷) سیرت المہدی، ۲۳۱/۱

(۳۸) تتمہ حقیقۃ الوحی، ۸۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳۹) ایضاً: ۸۵

(۴۰) قادیانی، غلام احمد، مرزا، حاشیہ اربعین، ص ۱۶

(۴۱) ایضاً: ص ۱۶

(۴۲) قادیانی، راحت ملک، ربوہ کا مذہبی آمر، ص ۱۶۹ بحوالہ مرزائیت اور اسلام، علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ، ص ۴۱۔۱۳۹

(۴۳) ایضاً: ۴۲-۱۴۱

(۴۴) قادیانی، غلام احمد، مرزا، روحانی خزائن برانجام آتھم مع ضمیمہ، مطبع ضیاء الاسلام، ربوہ جلد یازدہم ص ۵۲

(۴۵) الاحزاب: ۴۰

(۴۶) قادیانی، غلام احمد، حقیقۃ الوحی: ۱۰۷، ۱۰۲

(۴۷) قادیانی، غلام احمد، مرزا، ایک غلطی کا ازالہ، ویسٹ پنجاب پرنٹنگ پریس لاہور ۵ نومبر ۱۹۰۱ء۔ ۱۱۔۳

(۴۸) بشیر احمد، مرزا، سیرت المہدی، ۱/۲۴۴

(۴۹) ایضاً: ۱/۲۴۵

(۵۰) ایضاً: ۱/۴۵

(۵۱) ایضاً: ۱/۵۵

(۵۲) ایضاً: ۱/۶۷

(۵۳) ایضاً: ۱/۲۲۳

(۵۴) ایضاً: ۱/۲۶۲

(۵۵) ایضاً: ۱/۲۷۸

(۵۶) ایضاً: ۱/۶۳

(۵۷) ایضاً: ۱/۱۸۰

(۵۸) ایضاً: ۱/۲۳۲

(۵۹) ایضاً: ۲/۱۲۶

(۶۰) ایضاً: ۲/۷۷

(۶۱) ایضاً: ۲/۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۶۲) ایضاً: ۱۱۱/۳

(۶۳) ایضاً: ۱۱۱/۳

(۶۴) ایضاً: ۱۲۶/۳

(۶۵) ایضاً: ۲۷۴/۳

(۶۶) صحیح بخاری:۳۴۰۸

(۶۷) الانعام: ۸۵

(۶۸) النساء: ۱۷۱

(۶۹) صحیح بخاری:۳۴۴۳

(۷۰) ملفوظات حضرت مسیح موعود،۲۵۵/۳۔۱۳۲ (۲۵۵،۱۳۶،۱۳۷،۱۳۳،۱۳۲)

(۷۱) کشتی نوح،۱۶

(۷۲) قادیانی، غلام احمد، مرزا، نورالقرآن، مطبع ضیاءالاسلام قادیان،ماہ ستمبر، دسمبر ۱۸۹۵ءوجنوری، اپریل،۱۸۹۶ء بار چہارم، حصہ دوم،۴۷۔۵۶)

(۷۳) قادیانی،مرزاغلام احمد،مرزا،رسالہ معیارالمذاہب،یکم دسمبر ۱۸۹۵ء،بروز یکشنبہ،ص ۱۶

(۷۴) کشتی نوح: ۴۱

(۷۵) سیرت المہدی: ۳۰۵/۳

(۷۶) ایضاً۶۴/۲

(۷۷) ایضاً۱۲۵/۳

(۷۸) ایضاً۴/۲

(۷۹) ایضاً۳۰۶/۳

(۸۰) ایضاً۳۰۸/۳

(۸۱) ایضاً۲۱/۲

(۸۲) نورالقران حصہ دوم،۱۵

(۸۳) صحیح بخاری۳۶۲۴، صحیح مسلم: ۶۳۱۳

(۸۴) صحیح بخاری: ۳۷۱۴

(۸۵) قادیانی، غلام احمد، روحانی خزائن مشتمل بر براہین احمدیہ، الناشر الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ، ربوہ، ۱۹۵۷ء ۵۹۸/۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۸۶) صحیح البخاری: ۳۷۲۹

(۸۷) امرتسری، محمد عبداللہ معمار، مولانا محمدیہ پاکٹ بک بجواب احمدیہ پاکٹ، المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور ۲۔۱۹۸۹ء، ۲۴۰

(۸۸) قادیانی، غلام احمد مرزا امام الزمان اور اس کی علامات ملخص از ضرورۃ الامام، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام، لاہور طبع سوئم، دسمبر ۱۹۶۸ء ص:۱۰

(۸۹) قادیانی، غلام احمد مرزا، اربعین ص ۳، ۴۱

(۹۰) المجادلہ: ۱۱

(۹۱) آل عمران: ۱۸

(۹۲) سجستانی، ابوداؤد سلیمان بن اشعث، امام، سنن ابوداؤ: ۳۶۶۰، جامع الترمذی:۲۶۵۶

(۹۳) الصباغ، محمد بن لطفی، ڈاکٹر، حالات امام ابوداؤد رحمہ اللہ سنن اوداود، تحقیق و تخریج حافظ ابوطاہر زبیر علی زئی، دارالسلام، لاھور، ۱۴۲۷ھ ۴۵/۱

(۹۴) الشافعی، ابوالقاسم علی بن ھبۃ اللہ بن عبداللہ، امام تبیین وکذاب المفتری رقم الاثر: ۲۸ .

(۹۵) قادیانی، غلام احمد مرزا، الاستفتاء، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور، ۱۶ مئی ۱۸۹۷ء، ۲۱

(۹۶) ایضاً: ۲۵۔۲۴

(۹۷) ضمیمہ انجام آتھم: ۲۵

(۹۸) قادیانی، غلام احمد مرزا، رسالہ اشتہار مباہلہ: ۱۹۲۲ء طبع دوم، ۴۵

(۹۹) انجام آتھم ۲۶۹

(۱۰۰) تتمہ حقیقۃ الوحی: ۴۹

(۱۰۱) حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ۲۵

(۱۰۲) قادیانی، غلام احمد مرزا، اعجاز احمدی مطبع ضیاء الاسلام، قادیان: ۱۵ نومبر ۱۹۰۲ء، ۳۸

(۱۰۳) ایضاً: ۴۳

(۱۰۴) امرتسری، ثناء اللہ، مولانا، الہامات مرزا، ۱۲۲ حاشیہ

(۱۰۵) اعجاز احمدی: ۲۳

(۱۰۶) انجام آتھم ضمیمہ وحاشیہ: ۲۱

(۱۰۷) قادیانی، غلام احمد مرزا، نزول المسیح، ۷۵

(۱۰۸) انجام آتھم: ۸۲۔۲۸۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۰۹) سیرت المہدی: ۲/۷۸

(۱۱۰) آئینہ کمالات اسلام: ۵۴۷-۴۸

(۱۱۱) ظہیر، احسان الٰہی، علامہ، مرزائیت اور اسلام، ادارہ ترجمان السنۃ لاہور۔ ۱۹۹۳ء، ۱۷۶

(۱۱۲) قادیانی، غلام احمد، مرزا نجم الہدیٰ: ۱۰

(۱۱۳) قادیانی، غلام احمد، مرزا انوار الاسلام: ۳۰

(۱۱۴) قادیانی، غلام احمد، مرزا، خطبات الہامیہ، مطبع ضیاء الاسلام، قادیان باہتمام حکیم فضل الدین البھیروی، ۱۳۱۹ھجری: ۵۱

(۱۱۵) قادیانی، غلام احمد، مرزا، حقیقۃ الوحی، الناشر الشرکۃ الاسلامیۃ لمیٹڈ، ربوہ ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء، ۱۶۳

(۱۱۶) ملفوظات حضرت مسیح موعود، روحانی خزائن ۲ جلد سوم: ۲۷۲

(۱۱۷) خطبات الہامیہ: ۵۱

(۱۱۸) الہ دین، عبداللہ، اسلام کا ایک عظیم الشان نشان، فیصلہ کن کتاب، الہ دین بلڈنگ، سکندر آباد دکن انڈیا، ۱۹۵۲ء ۱/۶۰

(۱۱۹) ایضاً/۶۰

(۱۲۰) ایضاً ۲/۷۰

(۱۲۱) صحیح بخاری: ۳۴، صحیح مسلم: ۵۸

(۱۲۲) ترمذی: ۱۹۷۷، مستدرک حاکم: ۱/۱۲

(۱۲۳) قادیانی، غلام احمد، مرزا، ازلہ: ۲۶۰ (طبع اول) ۲۶۹ (طبع دوم) بحوالہ محمدیہ پاکٹ بک بجواب احمدیہ پاکٹ بک: ۲۳۸

(۱۲۴) اعجاز احمدی: ۳۸

(۱۲۵) قادیانی، غلام احمد، مرزا، انوار الحق، مطبع مصطفائی پریس، لاہور بار اول: ۱۳۱۱ھ۔ ۱۲۲-۱۱۱۸

(۱۲۶) مرزائیت اور اسلام: ۱۷۴

(۱۲۷) اسلام کا ایک عظیم الشان نشان، فیصلہ کن کتاب: ۲/۸۳

(۱۲۸) الاعظمی، صفی الرحمن، مولانا، فتنہ قادیانیت اور مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ ادارۃ البحوث الاسلامیہ والدعوۃ والافتاء، بالجامعۃ السلفیہ (مرکزی دارالعلوم) ریوڑی تالاب، بنارس، الہند: ۱۹۷۹ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو ناصر الدین محمد عمران سلفی۔ مدرس جامعہ دار الحدیث محمدیہ جلال پور پیر والہ ملتان۔

کیا مرزا بھی نبی ہے؟

امت محمدیہ میں اشراط الساعۃ کے حوالہ سے فتن کا ظہور بہت بڑا باب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ میں جہاں کہیں بھی اس کا تذکرہ آیا ہے محدثین کرام نے بڑی عرق ریزی سے ان کو پہچاننے کے بعد ان پر حکم لگایا اور آنے والی امت کو اس فتنہ سے بچانے کی مکمل سعی فرمائی۔ جزاھم اللہ جزاً حسنًا۔

ادیان و مذاہب پر کیا گیا سلف کا کام اس بات پر شاہد ہے کہ بغیر تحقیق کے کسی پر کفر کا فتویٰ لگانا کتنا مشکل کام ہے۔ اس کیلئے محدثین نے اور فکر سلف کے حامل ایک مخصوص طبقہ نے اصول و قوانین وضع کر کے امت کے ہاتھ میں ایک زبردست ہتھیار تھمایا ہے۔ متقدمین میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے بڑا وقیع کام کیا ہے مگر ان کے جواہر ان کی کتب میں بکھرے ہوئے ہیں۔ بعد میں بالخصوص ماضی قریب کے امام ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کے تلامذہ نے بھی بہت کام کیا ہے۔ اس موضوع پر بہرحال "الفضل للمتقدم" کے تحت یہ کاوشیں متقدمین کے کھاتے میں جاتی ہیں۔

اس ارض اللہ پر جب کوئی فتنہ رونما ہوتا ہے تو بڑے حیلے بہانے کر کے افراد امت کو گمراہ کرنے کیلئے اس فتنہ کا سربراہ اپنا زور صرف کرتا ہے۔ اس کی دعوت کو پہچاننے کا سب سے بڑا طریق یہ ہے کہ اس کی شخصیت کو جرح و تعدیل کے میزان میں پرکھا جائے کہ واقعتاً یہ شخص سچا ہے یا نہیں؟ اس نے اپنا علم کہاں سے لیا ہے؟ لوگوں کیساتھ اس کا رویہ کیسا رہا؟ کیا واقعتاً اس کی دعوت سچی ہے جسکا یہ مدعی ہے؟ کیا خود اس کی اپنی زندگی پر آثار نمودار ہیں؟ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی مایہ ناز کتاب المسمی "منہاج السنۃ النبویہ" میں اسی طریق کو اپنا کر مذہب رفض کا تعارف ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔

دنیا میں جتنے فتنے آئے ہیں ان میں سب سے زہریلا فتنہ "دعویٰ نبوت" کا ہے۔ یہ سلسلہ خاتم النبیین سیدنا محمد ﷺ کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد متصل شروع ہو گیا تھا۔ ہر دور میں اس کا تعاقب ہوتا رہا۔ اسی سلسلہ خبیثہ کی ایک کڑی آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کی ہے کہ جس نے ارض ہند پر نبوت کا دعویٰ کر کے ختم نبوت کے محل پر ڈاکہ ڈالنے کی مذموم سعی کی ہے۔

جن حضرات کا قادیانیت کیساتھ پنجہ آزمائی کا اکثر موقع رہتا ہے وہ اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مربی حضرات میں دیگر خامیوں کیساتھ سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان بغرض تحقیق ان کے پاس جاتا ہے تو سب سے پہلے یہ حضرات حیات مسیح کا مسئلہ چھیڑ کر یہ زور لگاتے ہیں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا سے چلے جاچکے ہیں۔ قرآن واحادیث میں جس عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں خبر دی گئی ہے اس سے مراد مثل مسیح ہے اور مرزا کی شخصیت سے بالکل کنارہ کشی کرتے ہیں۔ اگر ان کو کہا جائے تو بھی اس موضوع پر گفتگو سے احتراز کرتے ہیں۔ اسکی وجہ خود ان کو معلوم ہے کہ اس مرد باطل میں ایسی صفات پائی جاتی ہیں جو اس کے دجال ہونے پر مہر تصدیق ثبت کرتی ہیں۔

"دعوت اہل حدیث" کے معزز قارئین کیلئے آج کی نشست مرزا کی شخصیتی پہلو کی نذر کی جاتی ہے کہ کیا ان صفات کا حامل نبی ہو سکتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا چہرہ

انبیائے صادقین کے چہرے: شریعت ہمیں بتاتی ہے کہ جتنے انبیاء ورسل کو مبعوث کیا گیا وہ اپنے وقت کے سب سے زیادہ صاحب فہم، صاحب سیرت، اور خوبصورت انسان تھے۔

خاتم النبیین والمرسلین جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک اس قدر حسین اور دلکش تھا کہ صحابہ کرامؓ ایک بار نہیں بار بار دیکھنے کے خواہشمند ہوتے۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے جبکہ مرزا قادیانی کا چہرہ ایسا ہے کہ دیکھتے ہنسی آتی ہے کہ اس بدبخت کو کس ظالم نے مشورہ دیا کہ تو نبوت کا دعویٰ کر، تیرے اندر واقعی ایسی چیز ہے جو نبوت کی متقاضی ہے۔

آج سائنس نے اس بات کی تحقیق کی ہے کہ اگر شخصیت کو پہچاننا ہو تو چہرہ سے پڑھا جاسکتا ہے اور انسان کا چہرہ ذہن کا آئینہ ہوتا ہے۔

مرزا سادہ گنوار

مرزائی مفتی محمد صادق لکھتا ہے:

"میری عمر اس وقت تقریباً تیرہ سال ہو گئی جب میں اپنے ہمجولیوں کے ساتھ حکیم صاحب مرحوم سے ملا اور انہوں نے اثنائے گفتگو میں فرمایا کہ قادیان میں ایک مرزا صاحب ہیں جنکو الہام ہوتے ہیں۔ ان کی شکل بالکل سادہ گنواروں کی طرح ہے" (ذکر حبیب ص: ۲۔ مرزائیہ کے نزدیک اسکی سند بالکل صحیح ہے)

آنکھیں چرانا

(ا) مرزا قادیانی کی عادت تھی کہ ہر کسی سے آنکھیں چرا کر باتیں کرتا تھا۔ اس بات کی شہادت خود مرزا کا بیٹا دیتا ہے۔ "مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت صاحب کے مکان پر اوپر کے حصے میں رہتا تھا۔ میں نے ایک دفعہ حضرت صاحب کے گھر کی عورتوں کو یہ باتیں کرتے سنا ہے کہ حضرت صاحب کی تو آنکھیں ہی نہیں ہیں۔۔۔ان کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ حضرت صاحب آنکھیں ہر وقت نیچی اور نیم بند رکھتے ہیں۔۔۔۔۔ نیز مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ باہر مردوں میں بھی حضرت صاحب کی یہی عادت تھی کہ آپ آنکھیں ہمیشہ نیم بند رکھتے تھے۔"(سیرت المہدی حصہ دوم ص:۷۷: مرزا بشیر احمد قادیانی)

(۲)"مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب ہمراہ چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلف کیساتھ تو آنکھوں کو کچھ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہو گئیں۔"(سیرت المہدی جلد ۲ ص:۷۷ مرزا بشیر احمد قادیانی)

ایک عجیب لطیفہ

شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ کا واقعہ ہے کہ راقم، ربوہ (نیا نام چناب نگر) کی جانب عازم سفر ہوا، مختلف قسم کی اشیاء دیکھنے کا موقعہ ملا، دوران مشاہدات ایک عجیب واقعہ رونما ہوا جو ہر وقت ذہن میں گردش کرتا رہتا ہے۔ قارئین کیلئے پیش کرتا ہوں: ربوہ میں قادیانیت کا سب سے بڑا گمراہ کرنے کا اڈہ ایک "دارالضیافة" نامی جگہ ہے جہاں لوگوں کو ضیافت اور مہمان داری کے نام سے بلا کر اپنے ناکام عزائم وان کے سامنے رکھ کر قادیانیت قبول کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔اس مقام پر اکثر کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" جگہ جگہ لکھا ہوا نظر آتا ہے۔ پوچھنے پر پتہ چلا کہ ہماری دعوت اس کلمہ کو پھیلانے کی ہے، میں ان کی بات کو سمجھ نہ سکا لیکن ذرا کرید کرنے کے بعد پتہ چلا کہ وہ اس لفظ "محمد" سے مراد آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی مراد لیتے ہیں۔ سخت پریشان دل تھامنے کے بعد اس دارالضیافہ کے مرکزی دفتر اجازت لینے کے بعد اندر گیا تو دفتر کے انچارج "مرزا منور" نامی ایک ملحد کے سامنے بیٹھ گیا۔ جس مقام پر میں بیٹھا ہوا تھا دائیں جانب مرزا غلام احمد قادیانی کی تصویر لگی ہوئی تھی۔ میں نے دیکھنے کے بعد مرزا منور سے پوچھا کہ مرزا صاحب کی آنکھ کانی کیوں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ "کانی نہیں ہے یہ عاجزی کا اظہار ہے"۔اس کے اس جواب پر مجھے ہنسی آئی اور دل میں سوچا کہ میں نے اس کے نبی کو کانا کہا ہے اور اس کو غصہ بھی نہیں آیا یہی اس کے باطل ہونے کی سب سے بیّن دلیل ہے۔ واللہ! اگر یہ ظالم میرے نبی کے بارے میں ایسا کہتا تو اس کی زبان کھینچ لی جاتی۔

مرزا کی غیر متناسب آنکھیں

برسات کے بھیگے موسم میں اگر کسی چارپائی پر تمام رات برکھا برستی رہے۔ تو صبح چارپائی کی جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر متناسب حالت ہوتی ہے اسے پنجابی زبان میں کہتے ہیں: "منجی نوں کان پے گئی۔" بعینہ یہی حالت دجال قادیان کی ہے اسکی تصویر دیکھیے اور یہ مثال سامنے رکھ کر غور کیجئے نتیجہ آپ کے سامنے ہوگا۔

مرزا کا دماغ

مرزا قادیانی کے دماغ کا اندازہ لگایئے کہ کیسی وہ غیر مناسب حرکتیں کرتا تھا۔ مرزا کا بیٹا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے:

(۱) "کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ، صدری، ٹوپی، عمامہ، رات کو اتار کر تکیہ کے نیچے ہی رکھ لیتے اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں محتاط لوگ شکن اور میل سے بچانے کو ایک کھونٹی پر ٹانگ دیتے ہیں وہ بستر پر جسم کے نیچے ملے جاتے تھے اور صبح کو ایسی حالت ہو جاتی کہ اگر کوئی فیشن کا دلدادہ اور سوٹ کا دشمن ان کو دیکھ لے تو سر پیٹ لے۔" (سیرت المہدی جلد ۲ ص: ۱۷۸۔ حیات طیبہ ص: ۴۷۸)

(۲) قادیانی اخبار الحکم میں لکھا ہے: "شیخ رحمت اللہ صاحب یا دیگر احباب کپڑے کے اچھے اچھے کوٹ بنوا کر لایا کرتے تھے۔ حضور کبھی تیل سر مبارک میں لگاتے تو تیل والا ہاتھ سر مبارک اور داڑھی مبارک سے ہوتا ہوا بعض اوقات سینہ تک چلا جاتا جس سے قیمتی کوٹ پر دھبے پڑ جاتے"۔ (الحکم۔ جلد نمبر ۳۸۔ نمبر ۶ مورخہ ۲ فروری ۱۹۳۵ء)

بیماری اور مرزا قادیانی

اللہ رب العالمین قرآن مقدس میں فرماتا ہے:

وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ ... الخ

تمہاری ہر مصیبت تمہارے اعمال ہی کا نتیجہ ہے۔ اللہ کا مقدس فیصلہ ہے کہ بدکار نفوس مکافات عمل کی خدائی چکیوں میں ازل سے بلا ریب پس رہے ہیں اور ابد تک پستے رہیں گے، انکا بیماریوں وغیرہ کی دلدلوں سے نکلنا محال ہوگا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَن يَسْبِقُونَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ (العنکبوت: ۴)

کیا بدکار لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہم سے بچ کر نکل جائیں گے۔ ان کا یہ خیال نہایت خام اور غلط ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُم بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِّن دَارِهِمْ (الرعد: ۳۱)

کھڑ کھڑاہٹ پیدا کرنے والے حادثے یا تو بدکاروں کو ہمیشہ براہ راست نشانہ بنائیں گے اور یا خوف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدا کرنے کیلئے ان کے گھروں کے قریب نازل ہونگے۔

قرآن مقدس کے ان احکامات کو مد نظر رکھ کر اللہ کے دین کے دشمن دجال قادیان کا مطالعہ کرتے ہیں۔

مرزا قادیانی دائم المریض

(۱) مرزا خود لکھتا ہے۔ ''میں ایک دائم المریض آدمی ہوں''(ضمیمہ اربعین نمبر ۴،۳ ص:۴ مصنفہ مرزا قادیانی)

(۲) مزید لکھتا ہے۔ ''ہمیشہ درد سر اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کیساتھ آتی ہے۔ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے''(ضمیمہ اربعین نمبر ۴،۳ ص:۴)

(۳) مزید لکھتا ہے: '' اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے ۔ اور اس قدر پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں''۔(حوالہ ایضاً)

اس مقام پر قارئین کی دلچسپی کیلئے ذرا مذکورہ اقوال کی وضاحت پیش کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ بقول مرزا قادیانی کے دن میں یا رات میں سو سو دفعہ پیشاب کرتا ہے۔اب ذرا یوں سوچئے کہ دن بھی بارہ گھنٹوں کا ہوتا ہے اور رات بھی بارہ گھنٹوں کی۔ بارہ گھنٹوں کے اگر منٹ نکالے جائیں تو ان کی تعداد ۷۲۰ بنتی ہے۔اگر ۷۲۰ میں سے ۲۰ بیس منٹ بھی نکال لو تو باقی ۷۰۰ کی تعداد ہمارے پاس رہتی ہے۔تو اس حساب سے جب سو بار پیشاب کو تقسیم کرتے ہیں تو نتیجہ ہمارے پاس یہ نکلتا ہے کہ مرزا ہر سات منٹ بعد پیشاب کرنے کیلئے بیت الخلاء جاتا تھا۔اور سارا دن یہ سلسلہ جاری رہتا۔فاعتبروا یا اولی الابصار۔

پٹھوں کا کھچاؤ اور سر چکراؤ

''والدہ صاحبہ فرماتے ہیں اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے۔ خاکسار (مرزا بشیر) نے پوچھا دوروں میں کیا ہوتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے کہا۔ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھنچ جاتے تھے۔ خصوصاً گردن کے پٹھے اور سر میں چکر ہوتا تھا''۔(سیرت المہدی۔ جلد ۱ ص: ۱۳ مرزا بشیر احمد قادیانی)

مراق، غم اور سوئے ہضم

''مراق کا مرض حضرت صاحب کو موروثی نہ تھا، بلکہ یہ خارجی اسباب کے تحت پیدا ہو گیا تھا اور اس کا باعث سخت دماغی، محنت، تفکرات، غم اور سوئے ہضم تھا۔ جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا اور جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامت مثلاً دوران سر کے ذریعہ ہوتا تھا''۔(رسالہ ریویو قادیان ص: ۱۰ اگست ۱۹۲۶ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ:

مراق جنون کو کہتے ہیں ۔ دنیا میں جہاں بھی قادیانی ذریت آباد ہے سب سے میرا سوال ہے کہ قرآن مقدس اور احادیث صحیحہ سے کوئی ایک ایسی مثال پیش کریں کہ فلاں سچا نبی جو فلاں علاقہ کا رہنے والا تھا جنون کا مرض اسے لاحق تھا؟

ہیسٹریا

"بیان کیا مجھے والدہ صاحب نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہیسٹریا کا دورہ بشیر اول کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ رات کو سوتے وقت آپکو اتھو آیا پھر اس کی طبیعت خراب ہو گئی۔ (سیرت المہدی جلد ا ص: ۱۳ مرزا بشیر)

خونی قے

"پھر یک لخت بولتے ہوئے آپکو قے آئی، قے آنے سے پہلے ابکائی آئی یہ قے خالص خون کی تھی جس میں کچھ خون جما ہوا تھا اور کچھ بہنے والا تھا۔ حضرت نے قے کر کے سر اٹھایا رومال سے اپنا منہ پونچھا اور آنکھیں بھی پونچھیں جو تو قے کی وجہ سے پانی لے آئی تھیں"۔ (سیرت المہدی جلد ا ص: ۱۸۰)

تیس برس سے بیماریوں کی نذر

"مجھے دو مرض دامن گیر ہیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصے میں کہ درد سر اور دوران سر اور دوران خون کم ہو کر ہاتھ پیر سرد ہو جانا نبض کم ہو جانا اور دوسرے جسم کے نیچے کے حصے میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا۔ یہ دونوں بیماریاں قریب تیس برس سے ہیں"۔ (نسیم دعوت ص: ۷۸ مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی نامرد بھی تھا

یہ ظالم اپنی نامردی کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

(۱) "ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا۔ میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ اس لئے میری شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا...... کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے۔" (تریاق القلوب ص: ۳۵ مندرجہ تذکرہ ص: ۲۹ ایڈیشن سمبر ۱۹۳۵ء)

(۲) "جب میں نے شادی کی تھی تو اس وقت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں" (خاکسار غلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احمد قادیانی ۲۲ فروری ۱۸۸۷ء مکتوب احمدیہ جلد ۵ ص خط نمبر ۱۴۔ منقول از نوشتہ غیب خالد وزیر آبادی)

تبصرہ

مبارک ہو قادیانی امت کو ان کا نامرد (مخنث) نبی!!! مرزا قادیانی کی نامردی پر اسکے اپنے اعتراف اور اس زبردست ثبوت کے بعد قادیانی امت پر یہ قرض ہے کہ وہ ثابت کریں کہ مرزا صاحب کی آگے چلنے والی نسل جو آج تک خلافت کی کرسی پر بیٹھ کر یورپ کے مزے اور عیش و عشرت کیساتھ زندگی گزار رہے ہیں ان کا حلالی ہونا مرزا صاحب کے بیان نے مشکوک کر دیا۔ یورپ کے پروردہ اس نبی کی بیوی جو عین شباب کی حالت میں تھی اور حضرت بیماری اور بڑھاپے سے عاجز آ چکے تھے تو یہ اپنا وقت کہاں گزارا کرتی تھیں۔ اس کیلئے میرا قلم تو کچھ نہیں کہتا البتہ کتب بتا دیتا ہوں دلچسپی لینے والے قارئین ان کا مطالعہ کر لیں یقیناً فائدہ ہو گا۔ (شہر سدوم از شفیق مرزا۔ قادیانیت اس بازار میں۔ از متین خالد)

البتہ ایک مثال پیش کر دیتا ہوں۔ ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی لکھتا ہے۔ "بیوی صاحبہ مرزا جی کے مریدوں کو ساتھ لیکر لاہور سے کپڑے بھی خود ہی لایا کرتی تھیں" (کشف الظنون مرتبہ ڈاکٹر بشارت احمد لاہور ص: ۸۸)

قادیانی امت بتائے کہ غیر محرم کیساتھ سفر کرنا کیا یہ جائز ہے؟ جبکہ آج سے ایک صدی قبل کیا سفری سہولیات جو آج موجود ہیں وہ اسوقت تھیں۔ بیوی صاحبہ کس جگہ رہتی تھیں؟ کیا دنیا کے اندر کوئی ایسا نبی آیا ہے جو نامرد (مخنث) ہو؟

غیرت بڑی چیز ہے اس جہان تگ و دو میں
پہناتی ہے درویش کو تاج سردارا

دورے کی سختی سے ٹانگیں باندھنا

مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے:

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ اوائل میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کو سخت دورہ پڑا، کسی نے مرزا سلطان اور مرزا افضل کو بھی اطلاع دے دی اور وہ دونوں آ گئے۔ پھر ان کے سامنے بھی حضرت صاحب کو دورہ پڑا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں: اس وقت میں نے دیکھا کہ مرزا سلطان احمد تو آپ کی چارپائی کے پاس خاموش ہو کر بیٹھے رہے۔ مگر مرزا افضل احمد کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک رنگ جاتا تھا۔ وہ کبھی اِدھر بھاگتا تھا۔ اور کبھی اُدھر کبھی اپنی پگڑی اتار کر حضرت صاحب کی ٹانگوں کو باندھتا تھا اور کبھی پاؤں دبانے لگ جاتا تھا اور گھبراہٹ میں اس کے ہاتھ کانپتے تھے" (سیرت المہدی جلد ۱ ص ۲۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نشان عبرت

انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرت اور اسلام کی روشن نصوص اس پر دلالت کرتی ہیں کہ کوئی نبی اور رسول ایسا نہیں گذرا جسکو زندگی میں ایسی بیماری لاحق ہوئی ہو یا اس انداز میں باندھا گیا ہو نیز قرآن مقدس کی سورۃ الحاقہ میں اللہ رب العالمین کا یہ فرمان خُذُوهُ فَغُلُّوهُ (30) ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ (31) ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ (32) (الحاقۃ) مرزا قادیانی پر جہاں آخرت میں فٹ آئے گا وہاں اللہ رب العالمین اھل دنیا کو بھی اس کا مشاہدہ دکھا رہا ہے کہ دنیا کے اندر بھی ہم نے اسے عذاب میں مبتلا کر کے دکھلا دیا۔ اے قادیانیو ذرا تو عقل کرو!

دوسری قابل توجہ بات یہ ہے کہ سابق حوالہ میں، مرزا سلطان، اور مرزا افضل کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ کون تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بھی مرزا کے بیٹے ہیں مگر پہلی بیوی سے جب ابھی مرزا مخنث نہیں ہوا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں بیٹے اس کے حلالی ہیں کیونکہ یہ دونوں بیٹے مرزا پر ایمان نہیں لائے جسکا مرزا کو بہت دکھ تھا۔ مرزا سلطان کا مرزا قادیانی کیساتھ رویہ تو سیرت المہدی کے حوالہ سے جو مرزا بشیر احمد نے والدہ نصرت جہاں بیگم کی سند سے بیان کیا وہ آپ نے گذشتہ صفحہ کے اندر پڑھ لیا باقی رہا مرزا افضل اس کے بارے میں عرض ہے کہ یہ مرزا قادیانی کی زندگی ہی میں فوت ہوا۔ اور مرزا نے بوجہ اس کے مسلمان ہونے کے جنازہ نہ پڑھا۔ مرزا بشیر الدین محمود لکھتا ہے:

"آپ (مرزا قادیانی) کا ایک بیٹا فوت ہو گیا جو آپ کی زبانی طور پر تصدیق بھی کرتا تھا، جب وہ مرا تو مجھے یاد ہے آپ ٹہلتے جاتے اور فرماتے کہ اس نے کبھی شرارت نہ کی تھی بلکہ میرا فرمانبردار تھا۔ ایک دفعہ میں سخت بیمار ہوا اور شدت مرض میں مجھے غش آگیا جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ میرے پاس کھڑا نہایت درد سے رو رہا ہے۔ آپ یہ بھی فرماتے کہ یہ میری بڑی عزت کیا کرتا تھا۔ لیکن آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ حالانکہ وہ اتنا فرمانبردار تھا کہ بعض احمدی بھی نہ ہونگے۔ محمدی بیگم کے متعلق جب جھگڑا ہوا تو اس کی بیوی اور اس کے رشتہ دار بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ حضرت صاحب نے اسے فرمایا: تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ اس نے طلاق لکھ کر حضرت صاحب کو بھیج دی کہ آپ کی جس طرح مرضی ہے اسی طرح کریں لیکن باوجود اس کے جب وہ مرا تو آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔" (انوار خلافت ص: ۹۱ مرزا بشیر الدین)

www.KitaboSunnat.com

مرزا صاحب کی نبض بند

"بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد نے بواسطہ مولوی رحیم بخش ایم۔ اے کے کہ ایک مرتبہ والد صاحب (مرزا قادیانی) سخت بیمار ہو گئے اور حالت نازک ہو گئی اور حکیموں نے ناامیدی کا اظہار کر دیا اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبض بھی بند ہوگئی مگر زبان جاری رہی۔ والد صاحب نے کہا کیچڑ لا کر میرے اوپر اور نیچے رکھو چنانچہ ایسا کیا گیا اور اس سے حالت روبہ اصلاح ہوگئی۔ (سیرت المہدی جلد ۱۔ ص: ۲۲۱)

قارئین دیکھئے! اللہ کیطرف سے اتنی آزمائش آنے کے بعد بھی یہ ظالم توبہ نہ کرسکا نہ جانے کتنی مرتبہ یہ حالت بنی بلکہ الثاجب حکماء نے علاج کرنے سے بیزاری کا اظہار کردیا تو مرزا صاحب اپنی امت کے سامنے بحیثیت ایک حکیم الامت بن کر پیش ہوتے اور علاج ایسا تجویز کیا کہ کیا ہی کہنے۔

کیا مرزائی امت بھی اپنے مزعومہ نبی کی پیروی کرتے ہوئے اس علاج کو اپنا کرنئی زندگی حاصل کرتی ہے؟

مرزا صاحب کی مقعد سے خون

(۱) "اسی طرح ایک دفعہ زچر اور اسہال خونی سخت بیماری ہوئی۔" (مرزا کا خط حکیم نورالدین کے نام مکتوبات جلد نمبر ۵، نمبر ۲ ص: ۱۱۹)

(۲) "میں ایک مرتبہ قولنج ذخیری سے سخت بیمار ہوا اور سولہ دن تک پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے"۔ (حقیقۃ الوحی ص: ۲۳۴ مصنفہ مرزا قادیانی)

قادیانیو! بواسیر جیسے مرض کا لاحق نبی تمہیں ہی مبارک ہو۔

مرزا صاحب دست کی بیماری میں

"باوجود یہ کہ مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں مگر جس وقت بھی پاخانے کی حاجت ہوتی ہے تو مجھے افسوس ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت آئی۔ اسی طرح جب روٹی کھانے کیلئے کئی مرتبہ کہتے ہیں تو بڑا جبر کر کے جلد جلد چند لقمے کھالیتا ہوں۔ بظاہر تو میں روٹی کھا رہا ہوتا ہوں مگر میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کہاں جاتی ہے۔ اور کیا کھا رہا ہوں میری توجہ اور خیال اسی طرف لگا ہوتا ہے۔" (ارشاد مرزا قادیانی مندرجہ اخبار الحکم قادیانی جلد نمبر ۵ ص: ۴۰)

دیکھئے قارئین! مرزا کی جہاں بیماری کا پتہ چلتا ہے وہاں اس کا یہ قول کہ "مجھے پتہ نہیں ہوتا کہ کہاں جاتی ہے" بتاتا ہے کہ مرزا قادیانی مخبوط الحواس بھی تھا۔ ایسا مخبوط الحواس نبی مرزائی امت ہی کو مبارک۔ میرا ایمان کہتا ہے کہ اگر مرزا صرف قیامت کی فکر کرتا اور رجوع الی اللہ کا خاصہ ہوتا تو میخانوں کی یلغار سے یقیناً وہ نجات پاتا۔ لہا ما کسب وعلیہا ما اکتسبت

بالوں کی بیماری

مرزائی مفتی محمد صادق لکھتا ہے:

"آخری عمر میں حضور کے سر کے بال بہت پتلے اور ہلکے ہوگئے تھے۔ چونکہ یہ عاجز ولایت سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادویہ وغیرہ کے نمونے منگوایا کرتا تھا۔ غالباً اس واسطے مجھے ایک دفعہ فرمایا۔ مفتی صاحب! سر کے بالوں کے اگانے اور بڑھانے کیلئے کوئی دوائی منگوائیں"۔ (ذکر حبیب ص: م ۱۷۳ فتی محمد صادق)

مرزا صاحب قلیل النظر

"آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں اُٹھا کر اِدھر اُدھر آنکھیں دیکھنے کی آپ کو عادت نہ تھی بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ سیر میں جاتے ہوئے آپ کسی خادم کا ذکر غائب کے صیغہ میں فرماتے تھے۔ حالانکہ وہ آپ کے ساتھ ساتھ جارہا ہوتا تھا اور پھر کسی کے بتلانے پر آپکو پتہ چلتا تھا کہ وہ شخص آپ کیساتھ ہے۔ (سیرت المہدی جلد ۲ ص ۷۷)

قارئین کرام! مرزا صاحب کی اس عادت سے پتہ چلتا ہے کہ آج کے نابینے حضرات مرزا جیسے بینا سے اچھے ہیں جنہیں ہاتھ ملانے اور پاؤں کی آواز سننے کے بعد پتہ چل جاتا ہے کہ یہ کون ہے؟ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کسی نشہ آور چیز کے سوٹے لگاتا تھا۔

مرض الموت ہیضہ

مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

"والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی لیکن کچھ دیر بعد آپکو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک دو دفعہ حاجت کیلئے پاخانہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا۔ میں اٹھی تو آپکو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے بیٹھ گئی۔ اتنے میں آپکو اور دست آیا مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جا سکتے تھے۔ اس لئے آپ چارپائی کے پاس ہی بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے..... اس کے بعد ایک دست آیا اور پھر آپکو قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپکا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی اس پر میں نے گھبرا کر کہا۔ "اللہ یہ کیا ہونے لگا ہے۔" تو آپ نے فرمایا یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا۔ خاکسار (مرزا بشیر) نے پوچھا کہ آپ سمجھ گئیں تھیں کہ حضرت صاحب کا کیا منشاء تھا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا "ہاں"۔ (سیرت المہدی جلد ا ص: ۱۱۔ ۱۲)

مرزا قادیانی کی یہ آخری بیماری تھی جس کے بعد مرزا اس دنیا سے چلا گیا مذکورہ عبارت سے ہمیں بہت سارے مسائل کا حل ملتا ہے کہ رب العالمین اپنے منکرین کو آخرت تو کجا دنیا کے اندر کیسا نشان عبرت۔ نا ہے۔ اس واقعہ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب اپنے کپڑوں کے اندر بھی پاخانہ کیا کرتا تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کا ثبوت سیرت المہدی مصنفہ مرزا بشیر احمد سے کثیر مقامات پر ہمیں ملتا ہے اس سے ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مرزا اتنا غلیظ الفطرت انسان تھا کہ قضائے حاجت کیلئے اسے جہاں جگہ میسر آتی وہاں بیٹھ جاتا۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب مرزا کا سر لکڑی پر لگا تو اللہ کی طرف سے یہ بھی ایک نشان تھا کہ دنیا میں اس کے سر پر لکڑیاں اور بیماریوں کی بھرمار، ذرا آگے تو آئے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ یہ وہ موت تھی جس کی مرزا نے مولانا ثناء اللہ امر تسری رحمہ اللہ کے مقابلہ میں آخری فیصلہ کے نام سے دعاء کی تھی رب العالمین نے یہ دعاء ایسی قبول کی کہ مرزا کی موت لیٹرین میں واقع ہوئی۔ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ دنیا میں اللہ رب العالمین نے مرزا کی کوئی دعاء قبول کی ہو یا نہ یہ دعا ضرور قبول کی تھی۔

مرزا قادیانی کا معالج ایک فرشتہ

آخر میں بتاتا جاؤں کہ مرزا قادیانی کے انسانی معالجین کے علاوہ اور بھی تھے۔ وہ کون تھے؟ اس کیلئے مرزا قادیانی کی مشہور معروف کتاب "تذکرہ" (یہ مرزا کے الہامات کا مجموعہ ہے اگر زندگی نے وفا کی تو انشاء اللہ مرزا کے اس مجموعہ کا علمی رد لکھوں گا) کا حوالہ پیش کرتا ہوں جسے مرزائی حضرات "مجموعہ الہامات" بھی کہتے ہیں:

"مرزا قادیانی کے نار ساذہن نے یہ سوچا کہ مجھے الہام ہو رہا ہے" پوچھا کون؟ آواز آئی۔ تیرا فرشتہ ٹیچی ٹیچی۔ پوچھا: کیسے آنا ہوا؟ کہا: تجھ پر تیرے رب کیطرف سے وحی لایا ہوں کہ "ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لے لیا ہے" (مجموعہ الہامات ص:۸۰۳ طبع روم مرزا قادانی)

الٹی سمجھ کسی کو ہرگز خدا نہ دے
دے آدمی کو موت مگر یہ بد ادا نہ دے

جیسی روح ویسے فرشتے۔ جیسی نیت ویسی مراد۔ مرزا بھی ظالم سوچتا ہو گا کہ فرشتہ مجھے وعدہ دے تو گیا ہے لیکن آتا نہیں شفاء لیکر۔ ارے بدبخت! وہ کہاں سے آتا۔ اے کاش کہ تو نے دعویٰ کرنے سے قبل امام ابن جوزی رحمہ اللہ کی "تلبیس ابلیس" یا امام ابن حزم کی "الملل والنحل" کا بنظر غائر مطالعہ کیا ہوتا تو شاید شیطان کے دام فریب میں نہ پھنستا۔

اپنی عمر تمام گلے کا ھار بنائے رکھا انہیں
اس عجب شخص کو بیماریوں سے کتنا عشق تھا

تنبیہ بلیغ

مرزائی یہ اعتراض کر سکتے ہیں کہ دنیا کے اندر جو نیک لوگوں کو بیماریاں پہنچتی ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جو اللہ کے واقعتا نیک بندے ہوتے ہیں جن کے چہروں پر سجود کے آثار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہیں جنکی گفتگو سے مشک کی مہک آتی ہے جن کی جبین صرف اپنے اللہ کے سامنے جھکتی ہے، جو اپنے وجود کو صرف اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کیلئے ہر وقت پابند رکھتے ہیں۔ اگر دنیا کے اندر انہیں کوئی دکھ یا تکلیف پہنچتی ہے تو قرآن مقدس نے ان قدسی صفات لوگوں کیلئے یہ احکامات جاری فرمائے ہیں:

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ (العنکبوت: 7)

وَيُنَجِّي اللَّهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (61) (الزمر)

ان کا مطالعہ کر لیا جائے اور کتب تفسیر کیطرف مراجعت فرمائی جائے انشاء اللہ اس سوال کا جواب ضرور مل جائے گا۔ فللہ الحمد

مرزا قادیانی کے جھوٹ

شریعت اسلامیہ کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو ہمارے سامنے دیگر احکامات کیساتھ ساتھ یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ سچ کو رواج دو اور جھوٹ سے اجتناب کرو جیسا کہ اللہ رب العالمین نے قرآن مقدس میں فرمایا ہے:

إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ (النحل: 105)

جھوٹ صرف وہ لوگ باندھتے ہیں جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے اور یہی لوگ اصل جھوٹے ہیں۔

احادیث رسول اللہ ﷺ میں یہ چیز کثرت کیساتھ ملتی ہیں کہ جھوٹ سے پرہیز اور سچ کو اپنا دامن بناؤ جیسا کہ الجامع الصحیح البخاری میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ (حدیث نمبر ۶۰۹۴)

جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ حق سے ہٹ جانے کیطرف لے جاتا ہے اور حق سے ہٹ جانا آگ کیطرف لیکر جا

اسی طرح امام مسلم رحمہ اللہ اپنی صحیح مسلم باب میں البر والصلۃ کے تحت ایک حدیث لیکر آئے ہیں اور اسی معنی کی حدیث الجامع الصحیح للبخاری کے اندر بھی مذکور ہے۔ ''عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' سچ کو لازم پکڑو کیونکہ سچ نیکی کیطرف ہدایت کرتا ہے اور نیکی جنت کیطرف ہدایت کرتا ہے اور آدمی سچ کہتا رہتا ہے اور سچ کہنے کی پوری کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ کے ہاں بہت سچا لکھا جاتا ہے۔ اور جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ برائی کی طرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکر جاتا ہے اور برائی آگ کیطرف ہدایت کرتی ہے اور آدمی جھوٹ کہتا رہتا ہے اور جھوٹ کہنے کی پوری کوشش کرتا رہتا ہے حتی کہ اللہ کے ہاں بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

اس قرآنی ہدایت اور نبوی احکام کی روشنی میں ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جھوٹ انسان کو حق وصداقت کی دلنشین شمعوں اور روحانی منزلوں سے بہت دور لے جاتا ہے۔ ارض ہند کے اس دجال صفت مزعومہ نبی مرزا قادیانی کے مرتد ہونے کی بڑی وجہ بھی یہی تھی کہ اس نے حق وصداقت کی ضیاء پاشی سے اپنے آپکو دور کرکے جھوٹ کی جبیں بوسی شروع کردی اس وجہ سے یہ ظالم امت مسلمہ کے اجماعی مسئلہ کی روسے کاذب مفتری ٹھہرا۔

جھوٹ نمبر ۱

"دیکھ زمین پر ہر روز خدا کے حکم سے ایک ساعت میں کروڑ ہا انسان مر جاتے ہیں اور کروڑ ہا اس کے ارادے سے پیدا ہوتے ہیں" (کشتی نوح ص: ۳۷ مصنفہ مرزا قادیانی)

اندازہ لگایئے کہ اگر بالفرض مرزا قادیانی کی بات درست ہو بھی جائے (حالانکہ ناممکنات میں سے ہے) تو نتیجہ ہمارے پاس یہ نکلتا ہے کہ دو یا تین دن میں یا زیادہ ہی لگالو تو دس دن بنتے ہیں اس عرصہ میں دنیا ختم ہوسکتی ہے۔ اور جو بچے نئے اس دنیا میں آئے ہیں وہ کب بڑے ہونگے؟ کب تعمیر ملت کا کام کریں گے؟ اور کیسے مرزا جی کی نبوت کا علم لیکر دنیا میں جائیں گے؟ سچ کہا کسی نے: دروغ گورا حافظہ نباشد (جھوٹے کا حافظہ نہیں ہوتا)

جھوٹ نمبر ۲

"تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت ﷺ وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہوگیا۔" (پیغام صلح، ۲ روحانی خزائن ص: ۶۵ جلد ۲۳ مرزا قادیانی) مرزا قادیانی جہاں تاریخ دانی سے بیچارہ محروم رہا وہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے قرآن مجید کو ہی نہیں پڑھا۔ اللہ فرماتا ہے: أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَى (الضحیٰ)

تاریخ کا ادنی ترین طالب علم جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سے کتنا عرصہ قبل آپ کے والد اس دنیا سے چلے گئے تھے۔

جھوٹ نمبر ۳

"تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب فوت ہو گئے تھے۔" (چشمہ معرفت ص:۲۸۶ روحانی خزائن ص: ۲۹۹ جلد ۲۳)

تاریخ کی تو کسی معتبر کتاب میں یہ بات نہیں اور نہ ہی آپکی سیرت پر لکھی گئی کتب مثلاً امام ابن قیم الجوزی ؒ کی " زاد لمعاد فی ھدی خیر العباد "۔ابن ہشام کی " سیرت النبی " وغیرہ میں یہ بات ہے۔ ہاں البتہ یہ میں یقین سے کہتا ہوں کہ یہ وحی لیکر آنے والا "ٹیچی ٹیچی" ہی ہو سکتا ہے۔

جھوٹ نمبر ۴

"آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا آج کی تاریخ سے سو برس تک تمام بنی آدم پر قیامت آجائے گی۔" (ازالہ اوہام ص: ۲۵۲۔۱۰۴)

رسول اللہ ﷺ سے کسی بھی صحیح حدیث میں یہ بات منقول نہیں ہے۔ مرزا قادیانی نے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھا ہے اور ہم انشاء اللہ امید واثق رکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان کہ "جس نے میرے اوپر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنی جگہ جہنم میں بنائے۔" مرزا قادیانی جیسے لوگوں کیلئے ہی کہا گیا ہے مرزا قادیانی کا یہ جھوٹ روایتاً و درایتاً ہر طرح بعید از عقل ہے۔ فافھم فی ھذہ المسئلہ "

جھوٹ نمبر ۵

"لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی پیشگوئیاں پوری ہوتیں جس میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہو گا تو:

(۱) اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔

(۲) وہ اس کو کافر قرار دیں گا۔

(۳) اور اس کے قتل کے فتوی دیئے جائیں گے۔

(۴) اور اس کی سخت توہین ہو گی۔

(۵) اور اسکو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔

سو ان دنوں میں وہ پیشگوئی انہیں مولویوں نے اپنے ہاتھوں سے پوری کی۔" (اربعین جلد ۳ ص:۱۷ روحانی خزائن جلد جلد ۱۷ ص: ۴۰۴)

مرزا کی مذکورہ گفتگو نہ قرآن مقدس میں ہے اور نہ ہی احادیث صحیح میں۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کوئی ضعیف اور موضوع روایت بھی نہیں ہے جس میں مرزا قادیان جیسے دجال وضاع، متروک الحدیث، اور اکذب الناس کے علاوہ کسی اور نے روایت کیا ہو۔

مرزا قادیانی کی یہ عادت تھی کہ جب وہ اپنے خلاف بنتی ہوئی کوئی فضا دیکھتا تو فوراً کوئی الہام یا پیشین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گوئی کر دیتا کہ آنے والے دنوں میں ایسا ہو گا۔ اگر واقعتا ایسا ہو جاتا تو خوشی سے بغلیں بجاتا اور اگر نہ ہوتا تو مؤخر ہونے کا دعویٰ کر کے جان چھڑاتا۔ قادیانیت پر مطالعہ رکھنے والے احباب پر مرزا کی یہ عادت مخفی نہیں ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کے بیٹے نے سیرت المہدی میں عقیدت کی عینک لگا کر مختلف مقامات پر اس کا تذکرہ کیا۔ اور مرزا کے الہام وپیشن گوئیوں کے بارے میں سب سے کاری ضرب شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ نے اپنے موقر رسالہ " اشاعۃ السنہ " میں لگائی اور اپنے اس رسالہ کا نام ہی "الہامی قاتل" رکھا۔

قارئین کرام! مرزا قادیانی کا مذکورہ الہام و جھوٹ پڑھ لینے کے بعد آپ کی توجہ ذرا تحریک ختم نبوت کیطرف لیکر آنا چاہتا ہوں کہ مرزا کا مذکورہ الہام کن لوگوں پر فٹ آتا ہے؟ وہ کون لوگ تھے جنہوں نے مرزا قادیانی کو اتنا تنگ کیا کہ مرزا قادیانی سخت الہام اور جھوٹ بکنے پر مجبور ہوا۔ ارض ہند پر بڑے بڑے علماء موجود تھے جن میں علماء دیوبند، علماء گنگوہ، علماء سہارن پور، علماء لدھانیہ، علماء بریلی، علماء رام پور، اور مولانا شاہ انور شاہ کشمیری جیسے علماء کا سکہ لوگوں کے دلوں پر جما ہوا تھا۔ لیکن منصف مزاج آدمی جسکو واقعتا ایک محقق کہا جاتا ہے اگر وہ تاریخ کے اس عظیم زاویے کو پڑھے تو یقینا وہ فیصلہ کرے گا کہ یہ لوگ وہ تھے جنکو اہل حدیث کہا جاتا ہے۔

حتیٰ کہ بعض علماء نے مثلاً مولانا رشید احمد گنگوہی نے تو مرزا غلام احمد قادیانی کو "رجلٌ صالحٌ" قرار دیا تھا۔ لیکن بعد میں جب مولانا بٹالوی مرحوم نے ہندوستان کے افق پر نکلنے والے اپنے جریدے " اشاعۃ السنہ " میں باقاعدہ مرزا کے خلاف ایک مہم چلائی تو پھر سب علماء نے مولانا بٹالوی مرحوم کا ساتھ دیا۔ مولانا گنگوہی سمیت جسکی وجہ سے امت اسلام کے م سنجیدہ فکر علماء نے مولانا بٹالوی مرحوم کے مرتب کردہ اور شیخ الاسلام مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی کے توثیق کردہ فتویٰ پر مہر تصدیق ثبت فرمائی۔ رحمھم اللہ رحمۃ واسعۃ

علماء اہل حدیث کی کاری ضرب کی شاہد مرزا قادیانی کی روحانی خزائن نامی کتاب میں بھی ہے جو چیخ چیخ کر قارئین کو صدائیں دیتی ہے کہ میرے مزعومہ نبوت کے محل پر جس نے سب سے زیادہ گولے برسائے وہ لوگ "اہل حدیث" کے نام سے جانے جاتے ہیں۔

میں اپنی اس بات کی توثیق کیلئے صرف ایک قادیانی عبارت پیش کرتا ہوں۔ مشہور قادیانی اخبار " الفضل " میں لکھا ہے۔ "اگر مولانا محمد حسین بٹالوی کے والد کو معلوم ہوتا جب ان کا نکاح ہوا تھا کہ مسیح موعود کی حیثیت کیا ہے؟ اور وہ ہونے والے اپنے اس بچے کے بارے میں جانتے کہ میرا ہونے والا بیٹا محمد رسول اللہ ﷺ کے ظل اور بروز کے مقابلہ میں وہی کام کرے گا جو آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو جہل نے کہا تھا تو وہ اپنا آلہ تناسل (ذکر) کاٹ دیتا۔ (اخبار الفضل مورخہ ۲ نومبر ۱۹۳۲ء مطابق ۱۱ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ جلد نمبر ۱۰)

میں اس موضوع پر اپنی گذارشات ختم کرتا ہوں کیونکہ یہ مضمون کافی طوالت کا متقاضی ہے، شائقین ذہبی دوران مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی ادام اللہ فیوضہ وبرکاتہ کا تحریر کردہ مقدمہ "تحریک ختم نبوت" از محترم ڈاکٹر بہاؤالدین کی جلد اول میں مطالعہ فرمائیں جزاکم اللہ خیراً

جھوٹ نمبر ۶

"سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا ہے سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا ہی سے حاصل کرے گا اور قرآن وحدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی ہے کہ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔ پس یہی مہدویت ہے جو نبوت محمدیہ کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے اور اسرار دین بلاواسطہ میرے پر کھولے گئے۔"

اس جاہل مرکب کو کیا معلوم تھا کہ میری زندگی میں تو مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمہ اللہ اور مولانا محمد حسین بٹالوی نے ناکوں چنے چبوائے، میرے مرنے کے بعد بھی یہ میرا تعاقب نہ چھوڑیں گے اور اپنے روحانی فرزند چھوڑ کر جائیں گے۔ مرزا قادیانی کے اس جھوٹ کا جواب خود اسی کے بیان سے دینا مناسب سمجھتا ہوں لکھتا ہے:

"جب میں چھ یا سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ اور جب میری عمر تقریباً دس سال کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کیلئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا تھا کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف (علم صرف) کی بعض کتابیں اور قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا ان کا نام علی شاہ تھا ان کو میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کیلئے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا۔" (کتاب البریہ حاشیہ ص: ۱۶۲۔۱۶۳، روحانی خزائن جلد ۱۳ ص: ۱۸۰۔۱۸۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھوٹ نمبر ۷

"تفسیر ثنائی میں لکھا ہے کہ ابوہریرہ فہم قرآن میں ناقص تھااوراس کی روایت پر محدثین کواعتراض ہے۔ابوہریرہ میں نقل کرنے کامادہ تھااوردرایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا۔"(ضمیمہ نصرۃ الحق ص: ۲۳۰،۲۰۴ مرزا قادیانی)

دنیائے قادیانیت کو چیلنج ہے کہ تفسیر ثنائی میں خواہ وہ کسی بھی سن کی طباعت ہو دکھادیں منہ مانگاانعام لیں۔ ہم نے مولانا کواچھی طرح پڑھا ہے لکھناتو درکناررب کعبہ کی قسم انہوں نے سوچاتک بھی نہ ہوگا،مولاناایک منہجی انسان تھےاوراس ارض اللہ پر آیت من آیات اللہ تھے۔

۱۴۲۶ھ شعبان المعظم جب میں ربوہ گیاتووہاں ایک دیوبندی عالم کی تقریر سننے کا موقعہ ملااس نے دوران تقریر کہاکہ: "جب اللہ کی زمین پر فتنہ خلق قرآن عروج پر تھا اگراللہ رب العالمین امام اہل السنہ جبل استقامت احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو پیدانہ فرماتے توآج پوری امت فتنہ خلق قرآن میں مبتلاہوتی۔اسی طرح جب ہندوستان میں مرزا قادیانی کافتنہ عروج پر تھا اگراللہ شیخ الاسلام مولاناثناءاللہ امرتسری رحمہ اللہ کو پیدانہ فرماتے تو میں اسی رب کی قسم اٹھا کر کہتاہوں کہ آج پوری امت فتنہ قادیانیت میں مبتلاہوتی۔"

• میراا گرچہ مسلک سلف الصالحین والاہے میں اس عالم کی قسم کو شریعت مقدسہ کے خلاف سمجھتاہوں لیکن اس کے جذبات کااحترام کرتاہوں کہ حقیقت کی عکاسی صحیح معنوں میں کی ہے۔

جھوٹ نمبر ۸

مرزا قادیانی نے ہندوستان کے کرشن کنہیا کو نبی ثابت کرنے کیلئے رسول اللہ ﷺ پر یہ افتراء پردازی کی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایاہے کہ:

"کان فی الھند نبیا اسود اللون اسمہ کاھناً"یعنی ہند میں ایک نبی گزراہے جو سیاہ رنگ کا تھااس کانام کاناتھایعنی جسکوکرشن کہتے ہیں(ضمیمہ چشمہ معرفت ص:۱۰ روحانی خزائن جلد ۲۳ ص: ۳۸۲)

اس حدیث کا کہیں بھی ذکر نہیں ہے۔اس ظالم نے اپنی جھوٹی نبوت ثابت کرنے کیلئے آنحضرت ﷺ کو بھی نہ بخشا۔

جھوٹ نمبر ۹

"میری عمرکااکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائیداور حمایت میں گذراہےاور میں نے ممانعت جہاداورانگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اوراشتہار شائع کئے ہیں کہ اگروہ رسائل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچادیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے۔ کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔" (تریاق القلوب ص:۲۷۔۲۸، روحانی خزائن ص:۱۵۶،۱۵۵)

مرزا قادیانی کی پہلے تواردودانی دیکھو کہ اس میں تکرار ہے، اردوادب سے تعلق رکھنے والے اصحاب دیکھیں توامید واثق ہے کہ اس دجال پر اجتماعی شکل میں لعنتوں کا ایصال ثواب بھیجیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مرزا نے اپنی مذکورہ گفتگو میں انگریز کی حمایت کی ہے۔ یہ حمایت کیوں نہ کرتا پروردہ جو اس کا تھا۔ تیسری بات یہ ہے کہ عرب ممالک مصر، شام، روم، کیطرف کتب بھیجنا، اس بات کو ثابت کرنا قادیانی امت پر قرض ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ جہاد کی ممانعت پر اس نے جو مہم چلائی وہ صرف یورپ کو خوش کرنے کیلئے۔ کیونکہ اس نے اسے اپنا آقا جو تسلیم کیا تھا۔ وہ اس اسلام کا کیوں نہ مذاق اڑاتا جو اس کی خواہشات کے خلاف احکامات جاری کرتا ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۰

"اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان کے حدیثوں پر عمل کرنا چاہیئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے۔ کہ آسمان سے اسکی نسبت آواز آئے گی کہ ھذا خلیفہ اللہ مھدی، اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایا اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے۔ جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔"

حدیث دانی تو اہل الحدیث کا کام ہے مرزا جیسے جاہل کا حدیث کیساتھ کیا تعلق؟ یہ حدیث بخاری شریف تو درکنار کتب ستہ یا اس کے علاوہ کسی معتبر کتاب میں بسند صحیح ثابت کردیں تو مان لیں گے کہ مرزا کبھی سچ بھی بولا تھا ورنہ سمجھیں گے۔ کہ مرزا قادیانی، مجموعۃ الکذب ہے اور حیلے بازی میں شیطان لعین کا باپ دکھائی دیتا ہے۔ تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃ۔

قارئین کی دلچسپی کیلئے بتاتا چلوں کہ جھوٹ کی خود مرزا قادیانی کے نزدیک کیا اہمیت ہے؟ مرزا قادیانی جھوٹ بولنے والوں کے متعلق کہتا ہے:

(۱) "وہ کنجر جو ولدالزنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں" (شحنۂ حق:۲/ ۱۶۰ مرزا قادیانی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲)"جھوٹ بولنا اور گھوں (انسانی فضلہ یا کسی جانور کا فضلہ) کھانا ایک برابر ہے۔(حقیقۃ الوحی ص:۲۰۶ مرزا قادانی)

(۳) "جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں" (حاشیہ اربعین ص:۲۴ انمبر ۳)

(۴) جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جاتے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔(چشمہ معرفت ص:۲۲۲ مرزا قادیانی)

(۵) "جھوٹ ام الخبائث ہے۔" (اشتہار مرزا تبلیغ رسالت۔ جلد ۷ ص:۲۸)

(۶) "جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں۔"(تمہ حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ ص:۴۵۹)

(۷) "جھوٹ کے مردار کو کسی طرح نہ چھوڑنا یہ کتوں کا طریق ہے نہ انسانوں کا۔"(انجام آتھم روحانی خزائن جلد۔ ۱۱ ص:۴۳)

(۸) "ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ ہی ایک بات تراشتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ یہ خدا کی وحی ہے جو مجھ کو ہوتی ہے ایسا بدذات انسان تو کتوں اور سوروں اور بندروں سے بدتر ہوتا ہے۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ روحانی خزائن: جلد ۲۱ ص: ۲۹)

یہ تھے مرزا قادیانی کے اقوال اس پر میں کچھ تبصرہ نہیں کرنا چاہتا۔سابقہ دس اقوال کو سامنے رکھ کر اس کی شخصیت کا تجزیہ کریں امید ہے انشاءاللہ الرحمن سمجھ آجائے گا کہ کیا مرزا بھی نبی ہے؟

قارئین کرام ! سابقہ صفحات میں مرزا قادیانی کے حوالہ سے جتنے بھی حوالہ جات قلمبند کئے گئے ہیں ان کی حیثیت مرزائیوں کے نزدیک بالکل صحیح ہے کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں کہ اس کے رجال میں کوئی نقص یا کلام پایا جاتا ہو۔

رب العالمین کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ ہمیں اس قبیح فتنہ سے بچائے اور جو لوگ اس مذہب باطل کے دام فریب میں پھنسے ہوئے ہیں ان کو صراط مستقیم دکھائے۔آمین یارب العالمین

کتابیات:

قرآن مجید۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ صحیح ابن خزیمہ۔ زاد المعاد فی ھدی خیر العباد۔ منہاج السنہ۔ الحکم لغیر اللہ ماانزل اللہ ۔ تلبیس ابلیس۔ حیات امام البانی۔ تحریک ختم نبوت۔ اولین فتویٰ تکفیر۔ فتویٰ علماء لدھیانہ۔ رسائل مولانا ثناء اللہ امرتسری ۔ شہر سدوم۔ ثبوت حاضر ہیں۔ مرزائیت اور اسلام۔ جھوٹے نبی۔ ہندوستان کا نبی۔ آپ بیتی۔ سفر نامہ۔ سیرت المہدی۔ روحانی خزائن۔ سیرت نصرت جہاں بیگم۔ تذکرہ۔لاہوری جماعت۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو حمزہ پروفسر سعید مجتبیٰ السعیدی، فاضل مدینہ یونیورسٹی

محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کیلئے مرزا غلام احمد قادیانی کی رغبت، سعیٔ پیہم، پیش گوئی اور ناکامی کی داستانِ عبرت

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

ہوشیار پور (پنجاب) میں مرزا صاحب کے رشتہ داروں میں سے ایک صاحب مسمّٰی احمد بیگ رہتے تھے۔ وہ مرزا صاحب کے چچیرے بہنوئی تھے اور اس کے علاوہ بھی ان کی مرزا صاحب کے ساتھ تعلق داری تھی۔ ان کی ایک دختر محمدی بیگم تھی، جس کے بچپن سے جوانی تک کا پورا نشیب و فراز مرزا صاحب کے سامنے تھا۔ اس کے اُبھرتے ہوئے خدوخال کو دیکھتے ہوئے مرزا صاحب نے کئی مرتبہ اپنی شادی کے الہامات شائع کئے جن میں صراحت کے ساتھ اگرچہ کسی کا نام نہیں لیا گیا تھا لیکن بعد میں انہوں نے خود یہ وضاحت کردی کہ ان الہامات میں محمدی بیگم سے نکاح کی جانب اشارہ تھا۔

یہ مرزا صاحب کی بدقسمتی تھی یا خوش قسمتی کہ محمدی بیگم نے جب حدودِ بلوغت میں قدم رکھے تو تحریکِ نکاح کے اسباب بھی فراہم ہوگئے۔

ہوا یوں کہ احمد بیگ کی ایک بہن مرزا صاحب کے چچازاد بھائی غلام حسین کے ساتھ بیاہی ہوئی تھی۔ غلام حسین ۲۵ سال سے مفقود الخبر تھا اس لئے سرکاری کاغذات میں اس کی جائیداد اس کی بیوی یعنی احمد بیگ کی بہن کے نام درج کی جاچکی تھی۔ احمد بیگ نے اپنی بہن سے کہا کہ تم اپنی جائیداد میرے بیٹے محمد بیگ کو ہبہ کردو۔ بہن راضی ہوگئی اور اس نے ہبہ نامہ لکھ دیا لیکن اس وقت کے رائج انتظامی قانون کی رُو سے یہ ہبہ نامہ مرزا صاحب کی رضامندی اور تصدیق کے بغیر نافذ نہ ہو سکتا تھا اس لئے احمد بیگ نے مرزا صاحب کی طرف رجوع کیا۔ مرزا صاحب تو موقع کی تاک میں تھے ہی۔ آپ نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نہایت ہوشیاری کے ساتھ منزل مقصود کی طرف قدم بڑھایا۔ یعنی احمد بیگ کو یہ کہ کر ٹال دیا کہ پہلے استخارہ کرلیں تب کوئی فیصلہ کریں گے۔ اس کے بعد خاموشی سے احمد بیگ کے رد عمل اور حصولِ زمین کے سلسلہ میں اس کی خواہش و آرزو کا اندازہ کرنے لگے۔

احمد بیگ، مرزا صاحب کے پس پردہ مقاصد سے قطعی بے خبر تھا۔ وہ مرزا صاحب کو بار بار ہبہ نامہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تصدیق کی طرف متوجہ کرتا رہا اور مرزا صاحب حسب دستور استخارہ پر ٹالتے رہے۔

جب انہوں نے احمد بیگ کے مسلسل اصرار سے اندازہ کر لیا کہ وہ بہر صورت جائیداد حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے ایک خط لکھا اور اسے صیغۂ راز میں رکھنے کی سخت تاکید کی۔ اس خط کے مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ مرزا صاحب نے خدائی الہام کے حوالے سے برکت کے وعدوں اور آسمانی عذاب کی دھمکیوں کے درمیان احمد بیگ کو یہ اطلاع دی کہ اگر تم محمدی بیگم کا نکاح میرے ساتھ کر دو تو ہبہ نامہ پر دستخط کر دوں گا ورنہ کوئی سلوک و مروت نہیں کی جائے گی۔

احمد بیگ، شریف اور غیرت مند آدمی تھا ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس پر کیا گزری ہو گی؟ اس نے اپنے سالوں یعنی مرزا صاحب کے چچیرے بھائیوں نظام الدین وغیرہ سے اس شرمناک سودے بازی کا ماجرا کہہ سنایا۔ لوگ بھڑک اٹھے اور نظام الدین نے مرزا صاحب کا یہ پوشیدہ خط شائع کر کے انہیں بیچ چوراہے ننگا کر دیا لیکن مرزا صاحب اور خاموشی ۔۔۔۔۔۔

مرزا صاحب نے جو خط لکھا وہ ان کے بقول چونکہ پیش گوئی پر مبنی تھا۔ اس لئے وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

”خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک سے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ اگر آپ اپنی دختر کلاں کا رشتہ میرے ساتھ منظور کریں تو وہ تمام نحوستیں آپ کی دور کر دے گا۔ اگر یہ رشتہ وقوع میں نہ آیا تو آپ کیلئے دوسری جگہ رشتہ کرنا ہرگز مبارک نہ ہو گا اور اس کا انجام درد اور تکلیف اور موت ہو گی۔ یہ دونوں طرف برکت اور موت کی ایسی ہیں کہ جن کو آزمانے کے بعد میرا صدق یا کذب معلوم ہو سکتا ہے“۔ (آئینہ کمالات مرزا ص ۲۷۹۔ ۲۸۰، اخبار نور افشاں ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء)

مرزا صاحب کے خلاف تہذیب مطالبہ اور دھمکی آمیز خط سے بجائے اس کے کہ احمد بیگ وغیرہ ڈرتے انہوں نے اسے مشتہر کر دیا۔ جبکہ مرزا صاحب کی خواہش تھی کہ اسے مخفی رکھا جائے۔

ان کی اس کاروائی سے مرزا صاحب کو اور بھی غصہ آیا اور انہوں نے کھلے بندوں مندرجہ ذیل ایک اشتہار دیا:

” اخبار نور افشاں ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء میں جو خط اس راقم کا چھپایا گیا ہے وہ ربانی اشارہ سے لکھا گیا تھا۔ ایک مدت سے قریبی رشتہ دار مکتوب الیہ کے نشانِ آسمانی کے طالب تھے اور طریقۂ اسلام سے انحراف رکھتے تھے۔ یہ لوگ مجھ کو میرے دعویٰ الہام میں مکار اور دروغ گو جانتے تھے اور مجھ سے کوئی نشانی آسمانی مانگتے تھے۔ کئی دفعہ ان کے لئے دعا کی گئی۔ دعا قبول ہو کر خدا نے یہ تقریب پیدا کی کہ والد اس دختر کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ضروری کام کے لئے ہماری طرف ملتجی ہوا۔ قریب تھا کہ اس کی درخواست پر دستخط کر دیتے لیکن خیال آیا کہ استخارہ کر لینا چاہیے۔ سو یہی جواب مکتوب الیہ کو دیا گیا۔ پھر استخارہ کیا گیا۔ وہ استخارہ کیا تھا گویا نشانِ آسمانی کی درخواست کا وقت آ پہنچا۔ اس قادر حکیم نے مجھ سے فرمایا کہ اس کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کے لیئے سلسلہ جنبانی کرو اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط پر کیا جائے گا۔ اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت برا ہو گا۔ جس دوسرے شخص سے بیاہی جائی گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا۔ خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کو ہر ایک مانع سے دور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔ عربی الہام اس بارے میں یہ ہے " کذبوا بآیاتنا وکانوا بھا یستھزؤن۔ سیکفیکھم اللہ ۔ ویردھا الیک لاتبدیل لکمات اللہ ۔ ان ربک فعال لما یرید" یعنی انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور وہ اس کے ساتھ استہزاء کرتے تھے سو خدا تعالیٰ ان کی تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مدد گار ہو گا۔ اور انجام کار اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو چاہے وہی ہو جاتا ہے۔ بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کو ہمارے پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محکم امتحان نہیں۔" (اشتہار مرزا ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء منقول از آئینہ کمالات مصنف مرزا غلام قادیانی صفحہ ۲۸۱۔۲۸۸ ملخصاً)

اسی سلسلے میں مرزا صاحب نے ایک اور اشتہار شائع کیا:

"خدا تعالیٰ ہمارے کنبے اور قوم سے تمام لوگوں پر جو اس پیش گوئی کے مزاحم ہونا چاہیں گے اپنے قہری نشان نازل کرے گا اور ان سے لڑے گا اور ان کو انواع واقسام کے عذابوں میں مبتلا کرے گا۔ ان میں سے ایک بھی ایسا نہ ہو گا جو اس عقوبت سے خالی ہے۔ ایک عرصہ سے یہ لوگ مجھے میرے الہامی دعاوی میں مکار اور دکاندار خیال کرتے ہیں پس خدا تعالیٰ نے انہیں کی بھلائی کے لئے انہی کی درخواست سے الہامی پیش گوئی کو ظاہر فرمایا تا وہ سمجھیں کہ وہ (خدا) درحقیقت موجود ہے، یہ رشتہ جس کی درخواست کی گئی محض بطور نشان کے ہے تا خدا تعالیٰ اس کنبہ کے منکرین کو عجوبۂ قدرت دکھادے۔" (اشتہار ۱۵ جولائی ۱۸۸۸ء مندرجہ " تبلیغ رسالت " ج ۱ ص ۱۱۸۔۱۱۹)

محمدی بیگم سے آسمان پر نکاح ہوا

اس اشتہار کے بعد بھی مرزا صاحب ان پیش گوئیوں کو اپنی تحریرات میں بکثرت مرّات دہراتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے یہاں تک کہ دسمبر ۱۸۹۱ء میں یہ دعویٰ کر دیا کہ " اللہ تعالیٰ نے محمدی بیگم کے ساتھ میرا نکاح خود پڑھادیا ہے"۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"خدا کی قسم یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے نہیں روک سکتے۔ ہم نے (یعنی خدا نے) خود اس سے (اے مرزا) تیرا نکاح پڑھادیا ہے، میرے باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔" (فیصلۂ آسمانی ص ۴۰)

آسمان پر نکاح پڑھائے جانے کا اعتراف مرزا صاحب نے بعد کی تحریروں میں بھی کیا ہے۔ چنانچہ ۱۹۰۷ء میں بابو الٰہی بخش کے اعتراضات پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

" یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھایا گیا ہے۔ یہ درست ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۲)

محمدی بیگم سے نکاح کے سلسلہ میں مرزا صاحب کی سعی پیہم کے باوجود ناکامی

لیکن احمد بیگ اور اس کے اقرباء چونکہ مرزا صاحب کے ان روحانی ہتھکنڈوں کو سراپا عیاری سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے ان دھمکیوں کو پرکاہ کے برابر بھی وقعت نہ دی اور کچھ دنوں بعد محمدی بیگم کی نسبت پٹی ضلع لاہور کے رہنے والے ایک نوجوان سلطان محمد سے کر دی۔ مرزا صاحب کے لیئے یہ خبر برقِ سوزاں سے کم نہ تھی۔ انہوں نے اس نسبت کو تڑوانے اور محمدی بیگم کو حاصل کرنے کی بڑی بڑی تدبیریں کیں۔ سلطان محمد کو دھمکی اور لالچ سے اس رشتہ سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ احمد بیگ کو لمبے لمبے خطوط لکھے۔ خدا اور رسول کے واسطے دیئے۔ طرح طرح سے نشیب و فراز سمجھائے۔ بے پایاں دولت کا لالچ دیا۔ احمد بیگ کے جن اقرباء کے ہاتھوں میں اس نکاح کی کلید تھی ان کو بھی رقم دے دے کر ہموار کرنا اور آلہ کار بنانا چاہا۔ اپنی بہو سے اپنی سمدھن کے نام خط لکھوایا کہ تم اپنے بھائی احمد بیگ پر دباؤ ڈالو ورنہ مرزا صاحب اپنے لڑکے سے مجھے طلاق دلوادیں گے۔ پھر خود مرزا صاحب نے سمدھن کے نام خط لکھا جس میں نشیب و فراز سمجھانے اور مال و دولت کا لالچ دینے کے ساتھ یہ دھمکی بھی دی کہ اگر تم احمد بیگ پر دباؤ نہ ڈالو گی تو تمہاری لڑکی کو یقیناً طلاق دلوادوں گا۔ غرض مرزا صاحب نے:

ع کیا کیا نہ کیا عشق میں، کیا کیا نہ کریں گے

لیکن ان کی ایک نہ چلی اور ۷ اگست ۱۸۹۲ء کو بڑے کرّوفر کے ساتھ مرزا صاحب کی آسمانی منکوحہ کو سلطان محمد بیاہ لے گیا اور بے چارے مرزا صاحب بعد حسرت و یاس اپنا سا منہ لے کر رہ گئے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ع بسا حسرتا کہ خاک شدہ

اب ایک بار پھر مرزا صاحب کی پیش گوئی پر نظر ڈال لیں:

اس میں مذکور تھا کہ:

(1) محمدی بیگم سے نکاح کرنے والا روز نکاح سے اڑھائی سال کے اندر اندر

(2) اور اس (محمدی بیگم) کا والد تین سال کے اندر اندر فوت ہو جائے گا

(3) اور بالآخر وہ (محمدی بیگم) مرزا صاحب کے نکاح میں آئی گی۔

اب ہوا یہ کہ:

محمدی بیگم کے نکاح کے صرف چھ ماہ بعد اس کے والد احمد بیگ کا ۳۰ دسمبر ۱۸۹۲ء کو انتقال ہو گیا، حالانکہ مرزا صاحب کے پیش گوئی کے مطابق پہلے محمدی بیگم کے شوہر کا انتقال ہونا تھا۔ مرزا صاحب کی پیش گوئی کے مطابق محمدی بیگم سے نکاح کرنے والے سلطان محمد ۱۲ کو اگست ۱۸۹۴ء کے بعد دنیا میں زندہ رہنے کی اجازت نہ تھی مگر وہ اللہ کے فضل سے ۱۹۳۰ء تک بقید حیات تھے۔

محمدی بیگم

محمدی بیگم سے نکاح کے بارے میں مرزا صاحب آخر دم تک پر امید رہے۔ چنانچہ ۶ اکتوبر ۱۸۹۴ء کے اشتہار میں لکھا کہ:

''نفس پیش گوئی یعنی اس عورت (محمدی بیگم) کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔ کیونکہ اس کے لئے الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے ''لَا تَبدِیلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ'' یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی۔ پس اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے۔ اس نے فرمایا کہ میں اس عورت کو نکاح کے بعد واپس لاؤں گا اور تجھے (اے مرزا) دوں گا اور میری تقدیر کبھی نہیں بدلے گی اور میرے آگے کوئی بات انہونی نہیں اور میں سب روکوں (رکاوٹوں) کو اٹھا دوں گا جو اس کے نفاذ سے مانع ہوں۔'' (تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۱۵)

اس کے بعد ۱۸۹۷ء میں ارشاد فرمایا:

''میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ یہ کام (محمدی بیگم سے نکاح) ہو گیا، یہ کام ابھی باقی ہے اور یہ تقدیر مبرم ہے اس کا وقت آئے گا۔ قسم خدا کی جس نے حضرت محمد ﷺ کو بھیجا ہے یہ بالکل سچ ہے۔ تم دیکھ لوگے اور میں اس خبر کو اپنے جھوٹے اور سچے ہونا کا معیار بناتا ہوں۔ اور میں نے جو کہا ہے یہ خدا سے خبر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پا کر کہا ہے۔" (انجام آتھم ص ۲۲۳)

پھر ۱۹۰۱ء میں عدالت میں ایک حلفیہ بیان دیتے ہوئے کہا:

"احمد بیگ کی دختر کی نسبت جو پیش گوئی ہے وہ اشتہار میں درج ہے اور ایک مشہور امر ہے۔ وہ عورت میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا، جیسا کہ پیش گوئی میں درج ہے۔ یہ عورت اب تک زندہ ہے میرے نکاح میں ضرور آئے گی۔ امید کیسی؟ یقین کامل ہے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں۔ ٹلتی نہیں۔ ہو کر رہیں گی۔" (الحکم: قادیان ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء ص ۱۴ کالم ۳)

اس کے بعد ۱۹۰۵ء میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مرزا صاحب نے لکھا:

"الہام الٰہی کے یہ لفظ ہیں: سیکفیکھم اللہ ویردھا الیک یعنی خدا تیرے ان مخالفوں کا مقابلہ کرے گا اور اس (محمدی بیگم) کو تیری طرف لائے گا۔۔۔۔۔۔ وعدہ یہ ہے کہ پھر وہ نکاح کے تعلق سے واپس آئی گی، سوایسا ہی ہوگا۔" (الحکم قادیان ۳۰ جون ۱۹۰۵ء ص ۲ کالم ۳)

خلاصہ یہ کہ مرزا صاحب نے اپنی آسمانی منکوحہ کو سلطان محمد کے چنگل سے چھڑانے کے لئے بہت کچھ اگاڑی، پچھاڑی تڑائی بلکہ فرطِ جلال میں یہاں تک لکھ مارا کہ:

"چاہیئے تھا کہ ہمارے ناداں مخالف اس پیش گوئی کے انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی اپنی بد گوہری ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے۔ ان بے وقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳)

اس سلسلے میں مسلسل ناکامیوں کے پیش نظر اپنی خفت کو چھپانے کے لئے مرزا صاحب نے بہت سی بے ہودہ اور مجنونانہ حرکتیں بھی کیں۔ انہوں نے اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے دی اور اس کے بطن سے پیدا ہونے والے بڑے لڑکے ڈپٹی سلطان احمد کو عاق کر دیا اور دوسرے لڑکے فضل احمد سے اس کی بیوی کو جو کہ احمد بیگ کی رشتہ دار تھی طلاق دلوادی یا طلاق دینے پر حتی الامکان مجبور کیا اور پھر فضل احمد کو بھی عاق کر دیا۔ (سیرت المہدی ص ۲۲۔۲۳)

چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے تمام تر دعوؤں اور پیش گوئیوں میں جھوٹے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی مشیت سے اس کی ایک بھی پیش گوئی پوری نہ ہونے دے کر اس کے کاذب ہونے کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ دے دیا۔

مرزا صاحب تو ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو محمدی بیگم سے نکاح کی آرزو دل میں بسائے آنجہانی ہو گئے۔ جبکہ سلطان محمد اور ان کے بیگم (محمدی بیگم) نے طویل عرصے تک زندگی پائی۔

چنانچہ سلطان محمد نے مولانا سید محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ کے نام ایک خط لکھ کر اپنے حالات وخوش حالی سے آگاہ کیا اور قادیانیت سے بے زاری ہی نہیں بلکہ اس کے جھوٹے ہونے کی بھی تحریر دی۔ ان کا یہ خط اخبار اہل حدیث امرتسر کے شمارہ مجریہ ۱۴ نومبر ۱۹۳۰ء میں شائع ہوا اور محترمہ محمدی بیگم، مرزا صاحب کے آں جہانی ہونے کے بعد اٹھاون برس سے زائد عرصے تک زندہ رہیں اور نوے برس سے زائد عمر پا کر ۱۹ نومبر ۱۹۶۶ بروز ہفتہ لاہور میں انتقال کیا۔ اور اپنے پیچھے بیٹوں، بیٹیوں، پوتے، پوتیوں، اور نواسے نواسیوں کی ایک کثیر تعداد چھوڑی۔

محترمہ محمدی بیگم کے ایمان کی پختگی کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے وفات کے وقت آخری وصیت یہ کی تھی کہ کوئی مرزائی میرے جنازے میں نہ آئے۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۷ اپریل ۱۹۶۷ء) (مأخوذ از: محمدی پاکٹ بک، مولانا محمد عبداللہ معمار رحمہ اللہ، وقادیانیت، مولانا صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ)

مرزا صاحب کی اس داستان کو ملاحظہ کرنے کی بعد قارئین کی ضیافت طبع کے لئے مرزا صاحب کی تحریر ہی سے مرزا صاحب کا کذب واضح کیا جاتا ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر کوئی محکم امتحان نہیں ہو سکتا"۔

(تبلیغ رسالت ج ا ص ۱۱۸- آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸)

نیز مرزا صاحب رقم طراز ہیں:

"کسی انسان کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا تمام رسوائیوں سے بڑھ کر ہے"۔

(نزول مسیح، ص ۱۸۶)

اب مرزائیوں کے لئے یہ کہنے کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ مرزا جی!

ع بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ مطیع کو بشارت پہنچاتے،
عاصی کو ڈر سناتے، بے خبروں کو پناہ دیتے،
جملہ کاروبار کو اللہ پر چھوڑ دینے والے، نہ درشت خو،
نہ سخت گو، چیخ کر نہ بولتے، بدی کا بدلہ ویسا نہ لیتے،
معافی مانگنے والے کو معاف فرمایا کرتے، گنہگار کو بخش دیتے،
ان کا کام کجی ہائے مذاہب کو درست کر دینا ہے، ان کی تعلیم
اندھوں کو آنکھیں، بہروں کو کان دیتی، غافل دلوں کے پردے
اٹھا دیتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ ہر ایک خوبی سے آراستہ، جملہ اخلاقِ فاضلہ
سے متصف، سکینہ ان کا لباس، نکوئی ان کا شعار، تقویٰ ان کا ضمیر، حکمت ان کا
کلام، عدل ان کی سیرت ہے۔ ان کی شریعت سراپا راستی، ان کی ملت
اسلام، ہدایت ان کی رہنما ہے۔ وہ ضلالت کو اٹھا
دینے والے، گمناموں کو رفعت بخشنے والے،
مجہولوں کو نامور کر دینے والے، قلت کو
کثرت اور تنگ دستی کو غنا سے بدل
دینے والے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قادیانیت

تاریخ، تحقیق اور تنقید کے آئینے میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد یاسین شاد، عبدالرحمان اسلامک لائبریری گلشن فیض ملتان

تفصیل عدالتی فیصلہ مقدمۂ مرزائیہ بہاولپور

۱۹۷۴ء کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کی (پارلیمنٹ) قومی اسمبلی نے کثرتِ رائے کے ساتھ قادیانی۔ مرزائی (بزعم خود احمدی) لاہوری گروپوں پر مشتمل مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تھا۔

اپریل ۱۹۸۴ء کو (صدر جنرل محمد ضیاء الحق) نے دفعہ ۲۹۸۔ ب کے ذریعے قادیانی لاہوری گروپ کو زبانی یا تحریری طور پر مرزا غلام احمد کے جانشینوں کو امیر المومنین یا صحابہ کہنے یا اُن کے اہل خانہ کو ام المومنین یا اُن کے افراد کو اہل بیت کے نام سے موسوم کرنے یا اپنی عبادت گاہ کو مسجد کا نام دینے اور اس میں اذان دینے سے قانوناً روک دیا گیا ہے۔ خلاف ورزی کرنے والے کیلئے تین سال قید اور جرمانے کی سزا مقرر کی گئی ہے۔ یہ سزا اس شخص کو بھی دی جائے گی جو بلا واسطہ یا بالواسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کو اسلام کا نام دے کر تبلیغ و تشہیر کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کرے۔ (منقول علمی جائزہ صفحہ ۲) قانون کے مطابق ختم نبوت کے منکرین مسلمانوں کی اصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے۔ ۱۹۸۴ء کے مندرجہ بالا صدارتی آرڈیننس کو اب بھی موجودہ دستور میں آٹھویں ترمیم کے ذریعے مکمل آئینی تحفظ حاصل ہے۔

قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جانا عدالتی فیصلہ مقدمہ بہاولپور ۱۹۳۴ء کے مطابق آغاز ہوا۔ اس اولین فیصلے کی جو قادیانیوں کے خلاف ہوا مختصر روئداد قارئین "ماہنامہ دعوت اہلحدیث" حیدر آباد سندھ کی خصوصی اشاعت میں پیش کی جا رہی ہے۔ قبل ازیں یہ مقدمہ کتاب بیانات ربانی برارتدادِ فرقہ قادیانی۔ حافظ خالد لطیف حقانی بہاولپوری، تحفہ قادیانیت مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مقدمہ مرزائیہ بہاولپور تین جلد طبع لاہور، حیات الشیخ محدث جلال پوری میں موجود ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت نے "احتساب قادیانیت" کے نام سے ۲۰ جلدوں پر مشتمل سلسلۂ کتب شائع کیا ہے جس میں دیگر علماء امتِ محمدیہ کی دفاع ختم نبوت و استیصال مرزائیت کی قدیمی مطبوعہ کتب کی اشاعت جدید کی ہے۔ اُس میں علماء اہلحدیث پاک و ہند کی تصانیف "مولانا حبیب اللہ امرتسری، قاضی محمد سلیمان منصور پوری، شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری تعداد ۳۴، مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی تعداد ۱۱ بھی شامل ہیں۔ مجلس کے منتظمین دیوبندی، حنفی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان اعلیٰ خدمات کے باوجود متعدد بار کا عملی تجربہ ہے کہ درج بالا علماء اہلحدیث کو "غیر مقلد" کے القابات سے ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نواز کر تسکین قلبی فرماتے رہتے ہیں۔ بلکہ فیصل آباد میں سکنہ خالصہ کالج کے نزدیک باقیاتِ علمائے لدھیانہ اپنی تصانیف میں بُغض درونی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خدمات دفاع ختم نبوت سے متعلق علمائے اہل حدیث کا انکار کرتے ہیں۔ مزید خدماتِ علماء اہلحدیث کی تفصیل کیلئے ملاحظہ ہوں ''تحریک ختم نبوت'' مرتبہ ڈاکٹر بہاؤالدین مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور پاکستان و مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند۔ چھ جلدیں۔

القرآن:

قرآن مجید میں ہے: ''(لوگو) محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔'' سورہ الاحزاب: ۴۰)

یعنی نبوت آپ ﷺ پر ختم ہو گئی لہٰذا اللہ کے رسول ہونے کی حیثیت سے آپ ﷺ پر یہ فرض عائد ہوتا تھا کہ جس حلال چیز کو تم لوگوں نے حرام کر رکھا ہے اس کی حِلت کے بارے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہنے دیں کیونکہ آپ ﷺ کے بعد کوئی پیغمبر آنے والا نہیں ہے۔ (ترجمہ و مفہوم۔ ''الکتاب'' ترتیب و تہذیب ڈاکٹر محمد عثمان بن مولانا ضیاء الرحمان عمرپوری امام مرکزی مسجد اہلحدیث کلکتہ ہند طبع لاہور سال اشاعت ۲۰۰۵ء صفحہ ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۱۱)

فرمان رسول ﷺ:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ. (حدیث ۲۲۷۲ جامع ترمذی تحفۃ الاحوذی کتاب الرؤیا، مسند احمد ص: ۲۶۷ جلد ۳۔)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم النبیین محمد ﷺ نے فرمایا رسالت اور نبوت کا سلسلہ منقطع (ختم) ہو چکا ہے میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔

تفصیلات مقدمہ بہاولپور:

مولانا الٰہی بخش (فاضل دیوبند) سکنہ کوٹلہ مغلاں تحصیل جام پور سابقہ ضلع ڈیرہ غازی خاں موجودہ ضلع راجن پور تکمیل تعلیم کے بعد تدریس کیلئے ''مدرسہ عربیہ بستی مہمند علاقہ چنی گوٹھ تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور حدود ریاست بہاولپور'' میں ذمہ داریاں سنبھالی، اپنی دُختر مسماۃ غلام عائشہ کا نکاح چھوٹی عمر میں اپنے رشتے دار مسمی عبدالرزاق ولد مولوی جان محمد سکنہ موضع جنگل واہ لودھراں علاقہ ضلع ملتان سے کر دیا۔ مولانا الٰہی بخش صاحب کی دُختر کی بلوغتِ عمر سے قبل ہی مذکورہ عبدالرزاق نے قبل از وقت رُخصتی کا مطالبہ بڑی شدت اور زور و شور کے ساتھ شروع کر دیا۔ یہ آدمی اس وقت محکمہ انہار سب ڈویژن میلسی علاقہ ملتان اب ضلع وہاڑی میں ملازم تھا اور خفیہ طور پر قادیانی بن چکا تھا اور چاہتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا کہ تبدیلی نظریہ اِرتداد مرزائیت کے طشت از بام ہونے سے قبل ہی رخصتی عمل میں آجائے۔ مسماۃ غلام عائشہ کے والد محترم کو کسی طرح معلوم ہو چکا تھا کہ مذکورہ شخص مرزائی ہو گیا ہے، اپنی بیٹی کی رخصتی سے انکار کر دیا کہ ناکح کے ارتداد کی وجہ سے نکاح ختم ہو چکا ہے۔

مولانا الٰہی بخش (رحمۃ اللہ علیہ) نے بہاولپور کی ایک عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کر دیا مگر رائج الوقت قانون کی کمزوریوں کی وجہ سے یہ مقدمہ خارج ہو گیا۔ اپیل دائر ہوئی تو وہاں بھی مقدمہ خارج ہوا پھر بہاولپور کی عدالت عالیہ میں اپیل دائر کی گئی۔ عجب معاملہ! وہاں سے بھی اخراج مقدمہ کی صورت دیکھنی پڑی۔ آخر نہایت ہی مایوسی کی حالت میں ایک آخری کوشش کی کہ ایک درخواست بنام نواب محمد صادق عباسی (والی ریاست) کو لکھی جس کے مضمون کا خلاصہ درج ذیل ہے:

"میں ایک مسلمان عالم ہوں، اپنی چھوٹی بچی کا نکاح اپنے رشتہ دار عبدالرزاق سے کر دیا تھا۔ ابھی میری بچی چھوٹی تھی کہ عبدالرزاق قادیانی مرزائی بن گیا۔ شریعتِ اسلامیہ میں یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر نبوت ختم ہے، جو شخص آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے یا ایسے مدعی نبوت کو مانے وہ مسیلمہ کذاب کی طرح ہے۔ میں نے جناب کی ریاست کی عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹائے ہیں لیکن تمام عدالتوں نے میری بات پر کان نہیں دھرا اور میری بیٹی کے دعویٰ تنسیخ نکاح کو خارج کر دیا ہے۔ مجھے اس دنیا میں آپ ہی آخری سہارا نظر آئے ہیں اسلئے آپ سے درخواست گذار ہوں کہ اس مسئلہ کو حل فرمائیں اور میری بچی کو اس کافر کے شر سے بچائیں۔" (سوانح مولانا سلطان محمود محدث جلال پوری صفحہ: ۱۰۵- ۱۰۶)

یہ عرضی مولانا نے نواب صاحب کو اپنے محل سے سوار کار نکلتے ہوئے پیش کی۔ نواب صاحب نے درخواست خود لے کر پڑھی۔ اس پر تحریر کیا کہ "عرض گذار کا مقدمہ شرعی اسلامی عدالت کے مطابق سنا جائے اور شریعت کے مطابق اس کا فیصلہ کیا جائے۔ میرا یہ خصوصی حکم ہے کسی بھی عدالت کو اس کی خلاف ورزی کی اجازت نہیں ہے۔" درخواست واپس مولانا کو دے دی کہ عدالت عالیہ میں چلے جائیں اور بڑے جج کے کمرہ عدالت میں اس کی میز پر رکھ دیں اگر وہ درخواست پر غور نہ کرے تو پھر میرے پاس آجانا۔

عدالت عالیہ نے اس اہم "مقدمہ مرزائیہ بہاولپور" کی سماعت شروع کی یہ روئیداد ۱۹۲۶ء سے لیکر ۱۹۳۵ء تک جاری رہی۔ اس میں دونوں طرف سے فریقین مسلمان اور قادیانی علماء دلائل کے ساتھ پیش ہوتے رہے۔ علامہ غلام محمد گھوٹوی شیخ الحدیث جامعہ عباسیہ بہاولپور، علامہ محمد حسین لوکوتارڑوی گوجرانوالہ داماد ابوسعید مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی، مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری مراد آباد، مولانا سید انور شاہ کشمیری، مولانا نجم الدین پروفیسر اور نٹیل کالج لاہور۔ ان علماء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذی وقار نے مدعی مقدمہ مرزائیہ بہاولپور مولانا الٰہی بخش کی حمایت میں دفاع عدالت عالیہ بہاولپور تشریف لا کر گیا۔

اس عظیم مقدمہ کیلئے مواد جمع کر کے فراہمی کا فریضہ مولانا حبیب اللہ امرتسری کلرک محکمہ انہار جو کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری کے بھانجے تھے اور مولانا عبداللہ معمار امرتسری مؤلف (محمدیہ پاکٹ بک بجواب احمدیہ پاکٹ بک طبع شدہ المکتبۃ السلفیہ لاہور) نے احسن طریقے سے ادا کیا۔ یہ دونوں اصحابِ علم و فضل مولانا ابولوفاء ثناء اللہ امرتسری کے تربیت یافتہ تھے۔

شیخ الحدیث جامعہ عباسیہ بہاولپور علامہ غلام محمد گھوٹوی نے اپنے بیان عدالتی میں مؤرخہ ۱۸ جنوری ۱۹۲۸ء بمطابق ۲۴ رجب ۱۳۴۶ھ کو متعدد دلائل کا تذکرہ فرمایا۔ (صفحہ: ۱۳۳ فیصلہ بہاولپور جلد اول) میں یہ بھی ذکر ہے کہ ’’مولوی ثناء اللہ امرتسری ایک مستند اہلحدیث عالم ہے کا فتویٰ ہے کہ مرد کے مرتد ہونے سے اس کا نکاح شرعاً فسخ ہو جاتا ہے‘‘

دوران دلائل علماء نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف درج ذیل کے اقتباسات دیئے: انجام آتھم، ازالۃ الاوہام۔ حقیقت الوحی، ضمیمہ حقیقت النبوۃ، اربعین، براہین احمدیہ حصہ پنجم، دفاع البلاء ،اعجاز احمدی، تریاق القلوب، انوار الخلافت، لوح ھدی، حمامتہ البشریٰ، توضیح المرام، کشتی نوح، ست بچن، چشمہ معرفت، تحفہ گولڑویہ، خطبہ الہامیہ، آئینہ کمالات، البریہ، البشریٰ جلد اول۔ مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد اول۔

قادیانی نظریات کی ترجمانی (مدعا علیہ) کی طرف سے عدالت میں جلال الدین شمس، بیرسٹر چودھری نصر اللہ خان قادیانی برادر صغیر سر ظفر اللہ خان قادیانی سابق وزیر خارجہ پاکستان نے کی۔ (تحدیث نعمت از محمد ظفر اللہ خان صفحہ: ۱۹۶)

اس مقدمہ کی سماعت کے دوران والی ریاست بہاولپور نواب صاحب پر گورنمنٹ برطانیہ کا بہت زیادہ دباؤ تھا کہ فیصلہ مرزائیوں کے حق میں سنایا جائے، اس پریشر و دباؤ کا تذکرہ نواب صاحب نے خضر حیات ٹوانہ کے والد سر نواب عمر حیات ٹوانہ سے کیا کہ "انگریز گورنمنٹ کا مجھ پر دباؤ ہے کہ ریاست بہاولپور سے اس مقدمہ کو ختم کرا دیں اور مشورہ طلب کیا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ سر عمر حیات ٹوانہ نے کہا کہ ہم انگریز کے وفادار ضرور ہیں، مگر اپنا دین، ایمان اور محبت رسالت مآب ﷺ کا تو ان سے سودا نہیں کیا۔ آپ ڈٹ جائیں اور ان سے کہیں کہ عدالت جو چاہے فیصلہ کرے میں حق و انصاف کے سلسلہ میں اس پر دباؤ ڈالنا نہیں چاہتا۔" (صفحہ: ۳۲ فیصلہ مقدمہ مرزائیہ بہاولپور) (مرحوم و مغفور جناب محمد اکبر خان ڈسٹرکٹ جج بہاولپور نے مؤرخہ ۷ فروری ۱۹۳۵ء بمطابق ۳ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ کو فیصلہ سنایا کہ ’’مرزائی قادیانی احمدی مرتد ہیں دائرہ سلام سے خارج ہیں۔ مرزا کاذب مدعی نبوت ہے کسی بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان عورت کا نکاح کسی احمدی مرزائی سے طے پانے کی کارروائی کو باطل اور حرام قرار دیا۔ لہٰذا اس کے ساتھ مدعیہ کا نکاح تاریخ ارتداد مدعا علیہ سے فسخ ہو چکا ہے۔"

یہ ختم نبوت اور ناموس رسالت ﷺ کا فقید المثال فیصلہ جو سرزمین بہاولپور سے صادر ہوا آج بھی مسلمان اُمت اس پر فخر وانبساط کا اظہار کرتے ہوئے جتنا بھی شکر ادا کرے اتنا ہی کم ہے۔

اس فیصلہ کے بعد مولانا الٰہی بخش صاحب نے اپنی دُختر مسماۃ غلام عائشہ کا نکاح مولانا عبدالحق ہاشمی مکی کے مشورہ سے شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود محدث جلال پوری کے ساتھ ہوا۔ خطبہ نکاح اور ایجاب و قبول مولانا عبدالحق ہاشمی محدث ملتانی تلمیذ رشید محدث دہلی میاں سید نذیر حسین رحمہ اللہ علیہ نے سرانجام دیا۔ اللہ تعالیٰ تمام اصحاب کو جنہوں نے مقدمہ مرزائیہ بہاولپور میں صداقت و حقیقت ختم نبوت کا دفاع کیا جنت المعلیٰ میں اعلیٰ درجہ سے نوازے۔ آمین

کتابیات ماٴخذ مضمون:

۱۔ روئیداد مقدمہ مرزائیہ بہاولپور تین جلد، شائع شدہ اسلامک فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) لاہور

۲۔ حیات، خدمات، آثار مولانا سلطان محمود محدث جلال پوری مؤلف استاذ مولانا محمد رفیق اثری صاحب۔

۳۔ احتساب قادیانیت جلد چہارم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان۔

۴۔ ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان شمارہ فروری ۲۰۰۹ء

۵۔ سہ ماہی الزبیر بہاولپور نمبر ۱۹۹۴ء اردو اکیڈمی بہاولپور

۶۔ مشاہیر بہاولپور از شہاب دہلوی اردو اکیڈمی بہاولپور

۷۔ قادیانی و لاہوری، مرزائی دائرہ اسلام سے خارج کیوں ہیں؟ علمی جائزہ، تحریر مولانا فضل الرحمان بن محمد صاحب، ناشر انجمن اہلحدیث مسجد مبارک لاہور

۸۔ قادیانی کافر کیوں؟ مرتبہ، مولانا ارشاد الحق اثری صاحب ادارہ اثریہ منٹگمری بازار فیصل آباد

۹۔ تحدیث نعمت (آپ بیتی) محمد ظفر اللہ خاں قادیانی

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ (سورۃ ہود: ۸۸)

ترجمہ: اور اللہ ہی نے مجھ کو یہ توفیق دی ہے اُسی پر میں بھروسا کرتا ہوں اور اُسی کی طرف اپنا دل لگاتا ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر پروفیسر حافظ محمد دین قاسمی حفظہ اللہ، فیصل آباد

مقدمہ بہاول پور

اور

جناب غلام احمد پرویز کی دروغ گوئیاں

ذاتی مخالفت وعداوت خواہ کسی سے بھی ہو اگر حدود آشنا نہ رہے تو نہ صرف یہ کہ وہ انسان کے دین و ایمان اور اخلاق و کردار کیلئے فتنہ بن جاتی ہے بلکہ ذنوب و معاصی کی ہر حد کو پھاندنے پر اکسائے رکھتی ہے اور آدمی جھوٹ، بددیانتی، بہتان تراشی، تہمت طرازی، تعصب و جنبہ داری اور حسد و کینہ جیسے اخلاقی رذائل میں اس قدر پختہ اور شدید ہو جاتا ہے کہ عدل و انصاف کا دامن تھامے، جادۂ حق پر قائم رہنا اس کیلئے ناممکن ہو جاتا ہے۔

یہ ذاتی رقابت ودشمنی ضروری نہیں کہ حب مال اور حب جاہ ہی کی بنیاد پر ہو، مادی فوائد اور حسّی لذائذ سے بالاتر، کسی فکری اختلاف اور علمی رقابت کی بنیاد پر بھی ہو سکتی ہے۔ پھر اگر یہ اختلاف ورقابت لِلّٰہِ فی اللہ نہ ہو تو رذائل کی وادی میں مسلسل بھٹکتے رہنا ہی اس کا مقدر بن جاتا ہے اور نفس کو ضلالت و غوایت کا راستہ اس قدر مرغوب ہو جاتا ہے کہ کسی اور راستے پر چل کر اسے اطمینان قلب ہی نہیں ملتا۔ ایسے شخص کی مثال پھر اس کیڑے کی سی ہو جاتی ہے جو غلاظت وعفونت ہی میں رہتا ہے۔ گندگی ہی اس کا اوڑھنا اور بچھونا بن جاتی ہے، سڑاس کی فضا ہی اس کی طبیعی فضا قرار پاتی ہے وہ کیچڑ میں رہتا ہے اور دوستوں پر بھی کیچڑ پھینکتا ہے وہ خود کذب بیانی کرتا ہے اور دوسروں کو جھوٹ کا نشانہ بناتا ہے، الزام تراشی اور بہتان تراشی اسکا شیوہ ہوتا ہے لیکن وہ اسے دوسروں کی روش قرار دیتا ہے دھوکہ دہی اور فریب کاری اس کا اپنا وطیرہ ہوتا ہے لیکن وہ اس کا الزام اپنے مخالفوں پر عائد کرتا ہے، خیانت کار اور بددیانت اگرچہ وہ خود ہوتا ہے مگر اس فعل بد کی نسبت وہ اپنے رقیبوں کی طرف کرتا ہے، اپنے حریفوں کے اقوال میں سے وہ منطق کے زور لگا لگا کر بدترین معانی نکالنے کی کوشش کرتا ہے خواہ صاحب قول کتنی ہی وضاحت کے ساتھ اپنا مدعا بیان کرے مگر وہ یہی اصرار کئے چلا جاتا ہے کہ "نہیں تیرا اصل مدعا وہ نہیں جو تو خود بیان کرتا ہے بلکہ وہ ہے جو میں تیری طرف منسوب کر رہا ہوں" گویا وہ کوئی وکیل استغاثہ ہے جس نے ملزم کو کسی نہ کسی طرح پھانسنے ہی کیلئے اپنے موکل سے فیس لے رکھی ہے اور ستم یہ کہ یہاں موکل کوئی اور نہیں بلکہ خود اس کا اپنا نفس بد ہے جسکی فیس لذت نفس کے سوا کچھ نہیں اور اسکی ساری دلچسپی کا محور صرف یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اپنے مخالفین کو جس طرح بھی ہو جہنم کا مستحق ثابت کر دے۔ خوف خدا سے عاری حکام جب کسی پر بگڑتے ہیں تو اسے قانون اور نظم و ضبط کا دشمن قرار دے کر پکڑتے ہیں، غرض مند بلکہ خود غرض سیاسی لیڈر جب کسی کو نیچا دکھانا چاہتے ہیں تو اسے ملک اور قوم کا دشمن قرار دے کر گرانے کی کوشش کرتے ہیں مگر ایک خاص مزاج کے "قرآنی دانشور" جب کسی پر غضب ناک ہوتے ہیں تو ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اپنے ساتھ خدا اور رسول کو بھی فریق مقدمہ بنائیں اور یہ ثابت کریں کہ "جس شخص سے ہم ناراض ہیں، وہ کمبخت تو دشمن قرآن ہے جو نری گمراہی کا فتنہ اٹھا رہا ہے اس لیے ہم یہ سارے پاپڑ صرف اس لیے بیل رہے ہیں کہ خدا کی کتاب اس کے شر سے محفوظ رہے" یوں وہ اپنے نفس کی ساری برائیاں اور جملہ عیوب اپنے مخالفین کے سر تھوپ دیتا ہے تاکہ کسی کی نگاہ خود اس کے اپنے عیوب کی طرف نہ اٹھ سکے، صرف یہی نہیں کہ وہ اپنے نقائص کا انکار کرتے ہوئے انہیں دوسروں کی طرف منسوب کرتا ہے بلکہ وہ ایک قدم اور آگے بڑھ کر دوسروں کی خوبیوں اور فضائل کو اپنی ذات میں ظاہر کرتا ہے اور ان کارناموں کو بھی وہ اپنی ذات کی طرف منسوب کرتا ہے جو سرے سے اس نے انجام ہی نہیں دیئے ہوتے۔

ٹھیک یہی کیفیت ہے جس میں ہم نے "مفکر قرآن" جناب چوہدری غلام احمد پرویز صاحب کو مدت العمر مبتلا پایا ہے، وہ خود جھوٹ بولا کرتے تھے لیکن الزام اپنے مخالفین پر لگایا کرتے تھے، وہ خود قرآن کے نام پر باطل پرست تھے لیکن باطل پرستی کے اس رویّہ کو اپنے معاندین کی طرف منسوب کیا کرتے تھے، وہ خود بہتان تراش تھے مگر اس کا مرتکب دوسروں کو قرار دیا کرتے تھے، وہ خود تضاد گو تھے مگر اوروں کو ایسا کہا کرتے تھے۔ اس مضمون میں ان کے چند اکاذیب و اباطیل کا تذکرہ ہے ملاحظہ فرمایئے یہ امثلہ:

"مفکر قرآن" جناب پرویز صاحب کی ایک کتاب ہے "ختم نبوت اور تحریک احمدیت" اس کے پانچویں ایڈیشن میں جو جولائی ۱۹۹۸ء میں چھپا، "مصنف کے بارے میں" تعارف پیش کرتے ہوئے یہ کہا گیا ہے کہ ---- "آپ برصغیر کے پہلے قرآنی مفکر تھے جن کے دلائل کے نتیجے میں قادیانیوں کو سرکاری سطح پر کافر قرار دیا گیا"۔ ---- علاوہ ازیں طلوع اسلام میں اس کتاب کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہا گیا ہے کہ:

"۱۹۲۶ء کی بات ہے کہ (سابق ریاست) بہاولپور کی ایک عدالت میں ایک مقدمہ دائر ہوا جس میں فیصلہ طلب سوال یہ تھا کہ ایک مسلمان مرزائیت (احمدیت) کا مسلک اختیار کر لینے سے دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے یا نہیں۔ نو برس تک یہ مقدمہ زیر سماعت رہا اس نے ملک گیر شہرت حاصل کر لی، اکابر علماء نے اس میں حصہ لیا لیکن سلجھنے کی بجائے مسئلہ الجھتا چلا گیا۔ بالآخر ۱۹۳۵ء میں ڈسٹرکٹ جج بہاولنگر محمد اکبر (مرحوم) نے فیصلہ لکھا، اس میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے کہا کہ اتنے طویل عرصہ تک اس مسئلہ پر بحثیں ہوتی رہیں لیکن یہ نکتہ صاف نہ ہوا کہ مقام نبوت کیا ہے اور عقیدۂ ختم نبوت کی اسلام میں اہمیت کیا۔(انہوں نے کہا کہ) اتفاق سے ایک دن دارا لمصنفین اعظم گڑھ کے ماہنامہ "معارف" میں چوہدری غلام احمد پرویز نامی ایک شخص کا ایک مضمون میری نظر سے گذرا جس نے اس سارے مسئلہ کو سلجھا کر رکھ دیا چنانچہ اسکی روشنی میں فیصلہ یہ ہے کہ "احمدیت" اختیار کرنے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ یہ فیصلہ چھپا ہوا موجود ہے اور ہر جگہ دستیاب ہو سکتا ہے۔ پرویز صاحب نے اپنی کتاب "ختم نبوت اور تحریک احمدیت" میں بھی اس کے اقتباسات دیئے ہیں۔ یہاں (ضمناً) اس امر کا تذکرہ بھی ناگزیر ہے کہ ۱۹۷۴ء میں جب "احمدیوں" کو غیر مسلم قرار دیا گیا تو ملک میں ۱۹۳۵ء کے مقدمہ کا بھی بڑا چرچا ہوا اور یہ معلوم کر کے آپ کو حیرت ہو گی کہ ہمارے بڑے بڑے مولوی صاحبان نے اس کا چرچا تو کیا لیکن انتہائی کوشش کی کہ اس سلسلہ میں کسی نوع سے بھی پرویز صاحب کا نام نہ آنے پائے، اس سے آپ ان حضرات کی تنگ نظری حسد اور بغض کا اندازہ لگا لیجئے۔"[1]

یہ پورا اقتباس جھوٹ کا پلندہ ہے۔ اس میں سب سے پہلا اور بڑا جھوٹ یہ بولا گیا ہے کہ ۱۹۳۵ء کا فیصلہ بہاولپور پرویز صاحب ہی کی ایک عبارت پر اساس پذیر ہے حالانکہ یہ فیصلہ ان دلائل و براہین کی بنیاد پر ہوا تھا جو برصغیر کے جیّد اور ممتاز علماء کرام (مولانا غلام محمد شیخ الجامعہ عباسیہ بہاولپور، مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوری، مولانا سید انور شاہ کشمیری، وغیرہم) نے پیش کئے تھے ،(جیسا کہ اگلی تفصیلی بحث سے واضح ہے)۔

دوسرا جھوٹ وہ بہتان ہے جو جج (مرحوم) پر یہ کہہ کر باندھا گیا کہ انہوں نے فیصلہ لکھا اس میں انہوں نے کہا کہ اتنے طویل عرصہ تک اس مسئلہ پر بحثیں ہوتی رہیں لیکن یہ نکتہ صاف نہ ہو سکا کہ مقام نبوت کیا ہے اور عقیدۂ ختم نبوت کی اسلام میں اہمیت کیا"۔ حالانکہ فیصلہ میں جج صاحب کے یہ الفاظ کہیں بھی موجود نہیں ہیں۔

تیسرا جھوٹ بھی دراصل ایک تہمت تراشی ہے جس میں علماء کرام پر تنگ نظری، حسد اور بغض کا فتویٰ عائد کیا گیا ہے یہ کہہ کر کہ "انہوں نے (۱۹۷۴ء میں "احمدیوں" کے سرکاری سطح پر کافر قرار پا جانے کے بعد) ۱۹۳۵ء کے اس فیصلہ کا جب چرچا کیا تو انتہائی کوشش کی کہ اس سلسلہ میں کسی نوع سے پرویز صاحب کا ذکر نہ آئے"۔ حالانکہ اس چرچا میں پرویز صاحب کے ذکر کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں

---

[1] طلوع اسلام: نومبر ۱۹۷۶ء صفحہ ۵۲-۵۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا کیونکہ یہ فیصلہ ان کی کسی تحریر یا عبارت پر مبنی تھا ہی نہیں۔

اساس کذب پرویز:

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اتنا بڑا جھوٹ بولنے، لکھنے اور مسلسل شائع کرتے رہنے کی آخر بنیاد کیا ہے؟ تحقیق کی روشنی میں پتہ چلتا ہے کہ اسکی بنیاد صرف یہ ہے کہ ایک مقام پر ضمناً جج صاحب نے پرویز صاحب کے ایک اقتباس کی تعریف و تحسین کی ہے اور بس اسی کو بنیاد بنا کر جھوٹ کا یہ فلک بوس قصر تعمیر کیا گیا ہے۔

یہودیوں کی ایک خصلت بد قرآن نے بیان کی ہے کہ وہ چاہتے یہ ہیں کہ ان کی ان کاموں میں بھی تعریف و تحسین کی جائے جو سرے سے انہوں نے کئے ہی نہیں ہیں (يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا) ہمارے ''مفکر قرآن'' صاحب بھی شہرت کی ہوس میں مبتلا ہو کر ناکردہ کارناموں کو اپنے کھاتے میں ڈالتے ہیں اور اس فلک بوس قصر کذب کی بنیادی اینٹ اپنے اس قول کو قرار دیتے ہیں کہ

"فاضل جج نے لکھا کہ اس مسئلہ کا سارا دارو مدار اس بات پر تھا کہ نبوت کی حقیقت کیا ہے اور نبی کسے کہتے ہیں۔" (ختم نبوت اور تحریک احمدیت ص۵)

اس وقت '' فیصلہ مقدمہ بہاولپور '' کا بالکل وہی نسخہ اور وہی ایڈیشن (جون ۱۹۷۳ء) میری سامنے پڑا ہے جسکا حوالہ پرویز صاحب نے '' ختم نبوت اور تحریک احمدیت '' میں دیا ہے اس کے کسی مقام پر بھی فاضل جج کا یہ قول مذکور نہیں ہے کہ '' اس مسئلہ کا سارا دارو مدار اس بات پر تھا کہ نبوت کی حقیقت کیا ہے اور نبی کسے کہتے ہیں۔''

بات صرف اتنی ہے کہ مقدمہ کی مدّعیہ کوئی عالمۂ دین نہ تھی اس نے نبی کی جو تعریف بیان کی اس میں صرف یہ کہا گیا ہے کہ "نبوت ایک عہدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے برگزیدہ بندوں کو عطا کیا جاتا رہا ہے اور نبی اور رسول میں فرق بیان کیا گیا ہے کہ ہر رسول نبی ہوتا ہے اور نبی کے لیے لازمی نہیں کہ وہ رسول بھی ہو۔ فریق ثانی نے بھی بحوالہ نبراس صفحہ ۸۹ بیان کیا ہے کہ رسول ایک انسان ہے جسے اللہ تعالیٰ احکام شریعت کی تبلیغ کے لیے بھیجتا ہے بخلاف نبی کے کہ وہ عام ہے کتاب لائے یا نہ لائے۔ رسول کے لیے کتاب لانا شرط ہے، اس طرح رسول کی ایک تعریف یہ بھی کی گئی ہے کہ رسول وہ ہوتا ہے جو صاحب کتاب ہو، یا شریعت کے بعض احکام کو منسوخ کرے۔" (فیصلہ مقدمہ بہاولپور ص ۱۰۶ تا ص ۱۰۷)

اس کے بعد فاضل جج فرماتے ہیں کہ:

"یہ تعریفیں چونکہ اس حقیقت کے اظہار کے لیے کافی نہ تھیں اس لیے میں اس جستجو میں رہا کہ نبی یا رسول کی کوئی ایسی تعریف مل جائے جو تصریحات قرآن کی رو سے تمام لوازمات نبوت پر حاوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو۔"(فیصلہ مقدمہ بہاولپور صفحہ ۱۰۷)

اس کے بعد وہ (جج صاحب) فرماتے ہیں کہ انہوں نے پروفیسر محمود علی کی کتاب "دین وآئین" میں حقیقت نبوت اور نبی کی تعریف کا مطالعہ کیا لیکن یہ تعریف بھی مجھے دلچسپ معلوم نہ ہوئی۔(فیصلہ مقدمہ بہاولپور صفحہ ۱۰۷)

یہاں یہ بات غور طلب ہے کہ فاضل جج نے یہ نہیں کہا کہ یہ تعریف غلط تھی بلکہ یہ کہا کہ "مجھے دلچسپ معلوم نہ ہوئی"۔

اس کے بعد پرویز صاحب کا ذکر آتا ہے اور فاضل جج فرماتے ہیں کہ :

"آخر کار ایک رسالہ میں ایک مضمون بعنوان میکانکی اسلام از چودھری غلام احمد صاحب پرویز میری نظر سے گزرا۔" اس میں انہوں نے مذہب اسلام کے متعلق آج کل کے روشن ضمیر طبقہ کے خیالات کی ترجمانی کی ہے اور پھر خود ہی اس کے حقائق بیان کئے ہیں، اس سلسلہ میں نبوت کی جو حقیقت انہوں نے بیان کی ہے میری رائے میں اس سے بہتر کوئی اور بیان نہیں کی جاسکتی اور میرے خیال میں فریقین میں سے کسی کو اس پر انکار بھی نہیں ہو سکتا، اس لیے میں ان کے الفاظ میں ہی اس حقیقت کو بیان کرتا ہوں وہ لکھتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔" (فیصلہ مقدمہ بہاولپور صفحہ ۱۰۷)

اس کے بعد پرویز صاحب کا ایک طویل اقتباس دیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ پرویز صاحب کے اقتباس کی فاضل جج نے تعریف کی ہے اور اس میں شک نہیں کہ پرویز صاحب کی عبارت میں سلاست، بیان میں دلکشی، انداز نگارش میں شگفتگی، الفاظ میں جاذبیت اور تحریر میں ادبی چاشنی خوب ہوا کرتی ہے لیکن یہ بات کہ فاضل جج کا فیصلہ بھی اقتباس پرویز پر اساس پذیر ہے قطعی غلط، جھوٹ، باطل اور خلاف حقیقت ہے، جس کا کوئی ثبوت محولہ بالا کتاب "فیصلہ مقدمہ بہاولپور" کے ۱۸۴ صفحات میں سے کسی سطر میں بھی نہیں پایا جاتا۔ یہ پرویز صاحب کی قلمی چابکدستی ہے کہ ان کے اقتباس پر فاضل جج کے تعریفی کلمات کو "محض تعریف وتحسین" سے آگے بڑھ کر پورے فیصلہ کی بنیاد بنا ڈالا ہے۔

اساس فیصلہ قرآن وسنت

طلوع اسلام اور پرویز صاحب کے موقف کا غلط اور باطل ہونا اس پہلو سے بھی واضح ہے کہ مقدمہ بہاولپور کا فیصلہ صرف اور تنہا قرآن کی بنیاد پر ہونے کی بجائے "قرآن وسنت" کی بنیاد پر کیا گیا ہے جیسا کہ درج ذیل عبارات سے واضح ہے۔

"مدعاعلیہ کی طرف سے کتب تفاسیر کے حوالوں پر جو اعتراض کیا گیا ہے اسکے متعلق صرف یہ لکھ دینا کافی ہے کہ ان حوالوں کو نہ یہاں درج کیا گیا ہے اور نہ ہی اس فیصلہ کا انحصار ان حوالوں پر رکھا گیا ہے اور سند کے اعتبار سے صرف قرآن مجید اور احادیث کو ہی معیار تصفیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرار دیا گیا ہے۔" (فیصلہ مقدمہ بہاولپور صفحہ ۱۱۱)

اگلے ہی صفحہ پر فاضل جج نے پھر یہ واضح کیا ہے کہ ان کے فیصلہ کا مدار تنہا قرآن پر نہیں بلکہ قرآن اور احادیث رسول پر ہے۔

"فریقین نے ایک دوسرے کے خلاف خیانت کے الزام لگائے ہیں اور یہ بھی اعتراض کئے ہیں کہ بعض مصنفین کی کتابیں انہیں مسلم نہیں ہیں اس لیے یہ طے کرنے کے لیے کہ کہاں تک خیانت ہوئی اور کس کس مصنّف کی کتاب فریقین کے عقائد کے مطابق ہے اور آیا وہ فریقین کے مسلمات میں سے بھی ہیں کہ نہ، اور کہ ان سے جو نتائج اخذ کئے ہیں وہ درست ہیں یا نہ اور کہ فریقین کو ان کی رائے کا پابند قرار دیا جا سکتا ہے کہ نہ۔ بہت وقت، وسیع مطالعہ اور کافی محنت کی ضرورت ہے، اور پھر اس سے نتیجہ کے بھی پورے طور پر واضح اور عام فہم ہونیکی توقع نہیں۔ اس لیے ایک طرف قرآن مجید اور احادیث پر اور دوسری طرف مرزا صاحب اور ان کے خلفاء کی کتابوں پر حصر رکھا جاکر[1] تمام حوالہ جات کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ (فیصلہ مقدمہ بہاولپور صفحہ ۱۱۲)

چند صفحات آگے چل کر پھر اس امر کا اعادہ کیا گیا ہے کہ فیصلہ میں قرآن و حدیث کے سواء کسی چیز کو حجت نہیں سمجھا گیا۔

"وحی کے شرعی ہونے کی جو تفریق مدعاعیہ کی طرف سے کی گئی ہے اس کی تائید میں اس نے سوائے اقوال بزرگان کے اور کوئی سند پیش نہیں کی اور ان اقوال کی گو مدعیہ کی طرف سے توجیہ اور تشریح کی گئی ہے اور یہ دکھلایا گیا ہے کہ بزرگان کی ان اقوال سے کیا مراد ہے اور ان کے دیگر صریح اقوال پیش کئے گئے ہیں کہ جن میں وہ رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین یعنی آخری نبی تسلیم کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کسی اور نبی کا آنا ممکن نہیں سمجھتے لیکن ان پر اس لیے بحث کی ضرورت نہیں کہ وہ قرآن مجید اور احادیث کی مقابلہ میں کوئی حجت نہیں ہو سکتے اور مدعاعلیہ کی طرف سے جو اعتراض مدعیہ پر عائد کیا گیا تھا کہ وجوہات تکفیر کے ضروریات دین ہونے کے متعلق قرآن یا حدیث سے کوئی ثبوت پیش نہیں کیا وہ بدرجہ اولی خود مدعاعلیہ پر وارد ہوتا ہے کہ اس نے شرعی اور غیر شرعی وحی کی جو تقسیم کی ہے اس کے متعلق کوئی ثبوت قرآن یا احادیث سے پیش نہیں کیا۔" (فیصلہ مقدمہ بہاولپور صفحہ ۱۲۱)

---

[1] "رکھا جاکر" پرانی اردو میں مستعمل تھا جدید اردو میں "رکھ کر" کے الفاظ میں اس کے مفہوم ادا ہو سکتا ہے آئندہ بھی اگر ایسی عبارت آئے تو اسی طرز پر اس کا مفہوم سمجھا جا سکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان تمام اقتباسات سے یہ واضح ہے کہ مقدمہ بہاولپور کا فیصلہ صرف قرآن کی بنیاد پر نہیں بلکہ قرآن واحادیث یا کتاب وسنت کی بنیاد پر طے ہوا تھا۔

پرویز صاحب کا تعلّی آمیز دعویٰ اور فاضل جج پر بہتان

یُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا کے مرض میں مبتلا اور جنون کی حد تک ہوس شہرت کے مارے ہوئے ہمارے ''مفکر قرآن'' صاحب یہ تعلّی آمیز دعویٰ کرتے ہیں:

"مذکورہ بالا فیصلہ میں فاضل جج نے لکھا کہ ان کی عدالت میں (غیر منقسم) ہندوستان کے بڑے بڑے جیّد علماء حضرات پیش ہوئے جن میں سے ایک ایک کا بیان سینکڑوں صفحات پر مشتمل تھا لیکن وہ حقیقت نبوت کے متعلق ان میں سے کسی کے بیان سے بھی مطمئن نہ ہوسکے "(ختم نبوت اور تحریک احمدیت ص ۶)

یہ دعویٰ دلیل سے عاری اور کذب خالص ہے، پرویز صاحب نے محض اپنے اقتباس کی تعریف سے یہ نتیجہ کشید کیا ہے ورنہ خود فاضل جج نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ علماء میں سے وہ کسی کے بیان سے بھی مطمئن نہیں ہوئے۔ (فیصلہ مقدمہ بہاولپور مطبوعہ جون ۱۹۷۳ء) کے ۱۸۴ صفحات میں کسی صفحہ کی کسی سطر میں بھی ان کا یہ بیان موجود نہیں ہے۔

فیصلہ کن نکتہ ختم نبوت یا حقیقت نبوت؟

امر واقعہ یہ ہے کہ اس مقدمہ میں اصل فیصلہ کن نکتہ لفظ ''خاتم النبیین'' کا مفہوم تھا جس کا مفہوم ومعنٰی قادیانیت کے علمبرداروں کے ہاں ''نبیوں کی مہر'' اور امت رسول ہاشمی کے نزدیک '' آخری نبی'' ہے۔اول الذکر مفہوم کا تقاضا ''اجراء نبوت '' جبکہ ثانی الذکر مفہوم کا نتیجہ '' ختم نبوت'' قرار پاتا ہے۔ رہا پرویز صاحب کا "اقتباس جو فیصلہ مقدمہ بہاولپور'' کی صفحہ ۱۰۷ تا صفحہ ۱۰۹ تک پھیلا ہوا ہے تو اس میں لفظ'' خاتم النبیین'' کے مفہوم کی وضاحت سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔اب فریقین مقدمہ کے ہاں'' خاتم النبیین '' کا لفظ تو بلاشبہ متفق علیہ تھا لیکن اس کے معنٰی ومفہوم میں فریقین برسر اختلاف تھے۔اس کا حتمی فیصلہ خارج از قرآن کسی ماخذ یا ہستی ہی سے ممکن تھا اور وہ ہستی اور ماخذ نبی اکرم ﷺ اور ان کی احادیث کے علاوہ اور کون اور کیا چیز ہو سکتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ فاضل جج نے اپنا فیصلہ تنہا قرآن کی بجائے'' قرآن وحدیث'' یا'' کتاب وسنت'' کی بنیاد پر کیا ہے۔

بناء فاسد علی الفاسد :

اس کے بعد پرویز صاحب دلیل سے عاری اور کذب خالص پر مبنی اپنے تعلّی آمیز دعوائے باطل کی بناء فاسد پر ایک اور فاسد کارڈ یوں جماتے ہیں:

وہ (جج صاحب) مطمئن ہوئے تو میرے ایک ایسے مضمون سے جو اس مقدمہ سے بالکل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزاد الگ لکھا گیا تھا، سوال یہ ہے کہ میرے مضمون کی وہ کون سی خصوصیت تھی جسکی بناء پر وہ اس قدر اطمینان بخش ثابت ہو گیا۔ یہ ظاہر ہے کہ جہاں تک متداول علوم شرعیہ (فقہ، حدیث وغیرہ) کا تعلق ہے ان علماء کرام کا مقام بہت بلند تھا جو اس عدالت میں پیش ہوئے تھے لیکن میرے مضمون کی خصوصیت یہ تھی کہ اس کی بنیاد خالص قرآنی حقائق پر تھی۔ میں اس میں فقہ اور روایات پر مبنی بحثوں میں الجھا ہی نہیں تھا۔ ختم نبوت کا مسئلہ جو قادیانی اور غیر قادیانی حضرات میں ساٹھ ستر برس سے مسلسل بحث و نظر کا موضوع بنے چلا آرہا ہے اور بھنور میں پھنسی ہوئی لکڑی کی طرح ایک ہی مقام پر مصروف گردش ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس بحث کا مدار روایات پر ہوتا ہے اور روایات کی کیفیت یہ ہے کہ ان کے مجموعوں میں مخالف اور موافق ہر ایک کو اپنے اپنے مطلب کے مطابق روایات مل جاتی ہیں، نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ بحث اصل موضوع سے ہٹ کر فریقین کی طرف سے پیش کردہ حدیثوں کے صحیح یا ضعیف ہونے پر مرکوز ہو جاتی ہے اور یوں محمل لیلیٰ، غبار ناقۂ لیلیٰ میں گم ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس کے برعکس قرآن جو کچھ پیش کرتا ہے حتمی یقینی اور دو ٹوک پیش کرتا ہے اور یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی مسئلہ کے متعلق اس میں فریقین کو اپنے اپنے مطلب کے مطابق اختلافی آیات مل جائیں، یہ وجہ ہے کہ میں روایات میں نہیں الجھتا میں جو کچھ پیش کرتا ہوں اسکی اساس قرآنی دلیل پر ہوتی ہے اور فریق مخالف سے بھی قرآنی دلیل کا مطالبہ کرتا ہوں نتیجہ یہ کہ بات بالکل نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔ (ختم نبوت اور تحریک احمدیت صفحہ ۶ تا ۷)

خود ستائی پر مبنی اس اقتباس میں پرویز صاحب نے حسب عادت قرآنی حقائق و معارف میں علماء کرام کو اپنی برتری جتاتے ہوئے اختلاف روایات کا جو رونا رویا ہے اور اس کے ساتھ قرآن مجید کی ''حتمی یقینی اور دو ٹوک'' ہونے کی جو دہائی دی ہے وہ ان کی مستقل جرنلسٹک ٹیکنیک کا ایک خاص حربہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ ختم نبوت کے مسئلہ پر وہ کون سی احادیث ہیں۔۔۔ ''جن میں قادیانی اور غیر قادیانی حضرات کو اپنے اپنے مطلب کی روایات مل جاتی ہیں نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ بحث اصل موضوع سے ہٹ کر فریقین کی طرف سے پیش کردہ حدیثوں کے صحیح یا ضعیف ہونے پر مرکوز ہو جاتی ہے اور محمل لیلیٰ، غبار ناقۂ لیلیٰ میں گم ہو کر رہ جاتا ہے؟'' ۔۔۔ کیا احادیث میں سے کسی ایک روایت کی بھی نشان دہی کی جاسکتی ہے جس میں ختم نبوت کی بجائے اجرائے نبوت کا مضمون پیش کیا گیا ہو؟ چھوڑیئے صحیح اور ضعیف کی بحث، آپ کوئی کمزور روایت ہی پیش کر دیں جس میں ختم نبوت کے منافی عقیدہ بیان کیا گیا ہو۔ جب ایسی کوئی روایت موجود ہی نہیں ہے تو پھر احادیث کے خلاف یہ ژاژ خائی اور ہرزہ سرائی کیا محض اپنی فکر کے کھوٹے سکّوں کو چلانے کے لیے پیتل پر سونے کی ملمع کاری نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر قرآن کریم کے بارے میں "حتمی، یقینی اور دوٹوک" ہونے کا اعلان کر کے اللہ تعالیٰ کو اس کی شاعری کی داد وہ شخص دے رہا ہے جسکے نظریات دوٹکے کی جنتری کی طرح ہر سال بدل جایا کرتے ہیں۔ آج کچھ کل کچھ، یہاں کچھ، وہاں کچھ، کبھی کچھ، کبھی کچھ، حجاب نسواں، گیت سنگیت وموسیقی، مصوری و تمثال سازی، ملکیت مال وارضی، ضبط تولید، خلیفۃ اللہ اور خلافت الٰہیہ، انسانی فطرت، وقت موت کا تقرر و تعین، دین و مذہب کا مترادف المفہوم یا مختلف المفہوم ہونا، نیز سنت رسول ﷺ یا اسوۂ نبی کا ماخذ قانون اسلام ہونا، الغرض ان تمام امور میں اور ان جیسے دیگر امور میں وہ کون سا امر ہے جس میں واضح تضاد و تناقض کا مفہوم اختیار کرنے کی بجائے ایک ہی "حتمی، یقینی اور دوٹوک" مفہوم اختیار کیا گیا ہو؟ اور لطف یہ کہ ہر آن یہ بدلتے ہوئے معانی و مفاہیم "قرآن ہی کی روشنی" میں اپنائے گئے ہیں۔

مزید برآں نہ معلوم کسے دھوکہ دینے کے لیے "مفکر قرآن" صاحب قرآن کی بابت یہ اعلان فرماتے ہیں کہ۔۔۔ " یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی مسئلہ کے متعلق اس میں فریقین کو اپنے اپنے مطلب کے مطابق اختلافی آیات مل جائیں"۔۔۔ آیات تو یقیناً چودہ سو سال سے وہی ہیں لیکن کیا یہ حقیقت نہیں کہ تنہا قرآن ہی کو سند و حجت ماننے والے (سمن آباد، لاہور کے) "بلاغ القرآن" والوں اور (گلبرگ، لاہور کے) "طلوع اسلام" والوں میں بھی اختلافات پائے جاتے ہیں اور وہ بھی اس حد تک کہ طلوع اسلام سے وابستہ حضرات بلاغ القرآن کیمپ سے وابستہ افراد کی نہ صرف تضلیل کرتے ہیں بلکہ انہیں دشمن قرآن اور کتاب اللہ کو بدنام کرنے والے بھی قرار دیتے ہیں۔ کیا ان دونوں ٹولوں کو" اپنے اپنے مطلب کے مطابق اختلافی آیات نہیں ملی ہیں؟ "کیا واقعی یہ دونوں طائفے قرآن کی بنیاد پر "حتمی یقینی اور دوٹوک" موقف پر متفق الرائے ہو گئے ہیں؟ کیا فی الحقیقت ایک گروہ کے " قرآنی دلائل" کے مقابلہ میں دوسرے گروہ کے " قرآنی دلائل" کے سامنے آجانے سے "بات بالکل نکھر کر سامنے آگئی ہے؟" جبکہ امر واقعہ یہ ہے کہ ان دونوں میں سے ہر ایک کو قرآنی آیات میں کھینچ تان کے ذریعہ اپنی اپنی مصلحت کی سند مل رہی ہے جیسا کہ خود "مفکر قرآن" صاحب کا فرمان ہے کہ:

"جب کوئی قرآن کو مسخ کرنے پر اتر آئے تو اسے اس سے اپنی کون سی مصلحت کی سند نہیں مل سکتی۔" (طلوع اسلام اکتوبر ۱۹۷۹ صفحہ ۱۳)

اور دوسری طرف یہ فرماتے ہیں کہ۔۔۔ " یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی مسئلہ کے متعلق اس (قرآن) میں فریقین کو اپنے اپنے مطلب کے مطابق اختلافی آیات مل جائیں"۔۔۔

اور پھر ساتھ ہی یہ دعویٰ کہ۔۔۔ " میں جو کچھ پیش کرتا ہوں اسکی اساس قرآنی دلائل پر ہوتی ہے اور فریق مقابل سے بھی قرآنی دلائل کا مطالبہ کرتا ہوں نتیجہ یہ کہ بات بالکل نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔۔۔" حالانکہ جو بات "مفکر قرآن" صاحب کے قرآنی دلائل سے نکھر کر سامنے آتی ہے وہ ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نت نئے تضادات و تناقضات کا وسیع و عریض خارزار ہے اور مسئلہ ختم نبوت کے ضمن میں ''مفکر قرآن'' صاحب کے اقتباس کی تعریف و تحسین کے باوجود بھی فاضل جج نے اپنا فیصلہ تنہا'' قرآنی دلائل '' کی بنیاد پر کرنے کی بجائے ''قرآن اور احادیث'' کی روشنی میں کیا ہے، شاید فاضل جج ''بات کو نکھارنے'' کی بجائے روایات احادیث میں الجھا کر ''محمل لیلیٰ غبار ناقۂ لیلیٰ میں گم کر دینا چاہتے تھے''۔

علماء کرام (بالخصوص وہ جو اس مقدمہ میں بطور گواہ پیش ہوئے) کے متعلق محولہ بالا اقتباس کی بین السطور میں یہ اشارہ بھی کیا گیا ہے کہ وہ فاضل جج کے نزدیک حقیقت نبوت سے ناآشنا تھے اور یہ حقیقت صرف پرویز صاحب کے اقتباس ہی سے بے نقاب ہوئی ہے۔ حالانکہ فاضل جج نے اپنے فیصلہ میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ ۔۔۔''علماء، نبی اور نبوت کی حقیقت سے ناواقف ہیں''۔۔۔ جو کچھ انہوں نے لکھا ہے وہ صرف یہ ہے کہ:

"موجودہ زمانہ میں بہت سے مسلمان نبی کی حقیقت سے بھی نا آشنا ہیں" (فیصلہ مقدمہ بہاولپور صفحہ ۱۰۶)

لیکن '' مفکر قرآن'' صاحب کی ذہنی خیانت اور قلمی بد دیانتی ملاحظہ فرمایئے کہ وہ ''بہت سے مسلمان'' سے مراد ''علماء کرام'' لیتے ہیں اور پھر ان کی وجہ ناواقفیت اس بات کو قرار دیتے ہیں کہ '' وہ روایات حدیث میں الجھے ہوئے ہیں'' اور پرویز صاحب اپنی خوبی یہ بیان کرتے ہیں کہ ''میں فقہ اور روایات پر مبنی بحثوں میں الجھتا ہی نہیں''۔

''مفکر قرآن'' صاحب نے اپنے جس اقتباس کی تعریف و تحسین سے یہ باطل نتیجہ کشید کیا ہے کہ فاضل جج کا فیصلہ ان کی نگارش پر اساس پذیر ہے اسے خود انہوں نے اپنی کتاب ''ختم نبوت اور تحریک احمدیت'' میں پیش نہیں کیا تاکہ یہ اقتباس لوگوں کی نگاہوں سے مخفی رہ کر ان کے ذہن میں اس کا بلند پایہ اور گراں بہا ہونے کا تصور برقرار رہے کیونکہ اس کے پیش کر دینے سے یہ تاثر زائل ہو جاتا ہے، اس لیئے کہ اس میں کوئی ایسی انوکھی اور نرالی بات نہیں ہے جو علماء کرام کی کتب و تصانیف میں موجود نہ ہو البتہ جج صاحب نے اس کا متن اپنے فیصلہ میں بایں الفاظ پیش کیا ہے:

"آج کل کے معقولیت پسندوں کی جماعت کے نزدیک رسول کا تصور یہ ہے کہ وہ ایک سیاسی لیڈر اور مصلح قوم ہوتا ہے جو اپنی قوم کی نکبت اور زبوں حالی سے متاثر ہو کر انہیں فلاح و بہبود کی طرف بلاتا ہے اور تھوڑے ہی دنوں میں ان کے اندر انضباط و ایثار کی روح پھونک کر زمین کے بہترین خطوں کا ان کو مالک بنا دیتا ہے۔ اس کی حقیقت قوم کے ایک امیر کے قسم کی ہوتی ہے جن کے ہر حکم کا اتباع اس لیے لازمی ہوتا ہے کہ انحراف سے قوم کی اجتماعی قوت میں انتشار پیدا ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے اور وہ دنیاوی نعمتیں جو اسکے حسن تدبر سے حاصل ہوئی تھیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے چھن جانے کا احتمال ہوتا ہے۔ اس کا حسن تدبر، عقل، حکمت ذہنی، انسان کی ارتفاع کی بہترین کڑی ہوتا ہے اس لیے وہ اپنے ماحول کا بہترین مفکر شمار کیا جاتا ہے، کثرت ریاضت سے برائی کی قوتیں اس سے سلب ہو جاتی ہیں اور نیکی کی قوتیں نمایاں طور پر ابھر آتی ہیں، انہی قوتوں کا نام ان کے نزدیک ابلیس اور ملائکہ ہے۔ اس کا حوالہ پھر انہوں نے بحوالہ آیات قرآنی دیا ہے۔ کہ رسول بلاشبہ مصلح اور مدبر ملت ہوتا ہے لیکن اس کی حقیقت دنیاوی مصلحین اور مدبرین سے بالکل جداگانہ ہوتی ہے، دنیاوی مفکرین و مدبرین اپنے ماحول کی پیداوار ہوتے ہیں اور ان کا فلسفۂ اصلاح و بہبود ان کی اپنی پرواز فکر کا نتیجہ ہوتا ہے جو کبھی صحیح اور کبھی غلط ہوتا ہے۔ برعکس اس کے انبیاء کرام مامور من اللہ ہوتے ہیں اور ان کا سلسلہ اس دنیا میں خاص مشیت باری تعالیٰ کے ماتحت چلتا ہے۔ وہ اپنے ماحول سے متاثر اور نہ احوال وظروف کی پیداوار ہوتے ہیں بلکہ ان کا انتخاب مملکت ایزدی سے ہوتا ہے اور ان کا سرچشمۂ علوم وہدایت علم باری تعالیٰ سے ہوتا ہے جس میں کسی سہو و خطا کی گنجائش نہیں۔ ان کا سینہ علم لدنی سے معمور اور ان کا قلب تجلیات نور ازلی سے منور ہوتا ہے۔

دنیاوی سیاست و تفکر صفت ہے جو اکتساباً حاصل ہوتی ہے اور مشق ومہارت سے یہ ملکہ بڑھتا ہے لیکن نبوت ایک موہبت ربانی اور عطاء یزدانی ہے جس میں کسب و مشق کو کچھ دخل نہیں۔ قوم وامت کے ترقی ان کی بھی پیش نظر ہوتی ہے لیکن سب سے مقدم اخلاق انسانی کی اصلاح مقصود ہوتی ہے، اس کا پیغام زمان و مکان کی قیود سے بالا ہوتا ہے، اور وہ تمام انسانوں کو راستہ دکھلانے والا اور ان کا مطاع ہوتا ہے اس کی اطاعت خدا کی اطاعت اور اس کی معصیت خدا کی معصیت ہے اور جو لائحہ حیات اس کی وساطت سے دنیا کو ملتا ہے اس میں کوئی دنیاوی طاقت ردوبدل نہیں کر سکتی بلکہ دنیا بھر کی عقول میں جہاں کہیں اختلاف ہو اس کا فیصلہ اسی مشعل ہدایت سے ہو سکتا ہے، ان کو خدائی پیغام ملائکہ کی وساطت سے ملتے ہیں جو اگرچہ عالم امر سے متعلق ہونے کی وجہ سے سرحد ادراک انسانی سے بالاتر ہیں لیکن ان کا وجود محض انسان کی ملکوتی قوتیں نہیں ہیں۔" (فیصلہ مقدمہ بہاولپور صفحہ ۱۰۷ تا ۱۰۹)

اس اقتباس کو بار بار پڑھئے اور بتائیے کہ ان میں سے وہ کون سی چیز ہے جسے علماء کرام اپنی تقریروں اور تحریروں میں پیش نہیں کرتے ہیں بلکہ ازروئے قرآن حقیقت نبوت میں بعض ایسے امور بھی ہیں جو اقتباس پرویز میں شامل ہی نہیں ہیں مثلاً نبی کا اس درجہ احترام کہ اس کے حضور رفع صوت بھی موجب حبط اعمال ہے، ان کی ازواج مطہرات کا ایسا ادب اور ان کی ایسی تعظیم کہ وہ اہل ایمان کے لیے بمنزلہ ماں کے ہیں جن کے ساتھ بعد وفات رسول بھی نکاح جائز نہیں ہے۔ ان کے قضایا کو اس طرح تسلیم کرنا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے بارے میں دلوں میں کوئی گھٹن اور تنگی تک نہ پائی جائے ورنہ یہ چیز دائرہ ایمان سے باعث خروج ہو گی۔ نبی ﷺ اپنی نبوت کے اظہار سے پہلے سیرت و کردار کے اعتبار سے صالح ترین انسان ہوتا ہے اور کردار کی یہی صالحیت اسکی نبوت کی دلیل بن جاتی ہے۔اظہار نبوت کے بعد بھی وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ نگرانی کے کڑے پہرے میں رہتا ہے اور بال برابر بھی اس کا قدم غیر شعوری طور پر راہ راست سے ڈگمگا جائے تو وحی اسے متنبہ کر کے پھر سے اس کے قدم کو جادۂ مستقیم پر جما دیتی ہے۔

''مفکر قرآن'' نے اس اقتباس کو اپنی کتاب '' ختم نبوت اور تحریک احمدیت'' میں شاید صرف اس لیے پیش نہیں کیا کہ ایک طرف وہ اسے لوگوں کی نظروں سے مخفی رکھ کر اپنے تبحر علم کا اظہار کر سکیں اور دوسری طرف وہ علماء کرام کو ناواقف حقیقت نبوت قرار دے سکیں کیونکہ اس اقتباس کی سامنے آجانے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں جو علماء کرام کی تقاریر و کتب میں موجود نہ ہو۔

قرائن سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ فاضل جج خود اپنے طور پر حقیقت نبوت کو جاننے کی کوشش کرتے رہے تو انہیں پرویز صاحب کا اقتباس مل گیا ورنہ دوران کاروئی اگر عدالت ہی میں انہوں نے کسی عالم سے پوچھا ہوتا تو یقیناً جید علمائے کرام میں سے کیا کوئی عالم دین اسے واضح کر دیتا، کیونکہ خود ان علماء کی کتب میں اس موضوع پر کہیں زیادہ تفصیل پائی جاتی ہے بہ نسبت اسکے جو اقتباس پرویز میں موجود ہے۔

'' مفکر قرآن'' صاحب فاضل جج کی طرف سے اپنے اقتباس کی تعریف سے یہ غلط نتیجہ برآمد کرتے ہیں کہ ان کا اقتباس ہی عدالتی فیصلے کی اساس قرار پایا تھا۔اگر یہ کوئی واقعی اصول ہے کہ کسی اقتباس کی تعریف و تحسین کا لازمی نتیجہ اس اقتباس کا مدار فیصلہ بن جانا ہے تو پھر علماء کرام کے عدالت میں پیش کردہ شہادتی بیانات کو کیوں نہ اساس فیصلہ قرار دیا جائے ؟ جبکہ اسی جج نے ان کی نہ صرف یہ کہ تعریف و تحسین فرمائی بلکہ ان کے دلائل کی تصدیق، تائید اور تصویب بھی فرمائی۔ ملاحظہ فرمائیے ، چند اقتباسات :۔

(۱) "مرزا صاحب کے عقائد کے متعلق سید انور شاہ، گواہ مدعیہ نے نہایت عمدہ جواب دیا ہے،وہ کہتے ہیں کہ ۔۔۔۔۔" (فیصلہ مقدمہ بہاولپور صفحہ ۱۰۲)

(۲) "مدّعاعلیہ کی طرف سے مرزا صاحب کی بعض کتب کے حوالے دیئے جا کر یہ کہا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے کسی نبی کی توہین نہیں کی اس کا جواب سید انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ نے خوب دیا ہے وہ کہتی ہیں کہ ۔۔۔۔۔" (فیصلہ مقدمہ بہاولپور صفحہ ۱۷۰)

ان عبارات میں سید انور شاہ صاحب کے جواب کو '' نہایت عمدہ'' اور ''خوب'' کہہ کر اسکی تعریف و تحسین اور تصویب و تصدیق کی گئی ہے ۔ علاوہ ازیں ''فیصلہ مقدمہ بہاولپور'' کے صفحات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۷۱، ۱۵۸، ۱۵۵، ۱۳۷، ۱۲۰، ۸۶اور ۱۷۲ پر بھی ان کے بیانات کی تصدیق وپذیرائی موجود ہے۔مزید برآں بعض مقامات پر جملہ علماء کرام (جو بطور گواہ پیش ہوئے تھے) کی تعریف وتصدیق کی گئی ہے مثلاً ایک مقام پر مدعاعلیہ (یعنی مدعیہ کا قادیانی شوہر) جب گواہان مقدمہ کی (پرویز صاحب ہی کی طرح) یہ کہہ کر توہین وتحقیر کرتا ہے کہ ۔۔۔۔" یہ "لوگ ،دقیانوسی خیالات کے پیرو ، اور مرض تکفیر میں مبتلا ہیں" اور یہ کہ " انہوں نے اپنی پرانی عادت سے مجبور ہو کر، براہ بغض اور کینہ ،انہیں یعنی قادیانیوں کو)کافر قرار دیا ہے" ۔۔۔تو فاضل جج جواباًیہ فرماتے ہیں کہ۔۔۔:

"میں نہیں کہتا کہ علماء غلطی نہیں کرتے یا یہ کہ وہ انسانی کمزوریوں سے پاک ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کی کسی رائے کو وقعت کی نگاہ سے نہ دیکھا جائے اور ان کی کسی بات پر کان نہ دھرا جائے بلکہ چاہئے کہ ان کے اقوال پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ کہاں تک راستی پر ہیں۔مسئلہ نبوت کے بارہ میں انہوں نے جو کچھ کہا ہے وہ صداقت سے خالی نہیں۔"(فیصلہ مقدمہ بہاولپور، صفحہ ۱۱۱)

ایک اور مقام پر فاضل جج جملہ گواہان کی تصدیق وتصویب یوں فرماتے ہیں:

گواہان مدّعیہ نے یہ درست کہا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد وحئ نبوت جاری ہوتی تو قرآن میں ضرور اسکی وضاحت فرمادی جاتی۔"(فیصلہ مقدمہ بہاولپور صفحہ ۱۲۲)

اگر پرویز صاحب اپنے صرف ایک اقتباس کی اور وہ بھی صرف ایک مقام پر تعریف وتحسین کی بناء پر خود کو حق بجانب سمجھتے ہیں کہ وہ پورے فیصلۂ مقدمہ کو اپنی اقتباس پر مبنی سمجھ بیٹھیں، تو پھر اس کارنامے کے وہ علماء کرام بدرجہ اولی مستحق ہیں جنکے کئی بیانات کی کئی مقامات پر تعریف وتحسین بھی کی گئی ہے اور تصدیق وتائید بھی۔

قابل غور امر:

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر فاضل جج کا فیصلہ فی الواقع پرویز صاحب ہی کے اقتباس پر مبنی ہوتا تو اس کے بعد علماء کرام کے بیانات اور اقتباسات پیش نہ کئے جاتے اور پرویز صاحب کے اقتباس کے فوراً بعد ہی عدالتی فیصلہ طے کر دیا جاتا لیکن "روداد مقدمہ بہاولپور "کو دیکھتے ہوئے پتہ چلتا ہے کہ اقتباس پرویز (جو صفحہ ۱۰۷تا ۱۰۹ تک ممتد ہے) اثناء بحث معرض تعریف میں آیا اور پھر عدالتی بحث (اقتباس پرویز سے پہلے بھی اور بعد میں بھی) گواہان مقدمہ اور فریقین مقدمہ کے شہادات اور بیانات پر ہی حاوی رہی۔

مدار فیصلہ۔حقیقت نبوت یا ختم نبوت؟

"مفکر قرآن" صاحب نے اپنے قارئین اور عقید تمندوں کو یہ باور کر وار کھا ہے کہ مقدمہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہاولپور کا فیصلہ فاضل جج نے اس ''حقیقت نبوت'' کی بنیاد پر کیا ہے جسے ان کے اقتباس میں پیش کیا گیا تھا، جبکہ امر واقعہ یہ ہے کہ اس فیصلے کا مدار لفظ ''خاتم النبیین'' کا حقیقی مفہوم (یعنی آخری نبی) تھا۔ ملاحظہ فرمایئے فاضل جج کے مندرجہ ذیل اقتباسات:

"اس بحث کے بعد اب اصل تنازعہ کو طے کرنے کے لیے یہ بتلانا ہے کہ اسلام کے وہ کون سے بنیادی اصول ہیں کہ جن سے اختلاف کرنے سے ارتداد واقع ہو جاتا ہے یہ کہ کن اسلامی عقائد کی پیروی نہ کرنے سے ایک شخص مرتد سمجھا جاسکتا ہے اور کہ قادیانی عقائد سے ارتداد واقع ہو جاتا ہے کہ نہ۔

اوپر کی بحث سے یہ ثابت کیا جاچکا ہے کہ مسئلہ ختم نبوت اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ہے اور کہ رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین بایں معنی نہ ماننے سے کہ آپ آخری نبی ہیں، ارتداد واقع ہو جاتا ہے اور کہ عقائد اسلامی کی رو سے ایک شخص کلمۂ کفر کہہ کر بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو سکتا ہے۔

مدعاعلیہ، مرزا غلام احمد صاحب کو عقائد قادیانی کی رو سے نبی مانتا ہے اور ان کی تعلیم کے مطابق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ امت محمدیہ میں قیامت تک نبوت جاری ہے یعنی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین بمعنی آخری نبی تسلیم نہیں کرتا، آنحضرت ﷺ کے بعد کسی دوسرے شخص کو نیا نبی تسلیم کرنے سے جو قباحتیں لازم آتی ہیں ان کی تفصیل اوپر بیان کی جاچکی ہے اس لیے مدعاعلیہ اس اجماعی عقیدہ سے منحرف ہونے کی وجہ سے مرتد سمجھا جاوے گا اور اگر ارتداد کے معنی کسی مذہب کے اصولوں سے بکلی انحراف کے لیے جاویں تو بھی مدعاعلیہ مرزا صاحب کو نبی ماننے سے ایک نئے مذہب کا پیرو سمجھا جائے گا کیونکہ اس صورت میں اس کے لیے قرآن کی تفسیر اور معمول بہ مرزا صاحب کی وحی ہوگی نہ کہ احادیث واقوال فقہاء جن پر اس وقت تک مذہب اسلام قائم چلا آیا ہے اور جن سے بعض کے مستند ہونے کو خود مرزا صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے۔" (فیصلہ مقدمہ بہاولپور صفحہ ۱۸۰تا۱۸۱)

چنانچہ اس کے بعد مدعیہ کے حق میں فیصلہ سناتے ہوئے، فاضل جج نے فرمایا کہ۔۔۔

"مدعیہ کی طرف سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب کاذب مدعئ نبوت ہیں اس لیے مدعاعلیہ بھی مرزا صاحب کو تسلیم کرنے سے مرتد قرار دیا جائے گا لہٰذا ابتدائی تنقیحات جو ۴نومبر ۱۹۲۶ء کو عدالت منصفی احمد پور شرقیہ سے وضع کی گئی تھیں بحق مدعاعلیہ ثابت قرار دیجا کر یہ قرار دیا جاتا ہے کہ مدعاعلیہ قادیانی عقائد اختیار کرنے کی وجہ سے مرتد ہو چکا ہے لہٰذا اس کے ساتھ مدعیہ کا نکاح تاریخ ارتداد مدعاعلیہ سے فسخ ہو چکا ہے اور مدعاعلیہ کے عقائد کو بحث مذکورہ بالا کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روشنی میں دیکھا جائے تو بھی مدعاعلیہ کے ادّعا کے مطابق مدعیہ یہ ثابت کرنے میں کامیاب رہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی امتی نبی نہیں ہو سکتا اور یہ کہ اس کے علاوہ جو دیگر عقائد مدعاعلیہ نے اپنی طرف منسوب کئے ہیں وہ گو عام اسلامی عقائد کے مطابق ہیں لیکن ان تمام عقائد پر وہ انہی معنوں میں عمل پیرا سمجھا جائے گا جو معنی مرزا صاحب نے بیان کئے ہیں اور یہ معنی چونکہ ان معنوں کے مغائر ہیں جو جمہور امت آج تک ۔لیتی آئی ہے اس لیے وہ بھی مسلمان نہیں سمجھا جا سکتا اور ہر دو صورتوں میں وہ مرتد ہی ہے اور مرتد کا نکاح چونکہ ارتداد سے فسخ ہو جاتا ہے لہٰذا ڈگری بدیں مضمون بحق مدعیہ صادر کی جاتی ہے کہ وہ تاریخ ارتداد مدعاعلیہ سے اس کی زوجہ نہیں رہی۔ مدعیہ خرچ مقدمہ بھی، ازاں مدعاعلیہ لینے کی حقدار ہو گی۔" (فیصلہ بہاولپور صفحہ ۱۸۲ تا صفحہ ۱۸۳)

اس کے بعد مدعاعلیہ نے اپنے حق میں چند قانونی نظائر پیش کئے جنہیں فاضل جج نے معقول وجوہ کی بناء پر رد فرمادیا اور ساتھ ہی مدعاعلیہ نے ایک اور سوال اٹھادیا جس کے متعلق فاضل جج نے اپنے فیصلہ میں معقول جواب دیا، چونکہ سوال اور پھر اسکا جواب ایک اہم چیز ہے اس لیے اس کو افادۂ عام کی لیے یہاں درج کرنا ضروری ہے۔

"اس ضمن میں مدعاعلیہ کی طرف سے ایک سوال یہ پیدا کیا گیا ہے کہ ہر دو فریق چونکہ قرآن مجید کو کتاب اللہ مانتے ہیں اور اہل کتاب کا نکاح جائز ہے اس لیے مدعیہ کا نکاح فسخ قرار نہیں دینا چاہئے۔ اس کے متعلق مدعیہ کی طرف سے کہا گیا کہ جب دونوں فریق ایک دوسرے کو مرتد سمجھتے ہیں تو ان کے اپنے عقائد کی رو سے بھی ان کا باہمی نکاح قائم نہیں رہتا، علاوہ ازیں اہل کتاب عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے نہ کہ مردوں سے بھی۔ مدعیہ کے دعویٰ کی رو سے چونکہ مدعاعلیہ مرتد ہو چکا ہے اس لئے اہل کتاب ہونے کی حیثیت سے بھی اس کے ساتھ مدعیہ کا نکاح قائم نہیں رہ سکتا، مدعیہ کی یہ حجت وزن دار پائی جاتی ہے لہٰذا اس بناء پر بھی وہ ڈگری پانے کی مستحق ہے۔"(فیصلہ مقدمہ بہاولپور صفحہ ۱۸۳)

مقدمہ فیصلہ بہاولپور کے حوالہ سے یہ پوری بحث اس امر کو واضح کر دیتی ہے کہ

(۱) اس میں فیصلہ کی بنیاد قرآن وحدیث کے دلائل پر تھی (نہ کہ تنہا قرآن کے دلائل پر)

(۲) اصل فیصلہ کن نکتہ جس پر یہ قضیہ طے پایا لفظ "خاتم النبیین" کا معنیٰ ومفہوم تھا (نہ کہ نبی یا نبوت کی حقیقت)

(۳) دلائل میں باوجودیکہ قرآن کے ساتھ احادیث رسول پر بھی استناد واعتماد کیا گیا تھا لیکن "فیصلہ مقدمہ بہاولپور" میں کسی مقام پر بھی یہ بات مذکور نہیں ہے کہ "روایات حدیث میں گفتگو کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوران بحث اصل موضوع سے ہٹ کر فریقین کی طرف سے پیش کردہ حدیثوں کے صحیح یا ضعیف ہونے پر مرکوز ہوگئی،" اور اس طرح "محمل لیلیٰ، غبار ناقہ لیلیٰ میں گم ہو کر رہ" گیا۔ روایات حدیث پر گفتگو کے باوجود بھی "بحث کا نتیجہ بھنور میں پھنسی ہوئی لکڑی کی طرح ایک ہی مقام پر مصروف گردش" نہ رہا ، بلکہ قرآن وسنت کی بنیاد پر یہ نتیجہ "بالکل سامنے آگیا (اور وہ بھی "حتمی، یقینی اور دوٹوک فیصلہ" کی صورت میں) کہ قادیانیت کو اختیار کرنے والا مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

البتہ طلوع اسلام اور "مفکر قرآن" صاحب نے اس فیصلہ کو اپنے "قرآنی دلائل" کا کرشمہ قرار دیتے ہوئے جو سفید جھوٹ بولا ہے اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وہ خود: (۱) جھوٹ بولنے میں کس قدر ید طولی رکھتے ہیں۔

(۲) تقلیب امور، مسخ حقائق اور واقعات کے لیے ان کی دماغی صلاحیتیں کس قدر بلند پایہ تھیں کہ رائی کا پہاڑ بنانا تو رہا ایک طرف، وہ تو رائی کے بغیر بھی پہاڑ بنا ڈالنے میں اس قدر ماہر و مشاق ہیں کہ کوئی دوسرا شخص ان کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

(۳) اپنے اس جھوٹ کو نبھانے کے لیے (اور اسے سراپا سچ بنانے کے لیے) جس طرح انہیں کئی اور اکاذیب کا سہارا لینا پڑا اور جس طرح فاضل جج پر بہتان تراشی کرنا پڑی اس سے یہ امر واقعی بے نقاب ہو جاتا ہے کہ جھوٹ ہی ان کا اوڑھنا بچھونا ہے اور یہی ان کی غذائے روح ہے۔

(۴) پھر اس جھوٹ کی بنائے فاسد پر ایک اور فاسد زور کا یہ کہہ کر اضافہ کرنا کہ ـــ "۱۹۷۴ء میں جب احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تو ملک میں سن ۱۹۳۵ء کے "مقدمہ کا بھی بڑا چرچا ہوا اور یہ معلوم کر کے آپ کو حیرت ہوگی کہ ہمارے بڑے بڑے مولوی صاحبان نے اس کا چرچا تو کیا لیکن انتہائی کوشش کی کہ اس سلسلہ میں کسی نوع سے بھی پرویز صاحب کا نام نہ آنے پائے۔ اس سے آپ ان حضرات کی تنگ نظری حسد اور بغض کا اندازہ لگا لیجئے" ـــ اس حقیقت کو آفتاب نیم روز کی طرح عیاں کر ڈالتا ہے کہ آخرت میں خدا کے حضور جوابدہی کا انہیں کبھی رتی بھر احساس نہیں رہا۔

(۵) پھر کسی کے کارناموں کا سہرا خود اپنے سر باندھنا اگر ایک طرف ان کی انتہائی گھٹیا، کمینی اور چھچھوری حرکت ہے تو دوسری طرف لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر دھوکہ وفریب کے ذریعہ انہیں تاریکی میں رکھنا بھی کوئی کم گھٹیا بات نہیں ہے۔

خود سوچ لیجئے کہ اس قماش کا آدمی جو مخلوق خدا کے ساتھ جھوٹ، فریب، دغا، بہتان تراشی اور تہمت طرازی جیسی قبیح وشنیع حرکات سے دریغ نہیں کرتا وہ کلام اللہ کے تفسیر کی آڑ میں تحریف کے کیا کیا گل نہیں کھلا سکتا!!!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف لاہور

مرزائے قادِیان اور انگریزی گورنمنٹ

جب سے مرزائیوں کے متعلق یہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ "وہ عقل و نقل کی رُو سے اُمت مسلمہ سے الگ ایک غیر اسلامی فرقہ ہیں اور اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی انگریزوں کے آلہ کار تھے" اُس وقت سے مرزائی حلقوں میں کھلبلی مچی ہوئی ہے اور وہ مختلف طریقوں سے اس فیصلے کے تاثرات کو روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کے بعض اہل قلم نے اپنی جماعت کو اس طرح مطمئن کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ ایک ابتلاء ہے، جس سے اہل اللہ کو دوچار ہونا ہی پڑتا ہے۔ ایک رد عمل کی صورت میں آیا ہے کہ مسلمانوں کی بعض جماعتوں اور بعض افراد کے وہ خیالات پیش کیے جا رہے ہیں، جن میں انہوں نے انگریز گورنمنٹ کی "مذہبی رواداری" پر ان کا شکریہ اور ان سے وفاداری کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ ان کے اہل قلم کی طرف سے شیعہ سنی اور اہلحدیث سے متعلق بعض اس قسم کے حوالے پیش کیے جا رہے ہیں۔ نیز بعض علمائے اہلحدیث کی وہ تحریریں پیش کی گئی ہیں، جس میں مذہبی آزادی پر گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا گیا ہے۔ نیز جماعت اہلحدیث کیلئے "وہابی" کے لفظ کے استعمال کی قانونی ممانعت پر اس کیلئے تشکر کے جذبات کا اظہار کیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ ان اہل قلم کا کہنا ہے کہ اگر یہ حضرات انگریز سے وفاداری کے اظہار کے باوجود انگریز کے آلہ کار نہیں تو مرزا قادیانی کو اس قسم کے خیالات کی بنا پر انگریزوں کا آلہ کار کیونکر کہا جا سکتا ہے؟ اس لئے ہم اس فرق اور نوعیت کو واضح کرنا ضروری سمجھتے ہیں، جو انگریزوں سے متعلق مرزا قادیانی اور مسلمانوں کے بعض علماء کے طرزِ عمل میں ہے۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے اس فرق پر غور انتہائی ضروری ہے، جو مرزا قادیانی اور دیگر علماء کے جذباتِ وفاداری میں پایا جاتا ہے۔ علمائے اسلام میں سے جن حضرات نے انگریزوں سے وفاداری کا اظہار کیا، تو اس کی وجہ خود ان کے بقول یہ تھی کہ اس حکومت کے زیر سایہ مذہبی آزادی پوری طرح حاصل ہے۔ نیز یہ کہ مسلمانوں کے پاس قوت و طاقت اور اسباب و وسائل بھی نہیں، جن کے ذریعے وہ جنگ کر کے اسے دیس نکالا دے سکیں۔ اس لئے ایسے حالات میں وہ حکومتِ وقت سے بغاوت کے جواز کا فتویٰ صادر نہیں کرتے تھے اور ان حالات میں گورنمنٹ انگریزی سے وفاداری کو انسب سمجھتے تھے۔ تاہم یہ قطعی ہے کہ کسی بھی مسلمان عالم نے جہاد کو سرے سے منسوخ اور حرام قرار نہیں دیا اور نہ آخری زمانے میں آنے والے حضرت مہدی کو "خونی مہدی" ہی کہا۔ اس کے برعکس مرزا قادیانی نے نہ صرف یہ کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوری بلند آہنگی سے اس طرح انگریز کی حمایت کا صُور پھونکا، جس سے اس شبہ کو تقویت پہنچتی ہے کہ یہ صاحب انگریزوں کے اشارہ ابرو پر ہی دعوائے نبوت پر "مجبور" ہوئے، بلکہ خود بدولت کو "مہدویت" کے منصب پر فائز کرنے کیلئے مسلمانوں کے عقیدہ "آمد مہدی موعود" کو ختم کرنے کی سعیٔ ناکام کرتے ہوئے سیدنا مہدی کو "خونی مہدی" کا نام دیا۔

بہر حال اس سلسلے میں چند گزارشات پیشِ خدمت ہیں:

اولاً خود مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو انگریز کا "خود کاشتہ پودا" تسلیم کیا ہے۔ (تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۹) اور خود کو گورنمنٹ کی خیر خواہی اور تائید میں یگانہ، بینظیر و بے مثیل اور انگریز گورنمنٹ کیلئے بطور تعویذ اور پناہ (قلعہ) قرار دیا ہے۔ (نور الحق حصہ اول ص ۳۴-۳۳) اور خود اپنے اور اپنی جماعت کیلئے سلطنتِ برطانیہ کو اپنی جائے پناہ تسلیم کیا۔ (تریاق القلوب، ص ۶۲)

ثانیاً: اپنا مقصد بعثت ہی مرزا قادیانی نے خلقِ خدا کی اصلاح کی بجائے انگریز کی تائید واعانت بتایا ہے۔ "اس نے مجھے اپنے قدیم وعدے کے موافق آسمان سے بھیجا، تاکہ میں حضور ملکہ معظمہ (وکٹوریہ) کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول ہوں، اس (اللہ) نے مجھے بے انتہا برکتوں کے ساتھ چھوا اور اپنا مسیح بنایا، تاکہ وہ ملکہ معظمہ (وکٹوریہ) کے پاک اغراض کو خود آسمان سے مدد دے۔" (ستارہ قیصرہ ص ۱۰)

'اے ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند! خدا تجھے اقبال اور خوشی کے ساتھ عمر میں برکت دے۔ تیرا عہدِ حکومت کیا ہی مبارک ہے کہ آسمان سے خدا کا ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کر رہا ہے، تیری ہمدردی رعایہ نیک نیتی کی راہوں کو فرشتے صاف کر رہے ہیں... تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے۔" (ستارہ قیصرہ ص: ۱۵)

ثالثاً: گورنمنٹ انگلشیہ کو خدا کی نعمت، عظیم الشان رحمت اور آسمانی برکت کہا اور انگریز گورنمنٹ کے شکر کو خدا کا شکر اور اس کے چھوڑنے کو خدا کا چھوڑنا قرار دیا۔ (شہادت القرآن، ص: ۸۶)

رابعاً: اپنا مذہب ہی آسمان پر خدا کی اور زمین پر حکومتِ برطانیہ کی اطاعت اور اس سے سرکشی کو خدا اور رسول کی سرکشی قرار دیا۔ (شہادت القرآن ص: ۸۶)

خامساً: انگریز گورنمنٹ کی حمایت ووفاداری میں پچاس ہزار کے قریب کتابیں، رسائل اور اشتہار تالیف وطبع کیے۔ (ستارہ قیصرہ ص ۷۰)

انگریز سے متعلق مرزا صاحب کا یہ تحریری ذخیرہ اگر جمع کیا جائے تو اس سے پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔ (تریاق القلوب ص: ۲۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سادسًا سب سے بڑھ کر انگریز کے خلاف جہاد کو نہ صرف انتہائی پُرزور الفاظ میں حرام اور منسوخ قرار دیا، بلکہ انگریز کے خلاف دل میں جذبہ بغاوت یا دشمنی رکھنے والوں کو احمق، سخت نادان، سخت جاہل، نافہم مُلّا، دشمن خدا، منکر نبی، شریر، بدذات، حرامی، بدکار، نالائق، ظالم، چور، قزاق اور اسی قسم کے بیہودہ خطابات سے نوازا۔

سابعًا: اس دور میں جہاں کہیں بھی انگریزوں اور مسلمانوں میں تصادم ہوا، اُمت مرزائیہ نے وہاں اپنے "نبی" کی تعلیمات کے مطابق مسلمانوں کی تائید وحمایت کی بجائے انگریزوں کی تائید کی، ان کے لئے فتح ونصرت کی دعائیں مانگیں اور مسلمانوں کی شکست اور انگریزوں کی کامیابی پر جشنِ فتح منایا۔ مثلاً: ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم اول میں ترکوں کو جو شکست ہوئی اور بعض عرب علاقے ترکیہ کی اسلامی خلافت سے انگریزوں نے الگ کر دیے، اس پر اُمت مرزائیہ کا تبصرہ ملاحظہ ہو:

"حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں... کہ گورنمنٹ میری تلوار ہے، پھر ہم احمدیوں کو اس فتح (فتح بغداد) پر کیوں خوشی نہ ہو۔ عراق عرب ہو یا شام، ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں... دراصل اس کے محرک خدا تعالیٰ کے دو فرشتے تھے، جن کو گورنمنٹ کی مدد کیلئے خدا نے اتارا تھا۔" (الفضل ۷ ستمبر ۱۹۱۸ء)

اس سے کچھ عرصہ پہلے روس نے اسلامی ترکیہ پر حملہ کرکے بعض علاقے ہتھیا لئے تھے۔ اس پر مرزائیوں کا ردِ عمل ملاحظہ ہو:

"تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ روسی برابر ترکی کے علاقے میں گھستے چلے جاتے ہیں... اللہ تعالیٰ ظالم نہیں، اس کا فیصلہ درست اور راست ہے اور ہم اس کے فیصلے پر رضامند ہیں۔" (الفضل ۱۰ نومبر ۱۹۱۴ء)

۲۷ نومبر ۱۹۱۸ء کو ترکوں کی مکمل شکست پر قادیان میں زبردست چراغاں کیا گیا اور جشن منایا گیا۔ اس پر الفضل نے لکھا:

"یہ پُرلطف اور مسرت انگیز نظارہ بہت مؤثر اور خوشنما تھا اور اس سے احمدیہ پبلک کی اس عقیدت پر خوب روشنی پڑتی ہے، جو اسے گورنمنٹ برطانیہ سے ہے۔" (الفضل ۳ دسمبر ۱۹۱۸ء)

ثامنًا: مرزا قادیانی نے انگریزوں کی مخبری کا بھی کام کیا اور انہوں نے اپنی جماعت کی مدد سے ایسے "نافہم مسلمانوں" کی ایک فہرست مع نام وپتہ مرتب کر کے گورنمنٹ کو پیش کی، جو ہندوستان کو دار الحرب سمجھتے تھے۔" (تبلیغ رسالت ج ۵ ص ۱۱)

ان وجوہ ہشت گونہ کی بنا پر مرزا قادیانی کی حکومت برطانیہ کی تائید وحمایت اور مسلمانوں کے بعض علماء کرام کی وفاداری اور شکریے میں جو زمین آسمان کا فرق ہے، اسے بادنیٰ تامل سمجھا جاسکتا ہے۔ دونوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے طرز عمل کو یکساں باور کرا کے مرزا قادیانی کی انگریز پرستی پر پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔ دونوں کے درمیان الفاظ کی دروبست سے لے کر مفہوم و معنیٰ تک میں جو فرق ہے، وہ اتنا عظیم ہے کہ اسے دس بیس حوالے کیا، اس انداز کے سینکڑوں حوالے بھی ختم نہیں کر سکتے۔

جماعت اہلحدیث پر انگریز کی وفاداری کے الزام کی حقیقت:

پھر "اشاعۃ السنۃ" کے بعض حوالوں کو بنیاد بنا کر خاص طور پر جماعت اہلحدیث پر انگریز کی وفاداری کا الزام تو بہت ہی عجیب ہے۔ اگرچہ مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے خیالات کا اظہار فرمایا ہے، تو ابھی قابل غور بات یہ ہے کہ کیا اہلحدیث صرف مولانا بٹالوی کی ذات ہے کہ انفرادی طور پر ان کے ایسے خیالات کو پوری جماعت اہلحدیث پر چسپاں کر دیا جائے؟ وہ جماعت کے صرف ایک فرد تھے، جو فی الواقع دوسرے بعض علمائے اسلام کی طرح بعض وجوہات کی بناء پر انگریز حکومت کو بہتر سمجھتے تھے، لیکن کیا اس تاریخی حقیقت سے انکار ممکن ہے کہ ان کے علاوہ علمائے اہلحدیث کی اکثریت انگریز کے خلاف مصروفِ جہاد رہی! کیا علمائے صادق پور اہلحدیث نہیں تھے، جنہوں نے سید احمد شہید اور شاہ اسمٰعیل شہید کی شہادت کے بعد ان کی تحریکِ جہاد کو پورے عزم و حوصلہ سے آگے بڑھایا! کیا یہ واقعہ نہیں کہ ۱۸۵۷ء کی ناکام جنگِ آزادی کے بعد جس جماعت کے افراد سب سے زیادہ انگریزی مظالم کا شکار بنے، وہ اسی جماعت کے افراد تھے۔ صرف ۱۸۶۳ء سے لے کر ۱۸۷۰ء تک کے سات سالہ مختصر عرصے میں اس جماعت کے سرکردہ افراد کے خلاف پانچ عظیم مقدمات قائم کیے گئے۔ انبالہ (۱۸۶۴ء) پٹنہ میں دو مرتبہ (۱۸۶۵ء اور ۱۸۷۰ء) مالدہ (۱۸۷۰ء) راج محل (۱۸۷۰ء) ان مقدمات میں جماعت کے امراء و علماء کو تختۂ دار پر کھینچا گیا۔ اس کے علاوہ کالے پانی اور ضبطیٔ جائیداد کی انہیں سزائیں دی گئیں۔ جیل کے تاریک زندانوں کو اس جماعت کے دیوانوں نے آباد کیا اور ان مجاہدین کی سرگرمیوں نے انگریز کو بوکھلا کر رکھ دیا، جن کو "وہابی" کہا جاتا تھا، یہ وہابی کون تھے؟ ہنٹر کی کتاب پڑھیے تو معلوم ہوگا کہ وہ اسی جماعت کے افراد تھے۔ بہر حال چند افراد کے سوا اہلحدیث کی اکثریت از اول تا آخر انگریز سے برسرِ پیکار رہی ہے۔ اس انداز کی انگریز کی کاسہ لیسی ہم نے کبھی نہیں کی، جو آنجہانی مرزا قادیانی کا شعار، بلکہ مذہب رہی ہے۔

غور و فکر کا ایک اور زاویہ:

پھر اس بحث کا یہ پہلو بھی قابلِ غور و فکر ہے کہ مرزا صاحب نبوت کے دعویدار تھے، جبکہ مسلمان علماء دعوائے نبوت کو کفر سمجھتے ہیں۔ بعض علماء کی انگریز سے وفاداری اور اس کا شکریہ اور مرزا قادیانی کے برٹش گورنمنٹ کی حمایت کو جزوِ ایمان بنانے کے مابین جو عظیم فرق ہے (جس کی ہم نشاندہی کر آئے ہیں) اس کو تھوڑی دیر کیلئے نظر انداز کر دیا جائے، تب بھی یہ بات سوچنے والی ہے کہ غیر نبی افراد کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدم ڈگمگا سکتے ہیں، ان پر مداہنت آسکتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بعض موقع پر وہ اس عزیمت و استقامت کا ثبوت پیش نہ کر سکیں، جو کفر کے مقابلہ میں ضروری ہے اور غیر نبی افراد کیلئے بعض صورتوں میں ایسی رخصتوں پر عمل کی اجازت بھی ہے، لیکن انبیاء علیہم السلام نے کبھی ایسی مداہنت روا نہیں رکھی، نہ انہیں اس کی اجازت دی جاتی ہے۔ کفر کے خلاف وہ ایک برہنہ تلوار اور اس راہ کی صعوبتوں کیلئے وہ کوہِ استقامت و عزیمت ہوتے ہیں، وہ کبھی قوم کو درسِ غلامی نہیں دیتے۔ لیکن مرزا قادیانی پتہ نہیں "نبوت" کی کون سی قسم سے سرفراز ہوئے تھے کہ انہوں نے کفر سے مقابلے کی بجائے اس کی اطاعت کو فرض اور جزوِ ایمان قرار دیا۔ قوم کو انگریز کی غلامی سے آزاد کرانے کی بجائے قوم میں خوئے غلامی کو پختہ تر کیا اور اپنے خدا سے انگریز کافر سے نجات کی دعا کی بجائے اس کی فتح و نصرت اور اس کے بقاء و استحکام کی دعا مانگتے رہے۔ فیاللعجب۔ کیا انسانی تاریخ میں اس کردار کا کوئی نبی یا مجدّد پیش کیا جاسکتا ہے؟ یہی وہ نکتہ ہے، جو اس بات کو صاف کر دیتا ہے کہ مرزا قادیانی اُس اللہ کے فرستادہ نہیں تھے، جو کفر سے مقابلہ کا حکم دیتا ہے، بلکہ اُس برطانوی ڈپلومیسی کی پیداوار تھے، جس کا مقصد مسلمانوں میں افتراق و انتشار پیدا کرنا تھا۔

بنا بریں مرزائیوں کا اس مقام پر اپنے نبی کو بچانے کیلئے ایسے حوالے پیش کرنا، جن میں انگریز سے وفاداری کا اظہار کیا گیا ہے، بالکل بے محل ہے۔ محض انگریز سے وناداری اور عدم وفاداری حق و باطل کی علامت نہیں، نہ اس نقطۂ نظر سے کبھی حق و باطل کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ حضرات شیعہ بحیثیت مجموعی انگریز کے وفادار رہے ہیں، جس کا اظہار خود انہوں نے اپنی کتاب میں کیا ہے، لیکن ان کے محض اس کردار کو بنیاد بنا کر کبھی ان کے متعلق نہیں کہا گیا کہ وہ اس بنا پر غلط ہیں۔ البتہ ایک نبی کے حق یا باطل ہونے کیلئے فیصلہ کن چیز یہ ہے کہ اس نے اپنی زندگی میں کفر کی تائید کی یا اس کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا؟ قوم کو کفر کی غلامی سے آزاد کرانے کی کوشش کی یا اسے غلامی کی آہنی زنجیریں بدستور پہنے رہنے پر رضامند کیا۔ اس اعتبار سے بلاشبہ مرزائے قادیان کا کوئی کردار نبوت تو کجا، اصلاح و تجدید کے مقام سے بھی فروتر ہے کیونکہ کسی مصلح و مجدد اور کسی بڑے لیڈر نے بھی قوم کو درسِ غلامی نہیں دیا مرزا قادیانی بھی ایک عام آدمی ہوتے تو ان کے طرز عمل سے اعراض کر لینا ممکن تھا، لیکن انہوں نے اپنے متعلق نبوت و تجدید کا جو دعویٰ کیا ہے اور ان کے پیروکار جس طرح ان کی اس حیثیت و مجددیت (معاذ اللہ) کو منوانے پر مُصر ہیں، اس کے پیش نظر اس کردار کو کہ ساری عمر انگریز کی حمایت میں ہی گزار دی، نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ان کا یہ کردار ہی ان کے جھوٹا ہونے کیلئے ایک واضح دلیل ہے۔ افراد سے بڑی بڑی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ جن صلحاء کی تحریریں "الفرقان" میں شائع کی گئی ہیں، ان سے تعلق رکھنے والی جماعتیں اسے اپنے افراد کی غلطیاں کہہ کر بھی ٹال سکتی ہیں۔ ان کا یہ اعتراف ان کے مسلک پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ لیکن کیا مرزائی حضرات اپنے نبی کے اس کردار کو غلط کہنے کی جرأت کر سکتے ہیں؟ اور کیا ایسا کرنے کی صورت میں نبوت کا قصر زمین بوس نہیں ہو جاتا؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو عمیر حزب اللہ بلوچ ، مدرس مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث حیدر آباد

کیا مرزا قادیانی حنفی تھا؟

حنفی مذہب کی کہانی بہت ہی عجیب ہے چنانچہ علامہ عبدالحئ لکھنوی حنفی فرماتے ہیں:

فکم من حنفی حنفی فی الفروع معتزلی عقیدۃ کالزمحشری جا راللہ مؤلف الکشاف وغیرہ ---------- وکم من حنفی حنفی فرعا مرجی او زیدی اصلاً وبالجملۃ فالحنفیۃ لہا فروع باعتبار اختلاف العقیدۃ فمنہم الشیعۃ ومنہم المعتزلۃ ومنہم المرجئۃ۔ (الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل ص ۲۷۔ دوسرا نسخہ ص ۳۸۵۔ ۳۸۶ بتحقیق ابی غدہ)

"عقیدہ کے اعتبار سے حنفی مذہب کی کئی شاخیں اور فروع ہیں۔ بہت سارے حنفی شیعہ، معتزلہ اور مرجئہ ہیں، در حقیقت حنفی فرقہ وہ جماعت ہے جو فروعی مسائل اور شرعی اعمال میں امام ابو حنیفہ کی تقلید کرتے ہیں اگرچہ ان کا عقیدہ امام صاحب کے موافق ہو یا نہ ہو، اگر موافق ہو گا تو وہ کامل حنفی کہلائے گا مگر جو دوسرے فرقوں کے موافق عقیدہ رکھے گا وہ بھی حنفی ہی کہلائے گا لیکن اس کے عقیدے کی وضاحت کی جائے گی، اس طرز پر بہت سارے لوگ فروعی مسائل میں حنفی ہیں اور عقیدہ کے اعتبار سے معتزلی مثلاً زمخشری، نجم الدین الزاہدی، عبدالجبار، ابو ہاشم اور جبائی وغیرہم، اسی طرح کتنے ہی فروعی مسائل میں حنفی ہیں اور اصولی مسائل کے اعتبار سے مرجیہ اور زیدی شیعہ ہیں۔"

اسی طرح احناف کے مرشد و ممدوح شیخ عبدالقادر جیلانی نے بہتر (۷۲) گمراہ فرقوں کی تفصیل ان کے ناموں کے ساتھ لکھی ہے، مرجئہ فرقہ کی بارہ شاخوں میں سے ایک "حنفیہ" کو قرار دیا ہے اور حنفیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

وامر الحنفیۃ فہم بعض اصحاب ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت زعموان الایمان ہو المعرفۃ والاقرار باللہ ورسولہ-----

یعنی حنفیہ، ابو حنیفہ کے بعض اصحاب کا نام ہے جن کا نظریہ یہ ہے کہ ایمان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی معرفت اور اقرار کا نام ہے۔

شیخ جیلانی فرقہ ناجیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

واما الفرقۃ الناجیۃ فہی اہل السنۃ والجماعۃ ----- وما اسمہم الا اصحاب الحدیث واہل السنۃ۔

یعنی فرقہ ناجیہ اہل السنۃ والجماعۃ ہے جن کا نام اصحاب الحدیث (اہل الحدیث) اور اہل السنۃ ہی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(غنیۃ الطالبین ص ۲۱۴- ۲۲۱، ۲۲۲)

یعنی حنفیہ شیخ جیلانی کے نزدیک گمراہ فرقوں میں سے ہے جن کا اہل السنۃ والجماعۃ سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔

اسی لئے شیخ العرب والعجم علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: "میں یہ بات علیٰ وجہ البصیرۃ کہتا ہوں کہ موجودہ تمام مذہبی فتنوں مثلاً عیسائی مشنری، کمیونزم تحریک، چکڑالوی، انکار حدیث، مرزائی، شیعہ وغیرہ کی بنیاد فقہ حنفی کی کتابوں میں ملتی ہے۔ پھر اگرچہ کسی نے پَر سے پرندہ بنایا ہو، لیکن اس پَر کا وجود فقہ حنفی میں ہوتا ہے۔" (مروجہ فقہ کی حقیقت (سندھی) ص ۳۰)

قارئین کرام: اس کے برعکس آج کل دیوبندیوں اور بریلویوں نے یہ کہنا شروع کردیا ہے کہ مرزا قادیانی اہلحدیث تھا اس کی مثال "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" کی طرح ہے، مرزا اگر اہلحدیث ہوتا تو دعویٰ الوہیت، نبوت، مسیحیت وغیرہ کبھی نہ کرتا کیونکہ ائمہ کرام کے نزدیک اہلحدیث کی تعریف ہی یہی ہے کہ:

صاحب الحدیث عندنا من یستعمل الحدیث۔ (مناقب الامام احمد بن حنبل ص ۲۰۸)

"یعنی ہمارے نزدیک اہلحدیث وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کی حدیث پر عمل پیرا ہو" جب کہ احادیث میں تو اس قسم کے دعوؤں کو کفر و شرک کہا گیا ہے۔ تو مرزا کا اہلحدیث ہونا محال ہے۔

اصولی جواب

اہلحدیث کے عظیم سپوت مولانا پروفیسر حافظ عبداللہ بہاولپوری رحمہ اللہ اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: اگر بفرض و محال یہ تسلیم کر لیا جائے کہ مرتد ہونے سے پہلے یہ لوگ اہلحدیث تھے۔ تو اس سے اہلحدیث پر کیا حرف آتا ہے؟ آپ لوگ مقلد ہیں جو ایسی بے عقلی کی باتیں کرتے ہیں اگر تقلید نے آپ کی مت نہ ماردی ہوتی تو ایسی احمقانہ باتیں کبھی نہ کرتے، آپ بتائیں رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے والوں میں سے جو مرتد ہوئے ان سے آپ ﷺ یا جماعت صحابہ پر کوئی حرف آیا؟ شیطان کے راندہ درگاہ ہونے سے جماعت ملائکہ پر کوئی اثر پڑا؟ اگر اسلام سے کوئی منحرف ہو جائے تو اسلام پر کوئی دھبہ آسکتا ہے؟ کسی کے راہ حق سے ہٹ جانے سے راہ حق خراب نہیں ہوتی بلکہ صاف ہو جاتی ہے۔ جب ایک مسلمان اقالہ بیعت کر کے مدینہ چھوڑ کر جانے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ مدینہ بھٹی ہے یہ منافق اور گندے کو برداشت نہیں کرتا۔ جس کے اندر گند ہوتا ہے وہ حق کو چھوڑ جاتا ہے اس سے حق پر طعن نہیں آتا، دیوبندی حضرات احمد رضا خان بریلوی کو کیا سمجھتے ہیں؟ ان کے نزدیک وہ امام الضالین والمضلین نہ تھے؟ اسی طرح بریلوی حضرات رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی اور دیگر دیوبندی اکابرین کو ان سے کم "القابات" سے نہیں نوازتے۔ ان کا ظہور حنفیت میں ہی ہوا اور حنفیت میں ہی پروان چڑھے حنفیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ہی انہوں نے چار چاند لگائے۔ آپ بتائیں ان کی وجہ سے کیا حنفیت پلید ہو گئی؟ اگر ان کے ظہور سے حنفیت کو کچھ نہیں ہوا تو مرزا یا کسی اور کے خروج سے اہلحدیث کو کیا ہو جائے گا؟" (رسائل بہاولپوری ص ۱۸۳ بتصرف یسیر)

ہمارے استاد فضیلۃ الشیخ حافظ محمد سلیم صاحب حفظہ اللہ (شیخ الحدیث المعہد السلفی کراچی) نے بتایا کہ مناظر اہلحدیث مولانا عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ پر مد مقابل مناظر نے یہی اعتراض کیا کہ مرزا قادیانی اہلحدیث تھا؟ تو انہوں نے برجستہ جواب دیا کہ : "خراب ہمیشہ دودھ ہی ہوتا ہے، پیشاب کبھی خراب نہیں ہوتا"

حقیقت کیا ہے؟

معزز قارئین! حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی دعویٰ نبوت سے قبل اور بعد میں بھی حنفی رہا اور حنفیت کی تعریف سے رطب اللسان تھا، بلکہ لوگوں کو حنفیت کی تعلیم دیتا رہا۔ لیکن باری ہے سب سے پہلے اصول وعقائد کی اس لیئے ہم بات کی ابتداء کرتے ہیں عقائد سے آئندہ سطور میں ہم ثابت کریں گے کہ مرزا جی اور احناف کے عقائد میں ہم آہنگی ہے۔

(۱) غیر اللہ کو پکارنا

مرزا قادیانی مشکل اور مصیبت کے وقت پڑھا کرتا تھا:

اے سید الوریٰ مددے وقت نصرت است

یعنی اے رسول اللہ! آپ کی امت پر نازک گھڑی آئی ہوئی ہے میری مدد کو تشریف لایئے کہ یہ نصرت کا وقت ہے۔ (سیرت المہدی ص ۵۵ ج ۳)

یہ الفاظ بھی مذکور ہیں کہ :

صلی اللہ علیك یا رسول اللہ وسلمك اللہ یا رسول اللہ (ایضًا)

حاجی امداد اللہ صاحب دیوبندی کے اشعار بھی بلکل اسی طرز کے ہیں کہ :

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل — اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

(کلیات امدایہ ص ۹۱)

اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں :

دستگیری کیجئے میرے نبی — کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبی

بجز تمہارے ہے کہاں میری پناہ — فوج کلفت مجھ پر آ غالب ہوئی

ابن عبداللہ زمانہ ہے خلاف — اے میرے مولا خبر لیجئے میری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہوں بس اور آپکا دریا رسول　　ابر غم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی

(نشرالطیب ص ۱۵۶)

دیوبندیوں کے نزدیک علی رضی اللہ عنہ بھی مشکل کشا ہیں (کلیات امدادیہ ص ۱۰۳) مزید دیکھئے فضائل درود ۲ ۷۲/۳)

بریلوی حضرات کے نزدیک تو یہ عقیدہ مسلمہ ہے۔

(۲) قبر پرستی

"مرزا قادیانی نے ایک بزرگ کی قبر پر دعا مانگی تو صاحب قبر اپنی قبر سے نکل کر دوزانو ہو کر ان کے سامنے بیٹھ گئے۔ مرزا نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اگر تم نہ ہوتے تو میں ان سے باتیں بھی کر لیتا۔" الخ (سیرۃ المہدی ج ا ۷۱)

"بعض لوگ قبروں پر سے کپڑے اتار کر لے جاتے تھے جب مرزا قادیانی کو معلوم ہوا تو اس نے اس کام کو ناجائز قرار دیا تب یہ لوگ باز آگئے۔" (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۲۶۴)

چہلم کے بارے میں مرزا کی ایک حکایت ہے کہ: یہ جو چہلم کی رسم ہے یعنی مردے کے مرنے سے چالیسویں دن کھانا کھلا کر تقسیم کرتے ہیں غیر مقلد اسکے بہت مخالف ہیں۔۔۔۔۔اس پر مرزا نے کہا فرمایا کہ چالیسویں دن غرباء میں کھانا تقسیم کرنے میں یہ حکمت ہے کہ مردے کی روح کے رخصت ہونے کا دن ہے پس جسطرح لڑکی کو رخصت کرتے ہوئے کچھ دیا جاتا ہے اسی طرح مردے کی روح کی رخصت پر بھی غرباء میں کھانا دیا جاتا ہے تا کہ اسے اسکا ثواب پہنچے۔" (سیرۃ المہدی ج ا ص ۱۸۳)

"مرزا بزرگوں کے عجیب و غریب کشف اور چلہ کشی وغیرہ کا بھی قائل تھا۔" (سیرۃ المہدی ج ا ص ۸۲-۸۱-۷۰-۶۹- تریاق القلوب ۶۲)

"مرزا کے والد کی قبر پختہ بنائی گئی اور مسجد کے صحن میں دفن کیا گیا۔" (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۱۷۸)

قارئین کرام! ان عقائد کا حامل شخص اہلحدیث کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ عقائد تو حنفیت کی دونوں شاخوں بریلویوں اور دیوبندیوں کے پاس مسلمہ ہیں جن سے ان کے اکابر کی کتابیں بھری پڑی ہیں، چنانچہ حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ:

"ایک صاحب کشف شخص حضرت حافظ صاحب کے مزار پر فاتحہ پڑھنے لگے۔ بعد فاتحہ کہنے لگے: بھائی! یہ کون بزرگ ہیں؟ بڑے دل لگی باز ہیں جب میں فاتحہ پڑھنے لگا تو مجھ سے فرمانے لگے کہ جاؤ کسی مردہ پر فاتحہ پڑھیو یہاں زندوں پر فاتحہ پڑھنے آئے ہو یہ کیا بات ہے۔" (ارواح ثلاثہ ۱۸۱ حکایت نمبر ۲۰۵)

اسی قسم کے مزید واقعات کے لئے تبلیغی جماعت کے رہنما مولوی زکریا کی کتاب فضائل صدقات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ص ۵۷۲-۵۷۱-۵۶۲-ملاحظہ فرمائیں۔

نیز دیوبندیوں کے نزدیک قبر کی مٹی سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ (حکایات اولیاء حکایت نمبر ۳۶۶)

عقیدہ کے بارے میں علی الاطلاق مرزائیت کا یہ پیغام ہے کہ: "احمدیت کا سیدھا سادہ عقیدہ اس بارے میں وہی ہے جو حضرت امام ابو حنیفہ کا تھا" (پیغام احمدیت ص ۱۶)

عقیدہ کے دیگر مسائل

مرزا کے نزدیک بزرگوں کو دیکھنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ (سیرۃ المھدی ج ۲ ص ۹۸) اور دیوبندیوں کے نزدیک بھی بزرگ کم درجہ نہیں رکھتے۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

"واللہ العظیم مولانا تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا نجات اخروی کا سبب ہے (تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۱۱۳)

اور دیوبندیوں کے نزدیک حق وہی ہے جو رشید احمد گنگوہی کی زبان سے نکلتا ہے (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۱۷)

مرزا نے لکھا ہے کہ: ہمارے نبی ﷺ کا اکثر اولیاء سے عین بیداری کی حالت میں ملاقات کرنا کتابوں میں بھرا پڑا ہے اور مؤلف رسالہ ہٰذا (خود مرزا) بھی کئی دفعہ اس شرف سے مشرف ہو چکا ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۹۴)

اسی طرح دیوبندی مولوی علی میاں نے سید احمد شہید کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے بیداری کی حالت میں رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ (تاریخ دعوت وعزیمت ج ۱ ص ۱۲۸ حصہ ششم)

مرزا قادیانی اپنے آپکو رحمۃ للعالمین کہتا ہے (تذکرۃ الشہادتین ص ۳)

اور دیوبندیوں کے نزدیک حاجی امداد اللہ رحمۃ للعالمین ہیں (قصص الاکابر ص ۶۹)

جبکہ اللہ رب العالمین اپنی پیاری کتاب قرآن مجید میں محمد رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ (107) (الانبیاء)

ہم نے آپکو رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا

قارئین کرام! مندرجہ بالا عقائد میں مرزا قادیانی نے حنفیت کی خوب تائید کر رکھی ہے۔ نجات کی بنیاد عقیدہ پر ہے، سب انبیاء کی پہلی دعوت عقیدہ توحید کی دعوت ہے اور اہلحدیث کا مرزائیوں، حنفیوں بریلویوں اور دیوبندیوں سے اصل اختلاف عقیدے میں ہے۔

عقائد میں مرزا قادیانی نے احناف کی اتنی موافقت کر رکھی ہے کہ علماء احناف بھی اسے تسلیم کر رہے ہیں چنانچہ بریلوی حضرات کے مرشد و محبوب خواجہ غلام فرید چشتی حنفی فرماتے ہیں کہ: وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مرزا قادیانی) اہل سنت و جماعت کے عقائد و ضروریات دین کا ہرگز منکر نہیں ہے۔" (اشارات فریدی حصہ سوم ص ٦٠)

دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کے سامنے کسی شخص نے مرزا کے لئے سخت الفاظ استعمال کیے تو انہوں نے اسے برا محسوس کیا۔ حضرت (تھانوی) نے لہجہ بدل کر ارشاد فرمایا کہ "یہ زیادتی ہے، توحید میں ہمارا ان سے کوئی اختلاف نہیں"۔۔۔۔۔الخ (سچی باتیں ص ٢١٣)

امام اعظم کون ہیں؟

اہلحدیث کے نزدیک امام اعظم محمد رسول اللہ ﷺ ہیں چنانچہ محدث دیار سندھ شیخ العرب والعجم الامام السید بدیع الدین شاہ الراشدی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"خبردار! اہلحدیث کا کوئی بھی امام نہیں ہے بلکہ صرف ایک امام یعنی امام اعظم جناب رسالت مآب محمد ﷺ ہیں۔" (مروجہ فقہ کی حقیقت (سندھی) ص ٤٦)

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سندھ کی عظیم منہجی جماعت، جمعیت اہلحدیث سندھ کی بنیاد رکھی تو اس کے منشور میں باقاعدہ یہ نکتہ شامل فرمایا کہ:

"صرف محمد ﷺ کو امام اعظم تسلیم کرنا" (توحید ربانی سندھی)

دوسری طرف حنفی، امام ابو حنیفہ کے "امام اعظم" ہونے کا ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں، اس نام سے کانفرنسیں بھی منعقد کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس مسئلے میں احناف کی تائید کر رکھی ہے چنانچہ اس نے ازالہ اوہام ص ١٩٨ میں امام ابو حنیفہ کو امام اعظم لکھا ہے اور امام صاحب کے احادیث کی طرف کم التفات کرنے کی عجیب و غریب تاویلیں کی ہیں اور ان کی تعریف میں رطب اللسان ہے، مرزا بشیر لکھتا ہے کہ: حضرت مسیح موعود (مرزا) یوں تو سارے اماموں کو عزت کی نظر سے دیکھتے تھے مگر امام ابو حنیفہ صاحب کو خصوصیت کے ساتھ علم و معرفت میں بڑھا ہوا سمجھتے تھے اور ان کی قوت استدلال کی بہت تعریف فرماتے تھے۔ (سیرت المہدی ص ٤٩ ج ٢) بلکہ اجتہاد، علم اور درایت اور فہم و فراست میں باقی ائمہ ثلاثہ سے افضل و اعلیٰ تھے۔ (ازالہ اوہام ص ١٩٨)

اہلحدیث بھی امام ابو حنیفہ کی عزت کرتے ہیں مگر تعریف میں اتنا غلو ایک حنفی ہی کر سکتا ہے!

عقیدہ ختم نبوت

عقیدہ ختم نبوت قرآن و حدیث کے دلائل سے ثابت ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں لیکن حنفی مولویوں کی کتابوں میں ایسی عبارتیں موجود ہیں جن سے اس عظیم الشان عقیدے پر حرف آتا ہے چنانچہ "حضرت غوث علی شاہ قلندری قادری" کی ملفوظات مولوی گل حسن شاہ قادری نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تذکرہ غوثیہ" کے نام سے مرتب کی ہے جس کے صفحہ ۳۲۴ میں ہے کہ: حضرت ابو بکر شبلی کی خدمت میں دو شخص بارادہ بیعت حاضر ہوئے ان میں سے ایک کو فرمایا کہ کہو: لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ اس نے کہا اجی لاحول ولاقوۃ الا باللہ آپ نے بھی یہی کلمہ پڑھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دوسرے شخص کو بلایا اور فرمایا کہو لا الہ الّا اللہ شبلی رسول اللہ اس نے جواب دیا کہ حضرت میں تو آپ کو کچھ اور ہی سمجھ کے آیا تھا آپ تو درے ہی پر گرپڑے رسالت پر ہی قناعت کی (یعنی میں آپ کو رسالت سے بڑھ کر سمجھ کر آیا تھا)

مولوی اشرف علی دیوبندی کے ایک مرید نے خواب دیکھا کہ وہ خواب میں کہہ رہا ہے لا الہ الّا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور پھر اٹھ کر بھی اس کے منہ سے درود پڑھتے ہوئے محمد ﷺ کی بجائے مولانا اشرف علی نکلتا ہے۔ (رسالہ امداد ص ۳۵ بحوالہ دیوبندیت ص ۱۹۰)

جب مرید نے خواب بیان کیا تو مولوی اشرف علی نے بجائے اسے ڈانٹنے اور ایمان کی تجدید کروانے کے اسے ان الفاظ سے حوصلہ دیا کہ "اس واقعے میں تسلی تھی کہ جسکی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے"۔

مولوی رشید احمد گنگوہی نے کہا: اور یہ قسم (سے) کہتا ہوں کہ جو کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۱۷)

ایک بریلوی مولوی محمد اصغر علوی اپنے اعلیٰ حضرت احمد رضا کے بارے میں لکھتا ہے کہ: غیر شرعی لفظ زبان مبارک پر نہ آیا اور اللہ تعالیٰ نے ہر لغزش سے آپکو محفوظ رکھا۔ (مقدمہ فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۶)

اندازہ لگایئے کہ معصوم عن الخطا ہونا تو انبیاء کرام کی شان ہے! احمد رضا کے سونے کے انداز کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

اپنی کروٹ اس طرح لیٹتے تھے کہ دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھتے اور پاؤں سمیٹ کر سوتے اس طرح سر "میم" کہنیاں "ح" کمر "میم" اور پاؤں "دال" گویا نام محمد (ﷺ) کا نقشہ بن جاتا اسطرح سونے سے فائدہ یہ ہے کہ ستر ہزار فرشتے رات بھر نام مبارک کے گرد درود شریف پڑھتے ہیں (فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۱۶)

بلکہ ص ۱۱ پر یہ بھی لکھا ہے کہ: انی لاجد نور اللہ فی ھذا الجبین (بیشک اللہ کا نور اس (احمد رضا کی) پیشانی میں پاتا ہوں)۔

قارئین کرام! خاتم النبیین کے معنی میں بھی ان لوگوں نے تحریف کر رکھی ہے چنانچہ ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

اذا المعنیٰ لایاتی نبی بعدہ ینسخ ملتہ (موضوعات کبیر ص ۱۰۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی خاتم النبیین کا معنٰی یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہ آئے گا کہ جو آپ ﷺ کے دین کو منسوخ کردے۔

اس کا معنٰی تو یہ ہے کہ شریعت کو منسوخ کرنے والا نبی نہیں آسکتا لیکن شریعت محمدی کو منسوخ نہ کرنے والا نبی آسکتا ہے۔ مرزا کے بارے میں کیا خیال ہے اس نے بھی ظلی، بروزی اور شارح نبی ہونے کا دعوٰی کیا تھا؟

مولوی قاسم نانوتوی فرماتے ہیں اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور نبی ہو تو جب بھی آپکا خاتم ہونا بدستور باقی ہے۔(تحذیر الناس ۱۸)

دیوبندیوں کے نزدیک سات زمینیں ہیں ہر زمین میں ہمارے نبی جیسا نبی ہے۔ (تحذیر الناس ص ۴)

قاری طیب دیوبندی لکھتے ہیں کہ: حضور کی شان محض نبوت ہی نہیں نکلتی بلکہ نبوت بخشی بھی نکلتی ہے جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپ کے سامنے آگیا نبی ہو گیا (آفتاب نبوت ص ۸۲)

خاتم النبیین کا بعینہ یہی معنٰی مرزا قادیانی نے کیا ہے لکھتا ہے:

آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا گیا یعنی آپکو افاضہ کمال کے لیئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپکی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے (حقیقۃ الوحی ص ۹۷ روحانی خزائن ص ۱۰۰ ج ۲۲)

تقلید اور مرزا قادیانی

جس طرح احناف تقلید کے دلدادہ ہیں مرزا قادیانی بھی اسی طرح تقلید کو ضروری تصور کرتا ہے چنانچہ لکھا ہے: ہمارا مذہب وہابیوں کے برخلاف ہے ہمارے نزدیک تقلید کو چھوڑنا ایک قباحت ہے کیونکہ ہر ایک شخص مجتہد نہیں ہے۔

آج کل جو لوگ بگڑے ہوئے ہیں اسکی وجہ صرف یہی ہے کہ اماموں کی متابعت چھوڑدی گئی۔ (روحانی خزائن ج ۲ ص ۳۴۲۔۳۴۳)

یعنی مرزا کے نزدیک وہابی وہ ہیں جو تقلید کو چھوڑ دیتے ہیں اسلیئے ان وہابیوں سے اعلان برأت کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ: مجھے یہ خواہش کبھی نہیں ہوئی کہ مجھے وہابی کہا جائے اور میرا نام کسی کتاب میں وہابی نہ نکلے گا۔(روحانی خزائن ۲ ج ۴ ص ۴۰۳)

ایک مولوی مرزا کے پاس آیا اور الگ ملاقات کی خواہش ظاہر کی جب وہ آپ سے ملا تو باتوں باتوں میں اسنے کئی دفعہ یہ کہا کہ میں حنفی ہوں اور تقلید کو اچھا سمجھتا ہوں وغیر ذالک آپ نے اس سے فرمایا کہ ہم کوئی حنفیوں کے خلاف تو نہیں ہیں کہ آپ بار بار اپنے حنفی ہونے اظہار کرتے ہیں میں تو ان چار اماموں کو مسلمانوں کے لیئے بطور چار دیواری کے سمجھتا ہوں جسکی وجہ سے وہ منتشر اور پراگندہ ہونے سے بچ گئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں ہر شخص اس بات کی اہلیت نہیں رکھتا کہ دینی امور میں اجتہاد کرے اگر یہ ائمہ نہ ہوتے تو ہر اہل و نااہل آزادانہ طور پر اپنا طریق اختیار کرتا اور امت محمدیہ میں ایک اختلاف کی عظیم صورت قائم ہو جاتی، ان ائمہ نے مسلمانوں کو پراگندہ ہو جانے سے محفوظ رکھا ہم ان کی قدر کرتے ہیں ان کی بزرگی اور احسان کے معترف ہیں یہ امام مسلمانوں کے لیئے بطور چار دیواری کے رہے ہیں۔(سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۴۹)

قارئین کرام! مرزا نے تقلید کی تعلیم کتنے ہی "خوبصورت" انداز میں پیش کی ہے کیا یہ انداز کسی اہلحدیث کا ہو سکتا ہے؟

یعنی مرزا کے نزدیک ان ائمہ کی تقلید کو چھوڑنا انتشار، پراگندگی، آزادی اور اختلاف کا باعث ہے!

اب ان چاروں مذاہب میں سے جو مذہب مرزا نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لیئے پسند کیا وہ حنفی مذہب ہے۔

مرزا قادیانی حنفی مناظر کی حیثیت سے

مولانا محمد حسین بٹالوی کے مقابلے میں حنفیوں نے مرزا قادیانی کو مناظر مقرر کیا اس نے حنفی اور وہابی مسائل پر شیخ محمد حسین بٹالوی سے مناظرہ کیا اور رسوا ہوا۔(سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۹۱)

مرزا کی حنفیت سے محبت

یہ بات پیچھے گذر چکی ہے کہ مرزا لفظ وہابی و غیر مقلد اہلحدیث کے لیئے استعمال کرتا تھا چنانچہ لکھا ہے کہ نواب ناصر وہابی مذہب کے تھے اور مرزا صاحب اہل سنت والجماعت تھے ان کے درمیان اپنے اپنے مذاہب پر بحث مباحثہ بھی ہوتا رہتا تھا۔(سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۱۷۸)

مرزا کا بیٹا مرزا بشیر لکھتا ہے کہ: اصولاً آپ ہمیشہ اپنے آپکو حنفی ظاہر فرماتے تھے آپ نے اپنے لیئے کسی زمانہ میں بھی اہل حدیث کا نام پسند نہیں فرمایا (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۴۹)

مرزا خود لکھتا ہے کہ: ہمارے ہاں جو آتا ہے اسے پہلے حنفیت کا رنگ چڑھانا پڑتا ہے میرے خیال میں یہ چاروں مذاہب اللہ تعالیٰ کا فضل ہیں اور اسلام کے واسطے ایک چار دیواری (ملفوظات مرزا غلام احمد ج ۲ ص ۳۳)

مولوی محمد علی لاہوری نے لکھا: حضرت مرزا صاحب ابتداء سے لیکر آخر زندگی تک علی الاعلان حنفی المذہب رہے (تحریک احمدیت ص ۱۱)

مرزا حنفیت کا داعی و مبلغ

نہ صرف یہ کہ مرزا خود حنفی تھا بلکہ حنفیت کا داعی اور مبلغ بھی تھا۔

چنانچہ مرزا بشیر لکھتا ہے کہ: مرزا نے مولوی نورالدین صاحب کو یہ لکھا کہ آپ یہ فرمادیں کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حنفی المذہب ہوں حالانکہ آپ جانتے تھے کہ حضرت مولوی صاحب عقیدتاً اہلحدیث تھے حضرت مولوی صاحب نے اس کے جواب میں حضرت (مرزا) صاحب کی خدمت میں ایک کارڈ ارسال کیا جس میں لکھا:

بہ مے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بے خبر نبود زادہ و رسم منزلہا

اور اس کے نیچے نورالدین حنفی کے الفاظ لکھ دیئے۔۔۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی صاحب نے جو شعر لکھا تھا کہ اگرچہ میں اپنی رائے میں تو اہل حدیث ہوں لیکن چونکہ میرا پیر طریقت (مرزا) کہتا ہے کہ اپنے آپ کو حنفی کہو اسلیئے میں اس کی رائے پر اپنی رائے کو قربان کرتا ہوا اپنے آپکو حنفی کہتا ہوں (سیرت الہدی ج ۲ ص ۴۸) مرزا نے مولوی نورالدین پر حنفیت کا ایسا رنگ چڑھایا کہ اس نے لکھا کہ: کتاب وسنت پر ہمارا عمل ہے اگر بتصریح وہاں مسئلہ نہ ملے تو فقہ حنفیہ پر اس ملک میں عمل کر لیتے ہیں (مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین ص ۳۲)

اوپر مذکور واقعہ میں نورالدین کے الفاظ کہ: میرا پیر طریقت کہتا ہے کہ اپنے آپکو حنفی کہو اسلیئے میں اپنی رائے کو اسکی رائے پر قربان کرتا ہوں" اسکی مقلدانہ ذہنیت کی عکاسی کرتے ہیں نیز مرزا کے دامن تزویر میں پھنسنے سے پہلے ہی نورالدین کے اصول وہی تھے جو احناف کے ہیں (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۴۸)

www.KitaboSunnat.com

مرزا کا اہلحدیث سے بغض

اوپر یہ حوالہ گذر چکا ہے کہ مرزا کو لقب اہلحدیث سے نفرت تھی، اس نے کسی زمانہ میں بھی اہلحدیث کا نام پسند نہیں کیا۔ مرزا کے اصول و قواعد اہلحدیث سے الگ تھلگ ہیں چنانچہ وہ خود لکھتا ہے کہ: ہم اہلحدیث کی اصطلاحات سے الگ ہو کر بات کرتے ہیں یعنی ہم حدیث اور سنت کو ایک چیز قرار نہیں دیتے جبکہ یہ رسمی محدثین کا طریقہ ہے۔ (مسیح موعود حکم کاریو ۶:)

مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ نے اہلحدیث کے دس امتیازی مسائل، رفع الیدین آمین وغیرہ کے ثبوت کے بارے میں ایک اشتہار شایع کیا، اس اشتہار کے بارے میں مرزا نے کہا کہ دیکھو یہ کیسا فضول اشتہار ہے جب نماز ہر طرح ہو جاتی ہے تو ان باتوں کا تنازعہ موجب فساد ہے۔ (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۴۵-۴۴) رسول اللہ ﷺ کی سنت کے دفاع میں شایع کردہ اشتہار کو فضول اور موجب فساد قرار دینا اہل تقلید کا طریقہ کار ہے اور مرزا کی نبی کریم ﷺ کی پیاری سنتوں سے دشمنی اور اہلحدیث سے بغض و نفرت کی واضح دلیل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا قادیانی نے جہاد کی حرمت کا فتویٰ دیا تھا اور اہلحدیث اس فتویٰ کے سخت مخالف تھے اس واقعے کو تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے مرزا لکھتا ہے کہ:

اور پنجاب کے شر انگیز بعض آدمی جو اپنے تئیں موحد یا اہلحدیث کے نام سے موسوم کرتے تھے امیر کے پاس پہنچ گئے تھے۔۔۔۔۔(تذکرۃ الشہادتین ص ۵۱)

مندرجہ بالہ عبارت میں مرزا نے اہلحدیث کو شر انگیز قرار دیا ہے اس سے واضح ہے کہ مرزا کو اہلحدیث سے سخت نفرت تھی۔

ایک شخص فتح خان کے بارے میں لکھا ہے کہ: فتح خان رسولپور متصل ٹانڈہ ضلع ہوشیار پور کا رہنے والا تھا اور حضور (مرزا) کا بڑا معتقد تھا مگر بعد میں مولوی محمد حسین بٹالوی کے اثر کے نیچے مرتد ہو گیا۔(سیرۃ المہدی ج ا ص ۶۹)

اس عبارت سے واضح ہے کہ علماء اہلحدیث کا یہ کام تھا کہ عام مسلمانوں اور خصوصاً مرزا کے معتقدین کو اس کے چنگل سے چھڑا کر مسلمان اہلحدیث بناتے تھے جنھیں مرزا مرتد قرار دے رہا ہے یعنی علماء اہلحدیث سے تعلق اور ان کے زیر اثر آنا اور اہلحدیث ہونا مرزا کے نزدیک "مرتد" ہونا ہے۔

اسی لیئے مولانا محمد حسین بٹالوی کو اول المکفرین اور مولانا ثناء اللہ امرتسری کو اشد المعاندین قرار دیا ہے۔(سیرۃ المہدی ج ا ص ۴۸ — ۱۰۷)

مرزا کہتا ہے: محمد حسین بٹالوی نے مجھے سب سے پہلے کافر قرار دیا، سب سے پہلے استفتاء کا کاغذ ہاتھ میں لے کر ہر ایک طرف یہی بٹالوی صاحب دوڑے چنانچہ سب سے پہلے کافر و مرتد ٹھہرانے میں جہاں نذیر حسین دہلوی نے قلم اٹھائی اور بٹالوی صاحب کے استفتاء کو اپنی کفرئی شہادت سے مزین کیا اور میاں نذیر حسین نے جو اس عاجز کو بلا توقف و تامل کافر ٹھہرایا۔(انجام آتھم: ۲۱۲، آئینہ کمالات اسلام ص ۳۱)

اہلحدیث کے امتیازی مسائل اور مرزا قادیانی

پچھلی سطور میں یہ بات باحوالہ گذر چکی ہے مرزا نے اہلحدیث کے دس امتیازی مسائل کے اشتہار کو فضول و موجب فساد قرار دیا، مرزا کا بیٹا لکھتا ہے کہ:

ایک سچے احمدی کی نماز وہ نہیں جیسی ایک عام (حنفی) مسلمان پڑھتا ہے؟ شکل وہی ہے (پیغام احمدیت ص ۴۱)

مرزا اہلحدیث کی نماز پر حنفیوں کی طرح مذاق کیا کرتا تھا اور سنت کے مطابق نماز پڑھنے والے کو ٹوکتا تھا۔ چنانچہ عبداللہ سنوری مرتد ہونے سے قبل آمین بالجہر، رفع الیدین وغیرہ کیا کرتا تھا وہ بیان کرتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۔ہے کہ: ایک دفعہ جب میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی تو نماز کے بعد آپ نے مجھ سے مسکرا کر فرمایا میاں عبداللہ! اب تو اس سنت پر بہت عمل ہو چکا ہے! اور اشارہ رفع الیدین کیطرف تھا۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ اس دن سے میں نے رفع الیدین کرنا ترک کر دیا بلکہ آمین بالجھر کہنا بھی چھوڑ دیا اور میاں عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت (مرزا) صاحب کو کبھی رفع یدین کرتے یا آمین بالجھر کہتے نہیں سنا اور نہ کبھی بسم اللہ بالجھر پڑھتے سنا ہے۔ (سیرۃ المہدی ج ا ص ۱۶۲)

شب برأت وغیرہ کے موقع پر کھیل و تفریح کے لیئے گھر میں آتش بازی کے انار وغیرہ منگا کر چلا لیا کرتے تھے، آپ کے سامنے آتش بازی ہوتی دیکھتے رہتے مگر منع نہیں کرتے تھے بعض دفعہ اس کے لیئے پیسے بھی دیتے تھے۔ رسوم کو کلی طور پر اہلحدیث کی طرح رد نہیں کر دیتے تھے۔۔۔ان میں کوئی نہ کوئی توجیہ فوائد کی نکال لیتے تھے۔ (سیرۃ المہدی ج ا ص ۵۵، ۵۶ ج ۳ ۲۳۱)

مرزا قادیانی نماز کی نیت باندھتے وقت اپنے ہاتھوں کے انگوٹھوں کو کانوں تک پہنچاتے تھے یعنی یہ دونوں آپس میں چھو جاتے تھے۔ (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۲۳۱)

ایک شخص میاں حبیب اللہ نے مرزا قادیانی کے ساتھ نماز پڑھی اور اپنا پاؤں اس کے ساتھ ملانا چاہا تو مرزا نے اپنا پاؤں اپنی طرف سرکا لیا جس پر میاں حبیب اللہ بہت شرمندہ ہوا۔ (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۲۹)

اہلحدیث کے نماز میں پاؤں سے پاؤں، ٹخنے سے ٹخنہ، کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہونے پر مرزا کا بیٹا اس طرح تبصرہ کرتا ہے کہ: مگر اس پر اہل حدیث نے اتنا زور دیا اور اس قدر مبالغہ سے کام لیا ہے کہ یہ مسئلہ ایک مضحکہ خیز بات بن گئی اب گویا ایک اہلحدیث کی نماز ہو نہیں سکتی جب تک وہ اپنے ساتھ والے نمازی سے کندھے سے کندھا اور ٹخنہ سے ٹخنہ اور پاؤں سے پاؤں رگڑاتے ہوئے نماز ادا نہ کرے حالانکہ اس قدر قرب بجائے مفید ہونے کے نماز میں خواہ مخواہ پریشانی کا موجب ہوتا ہے۔ (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۳۰)

قارئین کرام! نوٹ فرمائیں کہ سنتوں پر سختی سے عمل کرنے کو مضحکہ خیز اور باعث پریشانی قرار دینا تقلیدی ذہنیت نہیں تو اور کیا ہے؟

مرزا اپنے بیعت کرنے والوں کو کہتا تھا کہ: نماز میں اپنی زبان میں دعا کیا کریں (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۱۴) یہی مسئلہ فقہ حنفی کی کتاب ہدایہ اولین ص ۱۵۱ میں ہے کہ:

فان افتتح الصلاۃ بالفاسیۃ او قرأ فیھا بالفارسیۃ او ذبح وسمّٰی بالفارسیۃ وھو یحسن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العربية اجزاه عند ابی حنیفة

یعنی جو شخص عربی زبان اچھی طرح سے جانتا بھی ہو پھر بھی نماز فارسی میں پڑھے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک نماز جائز ہو گی۔

تمام اہل حدیث کا نظریہ یہ ہے کہ جو شخص نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اسکی نماز نہیں ہوتی اس کے بر خلاف مرزا کہتا ہے کہ: میں یہ نہیں کہتا کہ جو شخص سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اسکی نماز نہیں ہوتی کیونکہ بہت سے بزرگ اور اولیاء اللہ ایسے گذرے ہیں جو سورہ فاتحہ کی تلاوت ضروری نہیں سمجھتے تھے اور میں ان کی نمازوں کو ضائع شدہ نہیں سمجھ سکتا۔ اگر ان کی نماز نہ ہوئی تو وہ اولیاء کیسے ہو گئے چونکہ ہمیں امام اعظم سے ایک طرح کی مناسبت ہے اور ہمیں امام اعظم کا بہت ادب ہے ہم یہ فتویٰ نہیں دے سکتے کہ نماز نہیں ہوتی۔ آپ (مرزا) غالی اہل حدیث کی طرح یہ نہیں فرماتے تھے کہ جو شخص سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا اسکی نماز نہیں ہوتی۔ (تذکرۃ المہدی حصہ اول ص ۳۵۳۔ سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۴۹۔ ۵۰)

مرزا اپنی داڑھی کے زیادہ بڑھے ہوئے بالوں کو قینچی سے کتروا دیا کرتا تھا۔۔۔۔۔ اسکا یہ منشاء نہیں کہ داڑھی کی کوئی خاص مقدار شریعت نے مقرر کر دی ہے۔ اس قسم کی جزئی باتوں میں شریعت دخل نہیں دیتی بلکہ شخصی مناسبت اور پسندیدگی پر چھوڑ دیتی ہے۔ منشاء صرف یہ ہے کہ داڑھی منڈوائی نہ جاوے بلکہ رکھی جاوے لیکن داڑھی کا بہت زیادہ لمبا کرنا بھی پسند نہیں کیا گیا چنانچہ مرزا کہتا تھا کہ ایک مشت و دو انگشت کے اندازہ سے زیادہ بڑھی ہوئی داڑھی کتروا دینی مناسب ہے۔ جسکی وجہ غالباً یہ ہے کہ بہت لمبی داڑھی خلاف زینت ہوتی ہے۔ (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۵۴)

داڑھی کے بارے میں مندرجہ بالا نظریہ مقلدین احناف کا ہے۔

مرزا کا مصافحہ کرنے کا طریقہ ایسا تھا جو عام طور پر رائج ہے۔ اہلحدیث والا مصافحہ نہیں کرتا تھا۔ (سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۰۶)

مرزا قادیانی مس ذکر سے وضوء کے ٹوٹنے کا قائل نہ تھا۔ (سیرت المہدی ج ۲ ص ۳۶)

آخر میں ہم صرف اتنا ہی عرض کر دیتے ہیں کہ:

کون کہتا ہے حنفیت و مرزائیت میں جدائی ہو گی
یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہو گی!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتنۂ قادیانیت
اور
اہل حدیث کی اوّلیات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد رمضان یوسف سلفی، فیصل آباد

فتنۂ مرزائیت اور اہل حدیث کی اولیات

انگریزوں نے برصغیر پر غاصبانہ قبضے کے بعد مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے اور ان کے درمیان مذہبی منافرت پیدا کرنے اور انہیں دعوت و جہاد کے پاکیزہ مشن سے دور رکھنے کے لئے ''مرزا غلام احمد قادیانی'' کے روپ میں جھوٹی نبوت کا دعویدار کھڑا کیا۔ انیسویں صدی کے آخری عشروں میں غلام احمد قادیانی نے یکے بعد دیگرے مجدد، مامور من اللہ، مثل مسیح، مسیح موعود اور بالآخر نبی و رسول ہونے کا دعویٰ کر کے اپنے آقا انگریروں کے اغراض و مقاصد کی تکمیل کی۔ انگریز کے اس خود کاشتہ پودے نے جب ماحول کو اپنے زہریلے اثرات سے آلودہ کرنا چاہا تو علمائے اہلحدیث نے فوراً اس کی خبر لی اور اس کے دعوؤں کی تمام تر حقیقت کو طشت از بام کیا۔ معروف مصنف، مترجم اور کئی تحقیقی و عملی کتابوں کے مؤلف مولانا خالد سیف صاحب، متکلم اسلام مولانا حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''مرزایت نئے زاویوں سے'' (طبع طارق اکیڈمی فیصل آباد ۲۰۰۱ء) کے حرف آغاز ص ۱۰ پر لکھتے ہیں۔۔۔۔

۔''مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ گرچہ ان علمائے کرام میں سے تھے جو اس دور میں مرزا قادیانی کے بارے میں حسنِ ظن رکھتے تھے، لیکن جوں ہی مرزا قادیانی نے کھل کر اپنی اصلیت کا اظہار کیا، تو سب سے پہلے مولانا بٹالوی a نے ہی مرزا قادیانی کو کافر قرار دیا۔ اور یہ اعزاز بھی مولانا بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ کو ہی حاصل ہے کہ اسلام اور قادیانیت کے مابین جو سب سے پہلا مناظرہ لاہور میں ہوا تھا، اس میں مسلمانوں کی طرف سے مناظر مولانا بٹالوی تھے اور قادیانیوں کی طرف سے حکیم نور الدین۔ مولانا بٹالوی نے اس مناظرہ میں حکیم نورالدین کو ناکوں چنے چبوائے اور دلائل و براہین کی طاقت سے اس طرح لاجواب کر دیا کہ حکیم نورالدین مناظرہ درمیان میں ہی چھوڑ کر لدھیانہ فرار ہو گیا، جہاں ان دنوں مرزا غلام احمد قیام پذیر تھا۔ بہر حال مولانا بٹالوی نے ۱۵ اپریل ۱۸۹۱ء کو لدھیانہ میں مرزا قادیانی کو تار ارسال کیا، جس میں تحریر تھا کہ ''آپ کا مرید خاص مناظرہ سے راہِ فرار اختیار کر کے آپ کے پاس پہنچ چکا ہے، اسے مناظرے پر آمادہ کریں یا پھر خود مناظرہ کے لئے تیار ہو جائیں''۔

مؤرخ اہلحدیث ذہبیٔ دوراں محترم مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب لکھتے ہیں۔۔۔ ''مرزا قادیانی پر کفر کا سب سے پہلا فتویٰ مشہور اہلحدیث عالم مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ نے تیار کیا تھا اور اسے اپنے استاد عالی مرتبت میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر کے اس پر ان کے دستخط

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرائے تھے، مرزا قادیانی اور ان کے ساتھی اس سے نہایت پریشان ہوئے تھے۔ اس لئے مولانا بٹالوی نے ہندوستان کے دور دراز مقامات میں رہنے والے دو سو معروف و ممتاز علمائے عظام سے خود مل کر یا اپنے نمائندے بھیج کر اس فتوے پر ان کے تائیدی دستخط کرائے تھے اور اس پر انہوں نے اپنی مہریں ثبت فرمائی تھیں۔ مرزا قادیانی اور ان کے ساتھی اس فتوائے تکفیر سے نہایت پریشان ہوئے، چنانچہ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''علمائے پنجاب اور ہندوستان کی طرف سے فتنہ تکفیر و تکذیب حد سے گزر گیا ہے اور نہ صرف علماء بلکہ فقراء اور سجادہ نشین بھی اس عاجز کو کافر اور کاذب ٹھہرانے میں مولویوں کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں، ان لوگوں کے اغواء سے ہزاروں لوگ ایسے پائے جاتے ہیں کہ وہ ہمیں نصاریٰ اور ہنود سے بھی اکفر سمجھتے ہیں۔ اگرچہ تکفیر کا بوجھ نذیر حسین دہلوی کی گردن پر ہے مگر تاہم دوسرے مولویوں کا یہ گناہ ہے کہ انہوں نے اس نازک امر تکفیر میں اپنی عقل اور اپنی تفتیش سے کام نہیں لیا بلکہ نذیر حسین کے دجالانہ فتوے کو دیکھ کر جو محمد حسین بٹالوی نے تیار کیا تھا، بغیر تحقیق کے ایمان لے آئے''۔ (انجام آتھم از مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ ۴۵ مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

مولانا بھٹی صاحب لکھتے ہیں۔۔۔۔۔۔ '' فتوائے تکفیر کے بارے میں مرزا قادیانی کی یہ عبارت بالکل واضح ہے اور انہوں نے صاف لفظوں میں تحریر کیا ہے کہ ان کو کافر قرار دینے کا فتویٰ سب سے پہلے مولانا محمد حسین بٹالوی نے لکھا اور سب سے پہلے اس فتویٰ پر میاں سید نذیر حسین نے دستخط کئے اور ان کے دستخط دیکھ کر پنجاب اور ہندوستان کے دوسرے علماء اور سجادہ نشینوں نے بلکہ بقول مرزا قادیانی کے وہ علماء و سجادہ نشین ''اس فتوے کو دیکھ کر'' اس پر ''ایمان لے آئے ہیں''۔ اس فتوے کے سلسلے میں دوسری جگہ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''مولوی محمد حسین نے یہ فتویٰ لکھا اور میاں نذیر حسین دہلوی سے کہا کہ سب سے پہلے اس پر مہر لگا دے اور میرے کفر کی بابت فتویٰ دے دے اور تمام مسلمانوں میں کافر ہونا شائع کر دے۔ سو اس فتوے اور میاں صاحب مذکور کی مہر سے بارہ برس پہلے یہ کتاب (براہین احمدیہ) تمام پنجاب اور ہندوستان میں شائع ہو چکی تھی اور مولوی محمد حسین جو بارہ برس بعد اول المکفرین بنے، بانی تکفیر کے وہی تھے اور اس آگ کو اپنی شہرت کی وجہ سے تمام ملک میں سلگانے والے میاں نذیر حسین دہلوی تھے''۔ (تحفہ گولڑویہ از مرزا قایانی ص ۱۲۱ مطبوعہ قادیان ۱۹۱۴ء) (ماخوذ: مرزایت نئے زاویوں سے از مولانا حنیف ندوی طبع ۲۰۰۱ء طارق اکیڈمی فیصل آباد، حرفے چند مولانا اسحاق بھٹی ص ۲۰۔۲۱)

مرزا قادیانی کے ان الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ ان کی ''تکفیر'' کے بانی مولانا محمد حسین بٹالوی تھے اور میاں نذیر حسین محدث دہلوی اس تکفیر کی ''آگ کو اپنی شہرت کی وجہ سے تمام ملک میں سلگانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے تھے''۔

مولانا بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو فتویٰ تکفیر مرتب کیا تھا وہ انہوں نے اپنے ماہنامہ رسالے ''اشاعۃ السنہ'' کی ایک ضخیم اشاعت خاص میں شائع کر دیا تھا۔ نومبر ۱۹۸۶ء میں اس فتویٰ تکفیر کا نقشِ ثانی دار الدعوۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور کی طرف سے شائع کیا گیا۔ مولانا بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بہت بڑی خدمت ہے جو انہوں نے مرزا غلام احمد کے خلاف فتویٰ تکفیر مرتب کر کے انجام دی۔ پھر جس اہل حدیث عالم دین نے مرزا قادیانی کا ناطقہ بند کئے رکھا اور آخر دم تک تحریک ختم نبوت کے لئے سرگرم عمل رہے انہیں دنیا فاتح قادیاں مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے جانتی ہے۔ قادیانیت کے خلاف ان کی مکمل خدمات کو مولانا صفی الرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتنہ قادیانیت اور مولانا ثناءاللہ امرتسری'' میں بڑی وضاحت اور تفصیل سے بیان کیا ہے، یہ کتاب راقم کی تقدیم کے ساتھ اگست ۲۰۰۷ء میں مکتبہ محمدیہ قذافی سٹریٹ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔

پاکستان میں قادیانوں کو غیر مسلم قرار دئے جانے کی بات سب سے پہلے اہل حدیث عالم دین مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳ جولائی ۱۹۸۷) نے کی تھی اور اس سلسلے میں انہوں نے ۱۹۵۰ء کے گردو وبیش مرزائیت سے متعلق نہایت اچھوتے انداز میں مضامین ہفت روزہ ''الاعتصام'' میں لکھے اور مرزائیت کارد کیا۔ ان کے یہ مضامین بعد میں ''مرزائیت نئے زاویوں سے'' کے نام کتابی صورت میں شائع ہوئے تھے۔ بلاشبہ علمائے اہلحدیث نے قادیانی تحریک کے خلاف بحث و مباحثے، مناظروں، مجادلوں اور تقریر و تحریر سے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہے۔ تاریخ کا یہ ایک روشن باب ہے اسے فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ افسوس کہ ''بعض الناس'' ان حقائق سے باخبر ہونے کے باوجود ''سہرا'' اپنے بزرگوں کے سر باندھنے کی کوشش کرتے ہیں اور علمائے اہل حدیث کی رد قادیانیت کے سلسلے کی خدمات سے پہلو تہی اختیار کرتے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں تحریک ختم نبوت یا رد قادیانیت کے سلسلے میں اہل حدیث کی اولیات کا تذکرہ کر دیا جائے۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب نے ''مرزایت نئے زاویوں سے'' کے مقدمہ میں، ڈاکٹر بہاءالدین کی '' تحریک ختم نبوت'' کی جلد اول کے حرفے چند میں اور اپنی تصنیف ''تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصورپوری'' میں اہل حدیث کی اولیات کا ذکر کیا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ مرزا غلام احمد پر تکفیر کا فتویٰ سب سے پہلے مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ نے تیار کیا اور اس پر اپنے استاد عالی قدر میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستخط کرائے اور پھر پنجاب و ہندوستان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریباً دو سو مشاہیر علماء کرام کی خدمت میں اس فتوے کا مضمون پیش کیا اور ان سے اس طرح اس کی تصویب و تصدیق کرائی کہ انہوں نے اس پر دستخط ثبت فرمائے یا اپنی مہریں لگائیں۔

۲۔ مرزا قادیانی سے مقابلے کے لئے سب سے پہلے عالم جو قادیان گئے، وہ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ یہ جنوری ۱۹۰۳ء کا واقعہ ہے، انہوں نے مرزا قادیانی کے گھر جا کر انہیں للکارا، لیکن مرزا قادیانی مقابلے کے لئے نہیں نکلا۔

۳۔ مرزائیوں سے مباحثوں اور مناظروں کا سلسلہ سب سے پہلے مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے شروع کیا۔

۴۔ جس تعداد میں مولانا ثناء امرتسری صاحب نے مرزائیوں سے مناظرے کئے اس تعداد میں کسی نے نہیں کئے۔

۵۔ مرزا قادیانی کو مباہلے کا چیلنج، سب سے پہلے اہل حدیث علمائے کرام نے دیا۔

۶۔ مسلمانانِ برصغیر کی طرف سے "فاتح قادیان" کا لقب مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ ہی کو دیا گیا۔

۷۔ مرزائیت کے خلاف سب سے زیادہ کتابیں اہل حدیث مصنفین نے لکھیں۔

۸۔ قیام پاکستان کے بعد ملک کے دستور میں مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ تحریری صورت میں سب سے پہلے اہلحدیث عالم مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا، بلکہ مرزائیوں کو توجہ دلائی کہ وہ خود حکومت سے مطالبہ کریں کہ انہیں ملک کے دستور میں اقلیت کا مقام دیا جائے تاکہ ان کی مخالفت میں روز بروز کا سلسلہ ختم ہو جائے۔

۹۔ مرزائیت کے خلاف جتنی تحریکیں چلیں، ان میں سب سے زیادہ اہل حدیث علماء اور عوام نے حصہ لیا اور اس کے نتیجے میں حکومت نے انہیں گرفتار کیا۔

۱۰۔ مرزا غلام احمد کی تکذیب میں سب سے پہلے ۴۴ صفحات کا رسالہ مولانا اسماعیل علی گڑھی نے ۱۸۹۲ء میں لکھا۔

۱۱۔ مرزا قادیان کی تردید و تکفیر میں اولین تفصیلی کتاب ۱۸۹۲ء میں قاضی سلیمان منصورپوری نے "غایت المرام" کے نام سے لکھی۔ اس وقت قاضی صاحب کی عمر ۲۵ سال تھی اس لحاظ سے وہ سب سے کم عمر مصنف تھے جنہوں نے شروع میں مرزا کے خلاف لکھا۔

۱۲۔ قادیانی کی تکفیر و تکذیب کے متعلق اولین الہامی فتویٰ مولانا محی الدین عبدالرحمن لکھوی نے لگایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۔ اہلحدیث عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری نے مرزا قادیانی کا اس پامردی اور تسلسل کے ساتھ مقابلہ کیا کہ وہ شدید گھبراہٹ میں مبتلا ہوگیا اور پکار اٹھا کہ " جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجائے "۔ چنانچہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو اس نے "مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ" کے عنوان سے اشتہار شائع کیا اور اس سے گیارہ مہینے بعد وہ ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء کو احمد بلڈنگ لاہور میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ کے مکان پر ہیضے کی بیماری سے مرگیا۔ یہ اس کی واحد دعا یا بددعا تھی جو قبول ہوئی۔ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ صاحب نے اس سے چالیس برس بعد ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو سرگودھا میں وفات پائی۔

۱۴۔ مرزایت کے خلاف اہلحدیث کی اولیات میں یہ بھی ہے کہ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کرنے سے پہلے ان کے عقائد وافکار سے مطلع ہوکر مولوی عبدالحق غزنوی سے ان مباہلہ ہوا تھا، جس کا نتیجہ مرزا قادیانی کے خلاف نکلا۔

ان تاریخی حقائق وواقعات سے واضح ہوتا ہے کہ علمائے اہل حدیث ہی تھے جنہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے مبلغوں کو ہر محاذ پر شکستِ فاش دی اور انہیں آڑے ہاتھوں لیا۔

فتنۂ قادیانیت کے خلاف علمائے اہل حدیث کی مساعی جاننے کے لئے محترم ڈاکٹر بہاء الدین صاحب لندنی کی کتاب "تحریک ختم نبوت" کا مطالعہ بڑا مفید ہے۔ اس کتاب کی چھ ضخیم جلدیں ہندوستان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے تحت مکتبہ ترجمان دہلی کی طرف سے شائع ہوئی ہیں اور پاکستان میں یہ کتاب مکتبہ قدوسیہ رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور کی طرف سے شائع کی گئی ہے۔ یہ کتاب آٹھ جلدوں میں مکمل ہوگی۔ اس علمی وتحقیقی کتاب میں محترم ڈاکٹر بہاء الدین صاحب نے فتنہ قادیانیت کی تردید اور اس کی بیخ کنی کے آغاز کی تاریخ مرزا قادیانی کی راہ میں حائل شخصیات کا تذکرہ، سب سے پہلے مرزا قادیانی کی خلاف متفقہ فتویٰ تکفیر کی داستان اور تحریک ختم نبوت کے حقیقی اولین بانی اور قائدین کے حالات وخدمات کو نہایت تحقیق اور ریسرچ کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ محترم ڈاکٹر صاحب نے فتنہ قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنی تحریریں اور مکتوبات بھی دلیل کے طور پر پیش کئے ہیں، اس لحاظ سے یہ کتاب تحریک تحفظ ختم نبوت پر ایک مستند، مدلل اور تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے جہاں فتنۂ مرزائیت کے خلاف علمائے اہل حدیث کے کارناموں سے آگاہی ملتی ہے وہیں "بعض الناس" کی طرف سے مسخ کردہ تاریخی حقائق کی قلعی بھی کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ ہم ان حضرات کی خدمت میں گذارش کریں گے کہ وہ دل چھوٹا نہ کریں اور جو حقیقت ہے اسے تسلیم کرتے ہوئے تاریخ کا حلیہ بگاڑنے سے گریز کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد اسحٰق بھٹی

مرزائیت کی تردید میں اہلحدیث کی تگ وتاز

برصغیر میں اپنے دورِ اقتدار میں انگریز کے ذہن فتنہ پرور نے جن فتنوں کو پیدا کیا اور ان کی پرورش کے سامان بہم پہنچائے، ان میں ایک بہت بڑا فتنہ مرزائیت کا ہے۔ اس فتنے کی سرکوبی کیلئے جو لوگ سب سے پہلے میدان میں اترے، وہ اہلحدیث علمائے کرام تھے۔ اس متن کی تشریح مختصر الفاظ میں اس طرح درج ہے:

مرزا غلام احمد قادیانی نے مبلغ، مجدد، مثل مسیح اور مسیح وغیرہ دعاوی کی منزلوں سے گزرتے ہوئے ۱۸۹۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ ظاہر ہے یہ سراسر کفر اور نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جو شریعت دے کر مبعوث فرمایا تھا، اس سے برملا انکار اور انحراف تھا۔ سلسلۂ انبیاء کے تاریخی واقعات ہمیں بتاتے ہیں کہ جو نبی آیا، حالات کے مطابق بارگاہِ خداوندی سے نئے احکام لے کر آیا اور اس کے پیروکاروں کو اس کی امت سے تعبیر کیا گیا۔ اگرچہ بعض معاملات میں نئی امت کا پہلی امتوں سے اشتراکِ عمل رہا، مگر عقیدت واطاعت کی سمتیں بہرحال بدل گئیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی امت یہودی کہلائی اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متبعین کو عیسائیت سے موسوم کیا گیا۔ پھر محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو آپ پر ایمان لانے والوں کو مسلمان کہا جانے لگا۔ ان کا اندازِ عبادت اور طریقِ اطاعت امم سابقہ سے بہت حد تک مختلف تھا، بلکہ پہلے احکام کے کتنے ہی حصے منسوخ کر دیے گئے تھے۔

اسی طرح مرزائیوں نے مسلمانوں سے ایک بالکل جداگانہ اسلوبِ زیست اپنا لیا۔ ان کی نمازیں الگ، مسجدیں الگ، معاشرتی معاملات الگ، رشتے ناتے کا سلسلہ منقطع، غرض نبی ﷺ کے اطاعت گزیر مسلمانوں سے انہوں نے بالکل علیحدگی اختیار کر لی اور اپنے آپ کو ایک الگ امت قرار دے دیا، لہٰذا ان کی تکفیر ضروری ہو گئی تھی اور ان کو اسلام کے دائرے سے خارج کر دینا مسلمانوں پر لازم قرار دیا گیا تھا۔

اب اس سلسلے میں اہلحدیث کی اوّلیات ملاحظہ ہوں:

(۱) سب سے پہلے مولانا محمد حسین بٹالوی میدانِ عمل میں اترے۔ وہ اوّلین عالمِ دین ہیں جنہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی پر کفر کا فتویٰ تحریر کیا اور اسے اپنے استاذِ عالی قدر میاں سید نذیر حسین دہلوی کی خدمت میں پیش کر کے اس پر ان کے دستخط کرائے۔ بعد ازاں ہندوستان کے دور دراز مقامات میں رہنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے دو سو معروف و ممتاز علمائے کرام سے خود مل کر یا ان کی خدمت میں اپنے نمائندے بھیج کر اس فتوے کی عبارت انہیں سنائی۔ اس پر انہوں نے اپنے تصدیقی دستخط کیے اور مہریں ثبت فرمائیں۔ مرزا صاحب اور ان کے ساتھی اس فتوائے کفر پر بیحد پریشان ہوئے۔ اس پریشانی کا اظہار مرزا صاحب ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"علمائے پنجاب اور ہندوستان کی طرف سے فتنۂ تکفیر و تکذیب حد سے گزر گیا اور نہ صرف علماء، بلکہ فقراء اور سجادہ نشین بھی اس عاجز کو کافر اور کاذب ٹھہرانے میں مولویوں کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔ ان لوگوں کے اغوا سے ہزاروں لوگ ایسے پائے جاتے ہیں کہ وہ مجھے نصاریٰ اور ہنود سے بھی اکفر سمجھتے ہیں۔ اگرچہ اس تکفیر کا بوجھ نذیر حسین دہلوی کی گردن پر ہے، مگر تاہم دوسرے مولویوں کا یہ گناہ ہے کہ انہوں نے اس نازک امرِ تکفیر میں اپنی عقل اور اپنی تفتیش سے کام نہیں لیا، بلکہ نذیر حسین کے دجالانہ فتوے کو دیکھ کر، بغیر تحقیق کے ایمان لے آئے۔" (انجام آتھم از مرزا غلام احمد قادیانی، ص: ٤٥، طبع ١٨٩٧ء)

اس فتوے کے متعلق دوسری جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"مولوی محمد حسین نے یہ فتویٰ لکھا اور میاں نذیر حسین دہلوی سے کہا کہ سب سے پہلے اس پر مہر لگا دے اور میرے کفر کی بابت فتویٰ دے دے اور تمام مسلمانوں میں میرا کافر ہونا شائع کر دے۔ سو اس فتویٰ اور میاں صاحب مذکور کی مہر سے بارہ برس پہلے یہ کتاب (براہین احمدیہ) تمام پنجاب اور ہندستان میں شائع ہو چکی تھی اور مولوی محمد حسین جو بارہ برس بعد اوّل المکفرین بنے، بانی تکفیر وہی تھے اور اس آگ کو اپنی شہرت کی وجہ سے تمام ملک میں سلگانے والے میاں نذیر حسین دہلوی تھے۔"

(تحفہ گولڑویہ، از مرزا غلام احمد قادیانی، ص ١٢١، مطبوعہ قادیان ١٩١٤ء)

مرزا صاحب کے الفاظ نے بات بالکل واضح کر دی کہ ان کی تکفیر کے بانی مولانا محمد حسین بٹالوی تھے اور میاں صاحب "اس (تکفیر کی) آگ کو اپنی شہرت کی وجہ سے تمام ملک میں سلگانے والے" تھے۔ یعنی میاں صاحب جو کہ پورے ہندوستان کے علماء و زعماء میں اپنا ایک علمی مقام اور شہرت رکھتے تھے، اس کی وجہ سے تمام ملک میں یہ فتویٰ پھیلا اور لوگوں نے مرزا صاحب کو اس فتویٰ کی بنا پر کافر قرار دیا۔

یہ آج سے کم و بیش ایک سو بیس برس پہلے کی بات ہے۔ اس وقت آمد و رفت کے ان ذرائع کا کوئی تصوّر نہ تھا، جو موجودہ دور میں ہم دیکھتے ہیں۔ نہ موٹریں تھیں، نہ کاریں تھیں، نہ پختہ سڑکیں تھیں، نہ ریل گاڑیوں کا یہ تسلسل تھا۔ لوگ کچے رستوں پر پیدل یا بیل گاڑیوں میں یا اونٹوں اور گھوڑوں پر سفر کرتے تھے۔ مولانا محمد حسین بٹالوی کی ہمت اور ان کا جذبۂ خدمتِ دین اور داعیہ محبت رسول (ﷺ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملاحظہ ہو کہ انہوں نے دور دراز مقامات میں خود جا کر یا اپنے نمائندے بھیج کر علمائے کرام سے اس فتوائے تکفیر پر دستخط کروائے اور ان کی مہریں لگوائیں۔ ظاہر ہے کہ اس بھاگ دوڑ میں مولانا بٹالوی نے بہت رقم خرچ کی ہو گی۔

پہلی دفعہ یہ فتویٰ مولانا بٹالوی کی زندگی میں شائع ہوا تھا۔ اس سے تقریباً سو سال بعد یہ فتویٰ "پاک وہند کے علمائے اسلام کا اوّلین متفقہ فتویٰ" کے نام سے استاذ محترم مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ نے نومبر ۱۹۸۶ء میں دار الدعوۃ السلفیہ لاہور کی طرف سے شائع کیا، جو بڑے سائز کے ۱۸۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس پر برصغیر کے مختلف مقامات کے دو سو علمائے کرام کے دستخط ہیں، جو اس وقت اپنے اپنے علاقے میں بیحد شہرت رکھتے تھے۔ اس طرح مرزا غلام احمد قادیانی کی تکفیر کے متعلق یہ فتویٰ سوا سو سال قبل کے علمائے برصغیر کی ایک معتبر ترین تاریخی دستاویز ہے۔ اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ کون کون سے علمائے عظام کہاں کہاں اقامت فرما تھے؟ اسے خوبصورت طریقے سے کتابی سائز پر دوبارہ شائع کرنا چاہئے اور اس کا مختصر نام "اولین فتوائے تکفیر" ہونا چاہئے۔ اس پر مقدمہ لکھا جانا چاہئے، جس میں مرزائیت سے متعلق اہلحدیث کی اوّلیات کا تفصیل سے ذکر کیا جائے۔

فتوائے تکفیر کے علاوہ مولانا بٹالوی نے براہِ راست مرزا صاحب سے مباحثہ کیا۔ انہیں مباہلے کی دعوت بھی دی اور ان کی تحریروں کے جواب بھی تحریری صورت میں دیے۔ انہوں نے مرزا صاحب کے خلاف مضبوط محاذ قائم کیا اور ہر محاذ میں انہیں شکست دی۔ اس کی تفصیل اس موضوع کی کتابوں میں موجود ہے۔ مولانا بٹالوی ۱۰ فروری ۱۸۴۱ء کو بٹالہ (ضلع گورداس پور) میں پیدا ہوئے اور ۲۹ جنوری ۱۹۲۰ء کو فوت ہوئے۔

(۲) مولانا محی الدین عبدالرحمن لکھوی، مفسر قرآن حافظ محمد لکھوی کے فرزند گرامی قدر تھے۔ نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ مرزا قادیانی کذاب و مفتری اور فرعون وہامان کے گروہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے الفاظ یہ تھے جو انہیں القاء ہوئے: "وقارون وفرعون وہامان۔" مرزا صاحب نے ان کو بھی ہدفِ دشنام ٹھہرایا۔ مولانا ممدوح ۱۲۵۳ھ (۱۸۳۸ء) کو لکھوے میں پیدا ہوئے اور ۱۵ ذیقعد ۱۳۱۳ھ (۲۸ اپریل ۱۸۹۶ء) کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔ ان کے فتوے کو "الہامی فتوائے تکفیر" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(۱) مولانا بٹالوی کے بعد اس باب میں شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کا تذکرہ نہایت ضروری ہے۔ مولانا امرتسری نے اس عہد میں جس انداز سے مرزائیت کی تردید کی، اس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ تحریری، تقریری اور مناظرانہ صورت میں ہر محاذ پر انہوں نے مرزائیوں کو للکارا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدعی نبوت مرزا غلام احمد سے لے کر نچلے درجے کے مرزائی مبلغوں تک انہوں نے نہایت جرأت سے ان کا مقابلہ کیا۔ کبھی یہ خیال نہیں کیا کہ جب وہ خود مرزا غلام احمد سے پنجہ آزمائی کر چکے ہیں توان چھوٹے درجے کے مبلغوں کو منہ لگانے کی کیا ضرورت ہے؟ انہوں نے ہمیشہ دینی اہمیت کو پیش نگاہ رکھا اور بڑے چھوٹے ہر مرزائی کا ہر موقع پر تعاقب کیا۔ وہ پہلے عالم دین ہیں، جنہوں نے بر سرِ عام مناظروں کی طرح ڈالی۔ ۱۹۰۲ء میں مرزا صاحب نے "اعجاز احمدی" کے نام سے کتاب لکھی۔ اس میں مولانا ثناء اللہ امرتسری کو چیلنج کیا کہ وہ قادیان آئیں اور میرے الہامات کو غلط ثابت کریں۔ ہر الہام کی تغلیط کے بدلے میں انہیں ایک سو روپیہ انعام دیے جائیں گے۔ اگر وہ تمام الہامات کو غلط ثابت کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ایک لاکھ پندرہ ہزار روپے انعام کے مستحق ہوں گے۔

مرزا صاحب کے اس چیلنج کا جواب دینے کیلئے وہ ۱۱ جنوری ۱۹۰۳ء کو قادیان پہنچے اور مرزا کو مقابلے میں آنے کی دعوت دی، لیکن وہ مقابلے میں نہیں آئے اور محمد احسن امروہوی کے ہاتھ رقعہ لکھ کر بھجوایا کہ وہ قسم کھا کر اللہ سے عہد کر چکے ہیں کہ کسی سے مناظرہ نہیں کریں گے۔ یہ رقعہ پڑھ کر مولانا امرتسری نے قادیان میں تقریر کی اور مرزا صاحب کو ان کے دعوائے نبوت میں جھوٹا ثابت کیا۔ مولانا ممدوح پہلے عالم دین تھے، جو مرزا صاحب کے دعوائے نبوت کے بعد قادیان گئے اور مرزائیت کے گڑھ میں جا کر انہیں للکارا۔

اعجاز احمدی ۱۹۰۲ء کے آخر میں چھپی تھی۔ اس کتاب میں مرزا صاحب نے مولانا امرتسری کی فضیلت علمی کا بھی اعتراف کیا ہے اور لکھا ہے کہ ثناء اللہ کو مسلمانوں میں مقبولیت کا مقام حاصل ہے۔

مرزائیوں سے مولانا ممدوح نے مختلف مقامات پر مناظرے بھی کیے اور ان کی تردید میں کتابیں بھی لکھیں اور مرزا صاحب سے مناظرہ کرنے کیلئے قادیان بھی گئے، جس کے نتیجے میں مسلمانوں نے ان کو "فاتح قادیان" کا خطاب دیا۔ یہ خطاب اس طرح خوبصورت انداز میں لکھ کر ان کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا کہ دائیں اور بائیں جانب سے بہ آسانی پڑھا جا سکتا تھا۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری کی ولادت امرتسر میں جون ۱۸۶۸ء کو اور وفات ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو سرگودھا میں ہوئی۔

(۳) صوفی عبدالحق غزنوی نے مرزا قادیانی کو مباہلے کا چیلنج دیا۔ وہ عبادت گزار اور صاحب تقویٰ بزرگ تھے۔ دنیوی معاملات سے کوئی رغبت نہ رکھتے تھے۔ سادہ زندگی بسر کرتے تھے، اس لئے لوگ انہیں صوفی عبدالحق غزنوی کہا کرتے تھے۔ دینی معاملات میں نہایت غیور تھے۔ سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ غزنی سے ہجرت کر کے امرتسر آئے تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی مخالفت میں وہ بہت تیز تھے۔ دوسری طرف مرزا صاحب اور ان کے حامی بھی ان کے مقابلے میں میدانِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل میں نکل آئے تھے۔ بالآخر نوبت مباہلے تک پہنچی۔ صوفی عبدالحق غزنوی نے اشتہار شائع کیا کہ امرتسر کی عیدگاہ میں لوگوں کے سامنے مباہلہ ان الفاظ میں ہوگا:

"میں یعنی عبدالحق تین بار بآواز بلند کہوں گا: "یا اللہ! میں مرزا کو ضال، مضل، ملحد، دجال، کذاب، مفتری، محرف کلام اللہ واحادیث رسول اللہ ﷺ سمجھتا ہوں۔ اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر وہ لعنت کر، جو کسی کافر پر تو نے آج تک نہ کی ہو۔" مرزا تین بار بآواز بلند کہے: "یا اللہ! اگر میں ضال و مضل و ملحد و دجال و کذاب و مفتری و محرف کتاب اللہ واحادیث رسول اللہ ﷺ ہوں تو مجھ پر وہ لعنت کر، جو کسی کافر پر آج تک تو نے نہ کی ہو۔" بعدہ روبقبلہ ہو کر دیر تک ابتہال اور عاجزی کریں گے کہ اے اللہ! جھوٹے کو شرمندہ اور رسوا کر اور سب حاضرین مجلس آمین کہیں گے۔" (تاریخ مرزا، ص ۴۷، مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ لاہور، بحوالہ اشتہار مولانا عبدالحق غزنوی، ۸ ذی قعدہ ۱۳۱۰ھ)

اس اشتہار کی رو سے یہ مباہلہ مؤرخہ ۱۰ ذی قعدہ ۱۳۱۰ھ (۲۰ جون ۱۸۹۳ء) کو امرتسر کی عیدگاہ میں ہوا۔ اس کے نتیجے میں مولانا عبدالحق غزنوی کی زندگی ہی میں مرزا غلام احمد قادیانی کی موت واقع ہو گئی۔ وہ برانڈرتھ روڈ لاہور کی رام گلی کی احمدیہ بلڈنگ میں ہیضے کی بیماری سے بیت الخلا میں مرا۔ روایت یہ ہے کہ جہاں نبی وفات پائے، اسے وہیں دفن کیا جائے۔ اس کے مطابق مرزا صاحب کو اسی بیت الخلا میں دفن کرنا چاہئے تھا، لیکن اپنے اس "نبی" کو مرزائیوں نے قادیان میں دفن کرنے کا فیصلہ کیا۔ پھر جوں ہی اس کی لاش احمدیہ بلڈنگ سے باہر نکالی گئی، لاہور کے لوگوں نے اس پر اینٹ، روڑے، پتھر، گوبر، مٹی اور گندگی پھینکنے کا سلسلہ شروع کر دیا، جو ریلوے اسٹیشن تک جاری رہا۔ ذلت اور رسوائی کا یہ معاملہ شاید کسی کو بھی پیش نہ آیا ہو، جو اس قادیانی نبی کو زندگی میں اور موت کے بعد پیش آیا۔

مولانا صوفی عبدالحق غزنوی نے اس سے نو سال بعد ۱۶ مئی ۱۹۱۷ء (۲۳ رجب ۱۳۳۵ھ) کو وفات پائی اور نہایت احترام و تکریم کے ساتھ دفن کیے گئے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مولانا صوفی عبدالحق غزنوی واحد عالم دین ہیں، جس سے مرزا صاحب کا مباہلہ ہوا۔ اس زمانے میں متعدد حضرات سے مباہلے کے متعلق گفتگو تو ہوئی، دونوں طرف سے اشتہار وغیرہ بھی چھپتے رہے، لیکن عملی اعتبار سے مباہلے تک نوبت نہیں پہنچی۔ مباہلہ صرف اسی اہلحدیث عالم سے ہوا، جس کے نتیجے میں مرزا صاحب اپنے منطقی انجام کو پہنچے۔

(۴) اپنے عہد کے ایک معروف اہلحدیث عالم مولانا محمد اسماعیل علی گڑھی تھے۔ ان کے والد کا اسم گرامی مولانا عبدالجلیل تھا، جو ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں سے جہاد کرتے ہوئے علی گڑھ میں شہید ہو گئے تھے۔ اس لئے انہیں مولانا عبدالجلیل شہید کہا جاتا ہے۔ ان کے فرزند گرامی مولانا محمد اسماعیل علی گڑھی کا سال ولادت ۱۲۶۴ھ (۱۸۴۸ء) ہے۔ انہیں علوم متداولہ میں مہارت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل تھی۔ ۱۸۹۲ء میں انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تردید میں ایک رسالہ لکھا، جس کا نام ہے: "اعلاء الحق الصریح فی تکذیب مثل المسیح۔" مرزا صاحب نے ۱۸۹۱ء میں دعوائے نبوت کیا تھا۔ ۴۴ صفحات کا یہ پہلا رسالہ ہے، جو اس کی تکذیب میں شائع ہوا۔ مولانا محمد اسماعیل علی گڑھی نے ۲۷ شوال ۱۳۱۱ھ (مئی ۱۸۹۴ء) کو رحلت فرمائی۔

(۵) قاضی محمد سلیمان منصور پوری ۱۸۶۷ء میں ریاست پٹیالہ (مشرقی پنجاب) کے ایک قصبے منصور پور میں پیدا ہوئے اور حصول علم کے بعد ترقی کی منزلیں طے کرتے ہوئے ریاست کی سیشن جج کے منصب پر پہنچے۔ انہوں نے مرزا قادیانی کے دعوائے مسیحیت اور ان کی کتابوں (فتح اسلام، توضیح المرام اور ازالہ اوہام) کے جواب میں دو کتابیں لکھیں۔ پہلی کتاب کا نام "غایت المرام" ہے، جو ۱۸۹۳ء میں چھپی۔ اس وقت وہ بائیس تیئس برس کے نوجوان تھے، لیکن ان کی یہ کتاب متانت وسنجیدگی کا عمدہ ترین نمونہ ہے۔ ان کی دوسری کتاب "التائید الاسلام" ہے، جو اس سے پانچ برس بعد ۱۸۹۸ء میں طبع ہوئی۔ مرزا صاحب ان کی کسی کتاب کا جواب تو نہیں دے سکے، البتہ ۵ اپریل ۱۸۹۳ء کو انہیں فارسی زبان میں ایک الہام ضرور ہوا۔ وہ الہام ہے: "پشت بر قبلہ می کنند نماز"۔ مرزائیوں کے تذکرے کا مرتب لکھتا ہے کہ: "یہ الہام قاضی محمد سلیمان منصور پوری کے بارے میں ہوا تھا کہ وہ قبیلہ کو پیٹھ دے کر نماز ادا کرتے ہیں۔" (تذکرہ صفحہ ۲۶۸) سبحان اللہ! کیا الہام ہے اور کیا اس نبی کی زبان ہے۔

قاضی صاحب نے دوسرے سفرِ حج سے واپس آتے ہوئے بحری جہاز میں ۳۰ مئی ۱۹۳۰ء کو سفرِ آخرت اختیار کیا اور ان کی نمازِ جنازہ مولانا اسماعیل غزنوی نے پڑھائی، جو ان کے رفیقِ سفرِ حج تھے۔

(۶) سہسوان، ہندوستان کے صوبہ یوپی کا ایک مشہور قصبہ ہے، جس میں بیشمار اصحابِ فضیلت پیدا ہوئے اور انہوں نے اہم علمی خدمات سرانجام دیں۔ ان جلیل القدر حضرات میں ایک عالمِ دین مولانا محمد بشیر سہسوانی تھے، جو ۱۲۵۲ھ (۳۷-۱۸۳۶ء) میں پیدا ہوئے۔ علم حدیث کی تکمیل میاں سید نذیر حسین دہلوی سے کی۔ کئی کتابوں کے مصنف اور بہت بڑے مقرر و مناظر تھے۔ کسی زمانے میں نواب صدیق حسن خان کے پاس بھوپال چلے گئے تھے۔ ۱۳۱۲ھ (۹۵-۱۸۹۴ء) میں وہ بھوپال میں تھے کہ مرزا قادیانی نے دہلی آکر اپنی نبوت و مسیحیت کا ڈھنڈورا پیٹا اور مناظرے کیلئے کہا تو اس کی اطلاع بھوپال میں مولانا محمد بشیر کو پہنچی۔ وہ دہلی تشریف لائے اور ایک مجمعے میں مرزا صاحب سے گفتگو ہوئی۔ موضوع مناظرہ حیات و ممات مسیح تھا۔ مرزا صاحب تقریری مناظرے پر رضامند نہ ہوئے تو تحریری بحث شروع ہوئی۔ مرزا صاحب نے پہلے تو حسبِ عادت تاویلات سے کام لیا، لیکن جب مولانا کی گرفت مضبوط ہوئی اور انہوں نے حیاتِ مسیح پر دلائل دینا شروع کیے تو مرزا صاحب یہ کہہ کر میدان چھوڑ گئے کہ ان کے "خسر" تشریف لا رہے ہیں، ان کے استقبال کیلئے دہلی ریلوے اسٹیشن پر ان کا جانا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضروری ہے۔ مولانا نے "خسر" کا لفظ سنا تو قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ (الحج ۲۲)

اس مناظرے کی تفصیل، اس کا پورا تحریری مواد اور مرزا صاحب کا اس سے فرار، سب کتابی شکل میں شائع ہو گیا تھا۔ اس کتاب کا نام "الحق الصریح فی اثبات حیات المسیح" تھا۔ کتاب مطبع انصاری دہلی میں چھپی تھی۔

مولانا محمد بشیر سہسوانی نے ۲۹ جون ۱۹۰۸ء کو دہلی میں وفات پائی اور اپنے استاذ ذی مرتبت میاں سید نذیر حسین دہلوی کے جوار میں قبرستان شیدی پورہ میں دفن کیے گئے۔

(۷) مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی جماعت اہلحدیث کے ممتاز ترین عالم تھے۔ تقریباً ۸۴ کتابوں کے مصنف، مفسر قرآن، زوردار مقرر اور بہت بڑے محقق، وسیع المطالعہ اور حاضر جواب مناظر تھے۔ مرزائیت کے خلاف انہوں نے ۱۷ کتابیں تصنیف فرمائیں، جن کے نام یہ ہیں: (۱) شہادۃ القرآن حصہ اول (۲) شہادۃ القرآن حصہ دوم (۳) مسلم الوصول الی اسراء الرسول (۴) نزول الملائکۃ والروح الی الارض (۵) آئینہ قادیانیت (٦) الخبر الصحیح عن قبر المسیح (۷) مرقع قادیانی (۸) فیصلہ ربانی بر مرگ قادیانی (۹) رحلت قادیانی بمرگ ناگہانی (۱۰) رسائل ثلاثہ (۱۱) صدائے حق (۱۲) تردید مغالطات مرزائیہ (۱۳) فص ختم نبوت (۱٤) کھلی چٹھی نمبر ۱ و نمبر ۲ (۱۵) ختم نبوت (۱٦) قادیانی مذہب (۱۷) ختم نبوت اور مرزا قادیانی۔

مولانا سیالکوٹی پہلے عالم دین ہیں، جنہوں نے دو حصوں پر مشتمل کتاب "شہادۃ القرآن" میں قرآن مجید کی روشنی میں مرزائیت پر مفصل بحث کی۔ یہ کتاب کئی دفعہ چھپ چکی ہے۔ کچھ عرصہ پیشتر مجھے جامعہ سلفیہ (فیصل آباد) کے ایک قابل احترام استاد نے بتایا کہ ملتان کے ایک ناشر نے یہ کتاب شائع کی ہے، (غالباً حصہ اول) لیکن اس پر بطور مصنف مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی کا نام نہیں لکھا۔ جب ناشر سے نام نہ لکھنے کی وجہ پوچھی گئی تو جواب دیا کہ نام لکھنے یا نہ لکھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اصل بات کتاب چھاپنا ہے اور وہ چھپ گئی ہے۔

جماعت اہلحدیث کے اکابر بالخصوص پروفیسر ساجد میر صاحب سے (کہ مولانا سیالکوٹی ان کے مورث اعلیٰ ہیں) ہم عرض کریں گے کہ وہ اس کی تحقیق کریں۔ اگر واقعی بطور مصنف مولانا کا نام شائع نہیں کیا گیا تو اس ناشر کے خلاف قانونی کارروائی ہونی چاہیے۔ یہ نہایت اہم مسئلہ ہے۔ خاموشی اختیار کی گئی تو ممکن ہے کہ کوئی شخص اسے اپنے نام سے شائع کر دے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی ۱۸۷۴ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے اور ۱۲ جنوری ۱۹۵۶ء کو ان کی وفات ہوئی۔

(۹) حافظ عبداللہ روپڑی علم و عمل اور فضل و کمال میں یگانہ حیثیت کے مالک تھے اور نامور محقق و مدرس تھے۔ بہت سی تحقیقی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ اسلام اور مرزائیت کے نام سے انہوں نے بہترین کتاب لکھی۔ مولانا مرحوم کا سال ولادت ۱۸۸۷ء ہے اور مقام ولادت کیمرپور (ضلع امرتسر، مشرقی پنجاب) ہے۔ ان کی وفات ۲۰ اگست ۱۹۶۴ء کو لاہور میں ہوئی۔

(۱۰) مولانا عبداللہ معمار امرتسر کے رہنے والے تھے اور سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ پیشے کے اعتبار سے معمار تھے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری کی تربیت سے قادیانی لٹریچر پڑھا اور بہت بڑے مناظر اور مصنف کی حیثیت سے شہرت پائی۔ مرزائیت کے موضوع پر ایک ضخیم کتاب "محمدیہ پاکٹ بک" کے نام سے لکھی۔ اس کتاب کو مرزائیت کے خلاف انسائیکلوپیڈیا سے تعبیر کرنا چاہئے۔ یہ کتاب پہلی دفعہ تقسیم ملک سے قبل انجمن اہل حدیث مسجد مبارک (لاہور) نے شائع کی تھی، اس کے بعد مکتبہ سلفیہ لاہور نے شائع کی۔ یہ کتاب بہت مقبول ہوئی اور بہت پڑھی گئی۔

مولانا عبداللہ معمار نے ۲۹ اپریل ۱۹۵۰ء کو وفات پائی اور گوجرانوالا میں دفن کیے گئے۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی نے جنازہ پڑھایا۔

(۱۱) حبیب اللہ کلرک بھی امرتسر سے تعلق رکھتے تھے اور محکمہ انہار میں کلرک تھے۔ مرزائیت کی تردید میں انہوں نے متعدد کتابیں تصنیف کیں اور اس موضوع کے وہ بہت اچھے مقرر بھی تھے۔ مولانا ثناء اللہ صاحب کے تربیت یافتہ تھے۔ تقسیم ملک کے بعد لاہور آگئے تھے۔ تھوڑا عرصہ بعد ان کا انتقال ہو گیا تھا۔

(۱۲) الیاس برنی کی کتاب "قادیانی مذہب" قادیانیت کے بارے میں دائرۃ المعارف کا مقام رکھتی ہے۔ یہ کتاب بڑے سائز کے ۱۱۷۵ صفحات پر محیط ہے۔ مرزائیت کی تردید میں اس کتاب نے بہت بڑا کردار ادا کیا اور قارئین اس سے نہایت متاثر ہوئے۔

(۱۳) مولانا محمد حنیف ندوی پہلے عالمِ دین اور صاحبِ قلم ہیں، جنہوں نے ہفت روزہ "الاعتصام" میں حکومت سے مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا، بلکہ مرزائیوں سے اپیل کی کہ اب انگریز حکومت کا دور ختم ہو گیا ہے اور وہ اس مسئلے پر غور کریں کہ پاکستان میں جو آئین بنے گا، اس میں ان کی جگہ کہاں ہوگی؟ نئے نبی کی نئی امت کا مستقبل کیا ہوگا؟ یہ بہت اہم سوال ہے، اس لئے انہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت سے خود ہی مطالبہ کرنا چاہئے کہ وہ انہیں اقلیت قرار دے کر دوسری اقلیتوں کی طرح ان کے تحفظ کی ذمہ داری لے۔ مولانا ندوی کے اس موضوع سے متعلق مضامین اجراء "الاعتصام" کے بالکل ابتدائی دور یعنی ۱۹۴۹ء سے ۱۹۵۱ء تک بہت سے شماروں میں چھپے۔ بعد ازاں ۱۹۵۲ء میں "مرزائیت نئے زاویوں" سے کے نام سے کتابی شکل میں معرض اشاعت میں آئے۔ پھر یہ کتاب نئے انداز میں پاکستان کے ممتاز عالم مولانا محمد خالد سیف اور اس فقیر کے مقدمات کے ساتھ اپریل ۲۰۰۱ء میں طارق اکیڈمی فیصل آباد کی طرف سے شائع ہوئی۔

علمائے کرام مرزائیوں کو کافر تو قرار دیتے تھے، لیکن ان کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ پہلی دفعہ مولانا محمد حنیف ندوی نے "الاعتصام" کے صفحات میں کیا۔ بحمد للہ ایک وقت آیا کہ اس پر عمل ہوا اور مرزائیوں کو سرکاری سطح پر اقلیت قرار دیا گیا۔

(۱۴) مولانا حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری کو مرزائیت سے متعلق بہت معلومات حاصل تھیں اور خطابت و تقریر میں بھی اللہ کی طرف سے انہیں خاص ملکہ ودیعت کیا گیا تھا۔ انہوں نے مرزائیت کی تردید میں "فسانہ قادیان" کے نام سے کتاب لکھی، جس نے اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حلقے میں بڑی مقبولیت پائی۔ اس کے علاوہ بھی اس سلسلے میں ان کی تحریرات موجود ہیں۔ حافظ صاحب کا سانحہ ارتحال ۱۹ جون ۱۹۸۹ء کو پیش آیا۔

(۱۵) علامہ احسان الٰہی ظہیر نے "القادیانیہ" کے نام سے عربی میں کتاب تصنیف کی، جو عرب ممالک میں بہت پھیلی اور بڑے بڑے عرب شیوخ کے مطالعہ میں آئی۔ پھر اس کے فارسی، اردو اور انگلش ترجمے بھی چھپ کر عام ہوئے۔ علامہ کی مرزائیت کی تردید میں یہ بہت بڑی خدمت ہے۔ وہ اپنے نو ساتھیوں سمیت ۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء کے بم دھماکے میں شہید ہوئے۔ قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

(۱۶) مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف نے اپنے ہفت روزہ اخبار "المنبر" میں مرزائیوں کی تردید میں بہت کچھ لکھا اور خوبصورت اسلوب میں لکھا۔ ان مضامین کو "قادیانی کافر کیوں؟" کے نام سے الگ کتابی صورت میں طبع کرایا گیا ہے۔ حکیم صاحب نے ۲۷ جون ۱۹۹۷ء کو سفرِ آخرت اختیار کیا۔

(۱۷) اب "تحریکِ ختم نبوت" کے عنوان سے ہمارے دوست ڈاکٹر محمد سلیمان اظہر، ڈاکٹر محمد بہاؤالدین کے قلمی نام سے تصنیفی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس سلسلے کی ان کی ساتویں جلد طباعت کے مراحل طے کر رہی ہے۔ یہ اپنے انداز کا بیحد مفید اور مفصل سلسلہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزائیت کے بارے میں اہلحدیث کی ان تحریری و تصنیفی خدمات کا تذکرہ قلم روک روک کر نہایت اختصار کے ساتھ کیا گیا ہے۔ان میں مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی، مولانا احمد الدین گکھڑوی، مولانا نور حسین گرجاکھی، مولانا محمد رفیق پسروری اور دیگر بہت سے حضرات کی مناظرانہ مساعی کا ذکر نہیں کیا گیا۔اور بھی بہت سی باتیں چھوڑ دی گئیں۔صرف اشاروں سے کام لیا گیا ہے۔مولانا ظفر علی خان کا تذکرہ بھی نہیں کیا گیا، جنہوں نے نظم ونثر میں مرزائیت کی جڑیں اکھاڑ دیں۔۱۹۴۸ء کے دسمبر میں دیال سنگھ لائبریری (لاہور) میں ان کے زیرِ صدارت ایک مشاعرہ ہوا۔سامعین میں، میں بھی شامل تھا۔انہوں نے اپنی ایک پرانی نظم پڑھی، جس کا ایک شعر یہ ہے: ع

مرزائیوں کا نام ذرا دیر سے پڑا
حق کے جلال سے یہی اک ڈھیل ہوگئی

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مجلس عمل کے ناظم اعلیٰ مولانا سید محمد داؤد غزنوی تھے۔اس میں اہلحدیث کے بہت سے علمائے کرام گرفتار ہوئے اور کئی کئی مہینے ملک کی مختلف جیلوں میں رہے۔ان میں مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا عبدالغفار حسن، مولانا معین الدین لکھوی، مولانا عبداللہ گورداس پوری، مولانا عبیداللہ احرار، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف، مولانا محمد حسین شیخوپوری اور دیگر بہت سے حضرات شامل ہیں۔پھر چک نمبر ۳۶ گ ب (ضلع فیصل آباد) کے تقریباً سو آدمی گرفتار ہوئے، جن میں مولانا حافظ احمد اللہ بڑھیالوی بھی شامل تھے۔یہ لوگ کئی مہینے فیصل آباد کی جیل میں قید رہے۔ ہمارے گاؤں چک نمبر ۵۳ گ ب ڈھیسیاں منصور پور کے بھی متعدد افراد گرفتار ہوئے۔

۱۹۷۴ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں بھی بیشمار اہلحدیث کو گرفتار کرکے ملک کی مختلف جیلوں میں قید کیا گیا۔اس فہرست میں مولانا معین الدین لکھوی، مولانا عبداللہ امجد چھتوی اور ان کے علاوہ لاتعداد اہلحدیث کے نام شامل ہیں۔

یہ ایک مستقل کتاب کا موضوع ہے، جس میں اہلحدیث کی خدمات کو تفصیل سے اجاگر کرنا چاہئے۔ اخباری مضمون اس کیلئے کافی نہیں ہے۔اس میں تو چند اشارے ہی کیے جاسکتے ہیں، وہ بھی بیحد اختصار کے ساتھ اور وہ کردیے گئے ہیں۔کسی صاحب کو اس پر تفصیل سے لکھنا چاہئے۔

اس موضوع کے سلسلے میں ہم کسی پر تنقید نہیں کرنا چاہتے، اور نہ یہ ہمارا منصب ہے۔ہمارا مقصد مثبت انداز میں صرف جماعت اہلحدیث کی تگ ودو کی نشاندہی کرنا ہے۔کسی سے تقابل یا جھگڑا ہرگز ہمارا نقطہ نظر نہیں ہے اور ہماری یہ عادت بھی نہیں ہے۔

مرزائیت کی مخالفت میں اپنے اپنے انداز میں جن جماعتوں نے خدمات سرانجام دی ہیں اور دینا بھی چاہتے ہیں۔ہم ان سب کی قدر کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب ڈاکٹر محمد بہاء الدین صاحب، لندن

اولین فتویٰ کفر

۱۸۹۲ء میں علمائے اسلام کا متفقہ طور پر فتویٰ جاری ہوا کہ مرزا قادیانی کافر ہیں۔ مرزا صاحب اس فتویٰ تکفیر کے بارے میں رقم طراز ہیں:

”میں اپنے طور پر روحانی امور کی دعوت کرتا تھا اور کبھی میں نے محمد حسین کو مخاطب نہیں کیا تھا کہ ایک دفعہ اس نے خود بخود میرے لیے استفتاء تیار کیا اور یہ کوشش کرنا چاہا کہ لوگ مجھے کافر اور دجال قرار دیں۔ پہلے وہ فتویٰ اپنے استاد نذیر حسین دہلوی کے سامنے پیش کیا۔ چونکہ نذیر حسین صاحب مذکور اسی کا ہم مشرب اور ہم مادہ ہے اور حواس بھی پیرانہ سالی کے ہیں اور فطرۃً کوتاہ اندیش ملاؤں کی طرح بغض اور بخل بھی بہت ہے۔ اس لیے فی الفور بلاتوقف میرے کفر پر گواہی دی۔ بس پھر کیا تھا تمام اس کے فضلہ خوار شاگردوں نے تکفیر کا فتویٰ دے دیا۔ خیر یہ تو وہ امر ہے کہ مرنے کے بعد ہر ایک شخص معلوم کر لے گا کہ کون کافر اور کون مومن ہے، لیکن اس جگہ صرف یہ ظاہر کرنا منظور ہے کہ محمد حسین نے خواہ مخواہ سراسر عناد کی وجہ سے فتویٰ تیار کیا اور ہندوستان میں جابجا سیر کر کے اس پر مہریں لگوائیں کہ یہ شخص کافر اور دجال ہے۔ (روحانی خزائن جلد۱۶، حقیقت المہدی ص:۹۔۴۳۸)

ایک دوسری جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

”تھوڑا عرصہ گذرا کہ اس عاجز نے خدا تعالیٰ کی توفیق پا کر تین رسالے تائید اسلام میں تالیف کئے تھے، جن میں سے پہلے کا نام فتح اسلام اور دوسرے کا نام توضیح مرام اور تیسرے کا نام ازالہ اوہام ہے۔ ان رسالوں میں حسب ایما اور الہام اور القاء ربانی اس مرتبہ مثیل مسیح ہونے کا بھی ذکر تھا جو اس عاجز کو عطا کیا گیا۔ ایسا ہی ان دقائق و حقائق و معارف عالیہ کا بیان تھا جو اسلام اور قرآن کریم کی اعلیٰ حقیقتیں اور مسلمانوں کے لیے بمقابلہ مخالفین جائے فخر تھیں۔ امید تھی کہ عقل مند لوگ ان کتابوں کو شکر گذاری کی نظر سے دیکھیں گے، لیکن افسوس کہ بعض علماء کی فتنہ اندازی کی وجہ سے معاملہ برعکس ہوا اور بجائے اس کے کہ لوگ خدا تعالیٰ کا شکر کرتے، ایک شور و غوغا سخت ناشکری کا ایسا برپا کر دیا گیا کہ وہ تمام حقائق اور لطائف اور نکات اور معارف الٰہیہ کلمات کفر قرار دیئے گئے اور اسی بنا پر اس عاجز کا نام بھی کافر اور ملحد اور زندیق اور دجال رکھا گیا۔ بلکہ دنیا کے تمام کافروں اور دجالوں سے بدتر قرار دیا گیا۔ اس فتنہ کے اصل بانی مبانی ایک شیخ صاحب محمد حسین نامی ہیں جو بٹالہ ضلع گورداسپور میں رہتے ہیں۔ پہلے سب سے استفتا کا کاغذ ہاتھ میں لیکر ہر ایک طرف یہی صاحب دوڑے۔ چنانچہ سب سے پہلے کافر اور مرتد ٹھہرانے میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نذیر حسین صاحب دہلوی نے قلم اٹھائی اور بٹالوی صاحب کے استفتا کو اپنی کفر کی شہادت سے مزین کیا۔ غرض بانی استفتاء بٹالوی صاحب اور اول المکفرین میں میاں نذیر حسین صاحب ہیں اور باقی سب ان کے پیرو ہیں جو اکثر بٹالوی کی دلجوئی اور دہلوی صاحب کے حق استادی کی رعایت میں ان کے قدم پر قدم رکھتے گئے۔ علماء مکفرین پر یہ افسوس ہے کہ انہوں نے بلا تفتیش و تحقیق بٹالوی صاحب کے کفر نامہ پر مہریں لگادیں اور اول سے آخر تک میری کتابیں نہ دیکھیں اور بذریعہ خط وکتابت مجھ سے کچھ دریافت نہ کیا۔ اگر وہ نیک نیتی سے مہریں لگاتے تو ان کا نور قلب ضرور ان کو اس بات کی طرف مضطر کرتا کہ پہلے مجھ سے دریافت کرتے اور میرے الفاظ کے حل معانی بھی مجھ سے ہی چاہتے۔ پھر اگر بعد تحقیق وہ کلمات در حقیقت کفر کے کلمات ہی ثابت ہوتے تو ایک بھائی کی نسبت افسوس ناک دل کے ساتھ کفر کی شہادت لکھ دیتے۔ اگر وہ ایسا کرتے اور عجلت سے کام نہ لیتے تو الزاموں سے بری ٹھہرتے جو عنداللہ ایک تکفیر کے شتاب باز پر ہو سکتے ہیں، مگر افسوس کہ انھوں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ جیسے ایک بھیڑ دوسری بھیڑ کے پیچھے چلی جاتی ہے اور جو کچھ وہ کھانے لگتی ہے، اس پر یہ بھی دانت مارتی ہے یہی طریق اس تکفیر میں ہمارے بعض علماء نے اختیار کیا۔" (روحانی خزائن جلد ۵ مقدمہ دافع الوساوس ص: ۳۰۔۳۳)

ان تحریروں میں مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ ان پر فتویٰ مولانا بٹالوی نے محض عناد کی وجہ سے بلا تحقیق و تفتیش جلد بازی میں اور انہیں اپنے عقائد و نظریات کی وضاحت کا موقع دیئے بغیر تیار کر کے جاری کر دیا ہے جو قطعاً نامناسب ہے۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ اس فتوی کی تیاری میں تقریباً ایک سال صرف ہوا اور تیاری اور مختلف مراحل میں اس کی اشاعت کے دوران بار بار مرزا صاحب کو موقع دیا گیا کہ وہ مجلس علماء میں اپنے عقائد کی وضاحت کریں اور عقائد غلط ثابت ہونے پر توبہ کر لیں۔ لیکن مرزا صاحب نے کسی بھی موقع سے فائدہ نہیں اٹھایا اور انجام کار علماء اسلام کو اپنی ذمہ داری نبھانی پڑی۔ یہ داستان خود مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم و مغفور کی زبانی ملاحظہ فرمائیے۔ لکھتے ہیں:

"قادیانی نے اپنے رسالہ "فتح الاسلام" میں اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو اس سے اہل اسلام کی پبلک میں ایک عظیم شور برپا ہو گیا۔ اس شور کو مٹانے اور اس دعویٰ کی توضیح کے لیے اس نے ایک رسالہ "توضیح مرام" مشتہر کیا تو اس نے شور کی آگ کو اور بھی تیز کر دیا اور خوب بھڑکایا، کیونکہ فتح الاسلام میں تو اس نے مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا تھا، توضیح مرام میں اپنے نبی ہونے کا دعوی کیا اور علاوہ برآں بہت سے عقائد کفریہ کا اظہار کیا جو عقائد اسلام کے بالکل مخالف ہیں اور عقائد نیچریہ 'فلاسفہ' ہنود اور یہود و نصاریٰ کے عین مطابق و موافق۔ اس رسالے کی اشاعت سے وہ شور بڑھا تو اس کے ازالے کے لیے اس نے ایک اور رسالہ "ازالہ اوہام" کے بعض حصص و مضامین کو اپنے حواریوں میں متداول کیا اور انھوں نے بذریعہ رسائل و مجالس ان کو پبلک میں مشتہر کیا۔ ان مضامین نے اس شور کی بھڑکتی ہوئی آگ پر

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیروسین آئل (مٹی کا تیل) ڈال دیا، کیونکہ اس رسالے میں اس نے مسیحیت اور نبوت کے ساتھ رسالت کا بھی دعوی کیا ہے۔ رسالت بھی کیسی! جس کی بشارت وشہادت نص القرآن (وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ) میں آچکی ہے اور علاوہ بر آں بہت سے کفریات کا زہر اگلا۔ معجزات حضرت مسیح وغیرہ انبیاء سے بہ تاویل وتحریف انکار کیا۔ پھر تو وہ شور عالم گیر ہو گیا اور چاروں طرف سے نعرہ تکفیر ونفرین بلند ہونے لگا۔ ان رسائل ثلاثہ سے قادیانی نے اچھا اثر نہ دیکھا تو اشاعت رسالہ توضیح مرام ہی کے وقت سے مباحثہ کا اشتہار بھی دے دیا۔ اور اشتہار ۲۶ مارچ ۱۸۹۱ء میں یہ مشتہر کیا کہ علماے وقت جب تک میرے عقائد ومقالات میں جن کو وہ کفر وگمراہی سمجھتے ہیں مجھ سے مباحثہ نہ کر لیں تب تک اپنی زبان کو تکفیر اور طعن سے روک رکھیں اور اس مباحثے کو ایسی پیچیدہ اور مشکل اور ناممکن الوقوع شروط سے مقید کر دیا کہ نہ وہ شرطیں وقوع میں آویں اور نہ مباحثے کی نوبت پہنچے جس سے اس کا مقصود یہ تھا کہ جتنے دنوں تک مباحثہ ملتوی رہے اور ٹل سکے اتنے ہی دن طعن وتکفیر سے لوگوں کی زبان بند رہے اور اس کے عقائد ودعاوی کا کچھ اثر اس کے اتباع اور ناواقف مسلمانوں پر ہوتا رہے۔ علمائے وقت نے وقتاً فوقتاً اس کی ناجائز شروط کے ابطال اور جائز کی تسلیم واقبال سے مباحثہ کے لیے مستعدی کا اظہار کیا، مگر قادیانی سے بجز گریز وفرار جو اس کی اصل منشا ومقصود تھا، کچھ ظہور میں نہ آیا، یہاں تک کہ قضاوقدر نے اس کو دوڑنے بھاگنے کے ساتھ جبراً پنجے میں پھنسا دیا اور لدھیانہ کے مقام میں ہمارا اس سے مباحثہ کرا دیا جس کی کسی قدر کیفیت اشاعۃ السنۃ جلد ۱۳ میں شائع ہوئی ہے۔

اس مباحثے میں جو اس نے شکست وہزیمت پائی وہ ناظرین پرچہ ہائے مذکور پر مخفی نہ ہوگی، مگر اس کی دلیری اور بہادری دیکھو اور اس پر صد آفرین کہو کہ شکست پا کر بھی وہ دعویٰ مباحثہ سے دست بردار نہ ہوا اور اشتہار یکم اگست اور اکتوبر ۱۸۹۱ء میں پھر مدعی مباحثہ ہوا اور دہلی جا کر خم ٹھوک کر کھڑا ہو گیا اور اس پر دہلی پہنچ کر اس کا تعاقب کیا گیا اور اسکی جملہ شروط جائز کو منظور کر کے منظوری مباحثہ کا اشتہار دیا گیا تو پھر اس نے مباحثہ سے انکار کیا جس کی تفصیل (اشاعۃ السنۃ) نمبر ۱، ۴ جلد ۱۴ میں ہے۔ مگر پھر اس کی شرم وحوصلہ کو دیکھو اور اس پر ہزار آفرین کہو کہ دہلی سے بھاگ کر قادیان میں پہنچ کر وہ اس شکست وہزیمت کو بھول گیا اور ایک آسمانی فیصلہ (جو در حقیقت شیطانی فیصلہ ہے) اس نے لکھ مارا اور اس میں پھر مباحثہ کا مدعی بن بیٹھا اور الٹا گریز وفرار کا الزام علماء وقت پر قائم کیا۔ اس پر لاہور وسیالکوٹ پہنچ کر اس کا تعاقب کیا اور متعدد نوٹسوں کے ذریعے اس کو مباحثے کی طرف بلایا گیا، مگر وہ میدان مباحثہ میں نہ آیا بلکہ جہاں خاکسار پہنچا وہاں سے فوراً بھاگا جس کی کیفیت (اشاعۃ السنہ) نمبر ۱ تا ۴ جلد ۱۴ میں ہے۔

خاکسار (محمد حسین بٹالوی) ابتداء ہی سے اس کی بے جا اور ناممکن الوقوع شروط کو پیش کرنے سے اس کے مباحثہ سے مایوس ہو چکا تھا قطع حجت قادیانی کی غرض سے لدھیانہ کے مباحثہ تک اس کے حق میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام علماء اہل اسلام کی رائے ظاہر و مشتہر کرنے سے رکا رہا اور جب لدھیانہ کے مباحثہ کو وہ تمام چھوڑ کر بھاگا تو اور بھی مایوسی نے جلوہ دکھایا۔ تب خاکسار نے بمقام دہلی پہنچ کر ایک استفتا مرتب کیا جس میں قادیانی کے خیالات و مقالات درج کر کے ان کی تصدیق و شہادت کے لیے اس کی تصنیفات کی اصل عبارات کو بقید صفحات نقل کر دیا اور اس استفتاء کا جواب بقیہ السلف حجۃ الخلف شیخنا و شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ سے حاصل کیا اور ایک خاص سفر از دہلی تا بقرب کلکتہ و بھوپال وغیرہ اختیار کر کے اکثر مشہور بلاد ہندوستان کے علماء و فضلاء مختلف مذاہب کا توافق رائے حاصل کیا۔ پھر لاہور پہنچ کر اس استفتاء اور اس کے جواب کو رسالے کی صورت میں چھپوا کر دور دراز مقامات ہندوستان و پنجاب میں جہاں خاکسار خود نہیں پہنچا تھا' متداول کیا اور اس پر ان مقامات کے سکناء کی شہادات و تائیدات کو مرتب کرایا۔ فتویٰ پر مکمل اتفاق علمائے ہندوستان و پنجاب ہو چکا تھا مگر اس کی اشاعت عام میں اس وجہ سے توقف والتواء ہوا کہ اگر قادیانی کو ان باتوں کی نسبت جن کو علماء وقت نے کفر و ضلالت قادیانی پر دلیل ٹھہرایا ہے' کچھ عذر ہو تو اس کو مجمع علماء میں پیش کرے اور ان میں وہ مباحثہ کرنا چاہتا ہے تو کرے اور اس پیالہ تکفیر و تضلیل کو جو بہ اتفاق علماء اس کے لیے تیار کیا گیا ہے کسی حیلہ سے ٹلا سکتا ہے تو ٹلا دے۔ یعنی ان باتوں کا اپنی تصنیف میں پایا نہ جانا یا اگر وہ ان میں موجود ہوں تو ان کا موجب کفر و ضلالت نہ ہونا ثابت کر دے۔ آخری دفعہ اس امر کی طرف اس کو ''جواب فیصلہ آسمانی'' میں بلایا گیا اور اس جواب کو چھاپ کر اس کے پاس بھیجا گیا اور انتظار مدت ؛ اب تک اشاعت فتویٰ کو ملتوی کیا گیا۔ مگر پھر اس نے اس طرف رخ نہ کیا اور مباحثہ کا نام لینا بھی چھوڑ دیا۔ لہٰذا اس فتویٰ کا اب عام اہل اسلام میں مشتہر کرنا ضروری سمجھا گیا ہے۔

(فتویٰ میں) اصل سوال یہ ہے کہ عقائد قادیانی مندرجہ سوال اسلامی عقائد ہیں یا نہیں؟ اور ان عقائد میں قادیانی پابند و پیرو اسلام ہے یا اس کی پابندی سے خارج۔ اور ایسے عقائد والا ولی، مجدد، ملہم، محدث ہو سکتا ہے یا وہ ان عقائد کے سبب دجال کہلانے کا مستحق ہے؟ اس اصل سوال کا جواب جو مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب کی طرف سے ہے، صرف یہ ہے کہ یہ عقائد اسلامی نہیں اور قادیانی ان عقائد میں پابندیٔ اسلام سے خارج ہے اور ایسے عقائد والا محدث 'مجدد' ملہم' ولی نہیں ہو سکتا بلکہ من جملہ دجالین ایک دجال ہے۔

قادیانی اور اس کے اتباع اس فتوے کے جواب میں کہہ رہے ہیں اور کہیں گے کہ جو باتیں ہمارے ذمہ لگائی گئی ہیں ہم نے نہیں کہیں (اور) یہ کہ کہی تو ہیں مگر ان کے معنی اور ہیں (قادیانیوں کی) ان باتوں کا جواب حسب تفصیل ذیل ہے:۔

(۱) جن باتوں کو قادیانی کے ذمہ لگایا گیا ہے ان کے ثبوت میں ہم نے اصل عبارات قادیانی کو نقل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیا ہے' وہ عبارتیں اس کی کتابوں سے نہ نکلیں اور ان کی نقل میں ہماری غلط بیانی ثابت ہو تو فی عبارت ایک سو روپیہ جرمانہ دینے کو ہم حاضر ہیں' مگر اس امر کا تصفیہ مجرد انکار قادیانی اور اس کے اتباع سے نہیں ہو سکتا۔ ان کا یہ انکار محض کذب ہے اور کذب ان کے مذہب اور ہر ایک عمل در آمد کا اصل اصول ہے۔ اس کے تصفیہ کے لیے ایک مجلس کا منعقد ہونا ضروری ہے جس میں ہم ان عبارات کا تصانیف قادیانی میں پایا جانا ثابت کریں اور وہ انکار کی وجہ بتادے اور روز روشن میں آفتاب کو چھپا کر دکھاوے۔

دوسری بات کا جواب (یعنی) معنی کا تصفیہ بھی اسی مجلس میں ہو سکتا ہے۔ اسی مجلس میں اگر اس کی عبارات کے وہ ظاہری معنی بشہادت لغت و محاورہ اہل لسان نہ نکلے جو مفتیوں نے سمجھے ہیں تو اس پر بھی ہم فی عبارت سو روپیہ جرمانہ دینے کو حاضر ہیں۔ قادیانی تو ان عبارات کو جو معنی چاہے پہنا سکتا ہے، جو شخص خنزیر سے انسان مراد لے اور دمشق سے قادیان وغیرہ اس کو ایک کلام کے ایسے معنی جو ظاہر کے مخالف اور معنی در بطن شاعر کا مصداق ہوں بیان کرنا کیا مشکل ہے"

قارئین! یہ طویل عبارت دراصل فتوی تکفیر کی تمہید ہے جو مولانا بٹالوی نے فتوی کی اشاعت کے ساتھ اپنے رسالے اشاعۃ السنۃ میں لکھی ہے۔ اصل فتوی مولانا بٹالوی کے طویل سوال اور ۸۲ صفحات پر مشتمل سید محمد نذیر حسین محدث کے جواب پر مشتمل تھا۔ اس کے بعد تقریباً دو صد علماء اسلام نے تائیدی نوٹ کے ساتھ یا نوٹ کے بغیر تائیدی دستخط فرمائے ہیں۔ ذیل میں ہم سید نذیر حسین محدث کی تحریر کی وتلخیص مولانا دلاوری کی "رئیس قادیان" سے نقل کرتے ہیں:

"مرزا غلام احمد قادیانی اسلام خصوصاً مذہب اہل سنت سے خارج ہے۔ اس کے بعض عقائد ومقالات یونانی فلاسفہ کے ہیں۔ بعض پیروان وید یعنی ہنود سے لئے گئے ہیں۔ بعض نصاریٰ سے ماخوذ ہیں۔ اس کا طریقہ ملحدین باطنیہ وغیرہ اہل ضلال کا سا ہے۔ اس کے دعویٰ نبوت اور اشاعت اکاذیب اور ملحدانہ طریق کی وجہ سے وہ ان تیس دجالوں میں سے ہے' جن کی اطلاع سیدنا مخبر صادق ﷺ نے دی تھی۔ اور اس کے پیرو وہم مشرب ذریت دجال ہیں۔ اگر اس عمل واعتقاد کا شخص خدا کا ملہم ومخاطب ہو تو انبیاء وملہمین سابقین کا الہام پایہ اعتبار سے ساقط ہو جاتا ہے۔ قادیانی کا کواکب وسیارات وافلاک کے لیے نفوس وارواح تجویز کرنا' یونان کے فلاسفہ اشراقیین اور ہنود کا مذہب ہے۔ چنانچہ قادیانی نے توضیح المرام کے ص ۳۳ پر اپنا یہی عقیدہ لکھا ہے۔ قادیانی کا بطور استعارہ ابن اللہ کہلانے کو تجویز کرنا پوری نصرانیت ہے۔ عیسائیوں نے بھی استعارہ کے طور پر خدا کے پیارے اور مطیع بندوں کو ابن اللہ کہا ہے' اور قرآن میں ان کے اس قول کی حکایت کہ ہم خدا کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ مگر یہی استعارہ ان لوگوں کے مشرک ہو جانے اور مخلوق کو حقیقتاً خدا کا بیٹا قرار دینے کا موجب ہوا تو قرآن واسلام آیا اور اس محاورہ کو دور کیا۔ اب قادیانی نے پھر اس محاورہ کو رائج کرنا چاہا ہے۔ اور قادیانی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدث ہونے کا دعویٰ کرنا اور اس ذریعہ سے ایک قسم کا نبی کہلانا اور نبوت جزئی کے دروازے کو مفتوح کہنا بھی قرآن کا انکار ہے۔

قادیانی کا سیدنا مسیح کو صلیب پر چڑھایا جانا تجویز کرنا نص قرآنی وما قتلوہ وما صلبوہ سے انکار ہے اور اس میں اس نے نیچریوں کی تقلید کی ہے جو عیسائیوں کے مقلد ہیں۔ قادیانی کا سیدنا مسیح کے معجزات سے انکار کرنا قرآن کا انکار ہے۔ قادیانی کا حدیث نبوی کو مفسر قرآن نہ ماننا ضلالت ہے۔ اہل سنت میں مسلم ہے کہ حدیث قرآن کی مفسر اور اس کے اجمال کی مبین ہے۔ قادیانی کا اپنی پیروی کو مدار نجات ٹھہرانا بھی انتہا درجہ کی گمراہی ہے' کیونکہ ایسا دعویٰ انبیاء علیہم السلام کے سوا کسی کو نہیں پہنچتا۔ قادیانی کا یہ کہنا کہ حیات مسیح کا اعتقاد رکھنا شرک ہے' اس کا ان تمام صحابہ و تابعین اور رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک سے آج تک کے تمام مسلمانوں کو جو سیدنا مسیح کو زندہ سمجھتے ہیں اور قیامت سے پہلے ان کے نزول کے معتقد ہیں' مشرک بنانا ہے۔ قادیانی کا یہ عقیدہ جیسا کفر ہے محتاج تشریح نہیں۔ غرض یہ شخص اسلام سے قطعاً خارج ہے۔" (رئیس قادیان جلد دوم ص ۵۷)

فتویٰ کے اجراء کے بعد مرزا صاحب "شیخ بٹالوی صاحب کے فتویٰ تکفیر کی کیفیت" کے عنوان سے لکھتے ہیں:

"اس فتویٰ کو میں نے اول سے آخر تک دیکھا، جن الزامات کی بنا پر یہ فتویٰ لکھا ہے انشاء اللہ بہت جلد ان الزامات کے غلط اور خلاف واقعہ ہونے کے بارے میں ایک رسالہ اس عاجز کی طرف سے شائع ہونے والا ہے' جس کا نام دافع الوساوس ہے۔ بایں ہمہ مجھ کو ان لوگوں کے لعن طعن پر کچھ افسوس نہیں اور نہ کچھ اندیشہ۔ بلکہ میں خوش ہوں کہ میاں نذیر حسین اور شیخ بٹالوی اور ان کے اتباع نے مجھ کو کافر اور مردود اور ملعون اور دجال اور ضال اور بے ایمان اور جہنمی اور اکفر کہہ کر اپنے دل کے بخارات نکال لئے جو دیانت اور امانت اور تقویٰ کے التزام سے ہرگز نہیں نکل سکتے تھے اور جس قدر میری اتمام حجت اور میری سچائی کی تلخی سے ان حضرات کو زخم پر زخم پہنچا اس صدمہ عظیمہ کا غم غلط کرنے کے لیے کوئی اور طریق بھی تو نہیں تھا، بجز اس کے کہ لعنتوں پر آجاتے۔ مجھے اس بات کو سوچ کر بھی خوشی ہے کہ جو کچھ یہودیوں کے فقیہوں اور مولویوں نے آخر کار حضرت مسیح کو تحفہ دیا تھا وہ بھی تو یہی لعنتیں اور تکفیر تھی جیسا کہ اہل کتاب کی تاریخ اور ہر چہار انجیل سے ظاہر ہے تو پھر مجھے مثل مسیح ہونے کی حالت میں ان لعنتوں کی آوازیں سن کر بہت ہی خوش ہونا چاہیئے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ میاں نذیر حسین اور شیخ بٹالوی نے اس تکفیر میں جعلسازی سے بہت کام لیا ہے اور طرح طرح کے افتراء کر کے اپنی عاقبت درست کر لی ہے۔" (مجموعہ اشتہارات جلد اول، ص ۲۳۱۔ ۲۳۲)

درج بالا تحریر کے مطابق مرزا صاحب اس فتویٰ تکفیر سے خوش تھے۔ دیگر مقامات پر انھوں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس فتویٰ کو اپنی صداقت کے نشانات میں شمار کرتے ہوئے اسے اپنی کامیابیوں کا زینہ قرار دیا ہے۔ مثال کے طور پر انھوں نے سالانہ جلسہ قادیان ۱۸۹۱ء اور ۱۸۹۲ء کا موازنہ کرتے ہوئے ایک جگہ لکھا:

"سال گذشتہ میں جب ابھی فتویٰ تکفیر میاں بٹالوی صاحب کا تیار نہیں ہوا تھا، صرف ۷۵ احباب اور مخلصین تاریخ جلسہ پر قادیان تشریف لائے تھے، مگر اب جب کہ فتویٰ تیار ہو گیا اور بٹالوی صاحب نے ناخنوں تک زور لگا کر اور آپ بصد مشقت ہر جگہ پہنچ کر اور سفر کی ہر روزہ مصیبتوں سے کوفتہ ہو کر اپنے ہم خیال علماء سے اس فتویٰ پر مہریں ثبت کرائیں تو اس سالانہ جلسہ (۱۸۹۲ء) میں بجائے ۷۵ کے ۳۲۷ احباب شامل ہوئے۔ میاں بٹالوی کے پنجاب اور ہندوستان میں پھرتے پاؤں بھی گھس گئے لیکن انجام کار خدا تعالیٰ نے ان کو دکھلا دیا کہ کیسے اس کے ارادے انسان کے ارادوں پر غالب ہیں۔"

(روحانی خزائن جلد: ۵ ضمیمہ آئینہ کمالات اسلام ص: ۲۹، ۳۰ مجموعہ اشتہارات جلد اول ص: ۲۶۶)

اس تحریر میں مرزا صاحب نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا ہے کہ فتوے کے بعد ان کے سلسلے کو ترقی عطا ہوئی ہے اور ان کے سالانہ جلسہ کے حاضرین کی تعداد ۷۵ سے ۳۲۷ یعنی چار گنا سے بھی بڑھ گئی ہے لیکن مرزا صاحب کی یہ خوشی عارضی ثابت ہوئی، اسلئے کہ اس سے اگلے سال یعنی دسمبر ۱۸۹۳ء کا جلسہ انہیں یہ کہتے ہوئے منسوخ کرنا پڑا:

"جلسہ کا مدعا اور مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگوں کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو۔ وہ "زہد و تقویٰ خدا ترسی پرہیزگاری" وغیرہٗ میں دوسروں کیلئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راست بازی ان میں پیدا ہو لیکن اس پہلے جلسہ کے بعد ایسا اثر نہیں دیکھا گیا، بلکہ خاص جلسہ کے دنوں میں ہی بعض کی شکایت سنی گئی کہ وہ اپنے بھائیوں کی بدخوئی سے شاکی ہیں۔ بعض اس مجمع کثیر میں اپنے اپنے آرام کیلئے دوسرے لوگوں سے کج خلقی کرتے ہیں، گویا وہ مجمع ہی ان کیلئے موجب ابتلاء ہو گیا اور پھر میں دیکھتا ہوں کہ اس جلسہ کے بعد کوئی بہت عمدہ اور نیک اثر اس جماعت کے بعض لوگوں میں ظاہر نہیں ہوا۔ ایسا جلسہ صرف فضول ہی نہیں بلکہ اس علم کے بعد کہ اس اجتماع سے نیک نتائج پیدا نہیں ہوتے۔ ایک معصیت اور طریق ضلالت اور بدعت شنیعہ ہے۔" (مجموعہ اشتہارات ۱۹۸۶ء جلد: اول، ص: ۴۳۹، ۴۴۱)

اس تحریر میں مرزا صاحب ۱۸۹۲ء والے جلسہ کو فضول، معصیت، طریق ضلالت اور بدعت شنیعہ قرار دیتے ہیں۔ وہ جلسہ خود مرزا صاحب نے منعقد کیا تھا اور اشتہارات اور خطوط کے ذریعے لوگوں کو اس میں شرکت کیلئے بلایا تھا اور واپسی پر "غریب مسافروں کو اپنی طرف سے زاد راہ دیا گیا۔ بعض کو تیس تیس یا چالیس چالیس روپیا دیا گیا۔" (دیکھئے مجموعہ اشتہارات ج: اول، ص: ۴۴۶۔۴۴۷) یہ تیس چالیس روپے اس زمانے میں بہت بڑی رقم ہوا کرتی تھی اور اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مرزا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب جب سیالکوٹ کچہری میں ملازم تھے انہیں ۱۵ روپے ماہانہ تنخواہ ملا کرتی تھی۔ گویا دو دو تین تین ماہ کی تنخواہ کے برابر لوگوں کو ر قوم دے کر مجمع اکٹھا کیا گیا اور اسے پہلے تو فتوے کا مثبت رد عمل قرار دیتے ہوئے بزعم خود مولانا بٹالوی وغیرہم کو طمانچہ رسید کرنے کی کوشش کی گئی لیکن اگلے ہی سال اس اجتماع کو ضلالت، معصیت اور بدعت شنیعہ قرار دے کر وہ طمانچہ خود اپنی ذات گرامی پر جما لیا اور ساتھ ہی عاصی اور بدعتی ہونے کا اقرار بھی کر لیا۔ مرزا صاحب کہا تو یہ کرتے تھے کہ انہیں مولانا بٹالوی کے متعلق انی مھین من اراد اھانتک کا الہام ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اے مرزا! میں تیرے مخالف محمد حسین کو ذلیل کروں گا، لیکن ایک ہی اجتماع کو اپنی کامیابی قرار دے کر پھر بدعت اور معصیت قرار دے دینا اور اس میں شرکت اور اس کے اہتمام کے باعث خود ہی بدعتی اور عاصی ہونے کا اقرار کر لینا، مولانا بٹالوی کے مقابلے میں خود مرزا صاحب کی ذلت واہانت کا ایسا ثبوت ہے جو انہوں نے خود اپنی ہی تحریروں میں مہیا کر دیا ہے۔

سب سے پہلا متفقہ فتویٰ تکفیر

بعض بزرگوں کا کہنا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی پر کفر کا فتویٰ سب سے پہلے ۱۳۰۱ھ (۱۸۸۴ء) میں علمائے لدھیانہ نے لگایا تھا جس سے تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا۔ ہم ایک عرصہ سے اس فتویٰ کی تلاش میں ہیں کہ دیکھیں کہ وہ دستاویز کتنی بڑی ہے؟ کس کس کی مہر سے مزین ہے؟ اور کون کون سے دلائل سے ۱۸۸۴ء کے مرزا غلام احمد قادیانی کے کس کس دعوے کی تردید کرتے ہوئے اسے کافر گردانا گیا ہے۔

لدھیانوی خاندان کے وارثوں میں سے ایک بزرگ نے حال ہی میں اس موضوع پر قلم اٹھایا اور "ہندوستان میں سب سے پہلا فتویٰ تکفیر" کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ ہم نے بڑی دلچسپی سے اس کتاب کا مطالعہ بہ ایں امید کیا کہ مصنف اس فتویٰ تکفیر کی دستاویز سامنے لائیں گے جو بقول بعض عالم اسلام میں مرزا غلام احمد پر ۱۸۸۴ء میں دیا جانے والا سب سے پہلا فتویٰ تکفیر ہے۔ کتاب پڑھ کر افسوس ہوا کہ فاضل مصنف نے یہ دستاویز پیش نہیں فرمائی۔ تاہم انہوں نے اس دستاویز کے موضوع اور مشمولات کا تعارف اپنی کتاب میں بایں الفاظ کرایا ہے۔

"اب یہاں پر علماء لدھیانہ کی طرف سے مرزا غلام احمد قادیانی پر فتویٰ تکفیر کی تفصیلات بیان کی جاتی ہیں۔ مرزا کا اپنے آپ کو مسیح موعود کہنا معجزات قرآن کا انکار اور پیغمبروں کی نانیاں دادیاں کو فاحشہ بتلانا (فتاویٰ قادریہ ص ۲۵) فتاویٰ قادریہ کے مصنف مولانا محمد لدھیانوی ص ۲۶ پر مختصر اُوجہ تکفیر بیان فرماتے ہیں ــــــ یعنی جو کفریات اس کے صاف صاف آیات قطعیات کے مخالف ہیں ان پر ان کے ایمان کی بنیاد ہے جیسا کہ ازالہ اوہام میں عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو یوسف نجار کا بیٹا لکھا ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو خدا تعالیٰ جل شانہ نے ان کے معجزات مثل احیاء اموات وغیرہ وغیرہ جس کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے ان سب کو قادیانی مشرکانہ خیال لکھ کر منکر قرآن ہو کر اپنا کفر ظاہر کر کے زمرہ مرتدین میں داخل ہوا۔ (فتاویٰ قادریہ ص ۲۶) مولانا محمد لدھیانوی کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ کس بنیاد پر مرزا غلام احمد پر کفر کا فتویٰ دیا گیا۔ (سب سے پہلا فتویٰ تکفیر، ص: ۶۷)

یہ اقتباس جس کی عبارت کہیں کہیں بے ربط سی محسوس ہوتی ہے، مذکورہ کتاب سے نقل مطابق اصل ہے۔ صرف غیر ضروری باتوں کو نقطے (٠٠٠٠٠٠٠) ڈال کر حذف کیا گیا ہے۔ اس عبارت کے مطابق لدھیانہ کے علماء نے ۱۸۸۴ء میں مرزا غلام احمد پر اس لیے کفر کا فتویٰ لگایا تھا کہ وہ خود کو مسیح موعود کہتا ہے۔ معجزات قرآن کا انکار کرتا ہے۔ پیغمبروں کی نانیوں دادیوں کو فاحشہ بتاتا ہے اور مسیح علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا قرار دیتا ہے۔ آیئے! ہم دیکھیں کہ ۱۸۸۴ء کے مرزا غلام احمد کے عقائد و نظریات میں یہ باتیں شامل تھیں یا مضمون ابھی در بطن شاعر تھا۔

۱۸۸۴ء تک مرزا غلام احمد کی کتاب براہین احمدیہ (چہار جلد) کے علاوہ کوئی قابل ذکر کتاب شائع نہیں ہوئی تھی۔ اس براہین احمدیہ کے متعلق مولانا ابوالحسن علی ندوی فرماتے ہیں کہ اس میں مرزا صاحب حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر جانے اور دوبارہ اترنے کا اقرار کرتے ہیں۔ یعنی وہ حیات مسیح کے قائل ہیں اور خود مسیح یا مثیل مسیح ہونے کے قائل نہیں۔ نیز یہ کہ اس کتاب میں مرزا غلام احمد نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کے قائل ہیں اور کسی جدید نبوت اور وحی کا انکار کرتے ہیں۔ (قادیانیت مطالعہ وجائزہ ص ۵۸۔۹)

اور مرزا غلام احمد خود بھی لکھتا ہے کہ ''میں نے براہین احمدیہ میں یہ بھی اعتقاد ظاہر کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ پھر واپس آئیں گے۔'' (روحانی خزائن، ایام الصلح، ج: ۱۴، ص: ۲۷۲)

ان دو حوالوں سے مطلب یہ نکلتا ہے کہ براہین احمدیہ کے زمانے کا مرزا غلام احمد نہ وفات مسیح کا قائل تھا اور نہ خود مسیح یا مثیل مسیح ہونے کا دعوے دار تھا۔ یہ دعویٰ پہلی مرتبہ اس نے اپنے رسائل فتح اسلام اور توضیح مرام میں کئے ہیں جو ۱۸۹۱ء میں شائع ہوئے تھے اور پیغمبروں کی نانیوں اور دادیوں کے متعلق مرزا غلام احمد کے مکروہ ریمارکس اس کے بھی بعد کی بات ہے اور یہ ضمیمہ انجام آتھم میں شائع ہوئے تھے جو ۱۸۹۶ء کی تصنیف ہے۔ گویا ۱۸۸۴ء میں جن وجوہ کی بنا پر بقول مصنف کتاب مذکور مرزا غلام احمد پر لدھیانویوں نے کفر کا فتویٰ لگایا وہ ۱۸۹۰ء تک بھی اس کے عقائد میں موجود نہیں تھیں، جب بنیاد موجود نہ ہو تو عمارت کیسے کھڑی کی جاسکتی ہے؟؟

مزید سنئے! مولانا دلاوری نومبر ۱۸۸۴ء (۱۳۰۲ھ) میں ہونے والی مرزا غلام احمد کی دوسری شادی کے ضمن میں لکھتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ مرزا صاحب ایسے وقت میں جب کہ علمائے امت نے ہنوز مرزا صاحب کے کفر و ارتداد کا فتویٰ صادر نہیں کیا تھا اور مرزا صاحب بھی اب تک اپنے نہ ماننے والوں کو کافر قرار نہیں دیتے تھے کسی مسلمان کو (بارات کے) ساتھ نہ لے گئے ہوں۔ (رئیس قادیان جلد اول: ۸۶)

قارئین! دیکھ لیجئے ایک طرف کہا جاتا ہے کہ ۱۳۰۱ھ (۱۸۸۴ء) میں لدھیانہ کے علماء نے مرزا غلام احمد پر فتویٰ تکفیر جاری کر دیا تھا اور دوسری طرف مولانا دلاوری فرماتے ہیں کہ ۱۳۰۲ھ میں بھی علمائے امت کی طرف سے تکفیر مرزا کا فتویٰ صادر نہیں ہوا تھا۔ ہم کیا کہیں؟ دونوں طرف بڑے لوگ ہیں، تاہم سیدھی سی بات تو یوں لگتی ہے کہ یا تو فتویٰ موجود نہیں تھا یا مولانا دلاوری لدھیانہ والوں کو زمرہ علماء میں شامل نہیں سمجھتے تھے۔

آگے چلیئے! ہمیں بتایا جاتا ہے کہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی اپنے سفر حج میں حاجی امداداللہ صاحب سے بیعت ہوئے جو ۱۳۰۷ھ مطابق ۱۸۹۰ء کا واقعہ ہے اور پیر صاحب فرماتے ہیں کہ "حرم شریف قیام کے دوران ایک وقت ایسا بھی آیا تھا کہ مجھے اسی جگہ رہائش اختیار کر لینے کا خیال پیدا ہو گیا مگر حاجی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ پنجاب میں عنقریب ایک فتنہ نمودار ہو گا جس کا سدباب صرف آپ کی ذات سے متعلق ہے۔ اگر اس وقت آپ محض اپنے گھر میں خاموش ہی بیٹھے رہے تو بھی علمائے عصر کے عقائد محفوظ رہیں گے اور وہ فتنہ زور نہ پکڑ سکے گا۔ (اس کے بعد پیر صاحب کا سوانح نگار لکھتا ہے) جیسا کہ آپ کی تصنیفات و ملفوظات سے ظاہر ہوتا ہے آپ پر بعد میں انکشاف ہوا کہ اس فتنہ سے مراد قادیانیت تھی۔ (مہر منیر از مولوی فیض احمد ۱۹۸۷ء ص:۱۲۹)

حافظ عبدالرشید ارشد صاحب نے بھی پیر مہر علی صاحب کو کئے گئے اس ارشاد کا ذکر اپنی کتاب "بیس بڑے مسلمان" میں ص:۹۸ پر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ حاجی صاحب نے اپنے مرید کو فرمایا: ہندوستان میں عنقریب ایک فتنہ نمودار ہو گا، تم ضرور اپنے وطن چلے جاؤ۔ اگر بالفرض تم ہندوستان میں خاموش بھی بیٹھے رہو تو بھی وہ فتنہ ترقی نہ کرے گا اور ملک میں سکون رہے گا۔"

یہ آج سے ایک سو گیارہ سال پہلے کی بات ہے جب حاجی صاحب نے اپنے ایک مرید کو ایک ایسے فتنے سے آگاہ کیا جو عنقریب نمودار ہونے والا تھا۔ ۱۸۹۰ء میں ہونے والے اس کشف کو فتنہ قادیانیت پر چسپاں کرنے کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ ۱۸۸۰ء کے عشرے میں یہ فتنہ ابھی ظاہر نہیں ہوا تھا۔ (جبھی تو ۱۸۹۰ء کے عشرے میں اس کے ظاہر ہونے کی پیشگوئی کی جا رہی تھی) اور اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ حاجی صاحب کے اس فرمان کے وقت مرزا غلام احمد کے کوئی ایسے عقائد منظر عام پر نہیں آئے تھے جس کی بناء پر اس کو فتنہ قرار دیا جا سکتا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ان کے ساتھیوں نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ یہ جو ابن ملجم ہے اس کے ارادے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطرناک لگتے ہیں (یاد رہے کہ ابن ملجم وہ شخص ہے جس نے کچھ دنوں بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "بھائی اگر اس کے ارادے خطرناک ہیں تو میں کیا کروں؟ سزا جرم کے سرزد ہونے پر دی جاتی ہے، جرم کے امکان پر نہیں دی جاتی۔" ادھر حاجی صاحب ۱۸۹۰ء میں فرمارہے تھے کہ فتنہ (قادیانیت) نمودار ہوگا، لیکن ہمارے بعض بزرگوں کے بقول علمائے لدھیانہ نے ۱۸۸۴ء ہی میں مرزا غلام احمد کو سزا بھی سنادی۔ کیا وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ شیخ المشائخ کا کشف خام تھا کہ فتنہ ظاہر ہو چکا تھا لیکن انہیں ابھی نظر نہیں آرہا تھا۔ یا لدھیانہ والوں کو خضر علیہ السلام کے علوم و معارف اور اختیارات کا (جزوی طور پر ہی سہی) حامل سمجھتے ہیں جنہوں نے ایک لڑکے کو اس لئے ماردیا تھا کہ کہیں آئندہ وہ اپنے کفر اور سرکشی سے اپنے والدین کو عاجز اور پریشان نہ کرے۔

ایک سو سترہ سال قبل کے لٹریچر کا مطالعہ کرنے سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ ۱۸۸۴ء میں مرزا غلام احمد کے کفر و اسلام کی بحث چلی تھی۔ دونوں طرف احناف کے اکابرین تھے اور بات کا تصفیہ دیوبند کے صدر مدرس مولانا محمد یعقوب نانوتوی کو حکم ماننے پر ہوا۔ اور حکم میں یہ فیصلہ دیا تھا کہ مرزا غلام احمد غیر مقلد ہے۔ بالفاظ دیگر انہوں نے ۱۸۸۴ء کو مرزا غلام احمد کو مسلمان قرار دے دیا تھا۔ سطور ذیل میں ہم یہ روئیداد مولوی محمد لدھیانوی کی کتاب فتاویٰ قادریہ سے نقل کرتے ہیں:

"مرزا غلام احمد قادیانی نے شہر لدھیانہ آکر ۱۳۰۱ھ میں دعویٰ کیا کہ میں مجدد ہوں، عباس علی صوفی اور منشی احمد جان مع مریدان اور مولوی محمد حسن مع اپنے گروہ اور مولوی شاہ دین اور عبدالقادر اور مولوی نور محمد مہتمم مدرسہ حقانی وغیرہ نے اس دعویٰ کو تسلیم کرکے امداد پر کمر باندھی۔ منشی احمد جان نے مع مولوی شاہ دین و عبدالقادر ایک مجمع میں جو واسطے اہتمام مدرسہ اسلامیہ کے اوپر مکان شاہزادہ صفدر جنگ صاحب کے تھا، بیان کیا کہ علی الصبح مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اس شہر لدھیانہ میں تشریف لائیں گے اور اس کی تعریف میں نہایت مبالغہ کرکے کہا کہ جو شخص اس پر ایمان لائے گا گویا وہ اول مسلمان ہوگا۔ مولوی عبداللہ صاحب مرحوم برادرم نے بعد کمال بردباری اور تحمل کے فرمایا: اگرچہ اہل مجلس کو میرا بیان کرنا ناگوار معلوم ہوگا لیکن جو بات خدا جل شانہ نے اس وقت میرے دل میں ڈالی ہے، بیان کئے بغیر میری طبیعت کا اضطراب دور نہیں ہوتا۔ وہ بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی جس کی تم تعریف کررہے ہو بے دین ہے۔ منشی احمد جان بولا کہ میں اول کہتا تھا کہ اس پر کوئی عالم یا صوفی حسد کرے گا۔

راقم الحروف (مولوی محمد) نے مولوی عبداللہ صاحب کو بعد برخاست ہونے جلسہ کے کہا کہ جب تک کوئی دلیل معلوم نہ ہو بلا تامل کسی کے حق میں زبان طعن کی کھولنی مناسب نہیں۔ دوسرے دن قادیانی مع دو ہندوؤں کے لدھیانہ آیا، جس روز قادیانی شہر لدھیانہ میں وارد ہوا تھا۔ راقم الحروف اعنی محمد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومولوی عبداللہ صاحب ومولوی اسماعیل صاحب نے براہین کو دیکھا تو اس میں کلمات کفریہ انبار در انبار پائے اور لوگوں کو قبل از دوپہر اطلاع کر دی گئی کہ یہ شخص مجدد نہیں بلکہ زندیق اور ملحد ہے۔ ع

برعکس نہند نام زنگی کافور

اور گرد نواح کے شہروں میں فتوے لکھ کر روانہ کئے گئے کہ یہ شخص مرتد ہے۔ اس کی کتاب کو کوئی نہ خرید کرے۔ اس موقع پر اکثر نے تکفیر کی رائے کو تسلیم نہ کیا بلکہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے ہماری تحریر کی تردید میں ایک طومار لکھ کر ہمارے پاس روانہ کیا اور قادیانی صاحب کو مرد صالح قرار دیا اور ایک نقل اس کی مولوی شاہ دین نے برسر بازار روبرو مریدان منشی احمد جان ومتبعان قادیانی یہ کہہ کر مولوی رشید احمد صاحب نے مولوی صاحبان کی تردید میں یہ تحریر ارسال فرمائی ہے، پھر اس کے اٹکل پچو معنی کر کے زور وشور کے ساتھ سنایا۔

مولوی عبدالعزیز صاحب نے اس تحریر کی بروز جمعہ وعظ میں خوب دھجیاں اڑائیں۔ مولوی عبداللہ صاحب کو اس تحریر کا حال سن کر نہایت فکر ہوا کہ مولوی رشید احمد صاحب نے ایسے مرتد کو صالح کیسے لکھ دیا۔ جناب باری میں دعا کر کے سو گئے۔ خواب میں معلوم ہوا کہ تیسری شب کا چاند بد شکل ہو کر لٹک پڑا۔ غیب سے آواز آئی کہ رشید احمد یہی ہے۔ اسی روز سے اکثر فتوے ان کے غلط مناقص یکے بعد دیگرے معرض وجود میں آنے لگے؟ اور اس تحریر کی راقم الحروف نے یہ تردید لکھی۔۔۔۔۔۔(کہ اے مولوی رشید احمد صاحب) آپ جیسے اہل فضل سے تعجب ہوا کہ جو کلمات صرف کفریہ ہیں ان کی تاویلات کے درپے ہوئے، دیدہ دانستہ اس کو صالح مسلمان قرار دے کر عوام کو گمراہی میں ڈال دیا۔۔ پھر اس تحریر کو ہم تینوں (لدھیانوی علماء) ساتھ لے کر جلسہ دستار بندی مدرسہ دیوبند بتاریخ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۰۱ھ میں پہنچے۔ دوسرے روز مولوی رشید احمد صاحب ملاقات کے واسطے تشریف لائے۔ بعد ازاں مولوی محمد یعقوب صاحب بھی براہ مہمان نوازی ملنے کو آئے۔ راقم الحروف نے کچھ حال قادیانی کا بطور اجمال زبانی بیان کیا۔ مولانا محمد یعقوب صاحب نے فرمایا کہ اگر بطور ظلیت آنحضرت ﷺ اس پر ورود الہامات کا ہوتا ہو تو کیا عجب ہے؟ میں نے کہا اگر اہل کتاب یہود ونصاریٰ یہ اعتراض کریں کہ جیسا کہ قادیانی پر بسبب ظلیت آیات قرآنی نازل ہو رہی ہیں، ایسا ہی تمہارے پیشوا خود مستقل پیغمبر نہیں تھے بلکہ بسبب اتباع ابراہیم علیہ السلام کے ان پر قرآن بطور الہام نازل ہوا ہو گا تو پھر آپ کیا جواب دو گے؟ مولوی صاحب نے لاجواب ہو کر یہ فرمایا کہ میں اس شخص کو اپنی تحقیق میں غیر مقلد جانتا ہوں اور آپ کو اس کی تکفیر سے منع نہیں کرتا، کیونکہ آپ اس کے کل حالات سے بسبب قریب الوطن ہونے کے واقف ہیں اور نیز آپ نے اس کتاب براہین کی ہر چہار جلد کو دیکھ لیا ہے۔ بعد ازاں ہم (یعنی علمائے لدھیانہ) نے تحریر مذکورۃ الصدر کو بتاریخ ۱۴ جمادی الاول ۱۳۰۱ھ مولوی رشید احمد کی خدمت میں برسر عام جس میں مولوی محمد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظہر صاحب مرحوم وغیرہ علماء وفضلائے نامدار موجود تھے، پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جہاں تک آتا تھا آپ کی خدمت میں لکھ کر روانہ کر دیا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ کی تحریر پر اعتراضات وارد کئے گئے ہیں ان کو ملاحظہ فرما کر جواب سے مشرف فرمادیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو جہاں تک علم تھا میں نے لکھ دیا تھا، زیادہ اس سے مجھ کو علم نہیں۔ مولوی عبداللہ صاحب نے دوبارہ اس تحریر کو مولوی صاحب کے ہاتھ میں دے کر آیت '' وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ '' پڑھ کر فرمایا کہ اس کا جواب عنایت فرمائیں۔ مولوی صاحب نے تحریر کو واپس دے کر فرمایا کہ ہمارے سب کے مولانا محمد یعقوب بڑے ہیں۔ اس باب میں جو ارشاد کریں مجھ کو منظور ہے۔ مولوی عبداللہ صاحب نے کھڑے ہو کر بآواز بلند فرمایا کہ جو لوگ اس مسئلہ خاص میں اپنا دین تباہ کر رہے ہیں اس کا وبال آپ کی گردن پر ہوگا یا ہماری گردن پر۔ بعد ازاں ہم وہاں سے روانہ ہو کر مولانا محمد یعقوب صاحب کی خدمت میں پہنچے۔ فوراً مولوی رشید احمد صاحب کے بڑے صاحبزادہ نے مع گروہ کثیر جس میں چند عالم مثل مولوی محمود حسن صاحب مدرس مدرسہ مراد آباد وغیرہ داخل تھے، آکر شور وغل مچایا۔ مولانا محمد یعقوب صاحب نے فرمایا کہ سب کے سب شور مت کرو۔ صرف ایک شخص کلام کرے۔ مولوی محمود حسن صاحب نے بیان کیا کہ یہ تینوں مولوی تین روز سے پکار رہے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کافر ہے اور جو اس کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ میں نے کہا یہ امر غلط ہے۔ فریق ثانی نے کہا کہ اب انکار کرتے ہیں۔ میں نے آگے بڑھ کر کہا کہ وہ کون شخص ہے جس سے ہم نے خوف کھا کر انکار کیا۔ ہمارا اول سے یہی عقیدہ ہے کہ قادیانی کافر ہے اور جو شخص اس کا ہم عقیدہ ہے وہ بھی کافر ہے۔ جس کو حوصلہ گفتگو کا ہو وہ میدان میں آکر کسی ثالث کے مکان پر بحث کر لے۔ اس مکان پر بحث کرنے کا موقع نہیں۔ کیونکہ یہاں پر یہ مثل مشہور صادق آرہی ہے کہ ایک ناک والا سات ناک کٹوں کے پاس جب پہنچا فوراً سب کے سب اول ہی بول اٹھے کہ ناکو آیا۔ یہ کلام سن کر سب خاموش ہوگئے، کسی نے گفتگو کرنے کا نام بھی نہ لیا۔ پھر میں نے مولوی محمد یعقوب صاحب سے عرض کیا کہ جو آپ نے کل بوقت ملاقات قادیانی کے بارے میں فرمایا تھا اس کو تحریر بھی کر دو گے؟ آپ نے فرمایا کہ میں یہ بھی لکھ دوں گا کہ اس کے الہامات اولیاء اللہ کے الہامات سے کچھ مناسبت نہیں رکھتے۔ لیکن فی الحال بسبب کاروبار جلسہ کے مجھ کو فراغت نہیں۔ وہ تین روز کے بعد لکھ کر روانہ کر دوں گا۔ یا آپ میری طرف سے تحریر کر لینا۔ چنانچہ مولانا صاحب نے حسب وعدہ ایک فتویٰ اپنے ہاتھ سے لکھ کر ہمارے پاس ڈاک میں ارسال فرمایا جس کا مضمون یہ تھا، ''یہ شخص میری دانست میں غیر مقلد معلوم ہوتا ہے اور اس کے الہامات اولیاء اللہ کے الہامات سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے اور نیز اس شخص نے کسی اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر فیض باطنی حاصل نہیں کیا اور معلوم نہیں کہ اس کو کس روح کی اویسیت ہے۔ (فتاویٰ قادریہ ص: ۱۷تا۱۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"رئیس قادیان" میں ان واقعات کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس کی تلخیص درج ذیل ہے:

"شاہزادہ صفدر بیگ کے مکان پر مدرسہ اسلامیہ کے اہتمام کے متعلق ایک جلسہ تھا جس میں منشی احمد جان، مولوی شاہ دین اور مولوی عبدالقادر صاحبان نے بیان کیا کہ کل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی لدھیانہ تشریف لائیں گے، اور ان کی مدح وستائش میں سخت مبالغہ کرتے ہوئے کہا گیا کہ جو شخص ان پر ایمان لائے گا وہ گویا اول المسلمین ہوگا۔ اس پر مولوی عبداللہ صاحب کھڑے ہوئے اور کہا کہ مرزائے قادیان جس کو تم اس درجہ بڑھا چڑھا رہے ہو وہ انتہا درجہ کا ملحد اور زندیق شخص ہے۔ جلسہ برخاست ہونے کے بعد مولوی عبداللہ کے بھائی مولوی محمد صاحب نے اپنے بھائی سے کہا کہ جب تک کوئی قطعی دلیل موجود نہ ہو کسی شخص کے خلاف زبان طعن نہ کھولنی چاہئے۔ مولوی عبداللہ نے فرمایا کہ میں نے اپنی طبیعت کو بہت روکا لیکن آخر الامر خدائے برتر نے اس موقع پر یہ الفاظ میرے منہ سے نکلوا دیئے۔ (رئیس قادیان، ج: ۲، ص: ۱۔۲)

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ لدھیانہ کے علماء کی اکثریت مرزا غلام احمد کے لئے دیدۂ دل فرش راہ کئے ہوئے تھی۔ اس کے استقبال کی تیاریاں ہو رہی تھیں اور اس کے مجدد ہونے کے دعوے کو قبول کرنے کی یہ کہہ کر لوگوں کو ترغیب دی جا رہی تھی کہ ایسا کرنا گویا "اول المسلمین" ہونا ہے۔ لدھیانہ کے تمام علماء میں سے صرف ایک شخص نے دوسروں سے اختلاف کیا جن کا نام مولوی عبداللہ ہے، اور مولوی محمد لدھیانوی صاحب انہیں بھی مرزا صاحب کے خلاف آواز اٹھانے سے روک رہے تھے کہ ان کے پاس مرزا صاحب کے خلاف کوئی قطعی دلیل موجود نہیں تھی۔ (حالانکہ براہین احمدیہ کی چار جلدیں شائع شدہ موجود ہیں) اس واقعہ کے اگلے روز ان علماء نے براہین احمدیہ کا مطالعہ کیا اور جو باتیں اس سے قبل ان کو اس کتاب میں نظر نہیں آئی تھیں یکایک سامنے آگئیں۔ چار جلدوں کی یہ کتاب ان بزرگوں نے چند گھنٹوں میں پڑھ ڈالی۔ پھر اس پر تنقیدی نظر بھی ڈال لی۔ اس کے مندرجات میں سے قابل اعتراض حصوں کو الگ بھی کر لیا اور پھر ان پر مزید غور وخوض کر کے اس کتاب کے مصنف کے کفر و اسلام کا فیصلہ کر کے اسی روز دوپہر سے پہلے پہلے فتویٰ مرتب کر کے اور اس کی کاپیاں کروا کر ارد گرد کے شہروں میں روانہ بھی کر دیا گیا۔ ہماری نظر سے یہ فتویٰ تاحال نہیں گذرا اور جس فتاویٰ قادریہ کا یہاں ذکر ہے اس سے مغالطہ نہیں کھانا چاہئے کیونکہ وہ تو ایک کتاب کا نام ہے جو شاید ۱۸۹۲ء میں شائع ہوئی تھی۔ اگر کوئی صاحب اصل فتوے کی طرف جو ۱۸۸۴ء میں جاری ہوا تھا ہماری رہنمائی کریں تو نوازش ہوگی۔

اس جملہ معترضہ کے بعد ہم آپ کو دوبارہ لدھیانوی گنگوہی تنازعہ کی طرف لے چلتے ہیں جس کے بارے میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کہتے ہیں:

"۱۲ جمادی الاول ۱۳۰۱ھ کو علمائے لدھیانہ دار العلوم دیوبند کے سالانہ جلسہ میں تشریف لے گئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور قادیانی مسئلہ میں حضرت گنگوہی ودیگر اکابر سے بالمشافہ گفتگو فرمائی۔ رفع نزاع کیلئے دارالعلوم کے پہلے صدر مدرس حضرت مولانا محمد یعقوب کو جو صاحب کشف تھے حکم تسلیم کیا گیا۔" (الرشید دیوبند نمبر ص: ٦٧٦)

جب کسی کو حکم تسلیم کر لیا جائے تو وہی بات حتمی ٹھہرتی ہے جس کا اعلان حکم کی طرف سے ہوا اور فیصلہ جس کی رائے کے خلاف ہوا اسے اپنی رائے چھوڑنا پڑتی ہے ورنہ (تحکیم کے کوئی معنی باقی نہیں رہتے) اور اس موقع پر حکم یعنی مولوی محمد یعقوب صاحب نے جو فیصلہ دیا ہے وہ یہ ہے کہ ۱۸۸۴ء کا مرزا غلام احمد غیر مقلد (مسلمان) تھا اور اگرچہ یہ ٹھیک ہے کہ اس نے اہل اللہ کی صحبت میں بیٹھ کر فیض باطنی حاصل نہیں کیا اور نہ ہمیں یہ معلوم ہو سکا ہے کہ اسے کس روح کی اویسیت حاصل ہے اور نہ وہ کسی معروف فقہی مذہب کا مقلد ہے لیکن وہ اسی طرح ایک سنی العقیدہ مسلمان ہے جس طرح دیگر غیر مقلدین ہیں۔

بعض دوست جب تحریک ختم نبوت کی تاریخ بیان کرتے ہوئے براہین احمدیہ پر بعض لدھیانوی علماء کی تنقید کا ذکر کرتے ہیں تو یہ بتانا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے براہین کی تعریف اور ان لدھیانوی علماء کی مخالفت کی تھی۔ اوپر کے اقتباسات جو ہم نے فتاوی قادریہ نامی کتاب سے نقل کئے ہیں آپ کو واضح طور پر بتا رہے ہیں کہ لدھیانہ والوں کی مخالفت کون کر رہا تھا؟ کون ان کے خلاف طومار لکھ کر لدھیانہ بھیج رہا تھا؟ لدھیانوی علماء جمعہ کے خطبے میں کس کے دلائل و مضامین کی دھجیاں اڑا رہے تھے؟ علماء لدھیانہ دیوبند جا کر کس کو خاموش کر رہے تھے؟ وہ کس کے متعلق ہاتھ میں اپنی تحریر دے کر اس کا جواب طلب کر رہے تھے؟ وہ کس کے متعلق کہہ رہے تھے کہ وہ مرزا کو مرد صالح قرار دے کر عوام کی گمراہی کا سبب بن رہا ہے؟ وہ کس گروہ کثیر کو بے جا شور و غل مچانے کا مرتکب قرار دے رہے تھے؟ وہ کس کو ثالث کی موجودگی میں مناظروں کے چیلنج دے رہے تھے؟ اور کن کو ناک کٹے ہونے کا طعنہ دے رہے تھے؟

ان بزرگوں کے نام یہ ہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی حکیم مسعود احمد بن مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی محمود حسن، مولوی شاہ دین لدھیانوی، مولوی عبدالقادر لدھیانوی اور ناظرین یہ واقعات جو اپریل اور مئی ۱۸۸۴ء کے ہیں ان میں کہیں بھی مولانا محمد حسین بٹالوی موجود نظر نہیں آتے۔ مولانا بٹالوی صاحب کا قصور یہ ہے کہ درج بالا تحکیم کے بعد جب فریقین یعنی مولوی رشید احمد صاحب اور لدھیانوی علماء نے مرزا صاحب کو ایک غیر مقلد مسلمان تسلیم کر لیا تو انھوں نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ کے جون، جولائی، اگست ۱۸۸۴ء کے شماروں میں براہین احمدیہ پر موافقانہ تبصرہ شائع فرما دیا۔ اب کچھ دوست اس تبصرے کو اٹھائے پھرتے ہیں کہ دیکھو مولوی محمد حسین نے کیا لکھ دیا تھا، لیکن یہ بتانے سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گریز کیا جاتا ہے کہ مولوی صاحب کا تبصرہ اس وقت سامنے آیا تھا جب دیوبند اور لدھیانے کے علماء باہم بحث و تمحیص اور تحکیم کے بعد ۱۸۸۴ء کے مرزا کے مسلمان ہونے کا فیصلہ دے چکے تھے۔ شاید وہ یہ نہیں جانتے کہ اس پس منظر میں مولوی صاحب کی یہ تحریر ایک ایسے شخص کی کتاب پر تبصرہ تھی جسے دیوبند سے اسلام کی سند دی جاچکی تھی۔

جب ۱۸۹۱ء میں مرزا غلام احمد کے غلط عقائد منظر عام پر آ گئے تو مولانا بٹالوی نے ایک استفتا مرتب کیا اور میاں صاحب سید نذیر حسین محدث دہلوی سے اس کا جواب حاصل کیا۔ پھر برصغیر کے کونے کونے کا سفر کر کے علماء کو فتنہ قادیانیت سے آگاہ کیا اور سید محمد نذیر حسین کا فتویٰ ان کے سامنے رکھ کر معاملے کی حقیقت سمجھائی۔ ۱۸۹۱ء کے برصغیر میں آج کے ذرائع رسل ورسائل نہ تھے، ذرائع مواصلات بھی محدود تھے نہ ہر طرف ریل گاڑیاں جاتی تھیں نہ سڑکوں کے وہ جال تھے جو آج نظر آتے ہیں نہ ٹرینوں کی وہ فراوانی تھی جو آج ہے نہ بسوں کی بہتات تھی نہ تیز رفتار کاریں۔ اس کے باوجود اللہ کے اس بندے نے جون، جولائی اور اگست کے گرم موسم میں ہزاروں میل کا سفر کیا۔ وہ لکھنو بنارس اور دہلی گئے۔ وہ پٹنہ سیالکوٹ اور راولپنڈی گئے۔ وہ کسی تنظیم کے نمائندے نہیں تھے۔ جو انھیں ٹی اے، ڈی اے ادا کرتی۔ وہ اپنے اوقات اور اموال صرف کر کے اس لیے ہر جگہ پہنچے کہ برصغیر کے تمام مکاتب کے علماء کو ساتھ لے کر چلا جائے۔ وہ جہاں جہاں گئے وہاں کے علماء کے سامنے سید محمد نذیر حسین محدث کا فتویٰ رکھا اور زبانی وضاحتیں کر کے اس پر علماء سے تائیدی دستخط کروائے۔ اس فتوے سے پہلے دیوبندی بزرگوں کا یہ حال تھا کہ بقول مولانا خلیل احمد سہارنپوری ان کے مشائخ شروع میں مرزا صاحب کے ساتھ ''حسن ظن رکھتے اور اس کے بعض ناشائستہ اقوال کو تاویل کر کے محمل حسن پر حمل کرتے رہے تھے۔'' (عقائد علمائے دیوبند اور حسام الحرمین، ص ۲۶۸) اور مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے تھے کہ ''حضرت گنگوہی شروع میں نرم تھے مرزا کی طرف سے تاویلیں کرتے تھے'' (مجالس حکیم الامت مع ملفوظات مرتبہ مفتی محمد شفیع ص ۲۷۹) اللہ بھلا کرے محمد حسین بٹالوی کا کہ اس نے ان بزرگوں کو سید محمد نذیر حسین کا فتویٰ دکھا کر مرزا کے کذاب اور دجال ہونے کا قائل کیا اور پھر ان بزرگوں کی فراست کا بھی کیا کہنا کہ جب انہوں نے سند الوقت کا فتویٰ دیکھ لیا تو اس پر بلاچون چرا ''یہ جواب صحیح ہے'' لکھ دیا۔ یاد رہے کہ میاں صاحب کے فتوے کی تائید میں یہ الفاظ مولوی رشید احمد گنگوہی مرحوم کے ہیں جو اس سے پہلے مرزا صاحب کو مرد صالح قرار دیا کرتے تھے۔ اسی لیے مرزا غلام احمد ساری عمر یہ کہتا رہا کہ ''فتنہ تکفیر کا تمام تر بوجھ نذیر حسین پر ہے۔'' باقی لوگوں نے تو اس کی مطابقت یا اس کے اغواء سے میرے کافر ہونے کے فتوے پر دستخط کر دیئے ہیں۔

بانیان تحریک ختم نبوت

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتابوں میں چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ اس کے خلاف تحریک شروع کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے مولانا محمد حسین بٹالوی، سید نذیر حسین محدث اور ان کے ہم خیال علماء ہیں۔ دوسرے لوگ تو ان کی دیکھا دیکھی تحریک میں شامل ہوئے ہیں۔ ذیل میں ہم اپنے قارئین کی دلچسپی کے لیے مرزا کے لٹریچر سے کچھ اقتباسات درج کرتے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ تحریک ختم نبوت کے حقیقی بانی اور قائدین کون ہیں۔ ہم اپنی گذارشات کا آغاز مرزا غلام احمد کی کتاب ''نشان آسمانی'' کے ایک اقتباس سے کرتے ہیں جس میں وہ اپنے مخالفین کا ذکر کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ اس تکفیر کرنے والے مختلف گروہوں میں سے ''موحدین اول المکفرین ہیں اور مقلدین ان کی اتباع سے ہیں'' (نشان آسمانی مصنفہ ۱۸۹۲ء) یعنی اس کے عقائد و نظریات کا جائزہ لے کر سب سے پہلے اہلحدیث علماء نے اسے کافر قرار دیا ہے اور احناف مقلدین اس معاملے میں ان کے پیروکار ہیں۔ اسی بات کو ذرا وضاحت کے ساتھ انہوں نے انجام آتھم میں یوں بیان کیا:

''چونکہ علمائے پنجاب اور ہندوستان کی طرف سے فتنہ تکفیر و تکذیب حد سے گذر گیا ہے، اس تکفیر کا بوجھ نذیر حسین دہلوی کی گردن پر ہے مگر تاہم دوسرے مولویوں کا گناہ یہ ہے کہ انہوں نے اس نازک امر تکفیر میں اپنی عقل اور اپنی تفتیش سے کام نہیں لیا بلکہ نذیر حسین کے دجالانہ فتوے کو دیکھ کر جو محمد حسین بٹالوی نے تیار کیا تھا، بغیر تحقیق و تنقیح کے ایمان لے آئے ہیں۔'' (روحانی خزائن ج: ا ص: ۴۵)

ایک اور جگہ پر اپنے مخالفین کا ذکر کرتے ہوئے وہ سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کو اپنا سب سے بڑا مخالف قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے: ''نذیر حسین دہلوی جو ان سب کا سرغنہ تھا جو دعوت مباہلہ میں اول المدعوین ہے۔'' (روحانی خزائن ج: ۲۲) (حقیقۃ الوحی: ص: ۴۵۴)

حکیم نور دین اپنے ایک مکتوب میں کہتے ہیں کہ: "اس وقت مولوی محمد حسین بٹالوی، میاں عبدالحق غزنوی اور مولوی عبدالرحمٰن لکھوی پنجاب میں تین ایسے آدمی ہیں جن کو مرزا جی کی مخالفت میں بڑا جوش ہے۔" (روحانی خزائن ج: ۳، ص: ۶۳۰)

اس پس منظر میں مرزا صاحب کا درج ذیل ارشاد ملاحظہ فرمائیں، لکھا ہے: ''سہارنپور وغیرہ میں جو لوگ اس سلسلہ کو بری نظر سے دیکھتے ہیں اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ پنجاب کی طرف سے تکفیر کا فتویٰ تیار ہوا ہے اور پنجاب والوں نے پیش دستی کی ہے اور تہمتیں لگا کر بدنام کیا ہے۔'' (ملفوظات ج: ۳، ص: ۴۵۴)

اس فتویٰ تکفیر کے متعلق دوسری جگہوں پر مرزا صاحب لکھتے ہیں: ''نذیر حسین دہلوی نے (علیہ ما یستحقہ) تکفیر کی بنیاد ڈالی، محمد حسین بٹالوی نے کفار مکہ کی طرح یہ خدمت اپنے ذمہ لے کر تمام مشاہیر اور غیر مشاہیر سے کفر کے فتوے اس پر لگوائے۔'' (روحانی خزائن ج: ۱۲، سراج منیر ص: ۷۵)

''شیخ محمد حسین صاحب رسالہ اشاعۃ السنۃ جو بانی مبانی تکفیر ہے اور جس کی گردن پر نذیر حسین دہلوی کے بعد تمام مکفروں کے گناہ کا بوجھ ہے۔'' (روحانی خزائن جلد ۱۲ (سراج منیر ص ۸۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مولوی محمد حسین بٹالوی نے جب جرأت کے ساتھ زبان کھول کر میرا نام دجال رکھا اور میرے پر کفر کا فتویٰ لکھوا کر صدہا پنجاب وہندوستان کے مولویوں سے مجھے گالیاں دلوائیں اور مجھے یہود ونصاریٰ سے بدتر قرار دیا۔" (روحانی خزائن جلد ۲۲ (حقیقۃ الوحی ص ۴۵۳)

"یاد کرو وہ زمانہ جب ایک مولوی تجھ پر کفر کا فتویٰ لگائے گا اور اپنے کسی حامی کو جس کا اثر لوگوں پر پڑسکے، کہے گا کہ میرے لیئے اس فتنہ کی آگ بھڑکا۔۔۔ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے یہ فتویٰ تکفیر لکھا اور میاں نذیر حسین دہلوی کو کہا کہ سب سے پہلے اس پر مہر لگادے اور میرے کفر کی نسبت فتویٰ دیدے اور تمام مسلمانوں میں میرا کافر ہونا شائع کردے۔ مولوی محمد حسین۔۔۔ جو اول المکفرین بانی تکفیر کے وہی تھے اور اس آگ کو اپنی شہرت کی وجہ سے تمام ملک میں سلگانے والے میاں نذیر حسین صاحب دہلوی تھے۔" (روحانی خزائن تحفہ گولڑویہ) ج:۱۷، ص: ۲۱۵)

"نذیر حسین دہلوی جو ظالم طبع اور تکفیر کا بانی ہے۔" (روحانی خزائن ج: ۱۸، ص: ۲۳۸)

مولوی محمد حسین صاحب وہ شخص ہیں کہ ان سے بڑھ کر کسی نے عداوت کا نمبر نہیں لیا۔ انہوں نے بنارس تک پھر کر کفر کا فتویٰ حاصل کیا اور ہر قسم کی مخالفت میں انہوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ (ملفوظات ج:۷، ص: ۱۶۵)

"دوسرا فتنہ حقیقت میں محمد حسین بٹالوی کی طرف سے ہوا جس نے مسلمانوں کے خیالات کو اس عاجز کی نسبت بھڑکتی ہوئی آگ کے حکم میں کردیا۔" (روحانی خزائن ج: ۱۲ سراج منیر ص: ۵۷)

اس فتنہ اندوزی کے اصل بانی مبانی ایک شیخ صاحب محمد حسین نام ہیں۔۔۔ شیخ صاحب کی فطرت کو تدّبر اور غور اور حسن ظن کا حصہ قسام ازل سے بہت ہی کم ملا ہے۔ اسی وجہ سے سب سے پہلے استفتا کا کاغذ ہاتھ میں لیکر ہر ایک طرف یہی صاحب دوڑے۔ چنانچہ سب سے پہلے کافر اور مرتد ٹھہرانے میں میاں نذیر حسین صاحب دہلوی نے قلم اٹھایا اور بٹالوی کے استفتا کو اپنی کفر کی شہادت سے مزین کیا۔۔۔ میاں صاحب موصوف اب ارذل العمر میں ہیں اور بجز زیادت غضب اور طیش اور غصہ کے اور کوئی عمدہ قوت غور اور خوض کی ان میں باقی نہیں رہی۔ بلکہ میں اگر غلطی نہیں کرتا تو میری رائے میں اب بباعث پیر فرتوت ہو جانے کے ان کے حواس بھی کسی قدر قریب الاختلال ہیں۔ غرض بانی استفتا بٹالوی صاحب اور اول المکفرین میاں نذیر حسین صاحب ہیں اور باقی سب ان کے پیرو ہیں جو اکثر بٹالوی صاحب کی دلجوئی اور دہلوی صاحب کے حق استادی کی رعایت سے ان کے قدم پر قدم رکھتے گئے۔ (روحانی خزائن ج: ۵، ص: ۳۰۔۳۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور یاد کر وہ زمانہ جب ایک مکفر تجھ سے مکفر کرے گا جو تیرے ایمان سے انکاری ہوگا اور کہے گا کہ اے ہامان میرے لیے آگ بھڑکا (ہامان سے مراد نذیر حسین دہلوی ہے) میں چاہتا ہوں کہ موسیٰ کے خدا پر اطلاع پاؤں۔"

اور حاشیہ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں "فرعون سے مراد محمد حسین ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کشف ظاہر کر رہا ہے کہ وہ بالآخر ایمان لائے گا مگر مجھے معلوم نہیں کہ وہ ایمان فرعون کی طرح صرف اسی قدر ہوگا کہ آمنت بالذی آمنت بہ بنو اسرائیل۔ یا پرہیزگار لوگوں کی طرح۔" (روحانی خزائن جلد ۱۲ استفتاص ۱۳۰)

"اور یاد کر وہ وقت جب تیرے پر ایک شخص سراسر مکر سے تکفیر کا فتویٰ دے گا۔ (یہ ایک پیش گوئی ہے جس میں ایک بد قسمت مولوی کی نسبت خبر دی گئی ہے کہ ایک اپنے بزرگ ہامان کہ وہ مسیح موعود کی نسبت تکفیر کا کاغذ تیار کرے گا۔) اور پھر فرمایا کہ وہ اپنے بزرگ ہامان کو کہے گا کہ اس تکفیر کی بنیاد تو ڈال کہ تیرا اثر لوگوں پر بہت ہے اور تو اپنے فتویٰ سے سب کو برافروختہ کر سکتا ہے۔ سو تو سب سے پہلے اس کفر نامہ پر مہر لگا تاکہ سب علماء بھڑک اٹھیں اور تیری مہر دیکھ کر وہ بھی مہریں لگا دیں اور تاکہ میں دیکھوں کہ خدا اس شخص کے ساتھ ہے یا نہیں کیونکہ میں اس کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔ (تب اس نے مہر لگا دی) ابو لہب ہلاک ہو گیا اور اس کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے۔ (ایک وہ ہاتھ جس کے ساتھ تکفیر نامہ پکڑا اور دوسرا وہ ہاتھ جس کے ساتھ مہر لگائی یا تکفیر نامہ لکھا۔) اس کو نہیں چاہیئے تھا کہ اس کام میں دخل دیتا مگر ڈرتے ڈرتے اور جو تجھے رنج پہنچے گا وہ تو خدا کی طرف سے ہے، جب وہ ہامان تکفیر نامہ پر مہر لگا دے تو بڑا فتنہ ہوگا۔ اس الہام میں خدا تعالیٰ نے استفتا لکھنے والے کا نام فرعون رکھا اور فتویٰ دینے والے کا نام جس نے اول فتویٰ دیا ہامان۔" (روحانی خزائن ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ج: ۱۷، ص: ٦٧)

"اور یاد کر وہ زمانہ جبکہ ایک شخص تجھ سے مکر کرے گا کہ جو تیری تکفیر کا بانی ہوگا اور اقرار کے بعد منکر ہو جائے گا۔ (یعنی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی) اور وہ اپنے رفیق کو کہے گا (یعنی مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کو) کہ اے ہامان! میرے لیئے آگ بھڑکا یعنی کافر بنانے کیلئے فتویٰ دے۔ میں چاہتا ہوں کہ موسیٰ کے خدا کی تفتیش کروں اور میں گمان کرتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے۔ اس جگہ خدا تعالیٰ نے میرا نام موسیٰ رکھا تاکہ اس بات کی طرف اشارہ کرے کہ جس نظر سے یعنی نہایت تحقیر اور استخفاف سے فرعون نے موسیٰ کو دیکھا تھا اور کہتا تھا کہ یہ میرا ہی پرورش یافتہ ہے اور میں ہی اس کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہلاک کروں گا۔ یہی طریقہ محمد حسین نے اختیار کیا اور نیز اس فتح کی طرف اشارہ ہے جو مقدر تھا کہ مجھے موسیٰ کی مانند فرعون پر حاصل ہو گی۔" (روحانی خزائن ج:۱۸ نزول المسیح ص:۵۳۰)

"جس طرح یہودیوں کے علماء نے حضرت عیسیٰ پر فتویٰ تکفیر کا لگایا اور ایک فاضل یہودی نے وہ استفتا تیار کیا اور دوسرے فاضلوں نے اس پر فتویٰ دیا۔ یہاں تک کہ بیت المقدس کے صدہا عالم فاضل جو اکثر "اہلحدیث" تھے انہوں نے حضرت عیسیٰ پر تکفیر کی مہریں لگادیں۔ یہی معاملہ مجھ سے ہوا اور پھر جیسا کہ اس تکفیر کے بعد جو حضرت عیسیٰ کی نسبت کی گئی تھی ان کو بہت ستایا گیا، سخت گالیاں دی گئیں، ہجو اور بد گوئی میں کتابیں لکھی گئیں۔ یہی صورت اس جگہ پیش آئی گویا اٹھارہ سو برس کے بعد وہی عیسیٰ پھر پیدا ہو گیا اور وہی یہودی پیدا ہو گئے۔" (روحانی خزائن ج:۱۹ کشتی نوح ص:۵۱۔۵۰)

آج سے ۲۶ برس پہلے ان دونوں صاحبوں کو بطور پیش گوئی کے فرعون اور ہامان کہا گیا ہے چنانچہ براہین احمدیہ کے ص:۵۱۰۔۵۱۱ میں یہ عبارت درج ہے إِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ۔۔۔ یاد کر وہ زمانہ جب کہ ایک فرعون تجھے کافر ٹھرائے گا اور اپنے رفیق ہامان کو کہے گا کہ تو تکفیر کی آگ بھڑکا دے یعنی ایسا تیز فتوی لکھ کہ لوگ اس فتویٰ کو دیکھ کر اس شخص کی جانی دشمن ہو جائیں اور کافر سمجھنے لگیں تاکہ میں دیکھوں کہ موسیٰ کا خدا اس کی کچھ مدد کرتا ہے یا نہیں اور میں تو اس کو جھوٹا خیال کرتا ہوں۔ اب اس جگہ آنکھ کھول کر دیکھ لو خدا نے مجھے اس جگہ موسیٰ ٹھہرایا اور مستفتی اور مفتی کو فرعون اور ہامان ٹھہرایا۔" (روحانی خزائن ج:۲۲، حقیقت الوحی ۹۔۳۶۷)

"اس بے چارے (محمد حسین بٹالوی) نے میری بدخواہی کیلئے اپنا آرام حرام کر دیا۔ بٹالہ سے بنارس تک اپنا قابل شرم استفتا لے کر میرے کفر کی نسبت مہریں لگواتا پھرا۔" (روحانی خزائن حقیقت المھدی ج:۱۴، ص:۴۳۵)

"گورنمنٹ نے اس حاسد (محمد حسین) کی باتوں کی طرف کچھ توجہ نہ کی تو پھر اپنی قوم کو اکسانا شروع کیا اور میری نسبت یہ فتوی شائع کیا کہ اس شخص کا قتل کرنا موجب ثواب ہے۔ چنانچہ اس فتویٰ کو دیکھ کر اور کئی مولویوں نے بھی قتل کا فتویٰ دے دیا۔ پس بلاشبہ یہ سچ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے یہ سامان پیدا نہ کرتا کہ اس گورنمنٹ عالیہ کے زیر سایہ مجھے پناہ نہ دیتا تو معلوم نہیں کہ ایسے غازی مجاہد اب تک کیا کچھ نہ دکھاتے۔ یہ شخص بار بار مجھے امیر کابل کی دھمکی دیتا رہا ہے کہ وہاں چلو تو پھر زندہ نہ آؤ گے۔ یہ تو ہمیں معلوم تھا کہ یہ شخص امیر کابل کے پاس ضرور گیا تھا مگر [illegible] اب تک نہیں کھلا کہ امیر نے اس شخص کو میرے قتل کی نسبت کیوں اور کس وجہ سے وعدہ دیا۔" [illegible] ائن، حقیقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المھدی ج:۱۴، ص: ۴۳۵)

"ومن المعترضين المذكورين شيخ ضال بطالوي وجار غوي يقال له محمد حسين وقد سبق الكل في الكذب والمين۔ و انه ابی واستكبر۔ واشاع الكبر واظهر حتى قيل انه امام المستكبرين ورئيس المعتدين رأس الغاوين هو الذی كفرني قبل ان يكفر الآخرون۔

ترجمہ: فارسی از مرزا صاحب: ویکے اعتراض کنندگان شیخ گمراہ ساکن بٹالہ است کہ ہمسایہ گمراہ ماست اور ا محمد حسین مے گوئند، واز ہمہ در دروغ و ناراستی سبقت بردہ است و انکار کرد و تکبر نمود۔۔۔ تا آنکہ گفتہ شد کہ او امام متکبراں است ورئیس تجاوز کنندگان، وسر گمراہان است او ہماں شخص است کہ پیش از ہمہ مرا کافر گفت۔" (روحانی خزائن ج: ۱۱ انجام آتھم ص: ۲۴۱)

ترجمہ اردو: اور میرے معترضین میں میرا گمراہ ہمسایہ محمد حسین بٹالوی ہے جو مجھ پر جھوٹ بولنے میں سب سے بڑھ کر ہے۔ یہ میرا منکر اور بڑا متکبر ہے کہ امام متکبراں بن چکا ہے۔ یہ شخص تمام گمراہوں کا سردار ہے اور اسی نے سب سے پہلے مجھے کافر کہا۔"

ایک جگہ مرزا صاحب نے اپنا ایک عربی الہام یوں درج فرمایا (اردو ترجمہ بھی انہی کا ہے۔)

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرَ او قدلی يا هامان لعلی اطلع علی اله موسی انی لاظنه من الكاذبين تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَتَبَّ ما كان له ان يدخل فيها الا خائفا۔

"اور یاد کر وہ وقت جب تجھ سے وہ شخص مکر کرے گا جس نے تکفیر کی اور تجھے کافر ٹھہرایا اور کہا اے ہامان میرے لئے آگ بھڑکا تاکہ میں موسیٰ کے خدا پر اطلاع پاؤں اور میں اس کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔ ہلاک ہو گئے دونوں ہاتھ ابولہب کے اور وہ آپ ہلاک ہو گیا۔ اس کو نہیں چاہئے تھا کہ اس معاملے میں دخل دیتا مگر ڈرتے ڈرتے۔"

یہ الہام اور ترجمہ خود مرزا صاحب کا ہے جو انہوں نے حقیقۃ الوحی باب چہارم ص: ۸۳۔۸۴ پر درج کیا ہے۔ اس کے حاشیے میں وہ خود ہی لکھتے ہیں:

مکفر سے مراد مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی ہے کیونکہ اس نے استفتا لکھ کر نذیر حسین کے سامنے پیش کیا اور اس ملک میں تکفیر کی آگ بھڑکانے والا نذیر حسین ہی تھا۔ اس جگہ ابولہب سے مراد ایک دہلوی مولوی ہے جو فوت ہو چکا ہے اور یہ پیش گوئی ۲۵ برس کی ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے اور یہ اس زمانہ میں شائع ہو چکی ہے جب میری نسبت تکفیر کا فتویٰ بھی ان مولویوں کی طرف سے نہیں نکلا تھا۔ تکفیر کے فتوی کا بانی بھی وہی دہلی کا مولوی تھا جس کا نام خدا تعالیٰ نے ابولہب رکھا اور تکفیر سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک مدت دراز پہلے یہ خبر دے دی جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔"(روحانی خزائن ج: ۲۲ (حقیقۃ الوحی) ص: ۴۸_۸۴)

ایک جگہ اور مرزابشیر احمد، مولانا محمد حسین کے متعلق لکھتا ہے کہ "سب سے پہلا شخص جو کفر کا استفتالے کر ملک میں ادھرادھر بھاگا اور بعض بیعت کنندے بھی متزلزل ہو گئے۔

(سیرۃ المھدی حصہ اول)

ایک جگہ مرزاغلام احمد لکھتا ہے:

"قوم کے علماء نے میرے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ ان مولویوں میں سے ایک شخص محمد حسین نامی نے جو ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ اور ساکن بٹالہ ضلع گورداسپور ہے، میرے پر ایک کفر کا فتویٰ لکھا اور بہت سے مولویوں کے اس پر دستخط کرائے اور مجھے کافر اور دجال ٹھہرایا یہاں تک کہ یہ فتویٰ دیا گیا کہ یہ شخص واجب القتل ہے۔۔۔ چنانچہ اشتہار مورخہ ۲۹ر مضان ۱۳۰۸ مطبوعہ ایجرٹن پریس راولپنڈی کی پشت پر جو محمد حسین کی تحریک سے لکھے گئے ہیں یہ دونوں فتوے موجود ہیں۔ مگر جب رعب گورنمنٹ سے ان فتوؤں پر عمل درآمد نہ ہو سکا تو محمد حسین نے ایک تدبیر سوچی کہ اس شخص (مرزا) کو نہایت سخت گالیوں اور دلآزار کلمات سے ہمیشہ رنج دینا چاہیئے جیسا کہ اس نے اپنے رسالے اشاعۃ السنۃ مطبوعہ ۱۸۹۸ء میں کئی جگہ اس بات کا خود اظہار کیا ہے اس قسم کی گالیوں اور بدزبانیوں کا سلسلہ جاری رکھنے کیلئے ایک چالاک شخص کو جس کا نام محمد بخش جعفر زٹلی ہے اور لاہور میں رہتا ہے مقرر کیا اور ہر ایک قسم کے گندے اشتہار خود لکھ کر اس کے نام سے چھپوائے اور درپردہ وہ سب کارروائی خود محمد حسین نے کی۔ ان اشتہارات میں سے جو ۱۲ اگست ۱۸۹۸ء کا اشتہار ہے جو مطبع تاج الہند میں چھپا ہے اور ایسا ہی ایک دوسرا اشتہار جو ۲۵ ستمبر ۱۸۹۸ء میں مطبع فخر الدین پریس لاہور میں طبع ہوا اور ایسا ہی ایک تیسرا اشتہار اور ضمیمہ۔۔۔۔ جو اسی مطبع سے طبع ہوا ہے۔ ان کے متواتر زخموں کے بعد مجھے اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء لکھنا پڑا جس میں جھوٹے کی ذلت خدا تعالیٰ سے طلب کی ہے، پس جبکہ یہ ظلم محمد حسین اور اس کے گروہ یعنی محمد بخش جعفر زٹلی وغیرہ کا حد سے زیادہ گذر گیا اور مجھے اس حد تک ذلیل کیا گیا کہ کوئی ایسا لفظ ذلت کا نہ چھوڑا جو میری نسبت استعمال نہ کیا اور پھر مباہلہ کیلئے متواتر درخواست بھیجی تو بالآخر میں نے اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء جاری کیا۔" (روحانی خزائن ج: ۱۴، ص: ۸_۱۹۶)

اور پھر حکومت کو متوجہ کرنے کیلئے مرزا صاحب لکھتے ہیں: "بالآخر ایک اور ضروری امر گورنمنٹ کی توجہ کیلئے یہ ہے کہ محمد حسین نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۱۸ نمبر ۳ ص: ۹۵ میں میری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسبت اپنے گروہ کو اکسایا ہے کہ یہ شخص واجب القتل ہے۔ پس جب کہ ایک قوم کا سر گردہ میری نسبت واجب القتل ہونے کا فتویٰ دیتا ہے تو مجھے گورنمنٹ عالیہ کے انصاف سے امید ہے کہ جو کچھ ایسے شخص کی نسبت قانونی سلوک ہونا چاہیئے وہ بلا توقف ظہور میں آوے تا کہ اس کے معتقد ثواب حاصل کرنے کیلئے اقدام قتل کے منصوبے نہ کریں۔ فقط راقم خاکسار مرزا غلام احمد قادیان ۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء۔" (روحانی خزائن (کشف العطا) ج: ۱۶، ص: ۲۲۶)

ایک جگہ مرزا غلام احمد لکھتے ہیں:

"اس عاجز کی بھی مسیح کی طرح ذلت کی گئی ہے۔ کوئی کافر کہتا ہے اور کوئی ملحد اور کوئی بے ایمان نام رکھتا ہے اور فقیہ اور مولوی صلیب دینے کو بھی تیار ہیں جیسا کہ میاں عبدالحق اپنے اشتہار میں لکھتے ہیں کہ اس شخص کیلئے مسلمانوں کو کچھ ہاتھ سے بھی کام لینا چاہیئے۔" (روحانی خزائن ج: ۳ ازالہ اوہام حصہ اول ص: ۳۰۰)

سید نذیر حسین محدث کی وفات پر مرزا صاحب نے لکھا:

تمام مولویوں کے شیخ المشائخ مولوی نذیر حسین دہلوی اس دنیا کو چھوڑ گئے، وہی میری نسبت سب سے پہلے فتویٰ دینے والے تھے جنہوں نے میرے کفر کا فتویٰ دیا تھا اور مولوی محمد حسین بٹالوی کے استاد تھے اور انہوں نے مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی کی استفتا پر یہ کلمات میری نسبت لکھے تھے کہ ایسا شخص ضال مضل اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور ایسے لوگوں کو مسلمانوں کی قبروں میں دفن نہیں کرنا چاہئے اور اس مولوی نے یہ فتویٰ دے کر تمام پنجاب میں آگ لگا دی تھی اور لوگ اس قدر ڈر گئے تھے کہ شاید اس قدر تعلق سے بھی ہم کافر ہو جائیں گے۔

(روحانی خزائن ج: ۲۲ حقیقۃ الوحی ص: ۹-۲۵۸)

قارئین! ہم نے مذکورہ بالا چند حوالہ جات صرف اس غرض سے درج کئے ہیں کہ آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ تحریک ختم نبوت شروع کرنے والے کون ہیں؟ مرزا غلام احمد کی تصانیف کو کھنگالا جائے تو اس طرح کی بے شمار عبارات اور بھی نکل آئیں گی جن سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ مرزا کے خلاف تحریک اور اس کے خلاف متفقہ فتویٰ تکفیر کی اولیت و سعادت اہلحدیث اکابرین کو حاصل ہوئی ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذلک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ -صلی الله علیه وسلم- « وَقَالَ «وَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ یَبْعَثْ نَبِیًّا إِلاَّ حَذَّرَ أُمَّتَهُ الدَّجَّالَ وَأَنَا آخِرُ الْأَنْبِیَاءِ وَأَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ»

(سنن ابن ماجه. کتاب الفتن)

سیدنا ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور آپ نے خطبہ میں فرمایا کہ اللہ کے ہر نبی نے اپنی امت کو دجال (کے فتنے) سے ڈرایا ہے، میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قادیانیت کی تردید میں اہل حدیث کا کردار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوانس مولانا محمد یحیٰ گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ

ردِ قادیانیت میں اہلحدیث کا کردار

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ قادیانیت کے خلاف تحریکی مہم کا آغاز علماء اہل حدیث ہند نے کیا تھا جس کی سرپرستی شیخ الکل میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی نے کی اور ۱۸۹۱ء میں مرزا قادیانی کے باطل عقائد کی جانچ پرکھ کے بعد اس پر فتویٰ کفر لگایا اس فتویٰ کو اتنی شہرت اور پذیرائی حاصل ہوئی کہ برصغیر کے تقریباً تمام نامور علماء کرام نے اس کی تصدیق اور تصویب کی اور یہ فتویٰ رد قادیانیت میں سنگ میل کی حیثیت اختیار کر گیا۔ اس فتویٰ کی اشاعت کے بعد قادیانی انتہائی پریشان ہو گئے اور اس فتویٰ کو اپنے باطل مقاصد کی تکمیل میں ایک مضبوط آڑ سمجھنے لگے۔ یہی وجہ ہے کہ اس فتویٰ کے آجانے کے بعد مرزا صاحب کی کوئی اہم تصنیف ایسی نہیں جس میں اسنے اس فتوے پر ناراضگی اور خفگی کا اظہار نہ کیا ہو۔ اس لئے کہ اس فتویٰ نے قادیا یک کے خلاف ایک منظم اور قوی محاذ قائم کر دیا تھا جس کی روشنی میں قادیانی تحریک پر ہر طرف سے دلائل ونصوص کے میزائلوں کی بارش شروع ہو گئی تھی۔

اور بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ قادیانیت کے خلاف جس نے بھی قلمی یا علمی کام کیا ہے خواہ وہ کسی مسلک سے تعلق رکھتا تھا اس نے اس فتویٰ کے بعد ہی کیا ہے جس کا اعتراف تقریباً قادیانیوں پر قلم اٹھانے والے تمام احباب نے کیا ہے اگر اس کے شواہد معلوم کرنے ہوں تو دیوبندی مورخ مولانا رفیق دلاروی کی کتاب "رئیس قادیان" میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

اکابر پرستی کا جنون:

متحدہ ہند میں تو کچھ انصاف پسندی موجود تھی اور تنگ نظری اور فکری کا جنون قدرے کم تھا لیکن جونہی تقسیم ہوئی تو اکابر پرستی کی وبا نے سر اٹھایا اور ہر گروہ نے اپنے اکابر کو اشاعت اسلام کا ہیرو اور دوسرے حضرات کو انگریز کا ایجنٹ ثابت کرنے کی مہم چلائی۔ اس میں حرج کی کوئی بات نہیں کہ اگر کسی شخص نے حفاظت اسلام کا کوئی فریضہ انجام دیا ہے تو اس کا تذکرہ کرنا چاہیے، بشرطیکہ وہ مستند حقائق پر مبنی ہو۔ لیکن یہ روش نامعقول اور مروت سے گری ہوئی ہے کہ اپنے چند اکابر کے علاوہ دوسرے مسالک کے اکابر کی اسلام کی حفاظت اور دفاع میں کی گئی کاوشوں کا انکار کر دیا جائے اور بھرپور کو ش کی جائے کہ تاریخ کے اوراق میں ان کا تذکرہ ہی مفقود کر دیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ کا مسخ :

مذکورہ تمہید کوئی خیالی نہیں ہے بلکہ یہ حقیقت پر مبنی ہے کہ چند دہائیوں سے احباب دیوبند اور ان کے بالتبع اب علماء بریلی پر ایسا ہی خبط سوار ہو چکا ہے کہ ہر میدان میں اسلام کی خدمت خصوصاً ردّ قادیانیت کا سہرا ان کے اکابر کے سر پر ہے وہ اس میدان میں اپنے اکابر کو زمین سے اٹھا کر آسمان کی بلندیوں تک پہنچانے کی تگ ودو میں لگے ہوئے ہیں، چونکہ ان کی یہ کاوش حقائق کی روشنی میں تو کامیاب ہوتی نظر نہیں آتی اس لئے کہ اس میدان میں اہل حدیث کو ہر لحاظ سے سبقت حاصل ہے، لہٰذا ایک منصوبے کے تحت اب جو بھی نام نہاد مورخ قادیانیت کے موضوع پر قلم اٹھاتا ہے وہ اہل حدیث کا سرے سے تذکرہ تک نہیں کرتا۔ بلکہ کوشش کی جارہی ہے کہ علماء اہل حدیث کو انگریز کا ایجنٹ اور قادیانی کا ہمنوا باور کرایا جائے۔ بریلوی مکتب فکر کی ایک مقتدر یت ضیاء اللہ قادری لکھتا ہے:

"وہابی مولویوں نے مرزائیوں کے خلاف قدم نہیں اٹھایا بلکہ ان کی پشت پناہی اور ان کی حمایت کی ہے۔" (وہابیت اور مرزائیت صفحہ ۵۹)

دیوبند مکتب فکر کے تو بہت سے احباب نے اس میدان میں افتراپروری کے جوہر دکھائے ہیں اور ان کے ہر ایک نام نہاد رخ نے خوب قلم کی صفائی دکھائی ہے اور اس تاریخ سازی میں نامور علماء نے حصہ لیا ہے جن میں سرفہرست لدھیانوی کاندھلوی احباب ہیں، ان کے دوش بدوش مولانا سرفراز صفدر گکھڑوی بھی ہیں، ان حضرات کو تو ویسے ہی اہل حدیث نام سے چڑ ہے اور یہ کسی میدان میں اہل حدیث کا نام سننا گوارہ نہیں کرتے۔ قادری صاحب کی تو ہم بات نہیں کرتے ان کے مکتب فکر کے علماء کا متحدہ ہند میں خصوصاً قادیانی کی زندگی میں کوئی قابل ذکر کارنامہ نہیں جسے منقار قلم پر لایا جائے، ان کے ا حضرت، مرزا صاحب کی زندگی میں کسی کونے میں دبکے بیٹھے تھے حالانکہ اس دور میں اعلی حضرت صاحب علماء اہل حدیث کو اپنے زعم میں دائرہ اسلام سے ایک فتویٰ کی رو سے خارج قرار دے چکے تھے لیکن مرزائیت کے حوالہ سے موصوف کا قلم خشک ہو چکا تھا اور کوئی شوشہ نوک قلم پر نہیں آیا تھا ہاں البتہ اکابر دیوبند میں سے بعض حضرات مرزا صاحب کے خلاف ضرور صف آراء ہوئے تھے لیکن وہ بھی شیخ الکل میاں صاحب کے فتویٰ تکفیر کے بعد۔ یہ حضرات اوّلاً اہل حدیث کے بارے میں ایک مفروضہ قائم کرتے ہیں اور پھر اسی مفروضہ پر اپنی تحقیق کی بنیاد رکھتے ہیں مثلاً: مرزا انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے اور اہل حدیث نے بھی انگریز کی حمایت کی ہے لہٰذا یہ مرزا قادیانی کے ہمنوا تھے۔

اس مفروضہ کے تحت مولانا صفدر گکھڑوی فرماتے ہیں: "دوسری طرف بعض غیر مقلدین حضرات نے اپنے جاہ و جلال اور ریاستوں کی حفاظت اور انگریز کی کاسہ لیسی کی خاطر انگریز قوم کے خلاف جہاد حرام قرار دیا۔ چنانچہ نواب صدیق الحسن خان لکھتے ہیں کہ کسی نے نہ سنا ہوگا کہ آج تک کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موحد متبع سنت حدیث و قرآن پر چلنے والا بے وفائی اور اقرار توڑنے کا مرتکب ہوا ہو یا فتنہ انگیزی اور بغاوت پر آمادہ ہوا ہو جتنے لوگوں نے غدر میں شر و فساد کیا اور احکام انگلشیہ سے بر سر عناد ہوئے سب کے سب مقلدان حنفی تھے نہ متبعان حدیث نبوی (ترجمان وہابیہ صفحہ ۲۵) اسی اثناء میں انگریزی حکومت کو مستحکم کرنے کے لئے انگریز کی طرف سے مرزا غلام احمد کو جعلی نبوت عطا ہوئی۔" (ختم نبوت ملحقہ ختم نبوت دیوبند صفحہ ۳۱۱)

دیکھا قارئین کرام! موصوف نے کتنی اعلیٰ دلیل بیان کی ہے اہل حدیث کی مرزا قادیانی سے ہمنوائی کی حلیہ آہو کا بیان کرنا تھا، کر دیا بھیڑیے کا۔ اور پھر کیسی عمدہ فقاہت ہے صاحب ہدایہ زندہ ہوتا تو وہ بھی اس فقاہت کو دیکھ کر اپنی فقاہت کو لات مار دیتا۔

انگریز اور علماء اہل حدیث :

قارئین کرام! انگریز کے خلاف اور استخلاص وطن کے لئے کس نے قربانیاں دیں، کن پر وہابیت کا دھبہ لگا کر انہیں تختہ دار پر لٹکا دیا گیا، کن کے محلات مسمار کر دیے گئے، کن کی جائدادیں فرق اور ضبط ہوئیں، کن کو کالا پانی کی سزائیں دی گئیں یقیناً یہ تاریخ کی امانت ہے کہ وہ اہل حدیث ہی تھے جن کے وجود کو انگریز اپنے لئے خطرہ سمجھتا تھا اور ان کے استیصال پہ تلا ہوا تھا۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ نے اپنی ایک تقریر میں ان پر عزم ارادوں اور ولولہ انگیز شہادتوں کا ذکر کیا ہے کہ علماء صادق پور اور پٹنہ اور بنگال کے غیور اہل حدیثوں نے راہ جہاد میں اپنا سارا کچھ لٹا دیا مگر انگریز کی حکومت کو تسلیم نہیں کیا تھا ذرا "کالا پانی" اٹھا کر پڑھو اور "اور انڈین مسلمان" کا مطالعہ تو کرو سب حقیقت عیاں ہو جائے گی۔ ایک طرف تو انگریز علماء اہل حدیث کو چن چن کر ختم کر رہا تھا تو دوسری طرف انگریز سامراج کے گماشتے اور پٹھو علماء اہلحدیث پر کفر کے فتوے لگا کر انگریز کو خوش کر رہے تھے۔ "جامع الشواہد" اسی دور کی بھیانک تصویر ہے جس پر پانچ سو کے قریب نام نہاد دین کے ٹھیکیداروں نے اہل حدیث کے خلاف اپنی بھڑاس نکالی ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے ایک طالب علم بھی واقف ہے اور اور وہ اہل حدیث کی انگریز کے خلاف قربانیوں کا انکار نہیں کر سکتا۔ انکار تو وہی کرتا ہے جس نے اہل حدیث دشمنی میں ادھا کھایا ہوا ہے ،ور وہ تعصب اور عناد کی چھری سے حقیقت کو ہر صورت ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

انگریز اور علماء دیوبند :

متواتر تاریخی شہادات موجود ہیں کہ علماء دیوبند نے کھل کھلا کے انگریز سرکار کی حمایت کی تھی اور اس کے عوض بڑے بھاری بھر کم نذرانے وصول کیے ہیں، جنگ میں شاہی فوج کی بجائے انگریز فوج کا ساتھ دیا تھا بلکہ اپنے صوفیانہ عقائد کی روشنی میں انگریزی فوج کو حق پر ثابت کرنے کی کوشش کی تھی مولانا فضل الرحمان ...دآبادی نے تو صریحاً اعلان کیا تھا کہ "لڑنے کا کیا فائدہ خضر کو تو میں انگریز کی صف میں پا رہا ہوں۔" (سوانح قاسمی صفحہ ۱۰۳ جلد ۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انگریز کے خلاف لڑنے والوں کو باغی اور مفسد قرار دیا اور اس کے مقابلہ میں انگریز کو رحمدل قرار دیا۔ مولانا میر ٹھی لکھتے ہیں "جب بغاوت و فساد کا قصہ فرو ہوا اور رحمدل گورنمنٹ نے دوبارہ غلبہ پاکر باغیوں کی سرکوبی کی (تذکرۃ الرشید صفحہ ۷۶ جلد ۱) دیوبندیوں کے اس وقت کے سردار مولانا رشید گنگوھی کے بارے میں میر ٹھی صاحب نے لکھا ہے کہ "جیسا کہ آپ حضرات اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے تازیست خیر خواہ ہی ثابت رہے (تذکرۃ الرشید) اکابر دیوبند کا انگریز کے ساتھ وفاداری کا ہی کرشمہ تھا کہ لیفٹینٹ گورنر کے نمائندہ پامر دنے دیوبند دارالعلوم کا دورہ کیا تو یہ رپورٹ دی کہ یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممد و معاون ہے (احسن نانوتوی صفحہ ۲۱۷) رہی جہاد کی بات تو مولانا رشید گنگوھی نے فتویٰ جاری کیا اور اسکی تصدیق مولانا محمود حسن شیخ الہند نے بھی کی کہ "مسلمان مذہبی طور سے پابند ہیں کہ حکومت برطانیہ کے وفادار رہیں خواہ آخر الذکر سلطان ترکی سے ہی برسر جنگ کیوں نہ ہوں۔ (تحریک شیخ الہند صفحہ ۳۰۵)

اس سلسلہ میں مکمل حقائق کا ادراک مطلوب ہو تو صاحبزادہ مولانا برق التوحیدی کی کتاب "علماء دیوبند اور انگریز" کا مطالعہ مفید رہے گا۔

ان حقائق سے مولانا صفدر صاحب پر حقیقت عیاں ہو جائے گی کہ انگریز کے خلاف اور استخلاص وطن کے لئے علماء دیوبند نے نہیں بلکہ علماء اہل حدیث نے قربانیاں دی تھیں اگر نواب صاحب نے کسی مجبوری اور اضطراری حالت کی بناپر ایک آدھ جملہ لکھ دیا تو کیا اس سے پوری جماعت کی قربانیوں پر پانی پھر جائے گا؟ پھر یہ بھی مسلمہ حقیقت ہے کہ انگریز نے نواب صاحب کو ان کے منصب سے محض اس لئے معزول کیا تھا کہ ان پر وہابیوں کی تائید اور مدد کا الزام تھا اور پھر تاحیات وہ معزول ہی رہے، اگر نواب صاحب کا عملاً کردار انگریز کی حمایت و تائید میں ہوتا تو پھر ان کو ان کے منصب سے کیوں معزول کیا جاتا؟ ان کا اپنے منصب سے معزول ہونا اس بات کی بین دلیل تھی کہ وہ انگریز کے عملاً موید اور ہمنوا نہیں تھے۔

ثانیاً۔ مولانا گکھڑوی صاحب سے گزارش ہے کہ وہ کوئی تین چار ریاستوں کی نشاندہی فرمائیں جن پر اہل حدیث کی حکومت تھی اور انہوں نے اپنی حکومت بچانے کے لئے انگریز کی تائید و حمایت کی تھی ۔یقینا یہ ایک افتراء ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں سوائے ایک ریاست بھوپال کے کسی دوسری ریاست میں اہلحدیث کی کوئی حکومت نہ تھی اور بھوپال میں بھی نواب صاحب کو ان کے منصب سے اس لیے معزول کر دیا گیا تھا کہ وہ حکومت کے خلاف وہابیوں کی مدد کرتے ہیں۔

نوب صاحب اور مرزا صاحب :

یہ حقیقت بھی ظاہر و باہر ہے کہ نواب صاحب کا مرزا صاحب سے کوئی ادنیٰ تعلق یا رابطہ نہیں تھا بلکہ نواب صاحب پہلے شخص ہیں جنہوں نے مرزا صاحب کے خلاف نفرت کا اظہار کیا تھا۔ مرزا صاحب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے جب اپنی پہلی کتاب (براہین احمدیہ) تحریر کی تو اس کا ایک نسخہ نواب صاحب رحمہ اللہ کو بھی بھیجا، جو شخص نسخہ لے کر گیا نواب صاحب نے اسے اس شخص کے سامنے چاک کر دیا اور پھاڑ کر اس کو واپس کر دیا جس کا مرزا صاحب کو تاحیات ملال رہا اور اس واقعہ کو اپنی مختلف تصانیف میں ذکر کرتا رہا حتیٰ کہ حقیقۃ الوحی جو اس نے اپنی آخری عمر میں لکھی اس کے تتمہ صفحہ ۳۷ کے حاشیہ میں بھی اس واقعہ کا بڑے ملال اور افسوس کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اور پھر جس نے بھی قادیانیت کی تاریخ پر قلم اٹھایا ہے خواہ وہ قادیانی ہے یا مسلم ہر ایک نے اس واقعہ کو تاریخ کا حصہ بنا دیا ہے حتیٰ کہ مولانا گکھڑوی کے صاحبزادے عبدالحق نے بھی اپنی تالیف "فتویٰ ربانی" صفحہ ۳۹ میں بھی تاریخ احمدیت صفحہ ۲۸ جلد ۲ کے حوالہ سے رقم کیا ہے۔ اگر یہی بات ہوتی جسے گکھڑوی صاحب باور کرانا چاہتے ہیں تو پھر نواب صاحب کو مرزا صاحب کا حامی ہونا چاہیے تھا اس کی مخالفت کا کیا معنی ہے؟

مرزا قادیانی کا مذہبی تعارف :

یہ بات کسی بھی صاحب بصیرت سے مخفی نہیں کہ مرزا قادیانی ایک حنفی خاندان کا فرد تھا اس کا پورا خاندان حنفی تھا، مرزا صاحب نے جس مذہبی ماحول میں آنکھ کھولی اس ماحول میں فقہی مسائل میں تو فقہ حنفی پر عمل کیا جاتا تھا اور عقائد میں وہ لوگ عموماً صوفی المشرب تھے مرزا صاحب کی نشو و نما بھی اسی منہج پر ہوئی کہ وہ احکام میں فقہ حنفی کا پابند تھا اور عقائد میں صوفیانہ نظریات کا حامل اور عامل تھا، جہاں تک عقائد کی بات ہے تو خود مرزا صاحب کی کتب اس پر شاہد عدل ہیں کہ اس کے عقائد صوفیانہ تھے اس نے انہی عقائد پر اپنے دعوؤں کی بنیاد رکھی تھی اور یہ دعوے آناً فاناً معرض وجود میں نہیں آئے تھے بلکہ اس کیلئے اس نے ایک عرصہ تک راہ ہموار کی تھی، تصوف اس وقت علماء احناف کا مرغوب ترین منہج تھا اور شاید ہی کوئی نامور حنفی عالم ہو جو اسوقت تصوف کا حامل نہ ہو بلکہ تمام ہی اس پر خار منزل کے راہی تھے اور آج بھی اکثریت اسی نظریہ پر گامزن ہے۔ اور یہ تو تصوف کی عام کتابوں میں بھی ہے کہ ہر بڑا صوفی الہام، القاء، کشف اور بزعم خویش خود کو ہاتف غیبی سے ملذذ اور محظوظ ہونے کا مدعی ہے۔ مرزا صاحب تصوف کے جملہ نظریات جیسا کہ وحدت الوجود بلکہ حلول اور کشف و مناجات میں باری تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف کا قائل تھا یہی وجہ ہے کہ وہ کبھی عین اللہ کبھی ابن اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے جس کی مکمل تفصیل راقم الحروف کے مقالہ "مرزا قادیانی اور نظریہ توحید" میں موجود ہے علاوہ ازیں مرزا صاحب چلہ کشی کے بھی قائل تھے انہوں نے اس نظریہ کے تحت ایک بار چالیس روز چلہ بھی کیا تھا اور اس سے فراغت پانے کے بعد اپنے مریدین کو مژدہ سنایا تھا کہ "ان دنوں مجھ پر بڑے بڑے خدا تعالیٰ کے فضل کے دروازے کھلے ہیں اور بعض اوقات دیر تک اللہ تعالیٰ مجھ سے باتیں کرتا رہتا ہے۔" (حنفیت اور مرزائیت صفحہ ۸۱)

اسی طرح وہ عام صوفیہ حضرات کی طرح قائل تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے ان کی وفات کے بعد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب بھی براہ راست فیض حاصل کیا جاسکتا ہے چنانچہ لکھتا ہے "یہ خیال کہ انبیاء زندہ ہوکر قبر میں رہتے ہیں صحیح نہیں ہے۔ہاں قبر سے ایک قسم کا تعلق ان کا باقی رہتا ہے اور اسی وجہ سے وہ کشفی طور پر اپنی اپنی قبروں میں نظر آتے ہیں مگر یہ نہیں کہ وہ قبروں میں ہوتے ہیں بلکہ وہ ملائکہ کی طرح آسمانوں میں جو بہشت کی زمین ہے اپنے مرتبہ کے موافق مقام رہتے ہیں اور بیداری میں پاک دل لوگوں سے کبھی کبھی زمین پر آکر ملاقات بھی کرتے ہیں ہمارے نبی ﷺ کا اکثر اولیاء سے عین بیداری کی حالت میں ملاقات کرنا کتابوں میں بھرا پڑا ہے اور مولف رسالہ "خود مرزا صاحب" بھی کئی دفعہ اس شرف سے مشرف ہو چکا ہے (ازالہ اوہام صفحہ ۲۵۱ حاشیہ)

مرزا اور حنفیت :

یہ تو مرزا صاحب کے صوفیانہ عقائد اور اعمال تھے باقی رہی فقہی احکام کی بات تو مرزا صاحب علی الاعلان تاحیات فقہ حنفی پر کاربند رہے تھے (تحریک احمدیت صفحہ ۱۱ جلد ۱ . سیرت مہدی صفحہ ۴۹ جلد ۲ ومواضع کثیرہ) اور کسی دور میں بھی اپنے آپ کو اہل حدیث کہلانا پسند نہیں کیا بلکہ اس مسلک سے بغض و عناد کا اظہار کیا۔مرزا صاحب تو حنفی ہی تھے اپنے مریدوں کو بھی اسی فقہ پر عمل کرنے کی تاکید کرتے تھے جیسا کہ رفع الیدین ہے جو سنت متواترہ ہے مرزا صاحب خود بھی اس سنت کے تارک تھے اور دوسروں کو بھی ترک کی نصیحت کرتے تھے (سیرت مہدی صفحہ ۱۶۲ جلد ۱)

مرزا صاحب اور علماء اہل حدیث :

مرزا صاحب کی اعتقادی اور فقہی پوزیشن کے پیش نظر یہ ممکن نہیں کہ علماء اہل حدیث کا کوئی مذہبی تعلق ہو،اہل حدیث احکام میں نہ فقہ حنفی کو تشریعی حیثیت سے قبول کرتے ہیں اور نہ تصوف کو اپنے عقائد کا ماخذ مانتے ہیں بلکہ اہل حدیث کا منہج بالکل سادہ ہے کہ یہ ادھر ادھر کی بجائے خالص کتاب وسنت پر عمل کے داعی اور عامل ہیں یہ ان کا ایسا وصف اور امتیاز ہے کہ جس میں ان کا کوئی شریک و سہیم نہیں، لہٰذا مرزا صاحب کے عقائد اور اعمال خود اس کی نفی کرتے ہیں کہ اس کا اہل حدیث کے ساتھ کوئی اعتقادی اور فقہی احکام میں تعلق ہے۔بلاشبہ علماء اہل حدیث کا مرزا صاحب سے کبھی مذہبی تعلق نہیں رہا نہ قبل از فتویٰ تکفیر تھا اور نہ بعد از فتویٰ تکفیر۔لیکن فتویٰ تکفیر کے بعد تو اہل حدیث اور مرزا صاحب کے درمیان عداوت سامنے آگئی مرزا صاحب نے اس فتویٰ پر جس قسم کا ردعمل ظاہر کیا تھا اس کا تقاضا بھی یہی تھا کہ اہل حدیث اور مرزا صاحب کے مابین بعد المشرقین ہے جب مرزا شیخ الکل میاں صاحب کے بارے میں بدگوئی اور دشنام طرازی پر اتر آیا تھا تو یہ کیسے ممکن تھا کہ علماء اہل حدیث اپنے مکرم شیخ کے خلاف مرزا صاحب کا ساتھ دیتے۔اس کا ادنیٰ سا بھی احتمال نہیں ہے کہ علماء اہل حدیث نے اپنے شیخ مکرم سے اختلاف کیا ہو بلکہ تمام تلامذہ نے میاں صاحب کے فتوے کی تصدیق و تصویب کی۔تاریخ مسخ کرنے والے کہتے ہیں مولانا بٹالوی مرزا صاحب کے دوست تھے اس لئے جو مخالفت تھی محض دکھلاوہ تھا باطن میں دونوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک تھے۔ہم کہتے ہیں اس میں شک نہیں کہ مولانا بٹالوی مرزا صاحب کے دعووں سے قبل ان کے دوست تھے اور یہ دوستی بھی علاقائی اور معاشرتی تھی ورنہ وہ مسلکاً اس وقت بھی مرزا کے مخالف تھے مرزا صاحب مولانا بٹالوی سے فقہ حنفی کے دفاع میں مناظرے کرتا تھا (سیرت مہدی) مگر جب مرزا صاحب نے باطل دعوے کیے تو مولانا بٹالوی اس کے سب سے بڑے دشمن ہو گئے اور مرزا صاحب بھی ان کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتے تھے اس لئے کہ فتویٰ تکفیر کے باعث مولانا بٹالوی تھے انہوں نے ہی مرزا کے باطل عقائد پر مبنی ایک استفتاء تیار کر کے میاں صاحب سے مرزا کے کفر کا فتویٰ حاصل کیا تھا۔اس فتویٰ کے بعد مرزا صاحب نے چوتھی کتاب تحریر کی اس میں مولانا بٹالوی کے متعلق ہرزہ سرائی کی اور اپنی تقریر و تحریر میں ان کے بارہ میں نہایت سوقیانہ انداز اختیار کر جاتا تھا اور بسا اوقات تمام اخلاقی حدود کو پھاند جاتا تھا۔یہ وہ حقائق ہیں جن سے انکار ممکن نہیں۔

خدمات اہل حدیث :

رد قادیانیت میں مرزا صاحب کی زندگی میں جس قدر علماء اہل حدیث کی خدمات ہیں دوسرے حضرات کی اس کے عشر عشیر کو بھی نہیں پہنچتیں۔ "اشاعۃ السنۃ" جو اس وقت معیاری اور کثیر الاشاعت مجلہ تھا اس کے ہر شمارے کا ایک مخصوص حصہ صرف قادیانی کی سرکوبی کے لئے وقف تھا۔مجلہ "اہل حدیث" امرتسر کا تو مشن ہی مذاہب باطلہ کا رد تھا جن میں قادیانیت سرفہرست تھی ان مجلوں میں قادیانیت کی تردید میں بڑے عمدہ علمی اور تحقیقی مقالات شائع ہوتے تھے اگر صرف ان مقالات کو جمع کیا جائے تو ہزاروں صفحات پر مشتمل کئی جلدیں بن جائیں۔اس کے علاوہ قاضی سلیمان منصور پوری "علماء غزنویہ" مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا ابراہیم سیالکوٹی کی تصانیف تھیں جو مرزا صاحب کی زندگی میں طبع ہو چکی تھیں جن کو اگر شمار کیا جائے تو سو سے زائد بنتی ہیں۔یہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ علماء اہلحدیث نے اس میدان میں سب سے زیادہ گراں مایہ خدمات سرانجام دی ہیں مرزا صاحب کی زندگی میں اتنی کثیر تعداد میں یہ تصانیف علماء اہل حدیث کی ہیں چونکہ اس میدان میں کلیدی کردار علماء اہلحدیث کا ہے اس لئے رد قادیانیت کی تاریخ اس وقت تک مکمل نہیں ہو گی جب تک علماء اہلحدیث کی خدمات کا وسیع ظرفی کے ساتھ اعتراف نہ کیا جائے۔ستیاناس ہو تعصب اور اکابر پرستی کے جنون کا! بڑے بڑوں کو اندھا کر کے رکھ دیا وہ کس دیدہ دلیری کے ساتھ ان خدمات جلیلہ کا انکار کرنے پر تلے ہوئے ہیں ان کثیر کتب کی تعداد اور سینکڑوں مقالات و مضامین اور فتوئوں کی موجودگی میں بڑی جسارت ہے کہ ان کا انکار کر دیا جائے کیا یہ ممکن ہے مرزا جن کے ہاتھوں (مباہلہ ثنائی) کیفر کردار کو پہنچا تھا ان کو مرزائیت کا ایجنٹ قرار دے دیا جائے۔ نہیں! تاریخ اپنا وجود رکھتی ہے جو تعصب سے ختم نہیں کیا جا سکتا۔

غیر جانبدار مورخ کی تحقیق :

جب بھی کوئی غیر جانبدار مورخ قادیانیت کے حوالے سے قلم اٹھائے گا تو وہ اس میدان میں اہل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث کی سنہری خدمات اور درخشاں ماضی کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ایسے ہی حضرات میں پاکستان کے نامور ادیب صحافی اور مورخ آغا شورش کاشمیری ہیں جنہوں نے رد قادیانیت میں عملاً خود بھی حصہ لیا اور ان کے خلاف اٹھنے والی تحریک کا بے لاگ تجزیہ پیش کیا ہے، فرماتے ہیں:

"علماء اہل حدیث نے مرزا صاحب کے کفر کا فتویٰ دیا ان کا یہ فتویٰ فتاویٰ نذیریہ جلد ا صفحہ ۴۴ پر موجود ہے مرزا صاحب اس فتویٰ پر تلملا اٹھے اور میاں صاحب کو مناظرے کا چیلنج دیا۔ میاں صاحب سو سال سے اوپر ہو چکے تھے اور انتہائی کمزور تھے آپ نے مرزا صاحب کے چیلنج کو اپنے تلامذہ کے سپرد کیا مرزا صاحب اپنی عادت کے مطابق فرار ہو گئے جن علماء اہلحدیث نے مرزا صاحب اور ان کے بعد قادیانی امت کو زیر کیا ان میں مولانا محمد بشیر شهسوانی، قاضی محمد سلیمان منصور پوری، مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی سر فہرست تھے لیکن جس شخصیت کو علماء اہلحدیث میں فاتح قادیان کا لقب ملا وہ مولانا ثناء اللہ امرتسری تھے۔ انہوں نے مرزا صاحب اور ان کی جماعت کو لوہے کے چنے چبوا دیے۔ اپنی زندگی ان کے تعاقب میں گزار دی۔ ان کی بدولت قادیانی جماعت کا پھیلاؤ رک گیا۔ مرزا صاحب نے تنگ آکر انہیں خط لکھا کہ میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا ورنہ آپ سنۃ اللہ کے مطابق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے خدا آپ کو نابود کر دے گا خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مفسد اور کذاب کو صادق کی زندگی میں اٹھائے۔ اس خط کے ایک سال ایک ماہ اور بارہ دن بعد مرزا صاحب لاہور میں اپنے میزبان کے بیت الخلاء میں دم توڑ گئے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری نے ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو سرگودھا میں رحلت فرمائی۔ وہ مرزا صاحب کے بعد چالیس سال تک زندہ رہے۔ ان کے علاوہ مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالوی، مولانا عبد اللہ معمار، مولانا شریف گھڑیالوی، مولانا عبد الرحمان لکھوکی والے، حافظ عبد اللہ روپڑی، مولانا حافظ محمد گوندلوی، مولانا محمد اسماعیل گوجرانوالہ، مولانا محمد حنیف ندوی، بابو حبیب اللہ اور حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری وغیرہ نے قادیانی امت کو ہر دینی محاذ پر خوار کیا، اس سلسلہ میں غزنوی خاندان نے عظیم خدمات سرانجام دیں مولانا سید داؤد غزنوی جو جمعیت اہلحدیث کے امیر اور مجلس احرار کے سیکرٹری رہے انہوں نے اس محاذ پر بے نظیر کام کیا۔ فی الجملہ تحریک ختم نبوت کے اس آخری دور تک مرزائی مسلمانوں سے الگ کئے گئے اور آئینی اقلیت قرار پاگئے۔ علماء اہلحدیث قادیانیت کے تعاقب میں پیش پیش رہے اور اس عنوان سے اتحاد بین المسلمین میں قابل قدر حصہ لیا (تحریک ختم نبوت صفحہ ۱۴۱ منقول از حنفیت اور مرزائیت صفحہ ۲۸)

شورش مرحوم نے اہلحدیث کے بارے میں جو تجزیہ پیش کیا وہ حقائق پر مبنی ہے جس میں تنگ نظری اور تعصب کو کوئی دخل نہیں اس لئے کہ شورش بھی مسلکاً اہلحدیث نہ تھے کہ ان پر جانب داری کا الزام لگایا جا سکے۔ بلا شبہ قادیانیت کا سب سے پہلا تعاقب علماء اہلحدیث نے کیا تھا اور اہلحدیث ہی مرزا کی راہ میں سد سکندری بنے تھے یہ ایسی تاریخی شہادات ہیں جنہیں انشاء اللہ مذہبی جنون، تعصب اور اکابر پرستی کے کرداروں سے مسخ نہیں کیا جا سکتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر مولا بخش محمدی، مٹھی ضلع تھرپارکر

اسلام اور مرزائیت

پورے عالم اسلام کا تقریباً ڈیڑھ ہزار سال سے اس بات پر کُلیۃً اجماع چلا آرہا ہے کہ جس طرح اسلام آخری دین ہے، ویسے ہی محمد رسول اللہ ﷺ خاتم الانبیاء، خاتم النبیین آخری پیغمبر بھی ہیں اور آپ کے بعد تا قیامت روئے زمین پر کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس بات کو قرآن حکیم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (الاحزاب۔۴۱)

جس کی تشریح و توضیح خود آپ ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے!

أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي کہ میں ختم المرسلین ہوں اب میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اس وقت جب امت مسلمہ ہر جانب سے مصائب و آلائم میں گھری ہوئی ہے۔ من حیث القوم ہماری حالت زار۔ ع

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کُجا کُجا نہم

والی بنی ہوئی ہے، ہمارے دشمنوں کی جہاں باہر سے کمی نہیں وہاں خود کو نام نہاد مسلمان کہلانے والے بھی مار آستین سے کم نہیں، جس کی زندہ مثال قادیانی گروہ ہے جس کی آئے دن من مانیاں اور ریشہ روانیاں، مسلمانوں کو باہم لڑا کر دست و گریباں کر کے انہیں بے جان کرنے اور اُن کو دنیا میں تنہا کرنے میں اُنکا کردار اب کسی سے ڈھکا چھپا نہیں، ہم سب کو کسی بھی صورت میں انکے اس کردار کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ اُنکے شر اور فساد سے امت کو بچانے کی غرض سے وسیع منصوبہ بندی کرنے کی شدید ضرورت ہے جس کے لئے ہم سب کو اتحاد و اتفاق اختیار کر کے انکے مکاریوں و عیاریوں کا مل کر پردہ چاک کرنا چاہیے۔ تاریخ کے اوراق پارینہ شاہد ہیں کہ اسلام کے خلاف باطل قوتوں کی آندھیاں یکے بعد دیگرے اتنی چلیں کہ اگر اسلام دین فطرت کی جگہ کوئی اور مذہب یا نظام ہوتا تو وہ کب کا اپنا وجود تک کھو چکا ہوتا۔ لیکن یہ سرتاپا حکمت و سلامتی کا مذہب ہے کہ جو آج بھی پورے کرہ ارض پر پورے آب و تاب سے نہ صرف درخشاں و تاباں موجود ہے بلکہ دنیا سے اپنا حقیقی وجود بھی منوا چکا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

• اسلام کو ہر دور میں کسی نہ کسی فتنہ کا چیلنج درپیش رہا ہے، خلافت راشدہ کے زمانہ میں فتنہ ارتداد، فتنہ نبوت کاذبہ، فتنہ سبائیت اور فتنہ خوارج کا سامنا کرنا پڑا۔ بنواُمیہ، بنوعباس کے طویل عہد میں حکمائے یونان کے افکار کے زیر اثر معتزلہ، ملاحدہ، زنادقہ، روافضیہ وغیرہ نے اسلامی فکر کے صاف وشفاف چشموں کو اپنی فکری نجاستوں سے ناپاک وگدلا کرنے کی کوششیں جاری رکھیں۔ ایک طویل عرصہ تک عجمی صُوفیا کے گوسفندانہ خیالات نے اُمت مسلمہ کی رگوں سے جہادی لہو منجمد کئے رکھا۔ فتنہ قرامطہ اپنی حشر سامانیوں کی بناپر کچھ کم المناک نہ تھا، اس نے امت مسلمہ کے قومی جسد کو لہو میں نہلا کر رکھ دیا، پھر یورپی الحاد اور سیکولرزم کی شورشیں فتنہ سامانی کرنے میں لگیں رہیں۔ انگریزی سامراج کی سرپرستی میں برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے قادیانی فتنہ کا ظہور ہوا جس کی خباثتیں اور ضلالتیں تاایں دم تعفن پھیلارہی ہیں۔ لیکن تحسین ہے امت مسلمہ کے قابل فخر فرزندوں پر کہ انھوں نے ہر دور کے فتنہ کے چیلنج کو قبول کیا اور جہاد بالسیف اور جہاد بالقلم سے ان فتنوں کی سرکوبی کی۔ ستم ظریفی کہئے کہ ہم آپس کے معمولی اختلافات میں بری طرح الجھ کر اپنی ساری توانائیاں صرف کرکے اغیار کی گھناؤنی چالوں سے بے خبر محو خواب ہیں آج تک ہمارے ہاں کوئی جدید انداز میں تسلی بخش موثر ''دعوت و تبلیغ'' کا بھی بندوبست نہ ہونے کے برابر ہے۔ جب کہ قادیانیوں کے ہاں تنخواہ دار اور بے تنخواہ دار مبلغین کی فوج ظفر موج مسلمانوں کے آپس کے اختلافات کو ہوا دیکر خود کو مظلوم، ستم رسیدہ پیش کرکے لوگوں کی ہمدردیاں ہاتھ کرنے میں لگی ہوئی ہے۔ ان پر پابندی لگنے کے بعد اُنکی سرگرمیاں زیرزمین چلی گئی ہیں۔ اُنکے ہاں مبلغین کا ایک گروہ ایسا بھی ہے جو ''وقف زندگی'' کے نام سے اپناسب کچھ چھوڑ کر اپنی پوری زندگی اور توانائی جماعت کی غرض سے وقف کرکے تبلیغ میں مصروف نظر آتا ہے۔ یہ لوگ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی غرض سے اپنی طریقہ واردات تبدیل کرکے اب عمومی گشت کے بجائے منتخب افراد کو اپنا نشانہ بنا کر اپنا تبلیغی توانائیاں صرف کرتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے اُن کے ہاں ایک خاص'' نصاب ''مرتب کیا گیا ہے جس میں مرزاغلام احمد، خلیفہ بشیرالدین محمود اور دوسرے مناظرین کی کتب شامل ہیں، افسر اپنے ماتحتوں کو بلاتامل مرزائیت کا پیغام پہنچاتے ہیں، مطبوعہ لٹریچر خوبصورت خطوط اور لفافوں میں بند کرکے مخصوص احباب تک پہنچایا جاتا ہے۔ دسمبر کی آخری ہفتہ میں ایک بین الاقوامی اجتماع منعقد کرتے ہیں جس میں ساری دنیا سے وفود شرکت کرتے ہیں جہاں پورے سال کی پلاننگ ہوتی ہے۔ بہرحال اب انکی ریشہ دوانیوں کی تفصیلات آئے دن برطانیہ، امریکہ، انڈیا کے نشریاتی اداروں سے پیش کی جاتی ہیں: ع

اے چشم اشکبار زرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہر حال ہمارے آپس کے اختلافات اور دوریوں کیوجہ سے مرزائیوں نے سادہ لوح اور عام مسلمانوں کے ایمان وایقان پرڈاکے ڈالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، بدقسمتی سے ان کا مظلومانہ انداز گفتگو اور منطقی چالبازیوں میں آکر کافی مسلمان انکے گھناؤنے مقاصد اور مسموم خیالات وعقائد کے جال میں پھنس کر انکے ہم نوا بن جاتے ہیں۔ آئے دن بین الاقوامی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں انکو مظلوم اقلیتیں دکھا کر انکے پیغام کو گھر گھر پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جاتی۔ انکے ہاں اپنا ایک ٹی وی چینل ہے جس سے انکے عقائد کا خوب پرچار کرنے کے ساتھ مسلمانوں کو آپس میں دست وگریباں کا سامان بھی فراہم کرتے ہیں۔

لہٰذا ہمیں اب باخبر ہونا پڑے گا کہ کوئی بد باطن اسلام دشمن ٹی وی چینل، کوئی نام نہاد مبلغ، کوئی مغربی اخبار یا جریدہ ہمیں آپس میں الجھا کر مرزائیوں کے مکروہ عزائم کو روبہ عمل نہ لا سکے، اس فتنہ عظیم کی سرکوبی کے لئے ہمیں ہمیشہ تازہ دم تیار رہنا چاہئے۔ ہمارا فریضہ بنتا ہے کہ کتاب وسنت کی پرامن تحریک کو دنیا کے چپے چپے تک پہنچانے میں کوئی کوتاہی آنے نہ دیں۔ امت مسلمہ کے آپس کے اختلافات کو احسن انداز میں سلجھانے کی غرض سے ایک دوسرے کے افکار و نظریات، عقائد وخیالات کو انتہائی ٹھنڈے اور ہمدردانہ انداز میں سن کران پر گہرا غور وخوض کرکے قرآن وسنت کی پاکیزہ روشنی میں احسن راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔ بلاوجہ معمولی باتوں اور اختلافات کو بڑھا چڑھا کر وحدت اسلام کو پارہ پارہ اور چمن اسلام کو داغدار کرنے سے گریز کریں تو بہتر ہے، ویسے بھی اس وقت اغیار اور اسلام دشمن قوتوں کی کوئی کمی نہیں، اختلافات سننے اور سمجھنے کی آپس میں ہمت پیدا کرنی چاہیئے یہ معاملہ فروعی معاملات میں ہونا چاہیے۔ جہاں امام الانبیاء ختم المرسلین کی رسالت ختم نبوت یا توحید باری تعالیٰ جیسے ایمان واسلام کے معاملات پیش آئیں وہاں مفاہمت ومصالحت کی گنجائش نہیں ہوتی ہے۔ چونکہ یہ ایمان کا معاملہ ہے، جب کوئی بد باطن نبوت ورسالت پر ڈاکہ ڈالنے آئے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر قبضہ کرنے والے سے محبت ومصالحت کا رویہ بھی اچھا نہیں ہے جب آقائے نامدار کی ذات والاصفات پر آنچ آئے تو یہ بات برداشت کرنا اہل ایمان کی حمیت سے باہر ہوگی چونکہ اس محسن انسانیت پیغمبر بحر وبر کے عظیم احسانوں تلے دبے ہوئے مسلمانوں کے خون کا قطرہ قطرہ جوش مارنے لگتا ہے کیونکہ: ؏

بہ مصطفیٰ بر ساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

وہ ذہنیت کیا ذہنیت ہوگی جو گستاخ رسول ہو؟ وہ قلم کیا گل کھلائے گا جسے عظمت رسالت کا احساس نہ ہو؟ وہ زبان کیا زبان ہوگی جو فخر عرب وعجم کے خلاف ہرزہ سرائی سے باز نہ آتی ہو؟ اور پیغمبر بھی ایسا جو حقوق وفرائض انسانیت کا سب سے زیادہ محافظ ہو، جس نے احترام انسانیت کو کعبہ مکرمہ سے افضل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرار دیا، یقیناً ایسے شاہ عرب و عجم کی توہین پوری انسانیت کی توہین کہلائے گی۔ مسلمانوں کے قلب سے جب حرارت حبِّ رسول رخصت ہو جائے تو پھر مسلمان نہیں خاک کا ڈھیر بچے گا۔ یورپ نے اپنی مکاریوں سے سرزمین قادیان سے نبی پیدا کر کے ہم سے پرانے حساب چکائے ہوئے محبت رسول چھیننا چاہی لیکن وہ بدبخت کیا جانے کہ جب کسی مسلمان سے ناموس رسالت اور اتباع سنت چھین جائے تو پھر وہ مسلمان بھی کہاں بچتا ہے؟ ہاں! مسلمانوں کو مدت مدید سے بھولنے کی عادت پڑ گئی ہے وہ بہت کچھ بھول بھی گئے لیکن اتباع رسول اور محبت رسول کبھی بھی بھلا نہیں سکتے چونکہ یہ متاع عزیز انکو اپنے وطن، اولاد، خاندان بلکہ اپنی جان سے بھی عزیز ہے۔ اگر یہ جدا ہو جائے تو پھر زندگی کا کیا جواز؟ اتباع پیغمبر اور حب رسول ﷺ ہی کی وجہ سے "شکوہ قیصری" نصیب ہوتا ہے۔ جوش نے کیا خوب کہا ہے: ؎

تیری پیغمبری کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے
تو نے گدائے راہ کو بخشا "شکوہ قیصری"

یہ عزت، یہ وقار، یہ منصب وجاہ، یہ اعزاز وافتخار ہم خاک نشینوں اور سوختہ بختوں کو اس "دُرِ یتیم" کے طفیل ملا جسے دنیا محمد ﷺ کے نام نامی اسم گرامی سے یاد کرتی ہے اُسکی نعوذ باللہ توہین سننا اور برداشت کرنا ایک مسلمان کا شیوہ نہیں، جسکی بشریت مولانا کوثر نیازی کے ہاں ملکیت سے افضل قرار پائی: ؎

اُنکی عظمت کی جھلک دیکھ کر معراج کی شب
کب سے جبریل کی خواہش ہے بشر ہو جائے

تحریک قادیانیت کی ابتدا ہی سامراج نوازی، ملت دشمنی، بدکلامی اور بدگوئی کے ساتھ توہین رسالت سے شروع ہوئی، اور مرزا غلام احمد نے فی الحقیقت یہ ثابت کر دکھایا کہ یہ تحریک برطانوی استعمار کے سامراجی اور نوآبادیاتی عزائم کی تکمیل کے لئے کھڑی کی گئی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ پہلی جنگ عظیم کے بعد قادیانیوں نے عرب ممالک میں بھی اپنی ریشہ دوانیاں شروع کر دیں، جن جن علاقوں میں سامراجی طاقتوں کا اثر و غلبہ تھا وہاں انہیں خوب پیر جمانے اور ارتداد پھیلانے کا موقعہ میسر آیا۔ لیکن رفتہ رفتہ جیسے عربوں نے اس فتنہ سے آگاہی حاصل کر لی اور دستوری حکومتوں کے قائم ہوتے ہی انکی مکروہ سرگرمیوں پر پابندی عائد کر دی گئی۔ دراین اثناء ۱۹۲۸ء سے قادیانیوں کو اپنے ذہنی رفیق اسرائیل میں باقاعدہ پاؤں جما کر جماعتیں قائم کرنے اور پھلنے پھولنے کا خوب موقع میسّر آیا۔ اس وقت بھی اسرائیل ایک ایسا ملک ہے جہاں قادیانیت خوب ترقی کر رہی ہے ستم ظریفی زمانہ تو ملاحظہ کیجئے کہ وہ قوم یہود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنھوں نے خدا کے سچے مسیح کو نہ مانا مگر بعض وجوہ کی بنا پر اب قادیان کے خانہ ساز مسیح کو مان کر خلافت کی برکات وفیوض سے ہمکنار ہو رہی ہے! شاید سفید سامراجوں کو ہندی مدعی نبوت کی مکاریوں ہی میں اپنی ترقی نظر آرہی ہے:ع

پستی کا کوئی حد سے گذرنا دیکھے

اور مزید باریک بینی سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ قادیانی امت قطعاً کوئی اسلامی فرقہ بھی نہیں بلکہ یہ ایک سیاسی جماعت ہے۔ اسکی تخلیق کا پس منظر بھی سیاسی ہے اسکے بانی مرزا غلام احمد قادیانی ایک سیاسی گھرانے کے فرد تھے۔ وہ ہوش سنبھالتے ہی انکے خاندان کی غصب شدہ سیاسی مراعات کے لئے بے چین اور پریشان نظر آتے ہیں اور یہ سارا کام مرزا صاحب صرف چاپلوسی، خوش آمد سے نکالنا چاہتے تھے، اسی غرض سے اس نے چِلہ کشی نام نہاد تصوّف، مشاہدات وکرامات بعضے روحانی چٹخاروں کے لئے خود کو نعوذ باللہ محدث، مجدد، مہدی، مسیح، نبی، خدا، کرشن، جگت گرو کے روپ میں ڈھالا۔ اسی دوران مرزا غلام احمد کی جہاد کے خلاف پیہم کوشش ایک ایسا مکروہ فعل تھا جس سے بالآخر انگریز حکومت کی توجہ انکے جانب مبذول ہو ہی گئی۔ پھر خاندانی خدمات، خوش آمد، قصیدہ گوئی کے سبب برٹش حکومت نے مرزائیوں کی سرپرستی کا ٹھیکہ اپنے سر لے لیا، آج تک انگریز حکومت جب بھی اُن پر کوئی اُفتاد ان پڑتی ہے تو بنیادی حقوق اور رواداری کا شور مچا کر اُنکی جان خلاصی کرانے کی ذمہ داری اپنے ذمہ لے لیتی ہے۔ جن کے بدلہ میں مرزائیوں نے سفید سامراج انگریزوں کا بھی خوب ہاتھ بٹایا انہوں نے امت مسلمہ کو بدنام کرنے، علماء عظام، مسلم حکمرانوں، اسلامی حکومتوں، مسلم معاشرہ سبھی کے خلاف بڑے زور وشور سے نفرت اور بے زاری کا بیج بویا۔ انہوں نے اپنے ذاتی مفادات کے حصول کے لئے علماء دین کو ان الفاظ میں یاد کیا "اے فرقہ بدذات مولویاں" نفاق زدہ یہودی" مولوی یہودیت کا خمیر" خنزیر سے زیادہ پلید، دنیا کے کتے" جیسے شرمناک اور احمقانہ القاب سے نوازا اور عام مسلمانوں کو' اے بے حیا قوم" خبیث طبع لوگ" ذریت البغایا" جیسے بے حیائی بھرے الفاظ سے یاد کرتے رہے۔ جو آدمی اپنے مالی مفادات کے حصول کی غرض سے ایسی گندی شرمناک زبان استعمال کرے ایسے شخص کو کسی فرقہ کا بانی کہنا خود فریبی سے کم نہیں۔

نہ تم صدمہ ہمیں دیتے نہ ہم یوں فریاد کرتے
نہ کھلے راز سر بستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ویسے مرزا صاحب عقل سلیم و صحیح الذہن ہونے کی نعمت سے بھی محروم تھے۔اُنکے اپنے گھر کے بھیدی "سیرت المہدی" کے مؤلف مرزا بشیر احمد ایم۔اے نے لکھا ہے کہ، مرزا جی کو دائمی درد سر، کمی خون، تشنج، ہسٹریا، دل کی بیماری، اور مراق کا عارضہ تھا۔اور طب کی روشنی سے ان بیماریوں کا مریض (مرض کے دورہ پڑنے کی حالت میں) اپنے ملہم ہونے یا بادشاہ بننے، یا پیغمبر ہونے کا دعوی کرتا ہے جو تعجب خیز بات نہیں۔اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مرزا جی کے کثیر اور متنوع دعوے دوران مرض انکے صحیح الذہن نہ ہونے پر غماز ہیں۔کیونکہ ایسے مریض کی باتیں قابل اعتناء نہیں ہوتیں، ہاں! ایک صحت مند انسان کا ضمیر باخبر اور خود آگاہ ہوتا ہے، اس کے پاس عقل سلیم کی نعمت ہوتی ہے۔جب کہ مرزا صاحب کا ذہن مریض تھا۔ورنہ تو ایک مجدّد وقت کبھی بھی مہدی نہیں ہو سکتا۔ایک نبی خدائی کا دعویٰ نہیں کر سکتا، ایک مسلمان کرشن بننے کا خواب نہیں دیکھ سکتا۔لہٰذا ایک شخص ایک بھی منصب پر فائز ہو سکتا ہے: ع

بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

مرزا صاحب کے ایک دو دعوے نہیں جنہیں نظر انداز کیا جا سکے بلکہ انکے دعوے ورلڈ ریکارڈ بن سکتے ہے۔انہوں نے کل ۸۶ کرسیاں اور عہدے اپنے پاس رکھتے ہوئے ان محکموں کے سربراہ کہلائے ،آپکی مختلف تالیفات کا مطالعہ کیا جائے تو آپ فرماتے ہیں کہ: میں محدّث ہوں، میں امام الزماں ہوں، میں مجدّد ہوں، میں مثیل مسیح ہوں، میں ملہم ہوں، حارث ہوں، حامل وحی ہوں، مہدیٔ ہوں، (نعوذ باللہ) خاتم النبیین ہوں، خاتم الاولیاء ہوں، خاتم الخلفاء ہوں، حسنین سے بہتر ہوں، نبی ہوں، کرشن ہوں، جگت گرو ہوں، وغیر ذالک۔ویسے سب کچھ ہوں۔لیکن مسلم ہوں یا نہ، یہ وضاحت آپ نے کہیں نہیں کی۔

یوں تو مہدی بھی عیسیٰ بھی ہو، سلمان بھی ہو،
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو
(ائمہ تلبیس ص:۴۵۵)

دعوی تو وہ ہوتا ہے جس کی دلیل ہو، یہاں تو ۷۶ دعوے ہیں اور ستم ظریفی دیکھئے کہ ہر دعویٰ دوسرے کی تنقیص کر رہا ہے۔یہ عجیب بات ہے کہ ہر خانہ ساز نبوت، مجدّد، مہدیّت، مسیحیّت، کا مدعی بن کر قرآن حکیم کی آیات بیّنات ڈھونڈ ڈھونڈ کر اپنے مطلب کی بات قرآن حکیم سے ثابت کرنے کی ناپاک جسارت کرتا ہے۔ایسے ہی لوگوں کے لئے علامہ اقبال نے شکوہ کیا ہے کہ اس دور میں سب سے زیادہ مظلوم قرآن حکیم ہی ہے: ع

بُت کریں آرزو خدائی کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک مصلح، رہبر، رہنما جس کا منصب جلیل اقوام وملل کی اصلاح وتربیت ہو اُسے سب سے پہلے خود کو اخلاق وتہذیب کے زیور سے آراستہ کرنا چاہیے۔ جس میں صبر، شکر، تحمل، عفوو درگذر کی صفات ہونا ضروری ہوتی ہیں۔ تاکہ برگشتہ، نادان قوم کو اپنی شیرینی زبان سے اور نرم خوئی ونرم جوئی سے راہ راست پر لائے۔ گمراہ ونادان قوم کو رزائل وخبائث سے پاک وصاف کرکے مکارم اخلاق کا منبع بنایا جاسکے۔ اسلامی واخلاقی تعلیمات پر نگاہ ڈالیں گے تو انبیاء علیہم السلام ودیگر درد مند دل کے مصلحین اور مفکرین امت میں کسی قدر اخلاق حسنہ، محبت، مروّت خلوص سچائی اور پاکیزہ اخلاق واعلیٰ کردار کی فراوانی نظر آتی ہے۔ خصوصاً امام الانبیاء خاتم المرسلین ساقی کوثر محمد مصطفی ﷺ تو خُلق عظیم کے پیکر اور مکارم اخلاق، صبر و تحمل علم وحِلم عفوودرگذر کے مثالی مجسمہ تھے۔ آپ دوستوں کے ساتھ جانی دشمنوں کے لئے بھی جائے پناہ، پیکر شفقت تھے۔ آپ پوری کائنات پر مجسمہ رحمت تھے۔ آپ کی زبان سے کسی نے کوئی نازیباں جملہ تک نہ سنا۔ جس کی گواہی خود خالق کائنات ان الفاظ میں دیتا ہے:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ (القلم: 4)

جبکہ سرزمین قادیان کی نبوت خیز زمین ضلع گورداسپور سے جو شخص کسی زمانہ میں غلام احمد کے نام سے پیدا ہوا اُس کے لئے بھی بااخلاق ہونا لازمی تھا۔ لیکن افسوس کہ اس بزعم خویش "محمد ثانی" اور "مصلح اعظم" "نبوت ورسالت" کے دعویدار مرزا کے دامن کو دیکھیں تو دنیا کی ایک بھی اچھائی نظر نہیں آتی یہاں تک کہ آپ بدزبانی وبدکلامی دُشنام طرازی کے فن میں ترقی کرکے بد تہذیبی کا زندہ مجسمہ نظر آنے لگے تھے۔ بات بات پر اپنے مخالفین کو مکروہ گالیاں دینا، تذلیل وتوہین کرنا اُن کا "شیوہ پیغمبری" شمار ہونے لگا۔ ذرا مرزا صاحب کے اخلاق حسنہ کا نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔ کہ مرزا صاحب نے اپنے مخالفین کے متعلق کس درجہ کوثر وتسنیم میں دھلی ہوئی زبان استعمال کرتے ہیں: "کُل مسلم یقبلنی ویصدق دعوتی الّا ذرية البغايا" یعنی سب مسلمان مجھے قبول کرتے ہیں اور میری دعوت کو مانتے ہیں مگر زانیہ عورتوں کی اولاد یعنی حرامزادے نہیں مانتے" (آئینہ کمالات ص: ۵۴۷)

دوسری جگہ مرزا صاحب اپنے مخالفین پر ناراضگی کچھ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں: "میرے مخالف جنگلوں کے سور ہیں اُنکی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں" (رسالہ نجم ہدیٰ) "کل مسلمان جو مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح کا نام بھی نہیں سُنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں" (آئینہ صداقت ص: ۳۵)

مرزا صاحب کی ابتدائی زندگی پر نگاہ ڈالیں تو ایک انتہائی معمولی شخص تھا جس نے ملازمت کے سلسلہ میں کچھ مدت کے لئے صرف ۱۵ روپیہ ماہوار کے حساب سے "محرّر" کی ملازمت اختیار کی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیالکوٹ میں مقیم ہوا۔ ان دنوں انہوں نے ایک کتاب اسلام کی حمایت میں لکھی جس کی مقبولیت سے مرزا صاحب کے قلب مضطرب میں مزید ترقی کرنے اور نام کمانے کا شوق چرایا۔ جس کے بعد خود ساختہ مہدی کے منصب پر قبضہ جمایا۔ پھر مسیح موعود ہونے کے دعویدار ہونے بالآخر نبوت کے مدعی ہو گئے۔ ع

ببیں تفاوت راہ کجاتا بکجا

مرزا صاحب نے انگریزوں کی خوشنودی حاصل کر کے مراعات حاصل کرنے کی غرض سے اپنے ہمدردوں، ساتھیوں اور حواریوں کو بھی قوم انگریز کا تابعدار بنانے کی خوب تلقین کی۔ اس مسلم دشمن قوم کو خدا کا سایہ کہتے رہے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ " میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح کر سکتا ہوں نہ مدینہ میں، نہ روم میں نہ شام میں نہ ایران میں نہ کابل میں مگر اس گورنمنٹ میں، جس کے اقبال کے لئے عا کرتا ہوں" (تبلیغ رسالت جلد ۶ ص: ۶۹) دوسری جگہ گوہر افشانی فرماتے ہیں کہ "میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت انگریز کی تائید و حمایت میں گذرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریز اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شایع کئیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکھٹی کی جائیں تو پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں۔ (تریاق القلوب ص: ۱۵ مرزا صاحب) ع

آئینہ اُنکو دکھایا تو برا مان گئے

انگریز کی تابعداری اور غلامی قبول کرنے کے بعد سفید سامراجوں نے بھی علماء حق جن میں علماء سلف بھی شامل تھے ان پر زمین تنگ کر دی۔ انگریز حکومت نے چُن چُن کر وارثان انبیاء کو سولیوں پے لٹکایا۔ قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا کیا، انکی جائدادیں ضبط کر لی گئیں لیکن علماء اسلام نے انتہائی جرأت و پامردی سے باطل کا مقابلہ کیا، بھلا خاتم النبیین سے محبت کرنے والے کیسے ڈرتے؟ ع

تندئی باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

انگریز حکومت کے ہر ظلم و ستم کو خندہ پیشانی سے قبول کیا۔ اس سلسلہ میں دیگر علمائے عظام کی طرح علمائے اہل حدیث نے جس جرأت و بے باکی سے فتنہ قادیانی کی سرکوبی کے لئے مقابلہ کیا وہ تاریخ کا حصہ بن چکا ہے۔ علماء سلف کی جنگ نہ صرف انگریز یا انکے پیدا کردہ مرزا غلام احمد قادیانی سے تھی۔ بلکہ اس کے ساتھ انہوں نے اتباع سنت اور توحید باری تعالیٰ کا علم تھامے متعصب گاؤ پرست ہندوں، سکھوں اور آریوں سے بھی تحریری و تقریری مثالی مناظرے کر کے انکو شکست فاش سے دوچار کیا۔ مگر ان سب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتنوں سے بڑا فتنہ قادیانیت کی بیخ کنی کے لئے دن رات ایک کر دیئے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں اگر تاریخ پر نگاہ ڈالی جائے تو علمائے سلف کا طائفہ منصورہ نمایاں نظر آئے گا۔ اس مبارک سلسلہ میں استاد و شیخ مسند ولی الہی کے جانشین شاہ محمد اسحاق دہلوی (نواسہ شاہ عبدالعزیز دہلوی محدّث) کے لائق ترین شاگرد رشید استاد العلماء والمدرسین شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی کا گرانقدر فتاویٰ آج بھی تاریخ کا حصہ ہے۔ (ملاحظہ ہو فتاویٰ نذیریہ) مولانا بشیر احمد سہسوانی رحمہ اللہ، قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ، مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ، مولانا محمد ابراہیم سید سیالکوٹی رحمہ اللہ جس کی کتاب "شہادۃ القرآن" بھی ردّ قادیانیت میں بنیادی مقام کی حامل ہے۔ اس طبقہ میں سب سے نمایاں بلکہ تاریخ کے صفحات میں جس نمایاں بطل الجلیل کا ذکر آیا وہ تھے یادگار سلف، فاتح قادیاں، مفسر قرآن، محدث دوران، مناظر بے بدل، شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۴۸ء) آپکی معرکۃ الآراء اور مثالی مفصل و مدلّل علمی تصنیفات ردّ قادیانیت میں اسلامی انسائیکلوپیڈیا کا مقام رکھتی ہیں۔ جسکے کے بعد مولانا عبداللہ معمار صاحب (محمدیہ پاکٹ بک) مولانا عبداللہ روپڑی، مولانا حافظ گوندلوی، علامہ احسان الٰہی ظہیر، مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ، مولانا اسماعیل سلفی، سید داؤد غزنوی، مولانا عبدالجبار غزنوی، مولانا عبدالستار دہلوی، مولانا عطاء اللہ حنیف، حافظ عبدالقادر روپڑی۔ اس کے علاوہ فاتح قادیاں مولانا ثناء اللہ امرتسری کے تلمیذ رشید مفسر قرآن، محدث دوراں مناظر اسلام، علامہ بدیع الدین شاہ راشدی (صاحب بدیع التفاسیر) نے اپنی مثالی مناظروں کے ساتھ ساتھ بدیع التفاسیر میں جگہ جگہ اس فتنہ قادیانیت کی خوب خبر لی ہے۔ آپکے والد محترم علامہ احسان اللہ راشدی اور برادر علامۃ العصر سید محب اللہ شاہ راشدی کی علمی، ادبی، فاضلانہ تصنیفات تقاریر اور معرکۃ الآراء مناظرے آج تک کسی نے فراموش نہیں کیئے۔ ان کی سالی تصنیفات آج بھی انکے عقیدت مندوں کے پاس طباعت کی منتظر ہیں۔ اس خاندان کی خدماتِ جلیلہ کی اشاعت کی شدید ضرورت ہے۔ بہر حال علمائے اسلام بالخصوص علماء اہل حدیث کی مرزائے قادیاں کے مقابلہ میں خدماتِ جلیلہ تاریخ کا حصہ بن چکی ہیں۔ علمائے اہلحدیث نے امت مرزائیہ کا ہر لحاظ پر ڈٹ کر مقابلہ کیا اور تحریک ختم نبوت میں گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ رب کعبہ ان پاک طینت علمائے اسلاف پر اپنی رحمت بے پایاں رحمت کا نزول فرمائے اور انہیں اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے آمین۔ ع

اولئک آبائی فجعلنی بمثلھم
واذاجمعتنا یاجریر الجامع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا فاروق الرحمان یزدانی، مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد

تحریک ختم نبوت میں اہلحدیث کا کردار

یہ بات علی وجہ البصیرت کہی جاسکتی ہے کہ روئے زمین پر اگر اہلحدیث کا وجود نہ ہوتا تو قیامت تک فتنہ قادیانیت کو کفر اور قادیانیوں مرزائیوں کو کافر قرار نہ دیا جاسکتا۔

یہ محض جذبات نہیں بلکہ حقیقت ہے کیونکہ مرزا قادیانی کی خانہ ساز نبوت کا اگر کوئی مدلل ومسکت رد کرسکتا تھا اور کرسکتا ہے تو وہ فقط جماعت حقہ اہلحدیث کے حامل افراد ہی یہ شرف حاصل کرسکتے ہیں

ایسا کیوں؟

یہ اس لئے کہ کلمہ طیبہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ پڑھنے کے بعد اگر کسی نے اس کلمہ کی لاج رکھی ہے اور پیغمبر کائنات محمد رسول اللہ ﷺ سے وفاداری کی ہے تو وہ جماعت اہلحدیث کے افراد ذی وقار ہی ہیں، کیونکہ کئی لوگوں نے کلمہ پڑھنے کے بعد بھی محمد رسول اللہ ﷺ سے کئی لوگوں کو رفیع، اعلیٰ اور مقام نبوت سے بلند تر خیال کیا ہے، کسی نے امامت کا نبوت سے اعلیٰ و بہتر ہونے کا عقیدہ اپنایا تو کسی نے رسول اللہ ﷺ کی بات کے مقابلہ میں کسی دوسرے امام، مجتہد، فقیہ، محدث اور مفتی کی بات کو ترجیح دی۔ حالانکہ زمین کی وسعتوں میں اور نیلگوں آسمان کی چھت کے نیچے واحد ذات اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی ہی ہے کہ جن کے متعلق عرش کی بلندی سے اکناف عالم میں یہ اعلان ہوتا ہے:

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ (3) إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (4) (النجم: ۳-۴)

کہ امام کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے الفاظ وحی کا درجہ رکھتے ہیں ۔اور یہ شرف کسی امام، پیر، مفتی، مجتہد، فقیہ کو حاصل نہیں مگر بعض لوگوں نے نہ صرف یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان عالی کے مقابلہ میں ان بزرگوں کے فرامین واقوال کو ترجیح دی بلکہ اعلانیہ یہاں تک کہہ دیا:

ان کل خبر یجیء بخلاف قول اصحابنا فانه یحمل علی النسخ او علی انه معارض بمثله ثم صار الی دلیل آخر او ترجیح فیه بما یحتج به اصحابنا من وجوه الترجیح اویحمل علی التوفیق وانما یفعل علی ذالك علی حسب قیام الدلیل فان قامت دلالة النسخ یحمل علیه وان قامت الدلالة علی غیره صرنا الیه (اصول الکرخی: ص۱۱)

"ہر حدیث جو ہمارے مذہب کے خلاف ہوگی تو اس کو منسوخ سمجھا جائیگا یا پھر یہ سمجھا جائے گا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے مقابلہ میں اس جیسی کوئی اور حدیث موجود ہے پھر کوئی اور دلیل تلاش کی جائے گی یا اس کو ترجیح پر محمول کیا جائیگا جس کی بناء پر ہمارے بزرگوں نے دلیل لی ہے یا اس کو توفیق و تطبیق پر محمول کریں گے اور یہ سارا کچھ دلیل کے قیام کی مطابق ہوگا اگر دلیل نسخ پر قائم ہو جائے تو اس کو منسوخ سمجھیں گے اور اگر اس کے علاوہ کسی بات پر دلیل قائم ہو تو ہم اس کو اختیار کرلیں گے۔" (یعنی حدیث رسول اللہ ﷺ کو ٹھکرانے اور اپنے بزرگوں کے قول کے دفاع اور اس پر تمسک کیلئے جو کچھ بھی کرنا پڑا کریں گے) پھر اسی پر ہی بس نہیں بلکہ عملاً اس کا اظہار بھی کیا گیا۔ مولانا اشرف علی تھانوی حنفی دیوبندی اپنے استاد مولانا رشید احمد گنگوہی حنفی کو خط لکھتے ہیں اور اس وقت کے حالات کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:
"اور مفاسد کا ترتب یہ کہ اکثر مقلدین عوام بلکہ خواص اس قدر جامد ہوتے ہیں کہ اگر قول مجتہد کے خلاف کوئی آیت یا حدیث کان میں پڑتی ہے تو ان کے قلب (دل) میں انشراح و انبساط (خوشی) نہیں رہتا بلکہ اول استنکار قلب میں پیدا ہوتا ہے پھر تاویل کی فکر ہوتی ہے خواہ کتنی ہی بعید ہو اور خواہ دوسری دلیل قوی (مضبوط) اس کے معارض (خلاف) ہو بلکہ مجتہد کی دلیل اس مسئلہ میں بجز (سوائے) قیاس کے کچھ بھی نہ ہو بلکہ خود اپنے دل میں اس تاویل کی وقعت نہ ہو مگر نصرت مذہب کیلئے تاویل ضروری سمجھتے ہیں۔ دل یہ نہیں چاہتا کہ قول مجتہد کو چھوڑ کر حدیث صحیح صریح پر عمل کرلیں۔" (تذکرہ الرشید: ۱/۱۳۱)

اتنی طویل تمہید سے مراد فقط یہ بتلانا ہے کہ کس طرح رسول اللہ ﷺ کے فرامین کی اہمیت کو بعض لوگوں نے کم کرنے کی کوشش کی ہے کیا ایسے لوگ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کر سکتے تھے یا کر سکتے ہیں اور کیا یہ لوگ خانہ ساز نبوت کے مدعی اور اس کے پیروکاروں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں اس لئے تو میں نے کہا ہے کہ اگر اہلحدیث نہ ہوتے تو مرزائیت کو اصولی، قانونی اور دستوری طور پر غیر مسلم اقلیت قرار نہ دلوایا جاسکتا تھا۔ اور میں اپنے ان الفاظ کی صداقت کو ابھی انشاء اللہ العزیز ثابت کرونگا مگر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے عقیدہ ختم نبوت کے متعلق کچھ گزارشات پیش کردی جائیں کہ کیا ختم نبوت کا معنی مفہوم وہی ہے جو لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ کلمہ تو محمد رسول اللہ ﷺ کا پڑھتے رہو اور عقائد اور اعمال میں اپنی مرضی و خواہشات کے مطابق اپنے پیشوا اور مقتدا کھڑے کرکے ان کی پیروی و تقلید کی آڑ میں کلمہ والے پیغمبر کی تعلیمات ہی نہیں بلکہ خود کلمے کا مذاق بھی اڑاتے رہو؟ جیسا کہ پکی روٹی میں یوں تعلیم دی گئی ہے کہ اگر تجھ سے کوئی سوال کرے کہ آپ کلمہ کس کا پڑھتے ہیں تو آپ کہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا اور اگر آپ سے یہ پوچھے کہ مذہب کس کا اپنایا ہے تو آپ کہیں کہ امام ابوحنیفہ کا (اصل عبارت پنجابی میں ہے جس کو میں نے اردو میں نقل کیا ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھلے مانسو! جس پیغمبر کا کلمہ ہے کیا اس کا کوئی مذہب نہ تھا کہ آپ کو کلمے والے پیغمبر ﷺ کو چھوڑ کر ایک امتی کے مذہب کو اپنانا پڑا اور کیا امام ابو حنیفہ کا مذہب رسول اللہ ﷺ کے مذہب کے خلاف تھا؟ مگر افسوس کہ یہ سب کچھ ان لوگوں نے کیا جو زبان سے پڑھتے ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

کیے اس پیار میں لاکھوں ستم تم نے ہم پر
خدانخواستہ تم خشمگیں ہوتے تو کیا ہوتا

یہ سطور لکھنے کی ضرورت بھی کچھ اس وجہ سے محسوس ہوئی کہ اس قبیل کے کچھ لوگ جن کا تذکرہ ابھی گزرا ہے اپنے آپ کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا ٹھیکیدار اور تحریک ختم نبوت کا نہ صرف ہیرو سمجھتے ہیں بلکہ اس بات کا بڑی شد و مد سے پروپیگنڈہ بھی کرتے ہیں کہ جتنا کچھ بھی رد قادیانیت میں ہوا، وہ سبھی کچھ ہمارا ہی ہے اور جب اس تحریک کے مختلف ادوار اور مراحل کا تذکرہ کرتے ہیں تو ان کی کوشش ہوتی ہے کہ بس اپنے ہی گھر کے افراد کا تذکرہ کیا جائے خواہ ان کی کچھ مساعی ہو یا نہ ہو دوسرے کسی فرد کا نام نوک قلم پر نہ آجائے خواہ اس ساری تحریک کا روح رواں ہی کیوں نہ ہو؟

اور ہماری حالت یہ ہے کہ شاید ہم اپنے اسلاف کے کارناموں کا تذکرہ کرنا بھی بدعت سمجھتے ہیں۔ جس شخص کے سینے میں کوئی واقعہ، راز یا معلومات ہوتی ہیں وہ سینے میں لئے ہی قبر کی گہرائی میں اتر جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے میدان خالی چھوڑنے کی وجہ سے دوسرے لوگوں نے تاریخ نویسی کی بجائے تاریخ سازی کی ہے اور واقعات کو توڑ مروڑ کر اس تکرار سے پیش کیا ہے کہ اصل صورتحال سے عوام کو بے خبر کر دیا ہے بلکہ اس سے بھی دو قدم آگے بڑھ کر انہوں۔ نے ہمارے بزرگوں پر ہی ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا ہے کہ، محنت، جد و جہد اور کوشش کرنے اور قربانیاں دینے والے اہلحدیث بزرگوں کو اپنے کھاتے میں ڈال لیا کیونکہ ہم نے تو نئی نسل کو یہ بتایا ہی نہیں تھا کہ دین کیلئے اتنی ڈھیروں خدمات پیش کرنے والا اہلحدیث کے قافلے کا ہی ایک فرد تھا۔

آج ضرورت ہے اس بات کی کہ اس طرف توجہ دی جائے اپنی اپنی ذات چودھراہٹوں کے قیام اور مضبوطی کی فکر چھوڑ کر اس قرض کو چکانے کی کوشش کریں ورنہ قیامت کے دن ان بزرگوں کو اللہ کے سامنے جواب دہی کیلئے تیار رہیں۔ خصوصی طور پر تین موضوعات پر اپنی نئی نسل کے سامنے حقیقی تصویر پیش کی جائے اور لٹریچر اتنا عام کیا جائے کہ ہر چھوٹا بڑا حقائق سے آگاہ ہو سکے۔ (۱) برصغیر میں انگریز کے خلاف اہلحدیث کی خدمات (۲) قیام پاکستان میں اہلحدیث کا حصہ (۳) رد قادیانیت میں اہلحدیث کا کردار۔

رات کا ایک بجنے کو ہے اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ درخواست و دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کام کے اہل لوگوں کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس قرض اور فرض کی ادائیگی سے عہدہ برآ ہو سکیں۔ آمین ثم آمین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے پہلے کہ مرزائیت کی تردید میں اکابرین اہلحدیث کی جدوجہد و مساعی اور کردار کا تذکرہ کروں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت کردی جائے کیونکہ مسلمانوں اور مرزائیوں کے اختلاف کی بنیاد ہی عقیدہ ختم نبوت ہے۔ باقی سب مسائل اور موضوعات ثانوی حیثیت رکھتے ہیں، حیات مسیح نزول مسیح وغیرہ موضوعات تو قادیانیوں نے بڑی چالاکی سے مسلمان مبلغین ومناظرین میں گھسیڑ دیئے ہیں تاکہ اصل مسئلہ سے توجہ ہٹی رہے جیسا کہ آج کل مقلدین حضرات رفع الیدین، آمین بالجہر اور فاتحہ خلف الامام جیسے مسائل میں الجھا کر اصل مسئلہ رد تقلید یا تقلیدی مذاہب کی مروجہ فقہ کی قرآن وحدیث سے مخالفت جیسے بنیادی مسائل کو پس پشت ڈال کر کافی حد تک اپنے آپ کو محفوظ ومامون تصور کرتے ہیں، تو مرزائیوں سے اصل اختلاف مسلمانوں کا عقیدہ ختم نبوت ہے کہ اگر تو نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے تو پھر مرزا قادیانی اور اس کے تمام دعوے باطل، جھوٹ اور فریب ہیں اور اگر مرزا قادیانی نبی ہے تو پھر اس کے تمام مسائل اور دعوے بھی درست قرار پائیں گے۔ اس لئے مسلمان مبلغین کو چاہئے کہ جب کبھی بھی مرزائیت سے گفتگو کا موقع ملے تو عقیدہ ختم نبوت کو ہی موضوع گفتگو بنائیں اور اگر مقلدین سے سلسلہ گفتگو جاری ہو تو اہلحدیث کو اس کیلئے تقلیدی مذہب کی مروجہ فقہ کی قرآن وحدیث سے مخالفت کو گفتگو کا عنوان بنانا چاہئے۔

عقیدہ ختم نبوت کیا ہے؟

تو آیئے سب سے پہلے یہ بات سمجھیں کہ عقیدہ ختم نبوت ہے کیا تاکہ ہمیں یہ بات سمجھنے میں آسانی رہے کہ اس عقیدے کے حامل کون لوگ ہیں اور اس کے تحفظ کیلئے کون لوگ مساعی کر سکتے ہیں۔ ختم نبوت کا معنی ومفہوم جو ہر مسلمان کو معلوم ہونا چاہئے اور یہی عقیدہ بھی ہو اور اس پر عمل بھی۔ کہ رسول اللہ ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد اب کسی بھی دوسرے شخص کا دعویٰ نبوت باطل ہے اور اسی طرح رسول اکرم ﷺ کے فرمان کے مقابلے میں کسی دوسرے فرد، ہستی کا فرمان، قول یا عمل بھی حجت نہیں ہے۔ جس طرح وہ شخص ختم نبوت کا منکر ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد دوسرے کو نبی مانتا ہے بعینہٖ وہ آدمی بھی ختم نبوت کا منکر ہے جو رسول اکرم ﷺ کی شریعت کے بعد کسی دوسرے مذہب، اقوال اور فقہ وفتاویٰ کو قرآن وحدیث کے مقابلے میں حجت سمجھتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات اقدس پر سلسلہ نبوت کے اختتام کو بیان فرمایا ہے اسی طرح اللہ پاک نے آپ کی تعلیمات اور آپ پر نازل ہونے والی وحی کو بھی شریعت ودین اسلام میں حرف آخر قرار دیا ہے۔

آپ ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کے انسداد کیلئے ارشاد فرمایا:

مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

(الاحزاب: 40)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے حقیقی باپ نہیں لیکن اللہ تعالی کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالی ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

یہ آیت اپنے مفہوم میں واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام نبیوں کے خاتم ہیں یعنی سب سے آخر میں آنے والے ہیں۔ اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی دوسرا نہ تو خود نبوت کا دعویٰ کر سکتا ہے اور نہ ہی کسی کو نبی یا رسول کہا جا سکتا ہے۔

خاتم لفظ کے معانی اور تشریح کرنے میں مرزائیت نے بہت ذہنی ورزش کی ہے کسی نے کہا خاتم کا معنی مہر ہے، کسی نے کہا اس کا معنی افضل ہے حالانکہ خود مرزا قادیانی نے خاتم کا معنی آخری کیا ہے۔ جیسا کہ ازالہ اوہام طبع اول کے صفحہ ۶۱۴ پر خاتم النبیین کا معنی کیا ہے۔ "ختم کرنے والا نبیوں کا" اور پھر اس سے بھی بڑھ کر مرزا قادیانی خاتم کا معنی آخری ہی مانتا ہے جیسا کہ تریاق القلوب میں مرزا قادیانی خود لکھتا ہے کہ:

"اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں۔ میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت بی بی تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکا لڑکی نہیں ہوا اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔" (تریاق القلوب صفحہ: 300)

اسی طرح آپ کی تعلیم بھی آخری تعلیم ہے، اللہ تعالی نے قرآن مجید کی پر عظمت آیات میں ارشاد فرمایا:

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ۔ (البقرۃ: ۴)

کہ ھدایت یافتہ متقی، و پرہیزگار وہ لوگ ہیں جو اس چیز پر ایمان لائیں جو (اے محمد ﷺ) آپ کی طرف نازل کی گئی یعنی قرآن مجید اور اس پر بھی ایمان لائیں جو آپ سے پہلے نازل کی گئی (توراۃ، انجیل وغیرہ) اور آخرت کے متعلق بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کو واضح طور پر متقین کی نشانیاں بتاتے ہوئے فرمایا کہ ان کیلئے آپ پر نازل کردہ وحی پر ایمان لانا ضروری ہے اور آپ سے پہلے بھی جو وحی اللہ تعالی دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل فرما چکا ہے اس پر ایمان لانا ضروری ہے اس کے بعد اللہ تعالی نے قیامت کا ذکر کر دیا ہے یہ نہیں فرمایا کہ جو آپ کے بعد نازل ہو گا اس پر بھی ایمان لائیں کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت کے بعد تو کوئی نئی شریعت نازل ہی نہیں کی جاتی۔

ایک واقعہ:

یہ غالباً 1995ء کی بات ہے۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا، راقم ان دنوں مرکزی مسجد اہلحدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جی ٹی روڈ راہوالی میں خدمت سرانجام دے رہا تھا، محترم مولانا محمد رفیق سلفی صاحب جو کہ وہاں خطیب ہیں اور مرزائیت اور عیسائیت پر تحقیق میں ید طولیٰ رکھتے ہیں اور مرزائیت سے کئی ایک کامیاب مناظرے بھی کر چکے ہیں، ایک مناظرہ میں انہوں نے ایک ہزار روپیہ بھی انعام حاصل کیا۔ بہت شفقت فرمایا کرتے تھے اور وقتاً فوقتاً فجر کی نماز کے بعد درس قرآن مجید کیلئے حکم فرمادیا کرتے تھے۔ چونکہ سلفی صاحب قرآن مجید کا ترتیب سے درس دیتے اس لئے راقم الحروف نے بھی قرآن مجید کا ابتداء سے درس دینا شروع کر دیا۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں جبکہ مسجد میں اچھی خاصی رونق تھی سلفی صاحب نے درس کیلئے مجھے حکم ارشاد فرمایا تو اتفاق سے اس دن سورۃ فاتحہ کی آیت صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ الخ پر درس ہونا تھا، جب سلسلہ درس ختم ہوا تو سلفی صاحب کی رگ شفقت و تحقیق پھڑکی تو انہوں نے فوراً سوال داغ دیا کہ یہ انعام ابھی جاری ہے یا ختم ہو گیا ہے؟ تو میں نے عرض کیا کہ یہ انعام تو اب بھی جاری ہے کیونکہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے انعام یافتہ قرار دیا ہے ان میں صدیق، شہید اور صالحین بھی شامل ہیں۔ تو مولانا سلفی صاحب نے نقطہ اٹھایا کہ پھر تو نبوت بھی جاری ہے کیونکہ انعام یافتہ لوگوں میں انبیاء کرام پہلے نمبر پر ہیں۔ جس پر راقم نے عرض کیا کہ نبوت جاری نہیں ہیں کیونکہ ختم نبوت کا مسئلہ نص سے ثابت ہے۔ مولانا فرمانے لگے کوئی دلیل؟ ایسے مواقع پر توفیق اللہ ہی دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میں نے سورۃ بقرہ کی یہی زیر بحث آیت پیش کر دی۔ اب اس پر کافی لے دے ہوئی مگر بات چونکہ بڑی واضح اور مضبوط تھی، اس لئے سلفی صاحب اصرار کرنے لگے کہ کوئی اور آیت پیش کرو مگر میں بھی حالات کو بھانپ گیا اور عرض کیا کہ سمجھنے کیلئے تو ایک آیت ہی کافی ہے یا پھر آپ پہلے میری اس دلیل کا توڑ کریں۔ تقریباً ۴۵ منٹ کی گفتگو میں کئی باتیں زیر بحث آگئیں، سارا واقعہ بیان کرنا مقصود نہیں صرف ختم نبوت کے مسئلے میں اس آیت کی بطور دلیل مضبوطی واضح کرنا مقصود ہے۔ آخر میں سلفی صاحب ایک نمازی اکرم چیمہ ایڈوکیٹ کو مخاطب کر کے فرمانے لگے: "چیمہ صاحب اب ہم مان ہی جاتے ہیں۔" بعد ازاں انہوں نے مجھ سے معلوم کیا کہ آپ نے سورۃ احزاب کی آیت: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ پیش کیوں نہیں کی؟ تو راقم نے عرض کیا کہ خاتم النبیین کے الفاظ پر مرزائیت نے بہت ذہنی ورزش کی ہے۔ اگر وہ میں پیش کر دیتا جیسا کہ آپ کی خواہش تھی تو پھر یہ بحث ختم ہونے میں ہی نہ آتی، کیونکہ میں ایک اعتراض کا جواب دیتا تو آپ دوسرا کر دیتے۔ تو اس واقعہ کے بعد سلفی صاحب نے میری کافی حوصلہ افزائی فرمائی اور مزید کچھ معلومات فراہم کیں اور اسرار و رموز بتائے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کو آخری تعلیم بیان کرتے ہوئے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَهٰذَا كِتٰبٌ أَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (الانعام: 155)

اور یہ کتاب ہے ہم نے اس کو نازل کیا بابرکت ہے تو تم اس کی پیروی کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اس آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ تورات کا ذکر فرمایا ہے کہ اس کو ہم نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا اس میں ہر چیز کی تفصیل بھی ہے۔ ہدایت بھی ہے اور رحمت بھی، مگر اس کے متصل بعد ہی قران مجید کا تذکرہ کر کے اس کے احکام کی پیروی کا حکم فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن مجید کے نزول کے بعد اب کسی اور بات کو قرآن وحدیث پر ترجیح نہیں دی جاسکتی اور اس بات کو رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی زبان مبارک سے واضح فرمادیا۔

ایک مرتبہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے ہاتھ میں تورات کا ایک ورق تھا۔ حاضر خدمت ہو کر عرض کیا: هذه نسخة من التوراة۔ اللہ کے رسول ﷺ یہ تورات کا ایک نسخہ ہے۔ آپ ﷺ نے کوئی جواب ارشاد نہ فرمایا تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو پڑھنا شروع کر دیا: وَوَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَتَغَيَّرُ۔ اور رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ غصے سے سرخ ہو گیا۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ ماجرا دیکھ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

ثكلتك الثواكل ماترى بوجه رسول الله ﷺ:

”عمر! تجھے گم پانے والیاں گم پائیں کیا تو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ کو نہیں دیکھتا۔“

جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو فوراً تورات کا ورق چھوڑ دیا اور عرض کرنے لگے:

رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا.

"اللہ کے رسول ﷺ یہ تورات کا ورق تو اچانک ہاتھ لگا اور میں پڑھنے لگ گیا، ورنہ میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے اسلام کے دین اور آپ ﷺ کے نبی ہونے پر ہی راضی ہوں۔"

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اگرچہ بڑے واضح الفاظ میں آپ کی ختم نبوت پر ایمان لانے کا اظہار فرمایا مگر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَوْبَدَا لَكُمْ مُوْسٰى فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَتَرَكْتُمُوْنِيْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيْلِ. (دارمی ۱/۱۲۶، مشکوٰۃ ۱/۳۲)

اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہو کر آجائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرو تو سیدھے راستے سے گمراہ ہو جاؤ گے۔

قارئین کرام! غور فرمائیں اگر رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں موسیٰ علیہ السلام کی اتباع گمراہی کا سبب ہے تو قرآن وحدیث کی موجودگی میں کسی امام، پیر، مجتہد، اور مفتی کی تقلید ختم نبوت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقیدے پر اثر انداز کیوں نہیں؟ اور میں تو یہ بھی کہتا ہوں کہ کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد کسی امتی کی تقلید کرنا پیغمبر ﷺ سے بے وفائی ہے۔

برادران اسلام! اس طویل بحث سے یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ جس طرح یہ عقیدہ رکھنا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی دوسرا شخص بھی نبی بن سکتا ہے ختم نبوت کا انکار ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی بات کے مقابلے میں کسی دوسرے شخص کی بات، قول اور فتوے کو ترجیح دینا بھی عقیدہ ختم نبوت کا صاف صاف انکار ہے۔

آمدم بر سر مطلب: عقیدہ ختم نبوت کے معنی و مفہوم کی وضاحت کے بعد اب آیئے میں آپ کو بتاؤں کہ ختم نبوت کے تحفظ اور رد قادیانیت و مرزائیت میں اہلحدیث کا کردار کیا ہے اور میں نے اپنی بات کا آغاز ان الفاظ سے کیوں کیا ہے "اگر اہلحدیث نہ ہوتے تو مرزائیت کو کافر کہنے کی کوئی جرأت نہ کر سکتا تھا۔" اس لئے کہ عقیدہ ختم نبوت کو کماحقہ اپنایا ہی اہلحدیث نے ہے کیونکہ یہی ایک جماعت ایسی ہے جس کا یہ مذہب، مسلک اور عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبوت کا دعویٰ کر سکتا ہے اور نہ ہی کسی شخص کی خانہ ساز شریعت کسی بھی نام سے چل سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی پر سب سے پہلے کفر کا فتویٰ اہلحدیث نے ہی طلب کیا اور اہلحدیث نے ہی صادر کیا اور قانونی و دستوری طور پر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی آواز بھی سب سے پہلے اہلحدیث نے اٹھائی۔ اس بات کو جماعت اہلحدیث کے ترجمان ہفت روزہ الاعتصام لاہور میں علامہ محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے 1950ء میں بڑے زوردار الفاظ میں پیش کیا اور اپنے اس مطالبے کے حق میں بڑے زبردست اور مدلل مضامین لکھے، بعد ازاں ان کے وہ مضامین "مرزائیت نئے زاویوں سے" کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہوئے۔

مرزا قادیانی پر سب سے پہلے فتویٰ کفر:

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے اہلحدیث کو وہ شرف بخشا ہے کہ روئے زمین پر کسی دوسرے کے حصہ میں نہیں آیا کہ مرزا قادیانی پر سب سے پہلے کفر کا فتویٰ لگانے والے اہلحدیث، مرزا قادیانی کو مباہلے کے نتیجہ میں منطقی انجام تک پہنچانے والے اہلحدیث اور پاکستان کے دستور میں مرزا اور مرزائیت کو کافر قرار دلوانے کیلئے آخری چوٹ لگا کر قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے والے اہلحدیث۔ فللہ الحمد

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدا بخشندہ

آج کچھ لوگ اس سعادت پر بھی شب خون مارنا چاہتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ مرزا قادیانی پر سب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پہلا کفر کا فتویٰ ہم نے لگایا، کوئی مباہلے کا دعویدار بن جاتا ہے تو کوئی تحفظ ختم نبوت کا ہیرو بننے کی کوشش کرتا ہے مگر یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا اور حق بحق دار رسید کے مصداق اللہ تعالیٰ نے خوش بختی کا یہ جھومر اہلحدیث کی پیشانی پر سجادیا ہے۔ الحمد للہ علی ذالک حمدا کثیرا۔

شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ

1891ء میں جب مرزا غلام احمد قادیانی سود اللہ وجہہ نے مختلف مراحل میں اور مختلف طریقوں سے ختم نبوت کے عقیدے میں نقب لگانے کی کوشش کی تو سب سے پہلے جس شخصیت نے اس کی لاف زنیوں کا نوٹس لیا اور تحریر و تقریر کے ذریعے اس کے دجل و فریب کا پردہ چاک کیا وہ قافلہ حدیث کے نمایاں کردار مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ تھے، چنانچہ مولانا بٹالوی نے مرزا قادیانی کے لٹریچر سے اس کے عقائد اور دعوؤں کا ایک مرقع تیار کر کے شیخ الکل میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خدمت میں بطور سوال پیش کیا کہ کیا ان عقائد و دعوؤں کا حامل شخص مسلمان ہو سکتا ہے؟ کیونکہ اس وقت برصغیر میں میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے علم و فضل، تقویٰ و پرہیزگاری، للّٰھیت اور جاہ و جلال کی بناء پر دنیائے علم کے بلا شرکت غیرے بے تاج بادشاہ تھے۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل و براہین سے مزین طویل فتویٰ تحریر کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے ان غیر شرعی عقائد و دعوؤں کی بناء پر دائرہ اسلام سے خارج اور پکا کافر ہے اور جو بھی اس کا پیروکار ہوگا وہ بھی کافر ہی ہوگا۔

سفیر ختم نبوت مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو سب سے پہلے جس شخصیت نے حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے خطرے کو بھانپ کر مرزا قادیانی کے خلاف محاذ قائم کیا وہ مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ مولانا بٹالوی نے قادیانی کے لٹریچر سے اس کے دعوؤں اور نظریات کا ایک مرقع تیار کر کے شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین محدّث دہلوی کی خدمت میں پیش کر کے استفسار کیا کہ کیا ان نظریات کا حامل شخص مسلمان کہلانے کا حق رکھتا ہے تو میاں صاحب نے بڑا مدلل، مسکت اور مفصل جواب تحریر کیا اور یہ فتویٰ جاری کیا کہ مرزا قادیانی کے نظریات و دعوے چونکہ اسلام کی تعلیمات کی منافی ہیں اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی اپنے ان بے ہودہ غیر شرعی نظریات کی بناء پر کافر دجال اور کذاب ہے۔ اور اپنے اس فتویٰ کو بڑے قوی اور مضبوط دلائل سے مزین فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ میاں صاحب کے اس فتویٰ پر ہندوستان کے اکثر علماء نے صرف تائیدی دستخط پر ہی اکتفا کیا کہ اس تحریر پر مزید کچھ کہنے اور لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

پھر اس فتویٰ کو لیکر مولانا بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ نے پورے چھ ماہ میں پورے ہندوستان میں گھوم پھر کر دیگر علماء سے تائیدی دستخط کروائے اور علمائے اسلام کی طرف سے متفقہ فتویٰ کی حیثیت سے اس کو اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسالہ "اشاعۃ السنۃ" میں شائع فرمادیا۔ جیسے ہی اس فتویٰ کی اشاعت ہوئی پھر تو مرزائیت کے ایوانوں میں گویا زلزلہ برپا ہوگیا اور قادیانیت پر سوگ کی کیفیت طاری ہوگئی، جس کا اندازہ مرزا قادیانی کے الفاظ سے لگایا جاسکتا ہے جو اس نے اس کے بعد کہے تھے اور پھر مرزا قادیانی کے الفاظ سے یہ حقیقت بھی عیاں ہو جاتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیت کو سب سے پہلے کافر قرار دینے والے اہلحدیث ہی تھے، چنانچہ آیئے ! قادیانی کے اپنے الفاظ میں پڑھیئے : مرزا قادیانی لکھتا ہے :

"اور اسی بناء پر اس عاجز کا نام بھی کافر، ملحد، زندیق اور دجال رکھا گیا ہے بلکہ دنیا کے تمام کافروں اور دجالوں سے بدتر قرار دیا گیا ہے۔ اس فتنہ اندازی کے اصل بانی مبانی ایک شیخ صاحب محمد حسین نام ہیں جو بٹالہ ضلع گورداسپور میں رہتے ہیں اور جیسا کہ اس زمانہ کے اکثر ملاں تکفیر میں مستعجل ہیں اور قبل اس کے کہ وہ کسی قول کے تہہ تک پہنچیں اس کے قائل کو کافر ٹھہرادیتے ہیں یہ عادت شیخ صاحب موصوف میں اوروں کی نسبت بہت کچھ بڑھی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور اب تک جو ہم پر ثابت ہوا ہے وہ یہی ہے کہ شیخ صاحب کی فطرت کو تدبیر اور غور اور حسن ظن کا حصہ قسام ازل سے بہت ہی کم ملا ہے، اسی وجہ سے پہلے سب سے استفتاء کا کاغذ ہاتھ میں لیکر ہر طرف یہی صاحب دوڑے، چنانچہ سب سے پہلے کافر اور مرتد ٹھہرانے میں میاں نذیر حسین دہلوی نے قلم اٹھائی اور بٹالوی صاحب کے استفتاء کو اپنی مہر کی شہادت سے مزین کیا۔۔۔ غرض بانی استفتاء بطالوی (مخالفت وعداوت کی وجہ سے مرزا، مولانا محمد حسین کو بٹالوی کی بجائے بطالوی کہتا اور لکھتا تھا) صاحب اور اول المکفرین میں میاں نذیر حسین صاحب ہیں اور باقی سب ان کے پیروکار ہیں جو اکثر بٹالوی صاحب کی دلجوئی اور دہلوی صاحب کے حق استادی کی رعایت سے ان کے قدم پر قدم رکھتے گئے۔" (آئینہ کمالات اسلام ص: 29-28)

اور ایک دوسری جگہ مذکورہ کتاب کے صفحہ 215 پر میاں سید نذیر حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ کو ائمۃ التکفیر قرار دیتا ہے۔ اس طویل اقتباس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ مرزا قادیانی کو سب سے پہلے کافر قرار دینے والے اہلحدیث ہی تھے اور پھر مولانا بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا قادیانی کے کفر اور دجل وفریب کو اپنے رسالہ "اشاعۃ السنۃ" کے ذریعے بھی طشت از بام کیا حتیٰ کہ مرزا قادیانی کو عدالتوں میں گھسیٹ کر ذلیل ورسوا کرنے والی ہستی بھی اہلحدیث کے سرخیل مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے۔

فاتح قادیان شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ

رد قادیانیت کے سلسلہ میں جب بھی کوئی مصنف، خطیب، مبلغ اور مورخ تذکرہ کریگا تو اس وقت تک تحریک تحفظ ختم نبوت کی تاریخ مکمل نہیں ہوگی جب تک وہ رد قادیانیت اور مرزائیت میں اہلحدیث کی خدمات جلیلہ کو بیان نہیں کریگا کیونکہ رد مرزائیت میں اہلحدیث کی مساعی اظہر من الشمس ہے مگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض لوگوں نے تاریخ سے اس قدر بددیانتی کر کے اپنے تعصب کا اظہار کیا ہے کہ یا تو اہلحدیث کی جدوجہد کا ذکر تک نہیں کیا جاتا اور اگر کہیں ناچار ذکر کرنا بھی پڑے تو سرسری سا اور بڑے بودے انداز میں اس کو بیان کریں گے مگر سرخیل اہلحدیث شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کی شخصیت اس میدان میں اس قدر قدآور ہے کہ بڑے سے بڑا متعصب بھی ان کا ذکر کئے بغیر آگے نہیں گزر سکتا اور برصغیر میں صرف مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی واحد ذات ایسی تھی جن کو مرزائیت کا ناطقہ بند کرنے کی وجہ سے "شیر پنجاب" اور "فاتح قادیان" جیسے عظیم القاب سے مسلمانوں کی طرف سے متفقہ طور پر حق دار سمجھا گیا، چنانچہ مولانا اللہ وسایا صاحب حنفی دیوبندی فرماتے ہیں:

"آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی سے مناظرے مباحثے اور مقابلے کئے اس لئے آپ کو شیر پنجاب کہا جاتا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی نے آخری عمر میں اعلان کیا تھا کہ اگر میں سچا ہوں تو میری زندگی میں مولوی ثناء اللہ کسی وبائی مرض میں مبتلا ہو کر مر جائیں گے اور اگر وہ سچے ہیں تو میں ان کی زندگی میں مر جاؤں گا۔ الحمد للہ! حضرت مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ کی زندگی میں مرزا قادیانی ہیضہ جو کہ ایک وبائی مرض ہے، اس کا شکار ہو کر آنجہانی ہو گیا، اس لئے آپ کو "فاتح قادیاں" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔" (تذکرہ مجاہدین ختم نبوت 119)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں: "قادیانی آپ کا نام سن کر لرزہ براندام ہو جایا کرتا تھا۔ بارہا ایسا ہوا کہ کسی مناظرہ کی تحریک ہوئی لیکن صرف یہ سن کر کہ اس مناظرہ میں مولانا امرتسری پیش ہونگے قادیانیوں نے دست کشی اختیار کر لی۔" (تذکرہ مجاہدین ختم نبوت:126)

اسی طرح ایک اور حنفی عالم مولانا ابوالحسن علی ندوی، مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی رد قادیانیت میں خدمات جلیلہ کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"مرزا غلام احمد صاحب نے جب 1891ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا پھر 1901ء میں نبوت کا دعویٰ کیا تو علمائے اسلام نے ان کی تردید و مخالفت شروع کی۔ تردید و مخالفت کرنے والوں میں مشہور عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری مدیر "اہلحدیث" پیش پیش اور نمایاں تھے۔" (قادیانیت مطالعہ وجائزہ ص:28)

یہ اس گروہ کے دو ممتاز علماء کی شہادت ہے جو اہلحدیث سے قادیانی کی مخالفت کا اعزاز چھین لینے کی فکر میں رہتے ہیں۔ آج بھی باوجود ان حالات کے کہ جب اہلحدیث اپنی گروہی سیاست کا شکار ہو چکے ہیں اور لیڈر شپ فقط اپنے اپنے مناصب کے تحفظ اور اپنی ذات کو نمایاں کرنے میں مصروفیت کی بنا پر من حیث الجماعت سستی و غفلت کی وجہ سے اپنی اصل ذمہ داریوں کو فراموش کر چکی ہے۔ رد قادیانیت میں اگر سب سے زیادہ لٹریچر اور تحریری مواد موجود ہے تو وہ اہلحدیث مصنفین کا ہے اور ان میں بھی سب سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ تعداد میں کتب ورسائل اگر کسی شخصیت کے ہیں تو وہ ابوالوفاء مولانا امرتسری رحمہ اللہ کی ذات گرامی ہے۔ مولانا نے چھوٹی بڑی بیسیوں کتابیں رد قادیانیت میں تصنیف فرمائیں جن میں سے چند معروف کتب یہ ہیں:

(1) الہامات مرزا (2) ہفوات مرزا (3) صحیفہ محبوبیہ (4) فاتح قادیان (5) آفۃ اللہ (6) فتح ربانی درمباحثہ قادیانی (7) عقائد مرزا (8) مرقع قادیانی (9) چیستان مرزا (10) راز قادیان (11) فسخ نکاح مرزائیاں (12) نکاح مرزا (13) تاریخ مرزا (14) شاہ انگلستان اور مرزائے قادیان (15) لیکھ رام اور مرزا (16) ثنائی پاکٹ بک (17) قادیانی مباحثہ دکن (18) شہادات مرزا (19) نکات مرزا (20) ہندوستان کے دوریفارمر (21) محمد قادیانی (22) مراق مرزا (23) تعلیمات مرزا (24) فیصلہ مرزا (25) تفسیر نویسی کا چیلنج اور فرار (26) علم کلام مرزا (27) عجائبات مرزا (28) ناقابل مصنف مرزا (29) بہاء اللہ اور مرزا (30) اباطیل مرزا (31) مکالمہ احمدیہ (32) بطش قدیر بر قادیانی تفسیر کبیر (33) محمود مصلح موعود (34) تحفہ احمدیہ (35) رسائل اعجازیہ (36) عشرہ کاملہ۔

ان کے علاوہ بھی مولانا ابوالوفار حمۃ اللہ علیہ کی کئی تصانیف قادیانیت کے رد میں ہیں اور مرزائیت سے مناظرے ومباحثے سینکڑوں کی تعداد میں مرزائیوں سے ہوئے اور ہزاروں کی تعداد میں مرزائیت کے خلاف تقاریر کیں اور مقالات لکھے حتیٰ کہ قادیانیت کی تردید کیلئے ہفت روزہ اہلحدیث اور ماہنامہ مرقع قادیاں جاری فرمایا جو کہ پورے کا پورا مکمل طور پر رد قادیانیت کیلئے ہی وقف تھا جس کی چند کاپیاں مکتبہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں موجود ہیں۔

• ایک دفعہ 1903ء میں آپ مرزا قادیانی کے گھر قادیاں میں چلے گئے کیونکہ مرزا قادیانی نے یہ اعلان کر رکھا تھا کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری قادیاں نہیں آسکتے مگر مولانا ثناء اللہ کو اللہ تعالیٰ نے شیر کا حوصلہ اور چیتے کا جگر عطا فرمایا تھا کہ مولانا بے خوف وخطر قادیاں میں چلے گئے اور مرزا کو للکارا مگر وہ بھیگی بلی بنا گھر میں ہی دبکا رہا اور اسے مولانا امرتسری کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی فللہ الحمد۔ اسی طرح وہ قافلہ اہلحدیث کے ہدی خواں مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے جنہوں نے 1912ء میں لدھیانہ میں مرزائیوں کو ایک مناظرہ میں شکست فاش دیکر 300 روپیہ انعام کا جیتا تھا۔

اسی طرح 1909ء میں مرزائیوں سے رام پور میں ایک زبردست مناظرہ ہوا جس میں ہندوستان بھر سے ایک سوچوٹی کے علماء موجود تھے مگر مرزائیت سے مناظرہ کیلئے جس شخص کا انتخاب ہوا وہ مسلک اہلحدیث کے ترجمان مولانا ثناء اللہ امرتسری تھے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ وجزاہ عن سائر المومنین۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کی رد قادیانیت میں خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے شورش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاشمیری نے لکھا ہے: "جن اہلحدیث علماء نے مرزا صاحب اوران کے بعد قادیانی امت کوزیر کیاان میں مولانابشیر سہسوانی، قاضی محمد سلیمان منصور پوری اور مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی سرفہرست تھے لیکن جس شخصیت کو علماء اہلحدیث میں فاتح قادیاں کا لقب ملا وہ مولانا ثناء اللہ امرتسری تھے انہوں نے مرزا صاحب اوران کی جماعت کو لوہے کے چنے چبوادیے اپنی زندگی ان کے تعاقب میں گزار دی، ان کی بدولت قادیانی جماعت کا پھیلاؤ رک گیا۔(تحریک ختم نبوت 40)

رد قادیانیت میں مولانا امرتسری کی خدمات واقعی بہت زیادہ اور بہت نمایاں ہیں، جن کا احاطہ کرنا اس مضمون میں ممکن ہی نہیں اس لئے تمام بزرگوں کا اختصار کے ساتھ بطور اعشاریہ تذکرہ کررہا ہوں کہ شاید کوئی صاحب قلم اس طرف توجہ فرمائیں اور اس موضوع پر بالتفصیل لکھیں۔

گذشتہ سطور میں یہ تحریر کیا جاچکا ہے کہ مرزا اور اس کی جماعت کو سب سے پہلے کافر قرار دینے والے اہلحدیث تھے جس کی تفصیل گذر چکی ہے۔اور مرزا قادیانی کو منطقی انجام تک پہنچانے کا سبب بھی اللہ تعالیٰ نے اہلحدیث کو بنایا جس کا ذکر کئے بغیر مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا تذکرہ ادھورا ہے اور 1974ء میں جب مرزائیت کو قانونی ودستوری طور پر غیر مسلم قرار دیا گیا تو اس وقت مرزا ناصر سے اٹارنی جنرل نے جو آخری سوال کیا اور جس کا مرزا ناصر جواب نہ دے سکا تھا بعدازاں ان کو کافر قرار دے دیا گیا وہ بھی اہلحدیث کا ہی تیار کردہ تھا۔ جس کا تذکرہ ان شاءاللہ آئندہ سطور میں ہوگا۔اب اس وقت مرزا قادیانی کے انجام کے متعلق بتانا چاہتا ہوں کہ مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے جب مرزا اور مرزائیت کا ناطقہ بند کردیا تو تنگ آکر مرزا قادیانی نے مولانا امرتسری سے مباہلہ کیا جس کے نتیجہ میں وہ ذلت کی موت مرگیا اور مولانا اس کی موت کے ۴۰ سال بعد تک زندہ رہے۔

آخری فیصلہ :

مرزا قادیانی کے ساتھ مولانا کا یہ مباہلہ تاریخ میں "آخری فیصلہ" کے نام سے معروف ومشہور ہوا اور مرزا قادیانی کے اس خط کو تقریباً ہر اس مورخ نے مفصل یا مختصر نقل کیا ہے جس نے بھی مولانا امرتسری کا تذکرہ کیا ہے مگر میں اس وقت تفسیر ثنائی سے مرزا کا وہ خط مکمل نقل کرنا چاہتا ہوں لیجئے ملاحظہ فرمائیے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم یَسْتَنْبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ۔

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔ السلام علی من اتبع الھدیٰ۔ مدّت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب وتفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ آپ مجھے اپنے اس پرچہ میں مردود، کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفتری اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف کرنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں، جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں، تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی عمر نہیں ہوتی۔ اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے، تاکہ خدا کے بندوں کو ہلاک نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے، جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی پیش گوئی نہیں، بلکہ محض دعا کے طور پر ہیں۔ میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے، جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے آمین! مگر اے میرے کامل و صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے، حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر، مگر نہ انسانی ہاتھوں سے، بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے، بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے، جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یارب العالمین۔ میں ان کے ہاتھوں بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں، جن کا وجود دنیا کے لیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص در حقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ ان ہی تہمتوں کے ذریعے سے میرے سلسلہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نابود کرنا چاہتا ہے، اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا! اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے، اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیرے جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے، اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو، مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک! تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ آمین۔ بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں۔"

(الراقم عبدالصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود، عافاہ اللہ وایدہ (مرقومہ: 18 اپریل 1907 بحوالہ تفسیر ثنائی: 818)

یہ طویل ترین خط بار بار پڑھیں اور اندازہ لگائیں کہ مرزا قادیانی، مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ سے کس قدر تنگ ہے کہ اتنی عاجزی وانکساری سے دعا کر رہا ہے۔ اور اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کریں کہ جس طرح ملت قادیانیہ کے کفر کا فتویٰ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اہلحدیث کے ہاتھوں جاری کروایا اسی طرح مرزا قادیانی کی موت کا سبب بھی اللہ تعالیٰ نے اہلحدیث کے ہی گل سرسبد مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کو بنا دیا کیونکہ اس دعا کے ایک سال اور چند دن بعد مرزا قادیانی مورخہ 26 مئی 1908ء کو ہیضہ کی بیماری سے لاہور میں مر گیا اور مولانا امرتسری صاحب مرزا کی موت کے چالیس سال بعد تک زندہ رہے اور 15 مارچ 1948ء کو سرگودھا میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اللھم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ۔

مولانا محمد بشیر سہسوانی رحمہ اللہ

یوں تو قادیانی کے خلاف، رہر اہلحدیث نے ہر دور میں اپنا کردار ادا کیا مگر بعض علمائے کرام نے تو فتنہ قادیانی کی تردید اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا تھا ان میں سے ایک جماعت اہلحدیث کے ایک ممتاز عالم دین مولانا محمد بشیر سہسوانی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے، ان کے علم وفضل کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے دہلی میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا تو مسلسل تین ماہ تک روزانہ بعد نماز فجر میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کی فرضیت پر درس ارشاد فرماتے رہے جو بعد میں "برھان العجاب فی فرضیت ام الکتاب" کے نام سے کتابی شکل شائع ہوئے۔ جب علمائے اہلحدیث نے مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ صادر کیا تو مرزا تلملا اٹھا اور اسی بدحواسی میں دہلی کا رخ کیا اور میاں نذیر حسین دہلوی کو مناظرے کا چیلنج دے دیا۔ آگے شورش کاشمیری کے الفاظ میں پڑھیے:

میاں صاحب سو برس سے اوپر ہو چکے اور انتہائی کمزور تھے آپ نے مرزا صاحب کے چیلنج کو اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلامذہ کے سپرد کیا، مرزا صاحب اپنی عادت کے مطابق فرار ہو گئے جن اہلحدیث علماء نے مرزا صاحب اور ان کے بعد قادیانی امت کو زیر کیا ان میں مولانا بشیر سہسوانی، قاضی محمد سلیمان منصور پوری اور مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی سرفہرست تھے۔" (تحریک ختم نبوت: 40)

مرزا کے اس چیلنج کے مقابلے میں مولانا سہسوانی میدان مناظرہ میں اترے اور مرزا قادیانی کو ایسی عبرتناک شکست دی کہ وہ ذلیل ہو کر دوران مناظرہ ہی دہلی سے فرار ہو گیا۔ اس مناظرہ کا حال خود مولانا کی زبانی سنیئے فرماتے ہیں:

"چھ روز تک سلسلہ مباحثہ جاری رہا چھٹے روز کے تین پرچے میرے ہو چکے تھے اور تین پرچے مرزا صاحب کے پہلی ہی بحث کو نا تمام چھوڑ کر مباحثہ قطع کیا اس وقت ایک مضمون جو پہلے سے بنظر احتیاط لکھ رکھا تھا اور وہ متضمن تھا اس امر پر کہ مرزا صاحب کی جانب سے نقض عہد و مخالفت شرط ہوئی۔ مرزا صاحب کی موجودگی میں سب حاضرین جلسہ کو سنا دیا گیا۔ حاضرین جلسہ مرزا صاحب کو الزام دیتے تھے مگر مرزا صاحب نے ایک نہ سنی اسی روز تہیہ سفر کر کے شب کو دہلی سے تشریف لے گئے مرزا صاحب کے یہ افعال اول دلیل ہیں کہ ان کے پاس اصل مسئلہ یعنی ان کے مسیح موعود ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ مرزا قادیانی کے بعد مولانا سہسوانی مزید دو روز تک دہلی میں مقیم رہے، پھر واپس بھوپال تشریف لے گئے۔ اس مناظرہ کی روئیداد "الحق الصریح فی اثبات حیاۃ المسیح" کے نام سے مولانا نے مرتب کر کے شائع کی۔" (قادیانیت اپنے آئینے میں: 265)

امام العصر مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ

مولانا میر سیالکوٹی کا نام بھی رد قادیانیت میں نمایاں ہے۔ مولانا نے مرزائیوں سے بیسیوں مناظرے و مباحثے کئے اور مولانا امرتسری کے دست بازو بھی بنے رہے، اس وقت اختصار کی وجہ سے صرف ان کی رد قادیانیت میں تصنیف کی جانے والی کتب کے تذکرہ پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ (1) شہادۃ القرآن: جو دو حصوں پر مشتمل ہے جس میں حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام پر بحث کی گئی ہے اور مرزائیوں کے دلائل و اعتراضات کا رد کیا گیا ہے اس کتاب کی افادیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب احناف نے بھی شائع کی بلکہ اس کو اپنے بعض مدارس میں شامل نصاب کیا۔

(2) مسلم الوصول الی اسرار اسراء الرسول (3) نزول الملائکۃ والروح الی الارض (4) آئینہ قادیانیت (5) الخبر الصحیح عن قبر المسیح (6) مرقع قادیانی (7) فیصلہ ربانی بر مرگ قادیانی (8) رحلت قادیانی بمرگ ناگہانی (9) رسائل ثلاثہ (10) صدائے حق (11) تردید مغالطات مرزائیہ (12) فص خاتم نبوت (13) کھلی چٹھی نمبر ا۔ نمبر ۲ (14) ختم نبوت (15) قادیانی مذہب مع ضمیمہ خلاصہ مسائل قادیانیہ (16) ختم نبوت اور مرزائے قادیاں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے علاوہ اپنے خطبات اور جماعتی اخبار ورسائل میں مضامین کی صورت میں مرزائیت کی تردید کے ساتھ ساتھ عملی طور پر بھی ہر جگہ مرزائیت کا ناطقہ بند کئے رکھا۔ مولانا اللہ وسایا حنفی لکھتے ہیں:

"مرزا قادیانی کے خلاف جن علماء حق نے مرزا قادیانی کے زمانہ میں ہی معرکہ حق وباطل کا بازار گرم کئے رکھا ان میں ایک عالم دین مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی تھے جو اسی ضلع کے ہیڈ کوارٹر کے باسی تھے۔ پروفیسر ساجد میر معروف اہلحدیث رہنما کی مورث اعلیٰ تھے انہوں نے مرزا قادیانی کے خلاف شہرہ آفاق کتاب شہادۃ القرآن فی حیات نزول عیسیٰ تحریر کی جسے عالمی مجلس تحفظ نبوت ختم کے مرکزی دفتر ملتان نے بارہا شائع کیا ہے مرزائیت کے اثر رسوخ کو سیالکوٹ میں بڑھتا دیکھ کر یہ بھی مرزائیت کے خلاف برسرپیکار رہے۔" (تحریک ختم نبوت: 1953ء 506)

مولانا عبدالحق غزنوی رحمہ اللہ

مولانا غزنوی بھی رد قادیانیت میں پیش پیش تھے حتیٰ کہ اپنے خطبات کے علاوہ اشتہارات کے ذریعے مرزائیت کے تار پود بکھیرتے رہے یہاں تک کہ تنگ آکر مرزا قادیانی نے ان سے مباہلہ کیا۔ یہ مباہلہ 10 ذی قعدہ 1310 ہجری بمطابق جون 1893ء کو عیدگاہ امرتسر میں ہوا۔ اسکے نتیجے میں مرزا قادیانی کی پیشن گوئی جو اس نے محمدی بیگم کے خاوند کی موت اور ڈپٹی عبداللہ آتھم کی موت کے متعلق کی تھی مگر وہ مرزا کی مقرر کردہ تاریخوں پر نہ مرے اور مرزا کو ذلیل ورسوا ہونا پڑا، حتیٰ کہ مرزا قادیانی مولانا عبدالحق غزنوی اہلحدیث کی زندگی میں ہی لاہور میں ذلت کی موت مرا اور اس کی لاش پر لوگوں نے اینٹ، پتھر برسائے، حتیٰ کہ گندگی اور پاخانے تک پھینکے گئے۔

شورش کاشمیری کا فیصلہ:

جیسا کہ میں گذشتہ سطور میں تحریر کر چکا ہوں کہ ہر ہر اہلحدیث مرزائیت کے خلاف کمربستہ تھا، مرزائیت کے خلاف اٹھنے والی دونوں تحریکوں 1953ء اور 1974ء میں اہلحدیث کا کردار نمایاں رہا۔ مولانا محمد حسین صاحب شیخوپوری، حافظ عبدالقادر روپڑی، مولانا محمد اسمٰعیل سلفی گوجرانوالہ، حافظ محمد گوندلوی، مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری، قاری عبدالحفیظ فیصل آبادی، مولانا محمد عبداللہ ویروالوی، مولانا محمد صدیق صاحب سرگودھا، علامہ احسان ظہیر الٰہی، مولانا ابراہیم صاحب حافظ آبادی، میاں فضل حق صاحب، مولانا محمد یحیٰ صاحب حافظ آبادی، مولانا عبدالحمید صاحب شیخوپورہ، قاضی محمد اسلم سیف صاحب فیروزپوری، حافظ احمد اللہ بڈھیمالوی اور بے شمار علمائے اہلحدیث نے قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں اور پولیس وانتظامیہ کی غنڈہ گردی کا شکار ہوئے، مگر امام اعظم محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت پر ذرہ برابر آنچ نہ آنے دی۔ بلکہ تحریک ختم نبوت میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ اہلحدیث کی رد قادیانیت میں خدمات کا اعتراف شورش کاشمیری مرحوم نے یوں کیا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مولانا امرتسری رحمہ اللہ کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں ان کے علاوہ مولانا عبداللہ معمار، مولانا محمد شریف گھڑیالوی، مولانا عبدالرحیم لکھو والے، مولانا حافظ عبداللہ روپڑی، مولانا حافظ محمد گوندلوی، مولانا محمد اسماعیل سلفی گوجرانوالہ، مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا عبدالقادر روپڑی اور حافظ مولانا محمد ابراہیم کمیرپوری (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) وغیرہ نے قادیانی امت کو ہر دینی محاذ پر خوار کیا، اس سلسلہ میں غزنوی خاندان نے عظیم خدمات سرانجام دیں، مولانا داؤد غزنوی جو جماعت اہلحدیث کے امیر اور مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری رہے، انہوں نے اس محاذ پر بے نظیر کام کیا۔ فی الجملہ تحریک ختم نبوت کے اس آخری دور تک جب مرزائی مسلمانوں سے الگ کئے گئے اور آئینی اقلیت قرار پاگئے، علمائے اہلحدیث قادیانیت کے تعاقب میں پیش پیش رہے، اس عنوان سے اتحاد بین المسلمین میں قابل قدر حصہ لیا۔" (تحریک ختم نبوت: 41)

مناظر اسلام حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری رحمہ اللہ

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ماضی قریب کے ممتاز علماء اہلحدیث میں سے ایک ہیں، بڑے صاحب علم و فضل اور تحقیقی میدان میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ خصوصاً مرزائیت پر تو آپ کو خصوصی دسترس حاصل تھی جس کا اندازہ اس ایک ہی واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب مرزائیت کے کفر کی تحریک حکومت کے ایوانوں تک جا پہنچی اور قومی اسمبلی میں مرزائیوں کو کافر قرار دینے کی قرارداد پیش ہوئیں تو مرزائی عقائد اور اعمال پر بحث کیلئے اراکین اسمبلی کو علماء کرام کا تعاون درپیش تھا، ایک رکن اسمبلی خواجہ محمد سلیمان تونسوی نے خواجہ قمر الدین سیالوی سے عرض کیا کہ ہماری رہنمائی کیلئے کسی ایسے صاحب علم شخص کا انتظام کر دیجئے جو مرزائیت پر مکمل عبور رکھتا ہو، تو خواجہ قمر الدین سیالوی کی نظر انتخاب اس وقت اہلحدیث کے اس قابل فخر فرزند حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری پر پڑی۔ حافظ صاحب نے اگرچہ مرزائیوں سے بہت مناظرے و مباحثے کئے، کئی کتابیں تحریر کیں اور تقریر و تحریر کے ذریعے مرزائیت کا جینا حرام کئے رکھا۔ میں اس ساری بحث کو چھوڑ کر صرف ایک ہی بات کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں جس کا میں نے ابتدا میں دعویٰ کیا تھا اور دوران مضمون وعدہ کہ مرزا قادیانی پر سب سے پہلے کفر کا فتویٰ اہلحدیث نے لگایا، مرزا قادیانی سے مباہلہ کر کے اس کو منطقی انجام تک اہلحدیث نے پہنچایا یہ دونوں باتیں گزشتہ سطور میں گزر چکی ہیں اور تیسری بات کہ مرزائیت کو کفر اور مرزائیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں بھی جو آخری ضرب لگائی وہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اہلحدیث کے ہاتھوں لگی۔ رد قادیانیت میں تمام مذہبی جماعتوں کی خدمات کا اپنا اپنا حصہ ہے دوسرے لوگوں کی طرح ہم اپنے سواد وسروں کی خدمات کی نفی نہیں کرتے مگر اس مضمون میں چونکہ صرف علمائے اہلحدیث کی خدمات کا تذکرہ تھا اس لئے تحریر کو اس تک ہی محدود رکھا گیا ہے اور پھر یہ بتانا بھی مقصود ہے کہ رد قادیانیت میں جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امتیاز اللہ تعالیٰ نے اہلحدیث کو عطا فرمایا ہے وہ کسی دوسرے کو نہیں ملا۔

آمدم بر سر مطلب: اب آیئے اس تیسری بات کی طرف جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

مرزائیت کو کافر قرار دینے کی قرارداد جب اسمبلی میں بحث و جرح کیلئے منظور ہوئی تو ظاہر ہے طریقہ کار کے مطابق اس کاروائی میں صرف وہی افراد حصہ لے سکتے تھے جو اس وقت اسمبلی کے رکن تھے، ہمارے بعض کرم فرمالوگوں کو یہ بتا کر کہ ہمارے فلاں صاحب نے قرارداد پر دستخط کئے یہ باور کروانے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ صرف ہمارا ہی کام تھا کسی دوسرے کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے جبکہ حقیقت یہ نہیں ہے۔

ان اراکین اسمبلی نے اپنے حلقہ اثر کے علماء کا تعاون حاصل کیا تو حافظ ابراہیم کمیرپوری کا انتخاب اراکین اسمبلی کی معاونت کیلئے بریلوی مکتبہ فکر کے بزرگ خواجہ قمرالدین سیالوی نے کیا۔ حافظ صاحب موصوف نے مرزا ناصر قادیانی پر جرح کیلئے ایک سوال نامہ تشکیل دیا جو خواجہ محمد سلیمان تونسوی رکن نیشنل اسمبلی پاکستان کے حوالہ سے اٹارنی جنرل نے دوران جرح مرزا ناصر احمد سے کرنے تھے چنانچہ یہ سوالات ہوتے رہے (ان سوالات کی کچھ تفصیل فسانہ قادیاں کے شروع میں مرقوم ہے) آخری سوال جو اٹارنی جنرل نے مرزا ناصر احمد سے کیا اور اس سوال سے وہ اس قدر لاجواب اور ذلیل رُسوا ہوا کہ اس نے مزید سوالات کا جواب دینے سے ہی انکار کر دیا اور یوں مرزائیت پاکستان کے دستور و آئین کے مطابق کافر قرار پا کر اپنے منطقی انجام کو پہنچ گئی۔ یہ آخری سوال بھی اہلحدیث کے فرزند حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری کا ہی تیار کردہ تھا کہ آپ لوگ مرزائی نبوت کو ظلی بروزی اور لغوی وغیرہ کہہ کر اس کی شدت اور سنگینی کو کم کرتے ہیں جبکہ وہ خود اپنے آپ کو محمد رسول اللہ ﷺ کے ہم پلہ بلکہ ان سے اونچی شان کا حامل قرار دیتے ہیں، جیسا کہ ان کا ایک مرید ان کی زندگی اور ان کی موجودگی میں ان کی مدح اور توصیف ان الفاظ میں کرتا ہے:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(بحوالہ: اخبار بدر 22 اکتوبر 1902ء)

مرزا جی نے اس گستاخ کو نہ ڈانٹا نہ جھڑکا بلکہ زبان مبارک سے جزاک اللہ کہا اور فریم شدہ قصیدہ گھر لے گئے۔ یہ تھا وہ آخری سوال جو فخر اہلحدیث حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری کا تیار کردہ اٹارنی جنرل نے مرزا ناصر احمد سے کیا تو نہ صرف مرزا ناصر اس کا جواب نہ دے سکا بلکہ بھری محفل میں اپنی ایک غیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاقی حرکت کی وجہ سے اٹارنی جنرل سے جھڑکیاں کھا کے ذلیل ورسوا بھی ہوا۔ (بحوالہ اپنا فسانہ: 73)
اور حافظ صاحب کے اس تعاون پر خواجہ محمد سلیمان تونسوی رکن قومی اسمبلی نے کہا تھا کہ اگر حافظ ابراہیم صاحب ہماری رہنمائی نہ کرتے تو شاید ہم اتنی وضاحت سے اپنے موقف کو پیش نہ کر سکتے۔ ع

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دارورسن کہاں

اہلحدیث کی یہ جدوجہد کہ جس کا آغاز مولانا محمد حسین بٹالوی کے استفتاء اور میاں نذیر حسین دہلوی کے فتوے سے ہوتا ہے جب حافظ ابراہیم صاحب کے اس سوال تک پہنچی ہے تو پاکستان کی تاریخ کے یادگار دن 7 دسمبر 1974ء کو پاکستان نیشنل اسمبلی کے اراکین متفقہ طور پر مرزائیوں کو کافر قرار دیتے ہیں اور یوں مرزائی قیامت تک پاکستان کے دستور، قانون اور آئین کے مطابق غیر مسلم اقلیت ہی سمجھے جائیں گے۔

اس لئے تو میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی کے خلاف سب سے پہلے فتویٰ کفر طلب کرنے والے مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی اہلحدیث اور قادیانی ذریت پر پہلا فتویٰ کفر جاری کرنے والے شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین دہلوی اہلحدیث تھے۔ اور مرزا قادیانی سے مباہلہ کر کے اس کو منطقی انجام تک پہنچانے والے شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسری اہلحدیث تھے۔ مرزائیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی سب سے پہلے آواز اٹھانے والے علامہ محمد حنیف ندوی بھی اہلحدیث تھے اور مرزائیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے والے حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری بھی اہلحدیث ہی تھے۔ رحمھم اللہ تعالیٰ: الحمدللہ علی ذالك

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدائے پاک رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اور اب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مرزائیت کی تردید اور اس کے جارحیت اور دجل وفریب کے آگے بند باندھنے کیلئے اہلحدیث کی مساعی وکوشش سب سے نمایاں ہے اور ان شاءاللہ العزیز اہلحدیث قیامت کی صبح تک عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ سے ایک لمحہ کیلئے بھی غافل نہ ہونگے۔

ہاتھ توڑیں گے یا کھولیں گے نقاب
سلطان عشق کی یہی فتح وشکست ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراجع و مصادر

تفسیر ثنائی: مولانا ثناء اللہ امرتسری

مشکوۃ شریف

محمدیہ پاکٹ بک مولانا عبداللہ معمار

فسانہ قادیاں: حافظ ابراہیم کمیر پوری

قادیانیت اپنے آئینے میں: مولانا صفی الرحمن مبارکپوری

تحریک اہلحدیث: قاضی اسلم سیف فیروزپوری

علامہ احسان الٰہی ظہیر ایک عہد ایک تحریک: قاضی محمد اسلم سیف فیروزپوری

مولانا محمد عبداللہ ویروالوی حیات وخدمات: مولانا سعید احمد چینوٹی

مرزائیت نئے زاویوں سے: مولانا محمد حنیف ندوی

حنفیت اور مرزائیت: مولانا عبدالغفور اثری

قادیانیت مطالعہ وجائزہ: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

اصول کرخی: علامہ کرخی

تریاق القلوب: مرزا غلام احمد قادیانی

دارمی شریف

تحریک ختم نبوت: شورش کاشمیری

سوانح حیات مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی: قاضی محمد اسلم سیف فیروزپوری

بزم ارجمنداں: مولانا عبدالحمید خادم سوہدروی

آئینہ کمالات اسلام: مرزا غلام احمد قادیانی

تحریک ختم نبوت: ڈاکٹر محمد بہاؤالدین

پارلیمنٹ میں قادیانی شکست: مولانا اللہ وسایا

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء: مولانا اللہ وسایا

تذکرہ مجاہدین ختم نبوت: مولانا اللہ وسایا

تذکرۃ الرشید: مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھی

ازالہ اوہام: مرزا غلام احمد قادیانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد یوسف نعیم، کراچی

مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت

اور علمائے اہلحدیث کا کردار

مسئلہ ختم نبوت سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ کا سلسلہ انبیاء میں آخری نبی ہونا ہے اور آپ ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کے نبی کا یقیناً نہ آنا مراد ہے اور یہی آپ ﷺ کے سب سے بڑا انسان ہونے کی بھی زبردست دلیل ہے۔

لہٰذا جب سب سے بڑا آ گیا تو اب انسانی راہنمائی کے لیے کسی اور انسان کے نبی بنانے کی ضرورت نہ رہی بایں وجہ نبوت کا باب بھی بند کر دیا گیا۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کتنا عظیم کرشمہ ہے کہ آج تک کوئی بڑے سے بڑا ادیب، ذہین اور بلیغ قرآن مجید جیسی کوئی کتاب لکھ سکا اور نہ ہی کتاب کے اندر سورت جیسی کوئی سورت لکھ سکا۔ اس کے سب حروف آج تک اصلی حالت میں ہیں اور مخالف دنیا ایسی کوئی نظیر لانے سے عاجز رہی ہے، یہ ہوتا ہے معجزہ۔ جبکہ سابقہ آسمانی کتب میں اصل حروف پہچاننے میں دشواری ہے اور ان کتب کی زبان بھی ناپید!!!

پھر اسی طرح سابقہ انبیاء کے مستند حالات زندگی ویسے نہیں ملتے جس طرح کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے حالات پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور محدّثین عظام رحمھم اللہ نے عرق ریزی سے اور فن اسماء الرجال وضع کر کے اہتمام کیا اور انہیں مستند بنا دیا۔ پھر اس پر سونے کا سہاگہ محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان "من کذب علیّ متعمداً فلیتبوا مقعدہ من النار" (جس نے دانستہ مجھ پر جھوٹ بولا اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کرنا چاہیے) (صحیح بخاری جلد اوّل ص ۱۶۱ کتاب العلم)

شاید انہی عظمتوں پر جناب محمد علی جناح مرحوم (بانی پاکستان) کی نگاہ پڑی ہو گی تو انہوں نے کراچی میں بار ایسوسی ایشن کے اجلاس منعقدہ ۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء میں کہا تھا:

"پیغمبر اسلام سے بڑا انسان آج تک عالم انسانی میں پیدا نہیں ہوا۔" (محرکات تحریک پاکستان، مصنّف کرامت علی خان - ۲۴۲، اشاعت اوّل ۱۹۹۵ء)

تو اس شخص کی خود سوزی اور خودکشی کا کوئی کیا اندازہ کر سکتا ہے کہ جو عظیم انسان کی عظمت کا عملاً اعتراف کرنے کی بجائے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے خود بڑا اور قد آور بننے کی خواہش کرنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اسکے جھوٹے دعوؤں اور پیشن گوئیوں کی زنجیروں میں ایسا جکڑا اور اس کا شکنجہ ایسا کسا کہ اس کی موت بھی اسے جھوٹا ثابت کر کے لے گئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہر حال سلسلہ نبوت سید نا نوح علیہ السلام سے شروع ہو کر محمد رسول اللہ ﷺ پر ختم ہو گیا۔

یاد رہے کہ اس مسئلے کا تعلق عقیدے سے ہے اور عقیدے کا اثبات قرآن مجید اور حدیث رسول ﷺ سے ہوتا ہے۔ لھٰذا اس مسئلے کا ثبوت بھی شریعت اسلامیہ کے اساسی ماخذ میں موجود ہے اور اسی سے متعلق چند باتیں آئندہ سطور میں بالاختصار آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

مدارس اسلامیہ کی نصابی کتب میں (عقائد کی کتابوں میں) بھی یہ مسئلہ موجود ہے۔ چنانچہ محمد رسول ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی نہ ماننے سے کوئی انسان مسلمان اور مومن نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی مسلم و مومن عقیدہ ختم نبوت سے منحرف ہو جائے تو وہ مرتد ہو جاتا ہے اور ایسا شخص حکم الٰہی کے مطابق تہہ تیغ ہو جاتا ہے مگر یہ کام صرف اسلامی حکومت کے ذمے ہے نہ کہ عوام کے۔ اسلام کی تعلیمات میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمان دیگر تمام انبیاء کرام کا بھی دل وجان سے احترام کریں۔ یہی وجہ ہے کہ عصر حاضر میں دنیا کے کسی بھی چھوٹے یا بڑے ملک سے خاتم الانبیاء کے خلاف کوئی پروپیگنڈہ ہوتا ہے تو دنیا کے کسی بھی خطے سے ادنی سے ادنی مسلمان بھی ردّ عمل کے طور پر موسیٰ علیہ السلام یا عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف نعوذ باللہ کسی بڑے سے بڑے ردّ عمل کا اظہار تو کجا ادنی سے ادنی ردّ عمل کے اظہار کو بھی گستاخی سمجھتا ہے بلکہ دل میں ایسے تصوّر کو لانا بھی گناہ سمجھتا ہے اور کتنے افسوس کی بات ہے غیر مسلم اقوام اخلاق سے اس حد تک گر گئیں کہ جس پیغمبر علیہ السلام نے اپنی حیات طیبہ میں یہود و نصاریٰ کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اس کے دنیا سے چلے جانے کے بعد محمد رسول اللہ ﷺ کے درپے آزار ہو گئیں اور توہین و اہانت کا کوئی لمحہ ضائع نہیں ہونے دے رہے اور مسلمان پھر بھی دہشت گرد اور تہذیب و تمدّن سے ناآشنا قرار پا رہے ہیں۔ اسی رویے ہی کو عدل وانصاف کا خون قرار دیا جا سکتا ہے۔

پھر غیر مسلموں کا قرآن مجید میں ردّوبدل اور احادیث رسول ﷺ میں خلط ملط کا رویہ کونسا قابل تعریف کارنامہ ہے۔

اے غیر مسلم اقوام! فطرت اللہ میں ردّوبدل کی خواہش و سعی سے انسانیت مفادات سے ہمکنار نہیں ہو سکتی بلکہ اپنی اس ناعاقبت اندیشی سے وہ دنیاوی واخروی نقصانات سے دوچار ہو گی یاد رکھنا دین اسلام سلامتی وامن کا دین ہے لہٰذا اس کی تعلیمات میں بھی امن وسلامتی کا ہی پیغام اور درس ہے۔ اس لیے قرآن وحدیث کی تعلیمات میں ردّوبدل کا خواہاں ہونا اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف ہوگا۔

بنابریں عقیدہ ختم نبوت سے منحرفین کو گود لینا، انہیں فنڈ دینا یا فیڈ بیک دینا خیر کے ثمرات نہیں دے سکتا سمجھیں اور غور کریں۔

یاد رکھیں! اسلام اللہ کا دین ہے اور اللہ تعالیٰ نہ اپنے دین کو اور نہ ہی مسلمانوں کو مٹنے دے گا بالآخر غلبہ اور فتح اسلام اور مسلمانوں ہی کی ہے۔ لہٰذا قرآن وحدیث میں ردّوبدل کی خواہش لاحاصل اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضول ہے۔ بہتر یہی ہے کہ تعلیمات اسلام میں تحریف و تبدّل کے رویّے سے اور اہل اسلام کی خونریزی سے مزید ہاتھ نہ رنگے جائیں۔

فرمان نبوی ﷺ کے مطابق اگر محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ سیدنا عمرؓ بن خطاب ہوتے۔(۲) مگر نہ وہ نبی ہوئے اور نہ ہی خود انہوں نے دعویٰ نبوت کیا۔ ہاں البتہ دیگر متنبی ہوئے اور وہ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں بھی ہوئے جن کی آپ ﷺ نے خوب خبر لی اور بعد میں آنے والے ۳۰ جھوٹے نبوت کے دعویداروں سے متعلق پیشن گوئی فرمادی(۳) تاکہ فراڈیوں کے دام فریب میں آکر مومن اپنا ایمان نہ برباد کر بیٹھیں۔ بلا شبہ اگر خاتم المرسلین ہمیں اس حادثے کے بارے علم وشعور نہ دیتے تو بہت سارے لوگ ان کے جھانسے میں آجاتے۔ سبحان اللہ! آپ ﷺ کی خاتم المرسلین ہونے کی کیا عظمت ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام دنیا میں ظہور پذیر ہو جائیں تو ان کی نجات کا دارومدار آپ ﷺ کی اتباع قرار پائے۔(۴) چہ جائیکہ کوئی خود ساختہ نبی اپنی دکان سجا کر بیٹھنے کی کوشش کرے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَكَانَ اللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (الاحزاب۔40)(۵)

اور حدیث میں آپ ﷺ کا فرمان ہے

أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي(۶)

ترجمہ: میں خاتم الانبیاء ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

یہ مسئلہ جو خالصتاً دینی تھا دنیاوی ہوس پرستوں نے اسے سیاسی اور دنیاوی سمجھ لیا اور یہی سمجھ کر محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت میں شریک بننے کی خواہش کا اظہار کرنے لگے۔(۷)

یہاں یہ بات قابل بیان ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کو اپنی بادشاہی میں شرکت گوارہ نہیں اسی طرح محمد مصطفی علیہ السلام کی مصطفائی میں بھی شراکت گوارہ نہ تھی۔ مگر اولاد، درہم و دینار کو اسلام میں ختم نبوت کی اہمیت اور اس میں دراندازی کی سنگینی کا اندازہ نہ ہوا تو انہوں نے نبوت مخالف پالیسی اپنالی۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کو کیونکہ تائید الٰہی حاصل تھی اسی لیے ہزار آندھیوں کے باوجود بھی چراغ نبوت پوری آب وتاب کے ساتھ روشن ہے۔ مسئلہ ختم نبوت جو عرب سے چلا عجم میں پہنچا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے دنیا کے شرق و غرب اور شمال و جنوب میں پھیل گیا یہ سب اسلام کے پھیلاؤ کے نتیجے میں ہوا۔

حیرت کی بات ہے کہ غیر مسلم اقوام آج متحد ہو کر شمع اسلام کو بجھانے اور شمع رسالت کے پروانوں کو مٹانے میں سر توڑ کوششیں کر رہی ہیں مگر وہ ناکام ہیں اور سمجھ نہیں رہے کہ روز بروز حلقہ اسلا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م وسیع سے وسیع تر کیوں ہوتا چلا جا رہا ہے۔

جو لوگ علم حدیث کی تحقیر، تردید اور تکذیب کرتے ہیں اور حدیث کی سچائی کے خلاف تانے بانے بننے کے پروپیگنڈے کا شکار ہیں وہ ہوش کے ناخن کیوں نہیں لیتے؟ انہیں بھی چاہیئے کہ وہ بھی سمجھنے کی کوشش کریں کہ حالات حدیث نبوی ﷺ کی سچائی کی کیسے تصدیق کر رہے اور گواہی دے رہے ہیں۔ اگر وہ تاریخ پر اعتماد کرتے ہیں تو دیانتداری سے اپنی معلومات کے نتیجے میں بتائیں کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد کس قدر جھوٹے نبوت کے دعویدار نمودار ہوئے اور پھر بتائیں حدیث سے بے نیازی کا اظہار کرنے والے کون لوگ ہیں کیا حدیث میں ایسے لوگوں کی نشاندہی نہیں کی گئی۔ اگر ان کا تاریخ پر ہی اعتماد ہے تو بتائیں ایسے مسلمانوں کی کیا تاریخ ہے جنھوں نے علم حدیث سے بے رغبتی اختیار کی اور کہا کہ ہمیں صرف کتاب اللہ کافی ہے اور حدیث کی ضرورت نہیں۔

یقیناً حدیث کے بغیر عقل بھی بھٹک چکی ہوتی اور بڑے بڑے دانشور گمراہی کی دلدل میں پھنس چکے ہوتے (صرف قرآن ہی کو کافی سمجھنے والے اپنی عقل کی فکر کریں) مسئلہ ختم نبوت اگرچہ مسلمانوں کا متفق علیہ مسئلہ ہے مگر انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ بعض کے نزدیک ولایت نبوت سے افضل ہے اور بعض کے نزدیک ان کے ائمہ کی فقہ!!!

بہر حال قولاً و تحریراً سب نے تحفظ ختم نبوت کے لیے کوششیں کیں۔ مگر یاد رہے کہ جب تک فعلاً کوشش نہ کی جائے اس وقت تک ختم نبوت کے عقیدے کا منشا پورا نہیں ہوتا۔ اس مقام پر مسلک اہلحدیث ایک امتیازی مقام پر نمایاں نظر آتا ہے جو بشری تقاضوں کے تحت ہونے والی عملی کمزوریوں کے اعتراف کے باوجود سارے ائمہ و اولیاء کے بلا امتیاز احترام کے ساتھ ساتھ عمل کے وقت قرآن و حدیث سے دلیل دیتا بھی ہے اور اس کا تقاضا بھی کرتا ہے۔

دنیا میں جھوٹے نبیوں کے سیاسی اہداف و اغراض و مقاصد رہے ہیں اور اسی پس منظر میں وہ معاشرے میں ظاہر ہوئے وہ وقتاً فوقتاً شعبدے بازیاں کرتے رہے اور امت مسلمہ کے خلاف بد باطنی میں مصروف رہے۔ سیاسی اثر ورسوخ کو بروئے کار لاتے ہوئے کلیدی عہدوں کی رسائی کے حصول میں مصروف رہے اور مسلمانوں کو معاشی، دینی اور جانی نقصان پہنچانا ان کا وظیفہ بنا رہا۔

ہندوستان میں مرزائیوں کی حوصلہ شکنی کے لیے اور ان کے خطرناک عزائم کی تحلیل میں علمائے اہل حدیث کی خدمات قابل قدر اور ناقابل فراموش ہیں، مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ شاگرد رشید سید نذیر حسین محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات اس سلسلے میں بنیادی نوعیت کی ہیں جنھوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو ہر سمت سے گھیرے میں لیا۔ انہوں نے ہندوستان کے علماء سے مرزا غلام احمد قادیانی کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا متفقہ فتویٰ حاصل کیا[۸] ان کی مزید مساعی سے آگہی کے حصول کے لیے ڈاکٹر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد بہاء الدین کی کتاب "تحریک ختم نبوت" حصہ چہارم کا مطالعہ کریں۔[9] حصہ سوم میں بانی جماعت غرباء اہلحدیث مولانا عبدالوھاب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا بھی ذکر ہے، مولانا حکیم عبدالرحمن خلیق نے بھی مناظرے اور مباحثے کا معرکہ گرم رکھا اور اس مسئلے میں علماء اہلحدیث نے اس حد تک دلچسپی لی کہ تحفظ ختم نبوت میں ہر پلیٹ فارم پر کام کیا، تقریر کا میدان ہو یا تحریر کا یا مناظرے اور مباہلے کا گویا کہ علمائے اہلحدیث نے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔

آغا شورش کاشمیری مرحوم نے اپنی کتاب[10] میں جابجا اہلحدیث کی خدمات کا تذکرہ کیا ہے اور مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ، میاں سید نذیر حسین محدّث دہلوی رحمہ اللہ اور علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ کا خصوصی ذکر کیا ہے ۔ اسی طرح علمائے اہلحدیث کے صحافتی کردار کا ذکر کرتے ہوئے "الاعتصام" لاہور "المنبر" لائلپور اور ترجمان الحدیث" لاہور کا نام بھی لکھا ہے. اہلحدیث جماعتوں میں "مؤتمر اھلحدیث" اور "جمعیت اہلحدیث" کے نام بھی لکھے ہیں. اسی طرح مسئلہ ختم نبوت پر اجتماعی اجلاس میں بھی جیّد علمائے اہلحدیث کا نام بھرپور طریقے سے لیا ہے۔

تحفظ ختم نبوت میں اللہ تعالیٰ نے مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک نمایاں رتبہ دیا وہ اس طرح کہ ان کے ساتھ مباہلے کے نتیجے میں مرزا غلام احمد قادیانی عبرتناک موت کا شکار ہوا اور فاتح قادیانیت کا تاج مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے سر سج گیا۔ غلام احمد قادیانی کی موت کے بعد یہ سلسلہ مرا نہیں بلکہ اس جھوٹے مشن کی آبیاری اور علمبرداری کا سلسلہ جاری رہا اور اہلحدیث بھی دنیا بھر میں ان کے تعاقب میں مصروف ہو گئے۔

آئیں ذرا چلتے چلتے اس مسئلے میں جزوی طور پر علمائے اہلحدیث کی تصنیفی خدمات کا جائزہ لیتے چلیں۔ غزنوی، روپڑی اور لکھوی علماء اہلحدیث کی خدمات کا تذکرہ پھر کبھی دوسرے مقام پر ہوگا انشاءاللہ

علمائے اہلحدیث

نمبر شمار	نام	کتب
(۱)	مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ	کتب کثیرہ
(۲)	مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ	متعدد کتب
(۳)	مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ	عقیدہ ختم نبوت
(۴)	مولانا محمد محدّث گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ	ختم نبوت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵)	سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ	قادیانی و جھنڈائی خاندان
(۶)	قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ	تائید الاسلام
(۷)	مولانا بشیر سہسوانی رحمۃ اللہ علیہ	الحق الصریح فی اثبات حیاۃ المسیح
(۸)	مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ	داستان مرزا
(۹)	مولانا حافظ عبداللہ روپڑی رحمۃ اللہ علیہ	اسلام اور مرزائیت
(۱۰)	مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ	مرزائیت نئے زاویوں سے
(۱۱)	حکیم مولانا عبدالرحیم اشرف رحمۃ اللہ علیہ	قادیانی غیر مسلم کیوں؟
(۱۲)	مولانا صفی الرحمن الاعظمی رحمۃ اللہ علیہ	فتنہ قادیانیت اور مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ
(۱۳)	مولانا محمد عبداللہ معمار امرتسری رحمۃ اللہ علیہ	محمدیہ پاکٹ بک بجواب احمدیہ پاکٹ بک
(۱۴)	مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ	پاک وہند کے علمائے اسلام کا اولین متفقہ فتویٰ
(۱۵)	علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ	مرزائیت اور اسلام (اردو) القادیانیت (عربی)
(۱۶)	مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی رحمۃ اللہ علیہ	متعدد کتب

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے معرکۃ الآراء مباحثوں سے مرزائیوں کا ناطقہ بند کیے رکھا[۱۲] اور بعض اس جیسے دوسروں کا بھی اور اپنے اسلاف کی روایات کو زندہ تابندہ رکھتے ہوئے تحریر و تقریر کے ساتھ ساتھ مباہلے کے میدان میں بھی دشمنان دین کو للکارا[۱۳] اور پاکستان میں مرزائیت کے کردار کو لگام دینے اور اسے اقلیت قرار دینے میں قابل ذکر اور یادگار کردار ادا کیا۔[۱۴]

افریقی ممالک میں شاہ احمد نورانی (جو بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے) نے علامہ صاحب کی کتاب کو تقسیم کرایا[۱۵] اور مولانا فضل الرحمن بن مفتی محمود (جو دیوبند حلقے سے تعلق رکھتے ہیں) نے "القادیانیہ" لکھنے پر ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

ذوالفقار علی بھٹو کے عہد اقتدار میں قادیانیوں کو پاکستان میں اقلیت قرار دیا گیا۔ مضمون کا عنوان اگرچہ ایک ضخیم کتاب کا متقاضی ہے مگر پھر بھی نہ ہونے سے کچھ نہ کچھ ہونا بہتر کے مصداق یہ چند صفحات پیش خدمت ہیں:

گر قبول افتد زہے عزو شرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی

(۱) انبیائے قرآن۔ مرتب: پرنسپل تعلیم القرآن خط وکتابت سکول لاہور

(۲) جامع ترمذی۔ مترجم دوم۔ ابواب المناقب (مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب) عن عقبۃ بن عامر ص ۷۵۴

(۳) جامع ترمذی۔ مترجم اوّل۔ ابواب الفتن عن ثوبان ص ۸۴۱

(۴) (۱) وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ (الی آخرہ آل عمران۔ ۸۱)

(۲) لو کان موسیٰ حیّاما وسعه الا اتّباعی (مشکوٰۃ المصابیح۔ الجزء الاوّل۔ بتحقیق الالبانی۔ کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب والسنّۃ۔ الفصل الثانی)

(۵) محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں جبکہ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔

(۶) (۱) ترمذی مترجم اوّل۔ ابواب الفتن۔ عن ثوبان ص ۸۴۱۔

(۲) ابوداؤد۔ مترجم سوم۔ کتاب الفتن۔ عن ثوبان ص: ۳۱۲۔

(۷) ایمان کے ڈاکو۔ مصنّف مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری ص: ۱۰۔۱۱

(۸) پاک وہند کے علمائے اسلام کا اوّلین متفقہ فتویٰ مرتب مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ

(۹) نقطہ نظر ص ۶۸۔ اکتوبر ۲۰۰۸ء

(۱۰) تحریک ختم نبوت

(۱۱) قادیانیت عدالت کے کٹہرے میں (تاریخی فیصلے کا مکمل متن) ص ۳۲۔۳۴۔ طبع مارچ ۱۹۸۹ء

(۱۲) مرزائیت اور اسلام۔ از۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۳۸۔۱۴۵

(۱۳) مقالات احسان الٰہی ظہیر۔ مرتب مولانا عبدالرحمن منیر راجو والوی ص ۵۴۵۔۵۵۳ بحوالہ۔ ہفت روزہ الاسلام لاہور ۲۳ مارچ ۱۹۸۵ء

(۱۴) مؤرخ اسلام محمد اسحاق بھٹی صاحب نے قیام پاکستان کے بعد ملک کے دستور میں مرزائیوں کو سب سے پہلے اقلیت قرار دینے کے مطالبے کا سہرا اہلحدیث عالم مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے سر باندھا ہے۔ (مرزائیت نئے زاویوں سے۔ از: مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ حرفے چند - محمد اسحاق بھٹی ص: ۲۹۔ طبع اپریل ۲۰۰۱ء)

(۱۵) علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ کے یادگار انٹرویو ص: ۳۹ ص: ۵۴۔۵۷، ص: ۱۱۵۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقیدۂ ختم نبوت

اور

علماء اہل حدیث کی خدمات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرشید عراقی، سوہدرہ

مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ اور رد قادیانیت

سن ۱۸۹۲ء میں شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری، مدرسہ فیض عام کان پور سے فارغ ہوئے۔ مولانا امرتسری لکھتے ہیں: "اس وقت میں نے دیکھا کہ اسلام کے سخت بلکہ سخت ترین مخالف عیسائی اور آریہ دو گروہ ہیں۔ انہی دنوں قریب میں قادیانی تحریک پیدا ہو چکی تھی، جس کا شہرہ ملک میں پھیل چکا تھا۔ مسلمانوں کی طرف سے اس دفاع کے علمبردار مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی مرحوم تھے۔" (اہلحدیث امرتسر ۲۲ جنوری ۱۹۴۲ء)

مولانا بٹالوی کا تعارف:

مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی ۱۷ محرم الحرام ۱۲۵۶ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۸۴۱ء بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور (مشرقی پنجاب) پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کی اس کے بعد آپ تحصیل علم کیلئے علی گڑھ، لکھنو اور دہلی تشریف لے گئے۔ آپ نے علوم معقول و منقول کی تعلیم جن اساتذہ کرام سے حاصل کی ان کے نام یہ ہیں:

مولانا مفتی صدرالدین آزردہ دہلوی (م ۱۲۸۵ھ)

مولانا شیخ گلشن علی جون پوری (م ۱۲۹۱ھ)

مولانا نورالحسن کاندھلوی (م ۱۲۸۵ھ)

تحصیل حدیث کیلئے شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان سے کتب ستہ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) بشمول موطا امام مالک اور مشکوۃ المصابیح کا درس لیا۔

فراغت تعلیم کے بعد واپس اپنے وطن بٹالہ تشریف لائے اور اپنے استاد شیخ الکل رحمۃ اللہ علیہ کے طریقے پر قرآن مجید کا درس شروع کیا جس کی وجہ سے دور دور تک آپ کے شہرت ہو گئی۔

بٹالہ میں کچھ مدت قیام کے بعد آپ لاہور تشریف لے آئے۔ پہلے بھاٹی گیٹ کی مسجد میں اقامت اختیار فرمائی، اس کے بعد مسجد چینیانوالی میں آگئے جہاں آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا، بے شمار طلباء نے آپ سے استفادہ کیا۔

اشاعۃ السنۃ کا اجراء

سن ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء میں ماہنامہ اشاعۃ السنۃ النبویہ، بٹالہ ضلع گورداسپور سے جاری ہوا۔ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسالہ کے اجراء کا مقصد عیسائیوں کے الزامات کا جواب اور مرزائے قادیاں کے کفر کا استیصال تھا اور اس کے ساتھ ساتھ اہلحدیث مسلک کی اشاعت بھی تھا۔ مولانا بٹالوی کی تحریریں تجر علمی اور تحقیقات عالیہ کی آئینہ دار ہوتی تھیں۔ مولانا حکیم سید عبدالحیٔ حسنی لکھتے ہیں:

"آپ نے ایک ماہوار رسالہ نکالا جس کا نام آپ نے "اشاعۃ السنۃ" رکھا تھا۔ جس میں خاص طور سے بدعتی مذاہب سے متعلق بحث فرماتے اور سید احمد بن متقی دہلوی کا رد فرماتے۔ اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی اور عبداللہ چکڑالوی اور ہر اس شخص کا رد اور مقابلہ فرماتے جو آپ کا مخالف ہوتا۔" (نزھۃ الخواطر ۸۔۷۲۴)

پروفیسر محمد مبارک صاحب اشاعۃ السنۃ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اشاعۃ السنۃ کے ذریعے ایک طرف آپ نے نیچریت (سرسید کے باطل نظریات) اور قادیانیت و عیسائیت کا رد کیا۔ دوسری طرف مقلدین احناف سے بھی خوب ٹکر لی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ علمائے احناف اہلحدیث پر بے جا تنقید کرتے تھے۔" (حیات شیخ مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی: ص ۷۶)

مسلک اہلحدیث کی اشاعت

مسلک اہلحدیث کی اشاعت میں آپ کی خدمات کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ مولانا عبدالمجید سوہدروی (م ۱۹۵۹ء) لکھتے ہیں:

"لاہور میں آٹھ تراویح کی ترویج آپ سے ہوئی۔ "اشاعۃ السنۃ" کے ذریعہ اہلحدیث کی بہت خدمت کی۔ لفظ وہابی آپ ہی کی کوشش سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو "اہلحدیث" کے (تاریخی) نام سے موسوم کیا گیا۔" (سیرت ثنائی، مکتبہ قدوسیہ لاہور۔ ص: ۴۵۲)

تصانیف

مولانا محمد حسین بٹالوی کی تصانیف کی تعداد بہت زیادہ ہے، جو "اشاعۃ السنۃ" کی فائلوں میں محفوظ ہے۔ تاہم آپ کی چند تصانیف کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ منح الباری فی ترجیح صحیح البخاری

۲۔ الاقتصاد فی مسائل الجہاد

۳۔ المفاتیح فی بحث التراویح

۴۔ ہدایۃ الرب لاباحۃ النصب

۵۔ سجدہ تعظیم

۶۔ الاقتصاد فی بیان الاعتقاد

۷۔ الاقتصاد فی حکم الشہادہ والمیلاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۔ البیان فی رد البرہان

۹۔ کشف الاستار عن وجہ الاطہار

۱۰۔ البرہان الساطع

۱۱۔ المشروع فی ذکر الاقتداء بالمخالفین فی الفروع

۱۲۔ پاک و ہند کے علمائے اسلام کا اولین متفقہ فتویٰ

۱۳۔ خیالی مسیح اور اس کے فرضی حواری سے گفتگو

۱۴۔ تین گواہ

۱۵۔ مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے بارے میں چند سوالات

علم و فضل

مولانا محمد حسین بٹالوی علم و فضل کے اعتبار سے جامع الکمالات تھے۔ قدرت نے جہاں آپ کو علم میں وافر حصہ عطا فرمایا تھا وہاں زہد و ورع، تقویٰ طہارت اور عبادت و ریاضت میں بھی درجہ کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔

فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

"شیخ الکل میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی کے شرف تلمذ سے بہرہ ور مولانا محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ (م ۱۹۲۰ء) کی شخصیت بھی اپنے نامور استاد کی طرح محتاج تعارف نہیں۔ مولانا موصوف رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے ذہانت، فہم و ذکاء اور علم و تفقہ سے حظِ وافر عطا فرمایا تھا اور ساتھ ہی اس توفیق سے بھی نوازا کہ انہوں نے اس خداداد صلاحیتوں کو اللہ کے نازل کردہ دین اسلام اور خالص اور بے آمیز اسلام کی تبلیغ، اس کی نشر و اشاعت اور اس کی وکالت و دفاع میں بھرپور طریقے سے استعمال کیا۔ چنانچہ اپنے وقت کے تمام اہم فتنوں کے استیصال میں وہ سرگرم رہے اور اسلام کی ترجمانی اور دفاع کا فریضہ پوری قوت اور تندہی سے سرانجام دیا۔" (پاک و ہند کے علمائے اسلام کا متفقہ فتویٰ ص: ۵)

وفات

مولانا محمد حسین بٹالوی شب زندہ دار تھے۔ تہجد کی حالت میں فالج گرا۔ ۲۹ جنوری ۱۹۲۰ء (جمادی الاول ۱۳۴۸ھ) کو انتقال کیا۔ عمر ۸۵ برس تھی۔ شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (سیرت ثنائی ص: ۴۵۳)

قادیانیت کے استیصال کے لئے مولانا بٹالوی کی خدمات

فتنہ قادیانیت کے استیصال کیلئے مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ نے جو گرانقدر خدمات انجام دیں ان کا تذکرہ کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ قادیانیت کے بارے میں مولانا عبدالمجید سوہدروی (م ۱۹۵۹ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنی کتاب ''سیرت ثنائی'' میں ایک جامع تبصرہ کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا سوہدروی مرحوم لکھتے ہیں:

فرنگی کا ایک خود کاشتہ پودا مرزائیت، قادیانیت یا غلام احمدیت کے نام سے موسوم ہے، اس نے اسلام اور اس کے بنیادی اصول واحکام کو مٹانے کیلئے مسلمانوں میں سے ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو چنا اور اس کو یہ پٹی پڑھائی کہ ایک ایسے مذہب کی اساس رکھو جس کا مقصد انگریز اور اس کی حکومت کی اطاعت ہو، اور جو مسلمانوں کی مذہبی و قومی روایات کا خاتمہ کر دے تاکہ انڈیا کی برٹش گورنمنٹ اہل اسلام کی طرف سے مطمئن ہو جائے اور وہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں اور ہر معاملہ میں اس کے آگے سر جھکائے رکھیں۔

چنانچہ مرزائے قادیان نے انگریز کی گٹھ جوڑ سے ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھ دی۔ پہلے تو ن نے مسلمانوں کو جھل دینے کیلئے تبلیغ اسلام کا ڈھونگ رچایا اور "براہین احمدیہ" حصہ اول شائع کر کے مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کی۔ اور ان سے اپنی ''علمیت'' اور ''خدمت دین'' کی داد چاہی پھر مجددیت و مہدیت کا دعویٰ کیا۔ اس کے بعد نبوت کاذبہ کی کرسی سنبھالی اور بعد ازاں خود کو اس مقام پر پہنچا ہوا ظاہر کیا جس کے تصور سے انبیاء و مرسلین علیہم السلام بھی لرزتے اور کپکپاتے رہے۔

قادیانی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) حضور ختم المرسلین ﷺ پر نبوت ختم نہیں ہوئی۔ خاتم النبیین کے معنی (نعوذ باللہ) غلط ہیں، اور سلسلہ نبوت ورسالت قیامت تک جاری وساری رہے گا۔

(۲) مرزا غلام احمد قادیانی، رسول، نبی اور ملہم ہے جس پر انبیاء کی طرح وحی نازل ہوتی ہے۔ خدا کے تمام پیغمبروں کی صفات اس میں پائی جاتی ہیں۔ وہ خود کہتا ہے:

میں کبھی آدم، کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(۳) جس مہدی، عیسیٰ یا مسیح کے نزول کی حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے وہ مرزا ہی ہے مگر درجات و مراتب میں مسیح سے افضل و اعلیٰ ہے۔ بقول مرزا:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(۴) آیت کریمہ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ۔ (النساء: 59)

مطلب یہ ہے کہ اے مرزائیو! خدائے قادیان، مرزا غلام احمد اور گورنمنٹ برطانیہ کی اطاعت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرو اور ان تینوں کے سوا کسی کو نہ مانو۔

(۵) روئے زمین کے تمام اہل اسلام کافر مطلق ہیں، جب تک کوئی شخص مرزا غلام احمد کی غلامی کا پھندا گردن میں نہ ڈال لے وہ "ایمان دار" اور "مسلمان" نہیں کہلا سکتا، جس کسی نے مرزا کا نام تک بھی نہیں سنا چاہے وہ دنیا کے کسی گوشے میں سکونت رکھتا ہو، جب تک پیغمبر قادیان کی بیعت نہ کرے مومن و مسلم نہیں ہو سکتا۔ حتیٰ کہ وہ بچہ جو شکم مادر میں بصورت جنین محبوس ہے اور ولادت کا انتظار کر رہا ہے دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اس قانون الٰہی سے مبرا و معرّا ہے جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ:

"انسان فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔"

(۶) اسلام کے تمام فرزند اور علمائے کرام بھی ولد البغایا (حرام زادے یا بیسواؤں کے بچے) کافر، دجال، مفتری، شیطان اور فسادی ہیں اور فرقہ مولویاں بدذات ہے۔ امت مرزائیہ کا فرض ہے کہ انہیں گالیاں دیتی رہے اور اسلام سے خارج سمجھے۔

(۷) کسی مسلمان کا جنازہ پڑھنا اور اس کے لئے دعائے مغفرت کرنا اور اس کو رشتہ دینا جائز نہیں۔

(۸) رسول اللہ ﷺ کو روحانی معراج ہوئی، لیکن مرزائے قادیاں اسی جسم عنصری کے ساتھ عرش عظیم پر گیا۔ خدا کے پاس بیٹھا، اس کے قلم سے سرخ روشنائی کے ساتھ کاغذ پر دستخط کرائے اور واپس آگیا۔ صبح دیکھا تو خدا کی سرخ سیاہی کے دھبے اس کے کپڑوں پر پڑے ہوئے تھے۔ (اعاذنا اللہ من ہذا الخرافات والھفوات)

(۹) توحید کا مسئلہ غلط ہے۔ سورۃ اخلاص عبث، ناقابل قبول اور بے بنیاد ہے اور

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ کی آیات بینات بے سروپا ہیں، اسلئے کہ مرزا خدا کا شریک اور ساتھی ہے۔ خدا کا باپ اور بیٹا ہے۔ اس نے خدا کو جنا۔ خدا نے اس کو جنا۔ وہ خدا کی نسل سے ہے اس کے خاندان سے ہے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ ہی خالق نہیں۔ مرزا بھی خلاّق و صنّاع ہے۔ اس نے آدم کو بنایا، ارض و سما پیدا کئے۔ کائنات اور مخلوق بنائی اور اس طرح تخلیق عالم میں وہ خدا کا شریک وحصہ دار ہے۔ (العیاذ باللہ)

(۱۱) فرقہ ضالہ مرزائیہ ہی وارث جنت اور صحیح راستے پر گامزن ہے۔

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ اس کے متعلق کہا گیا ہے، باقی تمام جماعت ہائے اسلامی باطل ہیں، سزاوار جہنم ہیں اور غلط راہ پر چل رہی ہیں ان کی کسی صورت نجات نہ ہوگی کیونکہ وہ مرزا اور دعاوی مرزا کی منکر ہیں۔

(۱۲) مرزا کی کتابیں صحف آسمانی کی حیثیت رکھتی ہیں ان کا درجہ قرآن کے برابر ہے خدا نے علم عرفان جو مرزا کو دیا۔ وہ دیگر انبیاء و مرسلین کو نہیں دیا گیا۔ بعض ایسے امور بھی مرزا پر منکشف کئے گئے جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیغمران حق پر نہیں کھولے گئے۔

(۱۴) رسول اللہ ﷺ کا جو اسم گرامی "احمد" مشہور ہے وہ نعوذ باللہ غلط ہے۔ احمد نام مرزائے قادیان کا ہے اور قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بیان میں جو "اسمہ احمد" کی پیشگوئی ہے کہ مسیح کے بعد جو نبی مبعوث ہوگا اس کا نام احمد ہوگا۔ اس سے آنحضرت ﷺ نہیں بلکہ مرزا غلام احمد ہے۔

یہ ان مرزائی عقائد کا ایک سطحی نقشہ ہے۔ جو اہل اسلام کے دین وایمان کو لوٹنے کیلئے انگریز کی نشہ اور ایماپر گھڑے گئے اور حکومت برطانیہ کی انگشت پر اس مذہب کی بنیاد رکھی گئی جو اسلام کیلئے زہر قاتل ثابت ہوا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس قدر نقصان مسلمانوں کو آریہ سماج نے نہیں پہنچایا جس قدر مرزائیت نے پہنچایا۔ دیانندی فرقے کی کوششوں سے تو شاید چند صد مسلمان مرتد ہوئے ہونگے، مگر مرزا کی مذہب نے لاکھوں مسلمانوں کا ارتداد کیا اور شرھی و سنگھٹن کی تحریکات سے فتنہ قادیان بہت زیادہ مضر مہلک اور مفسد ثابت ہوا۔ چونکہ توحید الٰہی میں شرک کو مدغم کرنا، اسلام کی سالمیت کو توڑنا، ملت بیضاء کی وحدت کو پارہ پارہ کرنا، امت محمد یہ میں نفاق وافراق ڈالنا، کتاب وسنت کی جگہ تصانیف مرزا کی تعلیم دینا، آیات قرآنی کے ترجمہ وتفسیر میں تلاویلات گھڑنا اور اس کے معانی ومطالب توڑ مروڑ کر پیش کرنا، حضور ﷺ کی ختم المرسلینی سے انکار کرکے پیغمبر قادیان کو آخری نبی ماننا، قوم میں تشتُت وانتشار پھیلانا، اسلام کے بنیادی اصولوں سے انحراف کے ان کے بجائے نئے نئے مسائل واحکام گھڑنا، دین حنیف میں رخنے ڈالنا، عقائد باطلہ کی ترویج دینا اور عامۃ الناس کو غلط وگمراہ کن راستوں پر چلانا اس مذہب کا خاص دستور اور اصل اصول ہے۔ اسلئے اس نے اسلام کے جماعتی وملی نظام کو درہم برہم کرنے میں کوئی کمی اُٹھا نہ رکھی اور "اسلام" کے پردے میں وہ کام کر دکھایا جو کسی بدترین دشمن دین سے ہونا ناممکن تھا۔"

(سیرت ثنائی ص: ۱۹۶۔۲۰۰)

قادیانیت کی تردید میں مولانا بٹالوی کی خدمات

قادیانی فتنہ مولانا بٹالوی کے سامنے ہی پیدا ہوا تھا اور ان کے دیکھتے ہی دیکھتے اس نے بال وپر نکالنے شروع کردیئے تھے اور یہ فتنہ اپنے عواقب کے لحاظ سے نہایت خطرناک تھا۔ اسلئے قدرتی طور پر مولانا بٹالوی نے اس کی تردید میں جان کی بازی لگادی اور ہر محاذ پر اس کو ذلیل وخوار کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ اور اس سلسلہ میں جو اقدامات کئے وہ درج ذیل ہیں:

(۱) براہ راست مرزا غلام احمد قادیانی سے مباحثہ کیا۔

(۲) اس کو دعوتِ مباہلہ دی۔

(۳) اس کے علم کلام کا پوسٹ مارٹم کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جب مولانا بٹالوی نے ان تینوں محاذوں پر کامیابی وکامرانی حاصل کی اور مرزا قادیانی کی پسپائی ہو گئی تو مولانا بٹالوی نے ایک مفصل باحوالہ استفتاء مرتب کیا جس میں مرزائے قادیان کے عقائد نقل کئے اور ان عقائد کی روشنی میں برصغیر (پاک وہند) کے ہر مسلک کے نامور علمائے کرام سے فتویٰ لیا جن کی تعداد تقریباً دو صد (۲۰۰) ہے۔ پھر اس فتویٰ کو علمائے کرام کی مواہیر اور دستخطوں کے ساتھ شائع کیا۔

مولانا بٹالوی نے سب سے پہلے اس استفتاء پر اپنے اُستاد شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی سے دستخط کرائے۔ شیخ الکل مرحوم ومغفور نے اپنے فتویٰ میں لکھا ہے کہ

''استفتاء میں درج عقائد کا حامل اور اس کے پیروکار اہل سنت سے خارج ہیں، نہ اُن کی نماز جنازہ جائز ہے اور نہ مسلمانوں کے قبرستانوں میں انہیں دفن کیا جائے۔''

یہ فتویٰ مرزائے قادیان کی وفات (۱۹۰۸ء) سے کئی سال قبل شائع ہوا تھا۔ اس نے ایوان مرزائیت میں زلزلہ برپا کر دیا تھا۔

شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی نے استفتاء کا نہایت مدلل جواب دیا تھا۔ جس کا جواب مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت سے نہ بن پڑا اور پوری امت مرزائیت اپنے نبی سمیت فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ کا مصداق بن گئی۔

چنانچہ اس فتویٰ کی اشاعت کے بعد مرزائے قادیان نے شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی اور مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہم اللہ اجمعین کے خلاف ہذیان بکنا شروع کر دیا کہ

میری تکفیر کے بانی یہی دو شخص ہیں (نذیر حسین دہلوی اور محمد حسین بٹالوی) پیش پیش ہیں، اور دوسرے مولویوں نے بغیر سوچے سمجھے ان کی تائید کر دی ہے لیکن وہ اس فتویٰ کا کوئی معقول جواب نہ دے سکا۔

مرزا قادیانی اپنی کتاب انجام آتھم میں لکھتا ہے:

چونکہ علمائے پنجاب اور ہندوستان کی طرف سے فتنہ تکفیر وتکذیب حد سے زیادہ گذر گیا ہے اور نہ فقط علماء بلکہ فقراء اور سجادہ نشین بھی اس عاجز کے کافر اور کاذب ٹھہرانے میں مولویوں کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔ ایسا ہی ان لوگوں کے اغواء سے ہزاروں لوگ ایسے پائے جاتے ہیں، کہ وہ ہمیں نصاریٰ وہنود سے بھی اکفر سمجھتے ہیں۔ اگرچہ اس تکفیر کا بوجھ نذیر حسین دہلوی کی گردن پر ہے۔ مگر تاہم دوسرے مولویوں کا یہ گناہ ہے کہ انہوں نے اس نازک امر تکفیر میں اپنی عقل اور تفتیش سے کام نہیں لیا، بلکہ نذیر حسین کے دجالانہ فتویٰ کو دیکھ کر جو محمد حسین بٹالوی نے تیار کیا تھا بغیر تحقیق وتنقیح کے ایمان لے آئے ہیں۔'' (انجام آتھم ص: ۴۵ مطبوعہ: ۱۸۹۷ء)

یوں تو مولانا بٹالوی کی زندگی کا بیشتر حصہ رد قادیانیت میں گذرا، اور ان کی بہت سی تحریریں اشاعۃ السنۃ میں شائع ہوئیں لیکن چند تحریریں الگ بھی مطبوعہ ہیں۔ مثلاً ''خیالی مسیح اور اس کے فرضی حواری سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گفتگو" جو ۱۸۹۱ء میں ۳۵ صفحات پر شائع ہوئی۔ اس میں مرزا صاحب کے ایک خیالی مرید سے مولف کی مکمل مراسلت شائع کی گئی اور مرزا صاحب کی کتب (فتح الاسلام، توضیح المرام، ازالہ اوہام) پر بھی تبصرہ کیا گیا۔

ایک دوسری تحریر "مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے بارے میں چند سوالات" کے عنوان سے ۱۶ صفحات پر شائع ہوئی جو دراصل مولانا بٹالوی کے سوالات اور مولانا محی الدین عبدالرحمان لکھوی کے جوابات پر مشتمل ہے۔

۱۸۹۶ء میں مرزائے قادیان نے مولانا بٹالوی کو مباہلہ کا چیلنج دیا، مولانا بٹالوی نے اس چیلنج کو قبول کیا لیکن مرزا صاحب مباہلہ کرنے سے انکاری ہوگئے اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ بھلا اپنوں سے بھی کوئی مباہلہ کرتا ہے، مولانا آپ تو میرے پرانے دوست ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے کہ آپ مرزائی ہو جائیں گے۔ اسلئے آپ سے کیوں مباہلہ کروں۔

مرزا غلام احمد کے اصل الفاظ یہ ہیں:

"مجھ کو خدا نے تین مرتبہ اطلاع دی ہے کہ محمد حسین کو رجوع دیا جائے گا، اسلئے میں نے اس پیش گوئی کو اس رسالہ سراج منیر میں جواب چھپ رہا ہے، درج کر دیا ہے اور جہاں تک میری طاقت ہے میں دعا بھی کروں گا۔ مجھ کو اس بات سے بہت ہی خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ارادہ فرمایا ہے۔ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔" (مکتوب ۲ اپریل ۱۸۹۷ء، اشاعۃ السنۃ ج:۱۸، تحریک ختم نبوت از ڈاکٹر بہاؤالدین ج۲، ص:۲۸)

مباہلہ کے بارے میں مرزا قادیانی نے کئی تحریریں شائع کیں اور کئی شرطیں بھی رکھیں۔ مولانا بٹالوی ہر بار مباہلہ کا چیلنج کرتے رہے اور مرزا صاحب ٹال مٹول سے کام لیتے رہے۔ وہ حیلے بہانے کر کے اپنی جان چھڑانا چاہتے تھے لیکن وہ کامیاب نہیں ہوئے بلکہ ذلیل و خوار ہوئے۔

مباحثہ لدھیانہ ۱۸۹۱ء

جولائی ۱۸۹۱ء میں مولانا بٹالوی اور مرزا قادیانی کے مابین لدھیانہ میں تحریری مباحثہ ہوا جو ۱۲ روز تک جاری رہا۔ اس مباحثہ کی روئداد مولانا بٹالوی کے رسالہ ماہنامہ اشاعۃ السنۃ جلد ۱۳ ص:۲۱۴ تا ۳۲۶ اور جلد ۱۴، ص:۱۳۰ تا ۳۵۲ درج ہے۔

محترم ڈاکٹر بہاؤالدین صاحب نے اپنی کتاب 'تحریک ختم نبوت جلد ۴، ص:۴۳ تا ۲۸۶ یہ مباحثہ درج کر دیا ہے۔

قادیانیت کی تردید میں علمائے اہلحدیث کی خدمات جلیلہ اظہر من الشمس ہیں اور اس فتنہ کی سرکوبی کا اولین سہرا علمائے اہلحدیث کے سر ہے۔ اور سب سے پہلے اس فرقہ ضالہ کی سرکوبی مولانا سید محمد حسین بٹالوی نے کی۔ آپ کے بعد شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا قاضی سلیمان منصورپوری، مولانا حافظ عبداللہ روپڑی، مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی رحمھم اللہ اجمعین کے نام آتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد رمضان یوسف سلفی، فیصل آباد

فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اور فتنہ قادیانیت

فاتح قادیاں مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ برصغیر پاک وہند کی جامع الصفات علمی شخصیت تھی۔ اللہ رب العزت نے جن کو بے پناہ خوبیوں سے بہرہ مند فرمایا تھا۔وہ دین اسلام کے داعی بھی تھے۔مفسر قرآن بھی، متکلم بھی تھے، مصنف، مناظر اور صحافی بھی۔ان کی اسلامی اور دینی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ان کا شمار بیسویں صدی عیسوی کی ان فحول علمائے کرام میں ہوتا ہے جو متعدد اوصاف کے حامل تھے۔انہوں نے اس دور میں شعور کی آنکھ کھولی جب یہ خطہ انگریز کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اور یہاں کئی اسلام دشمن تحریکیں پیدا ہو چکی تھیں اور وہ پوری شدت اور سرگرمی سے اسلام پر حملہ آور تھیں۔مولانا مرحوم نے ان حالات میں تعلیم وتربیت کی منزلیں طے کیں اور گردوپیش کا جائزہ لے کر وہ ان سب کے خلاف سینہ سپر ہو گئے اور اسلام کی مدافعت ومحافظت میں اپنی تمام تر صلاحیتیں اور قوتیں صرف کر دیں۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ جون ۱۸۶۸ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ان کی عمر سات سال تھی کہ والد محترم وفات پا گئے، ۱۴ سال کی عمر کو پہنچے تو والدہ محترمہ بھی داغ مفارقت دے گئیں۔اس عمر میں وہ اپنے بڑے بھائی کے ہاں رفوگری کا کام کرتے تھے کہ ایک بزرگ کے کہنے پر دینی تعلیم کا شوق دامن گیر ہوا۔انہوں نے ابتدائی درسی کتب مولانا احمد اللہ امرتسری کے حلقۂ درس میں رہ کر پڑھیں۔حدیث کا درس استاد پنجاب مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی سے لیا اور پھر دہلی کی طرف شدرحال کیا اور شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر ان سے اکتساب علم کر کے سند فراغت حاصل کی پھر مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور گئے اور وہاں سے مستفید ہوئے۔مولانا مرحوم دیوبند بھی پہنچے اور مولانا محمود حسن کے حلقۂ درس میں شریک ہوئے اور سند حاصل کی۔اب مدرسہ فیض عام کانپور کا قصد کیا اور مولانا احمد حسن مرحوم سے حدیث اور معقول ومنقول کا درس لیا اور ۱۸۹۲ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ تحصیل علم کے بعد مولانا کچھ عرصہ شعبہ تدریس سے منسلک رہے مگر انہوں نے عملی طور پر اس میں زیادہ دلچسپی نہیں لی۔اس کی وجہ یہ تھی کہ مختلف اطراف سے اسلام اور پیغمبر اسلام پر شدید حملے ہو رہے تھے۔عیسائی پادریوں اور آریہ سماجی پرچارکوں نے ایک خاص منصوبہ کے تحت منظم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طریقے سے اسلام اور اسلامی تہذیب و تعلیمات پر یلغار کر دی تھی۔ علاوہ ازیں فتنہ مرزائیت بھی اُبھر آیا تھا۔ ان وجوہ کی بنا پر مولانا ثناء اللہ صاحب کے نزدیک یہ وقت مسجد میں بیٹھ کر خدمت دین سرانجام دینے کا نہ تھا بلکہ میدان میں اُتر کر براہ راست ان اسلام دشمن طاقتوں سے نبرد آزما ہونے کا تھا۔ اس وقت مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ علیہ اس محاذ کے علمبردار تھے اور وہ تنہا مخالفین اسلام کے مقابلے میں ڈٹے ہوئے تھے۔ مولانا ثناء اللہ صاحب نے اسی مورچے میں آنے کو ترجیح دی، وہ خود فرماتے ہیں کہ "کانپور سے فارغ ہوتے ہی میں اپنے وطن پنجاب پہنچا اور مدرسہ تائید الاسلام امرتسر میں کتب درس نظامیہ کی تعلیم پر مامور ہوا۔ طبیعت میں تجسس زیادہ تھا، اس لئے ادھر اُدھر سے ماحول کی مذہبی حالت دریافت کرنے میں مشغول رہتا۔ میں نے دیکھا کہ اسلام نے سخت بلکہ سخت ترین مخالف عیسائی اور آریہ دو گروہ ہیں، ان ہی دنوں قریب میں قادیانی تحریک پیدا ہو چکی تھی، جس کا شہرہ ملک میں پھیل چکا تھا۔ مسلمانوں کی طرف سے اس دفاع کے علم بردار مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالوی مرحوم تھے۔ میری طبیعت طالب علمی ہی کے زمانے میں مناظرات کی طرف بہت زیادہ راغب تھی۔ اس لئے تدریس کے علاوہ میں ان تینوں گروہوں (عیسائی، آریہ، قادیانیوں) کے علم کلام اور کتب مذہبی کی طرف متوجہ رہا۔ بفضلہ تعالی میں نے اس میں کافی واقفیت حاصل کرلی۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ ان تینوں مخاطبوں سے، قادیانی مخاطب کا نمبر اول رہا۔ شاید اسلئے کہ قدرت کو منظور تھا کہ مولانا بٹالوی مرحوم کے بعد یہ خدمت میرے سپرد ہو گی۔ جن کی جانب مولانا مرحوم کو علم ہوا ہو تو شاید یہ شعر پڑھتے ہوں گے: ع

آکے سجادہ نشیں قیس ہوا میرے بعد
رہی خالی نہ کوئی دشت میں جا میرے بعد

اس شغل میں، میں نے چند علمائے سلف کی تصنیفات سے خاص فوائد حاصل کئے۔ حدیث شریف میں قاضی شوکانی، حافظ ابن حجر اور ابن قیم وغیرھم کی تصانیف سے، علم کلام میں امام بیہقی، امام غزالی، حافظ ابن حزم، علامہ عبدالکریم شہرستانی، حافظ ابن تیمیہ، شاہ ولی اللہ اور امام رازی وغیرھم رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کی تصانیف سے فائدہ اٹھایا۔" (اہلحدیث کا مذہب طبع مکتبہ ثنائیہ سرگودھا)

آگے بڑھنے سے پہلے چند مشاہیر کے تاثرات پیش کئے جاتے ہیں۔ مؤرخ اسلام علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ:

"مولانا ہندوستان کے مشاہیر علماء میں تھے۔ فن مناظرہ کے امام تھے، خوش بیان مقرر تھے۔ متعدد تصانیف کے مصنف تھے۔ موجودہ سیاسی تحریکات سے پہلے جب شہروں میں اسلامی انجمنیں قائم تھیں اور مسلمانوں اور قادیانیوں اور آریوں اور عیسائیوں میں مناظرے ہوا کرتے تھے تو مرحوم مسلمانوں کی طرف عموماً نمائندہ ہوتے تھے اور اس سلسلہ میں وہ ہمالیہ سے لے کر خلیج بنگال تک رواں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دواں رہتے تھے۔اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف جس نے بھی زبان کھولی اور قلم اٹھایا اس کے حملے کو روکنے کیلئے ان کا قلم شمشیر بے نیام ہوتا تھا اور اسی مجاہدانہ خدمت میں انہوں نے عمر بسر کر دی۔فجزاہ اللہ عن الاسلام خیر الجزاء۔

مرحوم اسلام کے بڑے مجاہد سپاہی تھے۔ زبان اور قلم سے اسلام پر جس نے بھی حملہ کیا اس کی مدافعت میں جو سپاہی سب سے آگے بڑھتا وہ وہی ہوتے۔ اللہ تعالیٰ اس غازی اسلام کو شہادت کے درجات و مراتب عطا کرے۔

آگے سید صاحب لکھتے ہیں کہ یہ وہ زمانہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوؤں سے پنجاب میں فتنہ پیدا تھا۔انہوں (مولانا امرتسری) نے مرزا کے خلاف صف آرائی کی اور اس وقت سے لے کر آخر دم تک اس تحریک اور اس کے امام کی تردید میں پوری قوت صرف کر دی یہاں تک طرفین میں مباہلہ بھی ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صادق کے سامنے کاذب نے وفات پائی۔(یادرفتگان ص: ۴۱۸)

مولوی اللہ وسایا صاحب حنفی دیوبندی فرماتے ہیں کہ: "آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی سے مناظرے، مباحثے اور مقابلے کئے اس لئے آپ کو "شیر پنجاب" کہا جاتا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی نے آخری عمر میں اعلان کیا تھا کہ میں اگر سچا ہوں تو میری زندگی میں مولوی ثناءاللہ کسی وبائی مرض میں مبتلا ہو کر مر جائیں گے اور اگر وہ سچے ہیں تو میں ان کی زندگی میں مر جاؤں گا۔الحمدللہ مولانا ثناءاللہ کی زندگی میں مرزا قادیانی ہیضہ جو ایک وبائی مرض ہے اس کا شکار ہو کر آنجہانی ہو گیا اس لئے آپ کو "فاتح قادیاں" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔" (تذکرہ مجاہدین ختم نبوت ص: ۱۱۹)

اللہ وسایا صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں: "قادیانی آپ کا نام سن کر لرزہ براندام ہو جایا کرتے تھے۔ بارہا ایسا ہوا کہ کسی مناظرے کی تحریک ہوئی لیکن صرف یہ سن کر کہ اس مناظرے میں مولانا امرتسری پیش ہوں گے قادیانیوں نے دست کشی اختیار کر لی۔"(تذکرہ مجاہدین ختم نبوت ص:۱۲۶)

اسی طرح ایک اور حنفی عالم مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی ردّ قادیانیت سے متعلق خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے:

"ہیں مرزا غلام احمد صاحب نے جب ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا پھر ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا تو علمائے اسلام نے ان کی تردید و مخالفت شروع کی۔ تردید و مخالفت کرنے والوں میں مشہور عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ مدیر "اہل حدیث" پیش پیش اور نمایاں تھے۔" (قادیانیت مطالعہ وجائزہ ۲۸)

معروف صحافی اور مصنف آغا شورش کاشمیری لکھتے ہیں:

"کہ جن علمائے اہل حدیث نے مرزا اور ان کے بعد قادیانی امت کو ...

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سہسوانی، قاضی محمد سلیمان منصور پوری اور مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی سرفہرست تھے لیکن جس شخصیت کو علمائے اہل حدیث میں "فاتح قادیاں" کا لقب ملا وہ مولانا ثناء اللہ امرتسری تھے۔ انہوں نے مرزا اور اس کی جماعت کو لوہے کے چنے چبوا دیئے۔ اپنی زندگی ان کے تعاقب میں گزار دی۔ ان کی بدولت قادیانی جماعت کا پھیلاؤ رک گیا۔ مرزا نے تنگ آکر انہیں خط میں لکھا کہ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا ہے اور صبر کرتا رہا ہوں۔ اگر میں کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ آپ لکھتے ہیں تو آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا ورنہ آپ سنت اللہ کے مطابق مکذبین کی سزا سے نہیں بچ سکیں گے۔ خدا آپ کو نابود کردے گا۔ خداوند تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مفسد اور کذاب کو صادق کی زندگی میں اٹھا لے۔" (تحریک ختم نبوت ۴۰۔۴۱)

مرزا کے اس خط کے ایک سال ایک ماہ اور بارہ دن بعد مرزا قادیانی لاہور میں اپنے میزبان کے بیت الخلاء میں دم توڑ گئے جبکہ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو سرگودھا میں فوت ہوئے۔ اس لحاظ سے آپ مرزا کی موت کے بعد چالیس سال زندہ رہے۔ ان تمہیدی گزارشات کے بعد مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ کی قادیانیت کے خلاف تقریری، تصنیفی اور صحافتی خدمات کو بیان کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں ہم مولانا صفی الرحمان مبارک پوری رحمہ اللہ کی کتاب "فتنہ قادیانیت اور مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ" سے چند باتیں مستعار لیتے ہیں۔ یہ کتاب اگست ۲۰۰۷ء میں مکتبہ محمدیہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

فاتح قادیان کی فاتحانہ سرگرمیاں

مرزا صاحب سے تصادم کا آغاز و ارتقا

جیسا کہ مولانا امرتسری رحمہ اللہ کی سوانحی تفصیلات سے ظاہر ہے مرزا قادیانی کے دعوائے مسیحیت (جنوری ۱۸۹۱ء) کے وقت مولانا امرتسری رحمہ اللہ طالب علم تھے اور اس دعویٰ کے ظہور کے کوئی ڈیڑھ سال بعد تحصیل علم سے فارغ ہو کر امرتسر تشریف لائے تھے۔ اس وقت آپ کے اساتذہ اور کبار علماء مرزا کی عیاریوں کا پردہ چاک کر رہے تھے۔ اسلئے طبعی طور پر اس فتنے کے ابتدائی دور میں مولانا کی سرگرمیاں کسی بڑے پیمانے پر نہیں جانی جا سکیں لیکن بدو شعور ہی سے آپ کے اندر اسلام اور اہل اسلام کو کامیاب و کامران اور سربلند دیکھنے کی جو آرزو تھی اس نے آپ کو مرزا سے بیگانہ بھی نہ رہنے دیا۔ پہلے پہل جب مرزا نے نہایت معصومانہ انداز سے حمایت اسلام کا بیڑہ اٹھایا تھا تو دیگر علماء کی طرح آپ کو بھی ان سے ایک گونہ عقیدت پیدا ہو گئی تھی۔ ان کیفیات کی تفصیل مولانا نے خود بیان فرمائی ہے۔

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا سے مولانا امرتسری کی ابتدائی ملاقات:

مولانا امرتسری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"جس طرح مرزا کی زندگی کے دو حصے ہیں (براہین احمدیہ تک اور اس سے بعد) اسی طرح مرزا صاحب سے میرے تعلق کے بھی دو حصے ہیں۔ براہین احمدیہ تک اور براہین سے بعد۔ براہین تک میں مرزا سے حسن ظن تھا چنانچہ ایک دفعہ جب میری عمر ۱۷۔۱۸ سال کی تھی میں بشوق زیارت بٹالہ سے پاپیادہ تنہا قادیان گیا۔ (بٹالہ سے قادیان کا فاصلہ گیارہ میل ہے) ان دنوں مرزا ایک معمولی مصنف کی حیثیت میں تھے، میں نے وہاں جو دیکھا میرے دل میں جو ان کی بابت خیالات تھے وہ پہلی ملاقات میں مبدیل ہوگئے، جس کی صورت یہ ہوئی کہ میں ان کے مکان پر دھوپ میں بیٹھا تھا، وہ آتے ہی بغیر اس کے کہ اسلام علیکم کہیں، یہ کہا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ کیا کام کرتے ہو؟ میں ایک طالبعلم علماء کا صحبت یافتہ تھا فوراً میرے دل میں آیا کہ انہوں نے مسنون طریقہ کی پرواہ نہیں کی، کیا وجہ ہے؟ مگر چونکہ حسن ظن غالب تھا اسلئے یہ وسوسہ دب کر رہ گیا۔" (تاریخ مرزا ص: ۶۹)

مرزا کے دعوائے مسیحیت پر مولانا امرتسری رحمہ اللہ کا رد عمل:

یہ تو اس وقت کی بات ہے جب مولانا محض ایک طالب علم اور مرزا قادیانی محض ایک مبلغ اسلام تھے۔ لیکن جب مرزا دعوائے مسیحیت کے ساتھ جلوہ طراز ہوگئے تو اس پر مولانا کے جو کچھ تاثرات تھے انہیں مولانا ہی کے الفاظ میں سنیئے۔ فرماتے ہیں:

"ایک دفعہ کا واقعہ خاص قابل ذکر ہے کہ حکیم نورالدین صاحب سے بمقام امرتسر رات کے وقت تخلیہ میں کئی گھنٹہ گفتگو ہوئی۔ آخر حکیم صاحب نے فرمایا کہ ہمارا تجربہ ہے کہ بحث و مباحثہ سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا آپ حسب تحریر مرزا مندرجہ رسالہ "نشان آسمانی"[1] استخارہ کیجئے اللہ کو جو منظور ہوگا آپ پر کھل جائے گا۔

ہر چند میں ایسے استخاروں اور خوابوں پر بمقابلہ نصوص شرعیہ کے اعتماد اور اعتبار کرنا ضمناً دعوی عصمت یا مساوات معصوم بلکہ برتری کے برابر جانتا تھا تاہم ایک محقق کیلئے کسی جائز طریق فیصلہ پر عمل نہ کرنا جیسا کچھ شاق ہوتا ہے، مجھے بھی ناگوار تھا کہ میں حسب تحریر مرزا جی ان کی نسبت استخارہ نہ کروں، چنانچہ میں نے پندرہ روزہ حسب تحریر "نشان آسمانی" مصنفہ مرزا جی استخارہ کیا اور میرا رب جانتا ہے کہ میں نے اپنی طرف سے صفائی میں کوئی کسر نہ رکھی۔ بالکل رنج اور کدورت کو الگ کر کے نہایت تضرع

---

① یہ رسالہ ۲۶ مئی ۱۸۹۲ء کو پہلی بار طبع ہوا تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ جناب باری میں دعائیں کیں بلکہ جتنے دنوں تک استخارہ کرتا رہا اتنے دنوں تک مرزا جی کے بارے میں مجھے یاد نہیں کہ میں نے کسی سے مباحثہ یا مناظرہ بھی کیا ہو۔ آخر چودھویں رات میں نے مرزا جی کو خواب میں دیکھا کہ آپ ایک تنگ مکان میں سفید فرش پر بیٹھے ہیں میں ان کے قریب بیٹھ گیا اور سوال کیا کہ آپ کی مسیحیت کے دلائل کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ تم دو زینے چھوڑ جاتے ہو۔ پہلے حضرت مسیح کی وفات کا مسئلہ، دوئم عدم رجوع کا مسئلہ طے ہونا چاہئے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ ان دونوں کو طے شدہ ہی سمجھئے۔ میری غرض یہ ہے کہ اس پیشگوئی کے الفاظ میں جتنے لفظوں کی حقیقت حال ہے ان کو چھوڑ کر حسب قائدہ علمیہ باقی الفاظ میں مہما امکن مجاز کیوں مراد ہے۔ یعنی اگر بجائے مسیح کے مثیل مسیح بھی آئے تو ان مقامات پر جہاں کا ذکر احادیث صحیحہ میں آیا ہے کیوں نہ آئے، کیونکہ ان مقامات پر مسیح یا مثیل مسیح کا آنا محال نہیں۔ اس کا جواب مرزا نے ابھی دیا ہی نہ تھا کہ دو آدمی اور آ گئے۔ ان کی آؤ بھگت میں ہم دونوں ایک دوسرے کی مواجہت سے ذرا الگ ہوئے تو مرزا جی کو دیکھتا ہوں کہ لکھنؤ کے شہدوں کی طرح سکڑا سا چہرہ اور داڑھی بالکل رگڑ کر کتری ہوئے ہے۔ سخت حیرانی ہوئی اسی حیرانی میں بیدار ہو گیا۔ جس کی تعبیر میرے ذہن میں آئی کہ مرزا کا انجام اچھا نہیں۔ (الہامات مرزا طبع ثالث ص: ۴، ۵، ۶)

رد قادیانیت کا آغاز وارتقا:

اس اقتباس سے ایک طرف یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے شرعی دلائل و شواہد کی روشنی میں بھی اور خود مرزا کے بتلائے ہوئے طریقہ تحقیق کے مطابق بھی ان کے دعاوی کو خوب خوب جانچا لیکن انہیں ہر معیار پر کھوٹا، غلط اور پر فریب پایا۔

دوسری طرف اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ مولانا نے اس مذکورہ استخارے سے پہلے بھی مرزا کے دعوے کی بابت بحث ومباحثہ کا سلسلہ خاصی گرمجوشی کے ساتھ جاری کرر کھا تھا اور اس استخارے کے بعد بھی۔ متعدد قرائن سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ استخارہ ۱۸۹۲ء اور ۱۸۹۴ء کے درمیان کسی وقت کیا گیا تھا۔ اس سلیئے مجھے سمجھنا چاہئے کہ مولانا نے تعلیم سے فارغ ہو کر واپس آتے ہی مرزا کی تردید کا محاذ سنبھال لیا تھا۔ لیکن آپ نے اپنے اس ابتدائی دور میں جو اقدامات کئے اور جن مواقع پر کئے سخت افسوس ہے کہ ہماری دانست کی حد تک اب ان کے معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ موجود نہیں ہے تاہم ان کی اہمیت کا اندازہ اس طرز تخاطب سے لگایا جا سکتا ہے جو مرزا صاحب نے مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی بلمقابل اختیار کیا تھا۔

مرزا صاحب نے ۱۸۹۶ء میں "انجام آتھم" لکھی اس میں اپنے مکذبین پر بری طرح برسے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"اے بدذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے؟ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت چھوڑو گے؟ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو پلایا۔" (روحانی خزائن ص ۲۱ ج ۱۱)

اسی سلسلہ میں آگے چل کر مرزا نے اپنے اشداور نامی مخالفین میں مولانا محمد حسین بٹالوی اور مولانا احمد اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو بہ پہلو مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی لکھا ہے۔ اور ان تینوں کے بابت ارشاد فرمایا ہے کہ:

"یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح مردار کھاتے ہیں۔" (روحانی خزائن ص ۳۰۹ ج ۱۱)

اس کتاب کے ضمیمہ ص ۲۰ کے حاشیہ سے یہ بھی معلوم ہے کہ اس کتاب کی تالیف سے پہلے ہی مرزائیت کی تردید میں مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے سرگرمیاں اس مقام کو پہنچ چکی تھیں کہ مرزا قادیانی اور مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان مباہلہ کے لیے سلسلہ جنبانی اور خط و کتابت کا آغاز ہو چکا تھا۔ پھر اس کتاب کے ضمیمہ ۲۰ میں بھی مرزا نے مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء کو دعوت مباہلہ دی ہے۔ (روحانی خزائن ص ۳۰۴، ج ۱۱) یہ الگ بات ہے کہ جب یہ علماء مباہلہ کے لیے مقابل آئے تو مرزا صاف مکر گئے۔

"انجام آتھم" کی تصنیف کا پس منظر یہ ہے کہ ڈپٹی عبداللہ آتھم کو مرزا کی پیشگوئی کے مطابق ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تک مرجانا چاہیئے تھا۔ لیکن وہ اپنی پیرانہ سالی کے باوجود زندہ رہا۔ اس پر علمائے کرام اور عامۃ المسلمین نے مرزا جی کی وہ ہو درگت بنائی کہ منہ دکھانا مشکل ہو گیا۔ لیکن تقریباً مزید ۲ سال بعد ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو آتھم وفات پا گیا تو مرزا نے جھٹ "انجام آتھم" لکھی اور اپنی لمبی چوڑی بکواس کے ساتھ ساتھ اپنے مخالف علماء کرام کو دل کھول کر گالیاں دیں۔ اس تفصیل سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۹۴ء یا اس سے پہلے ہی رد قادیانیت میں اتنی پیش رفت کر چکے تھے کہ ان کا نام صف اول کی مجاہدین کے پہلو بہ پہلو آنا شروع ہو گیا تھا۔

پھر ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء کو مرزا قادیانی نے "معیار الاخیار" کے نام سے ایک اشتہار شائع کیا، اور اس میں کبار علماء کو مباحثہ کی دعوت دی۔ اس اشتہار کے مدعوئین میں بھی مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کا نام موجود ہے۔ اور اس اشتہار کے جواب میں جو لوگ مباحثہ کے لیے اٹھے ان میں بھی مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ پیش پیش تھے۔

اسی طرح ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء کو مرزا صاحب نے ایک اشتہار کے ذریعہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہ اور مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ [1] کو دعوت دی کہ:

"میرے مقابل سات گھنٹہ زانو بزانو بیٹھ کر چالیس آیات قرآنی کی عربی تفسیر لکھیں جو بتقطیع کلاں

[1] دیکھئے: مرقع قادیانی جنوری ۱۹۳۲ء ص ۱۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیس ورق سے کم نہ ہو۔ پھر جس کی تفسیر عمدہ ہوگی وہ موید من اللہ سمجھا جائے گا۔" (تاریخ مرزا ص: ۵۷ و مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موجود ۳/ ۴۳۵)

اس مقابلہ تفسیر نویسی کی روداد نہایت دلچسپ ہے۔ لاہور میں مقررہ مقام پر مولانا امر تسری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء تشریف لائے۔ لیکن مرزا صاحب قادیان میں گھر کے اندر ہی دبک کر بیٹھ رہے اور وہیں سے علماء اسلام کے فرار کا اشتہار شائع کر دیا۔

ان چند متفرق واقعات سے مولانا امر تسری رحمۃ اللہ علیہ کی اس ٹھوس جدوجہد کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جو آپ نے رد قادیانی کے سلسلے میں اس فتنے کے نمود و ظہور کے ابتدائی ایام ہی سے اختیار کر رکھی تھی ،افسوس ہے کہ اس دور کی سرگرمیوں کی تفصیلات دستیاب نہ ہو سکیں۔

قادیانیت کی تردید مرزاجی کی زندگی میں

(۱) "الہامات مرزا" کی تالیف اور اس کے اثرات

(۱۹۰۱ء)

یہ کتاب مولانا امر تسری رحمۃ اللہ علیہ نے ان دعاؤں اور استخارات کے بعد تصنیف کی تھی جن کا ذکر پچھلے صفحات میں گذر چکا ہے۔ آپ نے اس کی تصنیف کے لیے قلم اس وقت اٹھایا تھا، جب آپ تدریسی مشاغل سے کنارہ کش ہو کر اہل باطل کی تردید کے لیے تحریر و تقریر کے میدان میں اتر چکے تھے۔ اس کتاب کے تیسرے ایڈیشن کے دیباچہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانیت کی تردید میں آپ کی یہ پہلی باقاعدہ اور مستقل تصنیف ہے۔

مرزا صاحب کے سلسلہ میں اصل موضوع بحث صرف ایک ہی چیز ہو سکتی تھی کہ آیا وہ اپنے دعوئے مسیحیت میں صادق ہیں یا کاذب؟ لیکن مرزا صاحب کی ہوشیاری دیکھی کہ وہ علمائے اسلام کو حیات و وفات مسیح کی طول طویل بحث میں الجھا کر اصل مسئلہ سے لوگوں کی توجہ ہٹائے رکھتے تھے اور علمائے کرام یہ سمجھ کر اس مسئلہ میں الجھے ہوئے رہتے تھے کہ آسمان پر مسیح علیہ السلام کا رہنا اور قرب قیامت میں وہاں سے نازل ہونا ثابت کر دیا جائے تو مرزا صاحب خود بخود جھوٹے ثابت ہو جائیں گے۔ کیونکہ مرزا صاحب آسمان سے اترنے کے بجائے قادیان میں پیدا ہوئے لیکن اس علمی بحث کا نتیجہ یہ تھا کہ مرزا صاحب کی اصل حقیقت بے نقاب نہ ہو پاتی تھی اور عوام یہ سمجھتے تھے کہ یہ بھی اسلام کے بہت سے اختلافی مسائل کی طرح ایک اختلافی مسئلہ ہے جس میں مختلف رائیں ہو سکتی ہیں۔ مرزا کو اس سے یہ فائدہ تھا کہ وہ کسی خاص مشکل میں پڑے بغیر لوگوں کو اپنے دام فریب میں گرفتار کرتے رہتے تھے۔

اس صورتحال کے مدنظر مولانا امر تسری رحمۃ اللہ علیہ نے ادھر ادھر کی تمام طولانی بحثوں سے دامن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمیٹ کر اپنی اس کتاب "الہامات مرزا" میں پوری بحث صرف اس ایک نقطہ پر مرکوز کر دی ہے کہ مرزا اپنے دعوے میں صادق ہیں یا کاذب؟ اور پھر ان کے جھوٹ اور سچ کو پرکھنے کیلئے معیار بھی اسی چیز کو قرار دیا ہے جسے خود مرزا نے اپنی سچائی اور جھوٹ کا معیار کہا ہے۔ اس بارے میں مرزا کا ارشاد یہ ہے کہ:

"ہمارا صدق یا کذب جانچنے کیلئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر کوئی امتحان نہیں ہو سکتا۔" آئینہ کمالات اسلام ص: ۲۸۸، روحانی خزائن ص: ۲۸۸ و مجموعہ اشتہارات ص: ۱۵۹ ج: ۱)

مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ، مرزا کا یہ ارشاد نقل کر کے لکھتے ہیں:

"چونکہ قادیانی مذہب کی جانچ کا یہی ایک اصل الاصول ہے، اسلئے ضروری ہے کہ ہم اس طریق سے اس ادعا کی جانچ کریں جس سے مرزا کے الہامی ہونے کی حقیقت کھل جائے۔" (دیباچہ الہامات مرزا طبع ششم ص: ۲)

چنانچہ مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کے پہلے ایڈیشن میں مرزا کی ان چار پیشین گوئیوں پر بحث کی ہے جو اس وقت تک شائع ہو کر منظر عام پر آچکی تھیں۔ مولانا نے ہر ہر پیشین گوئی پر کئی پہلو سے بحث کی ہے اور خود مرزا کی عبارتوں اور ان کے بیانات کی روشنی میں نہایت ٹھوس دلائل سے ثابت کیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک پیشین گوئی اپنے وقت پر غلط اور جھوٹی ثابت ہوئی ہے جو مرزا کے جھوٹے اور بر خود غلط ہونے کی واضح نشانی ہے۔ بعد کے ایڈیشنوں میں مولانا صاحب نے اس نہج پر ان مزید پیشین گوئیوں پر بحث کا اضافہ کیا ہے جنہیں مرزا نے بعد کے ادوار میں ارشاد فرمایا تھا۔ یہ کتاب قادیانیت کی تردید کے موضوع پر شاہکار کی حیثیت رکھتی رہی ہے اور اپنی نظیر آپ ہے۔ اس کی اشاعت نے بہت سے اہل ایمان کے ڈگمگاتے ہوئے قدم جما دیئے اور قادیانی صف کے اندر ہلچل مچا دی۔ مرزا کے ایک بڑے خصوصی مرید اور عظیم موید ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی کے خیالات میں سب سے پہلا تغیر اسی کتاب کے ذریعہ آیا۔ پھر وہ ۱۹۰۶ میں قادیانیت سے تائب ہو گئے اور اس کے بعد اتنی سرگرمی کے ساتھ مرزا کی تردید شروع کر دی کہ مرزا کے مرتے دم تک بلکہ مرنے کے بعد بھی ان کا پیچھا نہ چھوڑا۔

یہ کتاب جب منظر عام پر آئی تو وقت کے بڑے بڑے علماء اور شیوخ نے اس کی اہمیت کا اعتراف کیا۔ مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد مولانا حافظ عبدالمنان صاحب محدث وزیر آبادی نے فرمایا: "اس سے بڑھ کر اس مضمون میں کوئی رسالہ میری نظر سے نہیں گذرا۔ مرزا کے اکذب الناس ہونے پر حجت واضح ہے، مرزا کے عقائد میں متردین کا تو کیا ذکر، معتقدین کے اعتقاد کو بھی (بشرط انصاف) ہلا دینے والا ہے۔"

مولانا کے ایک اور استاد مولانا احمد اللہ صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "کتاب الہامات مرزا، واسطے تردید مرزا کے نرالی طرز کی ہے۔ منصف عاقبت اندیش اس کو دیکھ کر کبھی مرزا کا معتقد نہیں رہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتا۔"

اور پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے فرمایا: "میں امید کرتا ہوں کہ آپ کے رسالہ (الہامات مرزا) کے ملاحظہ سے جس قدر اہل حق کے لیے تقویت ہوگی اسی قدر بلکہ اس سے بڑھ کر مقابل کے دل میں رعب ڈالا جائے گا۔" (اس اقتباسات کے لئے ملاحظہ ہو الہامات مرزا ص:۱)

اور واقعی پیر صاحب کی یہ توقع حرف بحرف پوری ہوئی اور مرزا مرتے دم تک اس کا جواب نہ دے سکے حالانکہ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۰۱ء کے اخیر یا ۱۹۰۲ء کے شروع میں شائع ہوا تھا (جو ہاتھوں ہاتھ نکل گیا) پھر جلد ہی دوسرا ایڈیشن شائع ہوا (اور وہ بھی دیکھتے ہی دیکھتے نکل گیا)

اور پہلے ایڈیشن کے ساتھ مرزا صاحب کو یہ چیلنج دیا گیا تھا کہ جواب لکھیں تو چھپا تھا اور اس انعام کے ساتھ پانچ سو روپے نقد دیے جائیں گے دوسرے ایڈیشن پر یہ رقم ایک ہزار کر دی گئی۔ اس چیلنج سے قادیانی صفوں میں کھلبلی مچی ہوئی تھی۔ اسلئے تیسرے ایڈیشن کے موقع پر ایک سال کا انتظار کیا گیا کہ شاید کچھ قادیانی ہفوات نمودار ہوں مگر مرزا اس طرح مرعوب تھے کہ اس رسالے کے جواب میں ان کے قلم سیال سے ایک حروف بھی نہ ٹپک سکا۔ آخر ۱۹۰۴ء کے وسط میں تیسرا ایڈیشن شائع ہوا اور انعامی رقم دو ہزار کر دی گئی، مگر قادیانی سلطان القلم کا قلم مرتے دم تک حرکت میں نہ آسکا۔

بعد میں اس کتاب کے مزید تین یا تین سے زیادہ ایڈیشن شائع ہوئے۔ ہر ایڈیشن پر مولانا نے تازہ بتازہ مباحث کا اضافہ کر کے اس رسالہ کو اپنے موضوع پر انتہائی مکمل، یکتا اور منفرد بنا دیا۔

۲: موضع مد ضلع امرتسر میں مناظرہ (اکتوبر ۱۹۰۲ء)

الہامات مرزا کی اشاعت سے مرزا اور ان کے ہواخواہوں کو جو زخم لگا تھا وہ ابھی ہرا ہی تھا کہ ان پر اچانک ایک اور مصیبت آپڑی جو خود ان کی اپنی لائی ہوئی تھی۔ مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ ہیں:

"تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موضع مد ضلع امرتسر میں مرزائیوں نے شور و شغب کیا تو ان لوگوں نے (یعنی باشندگان موضع مدنے) لاہور ایک آدمی بھیجا کہ وہاں سے کسی عالم کو لاؤ کہ ان سے مباحثہ کریں۔ اہل لاہور کے مشورے سے۔۔۔۔۔۔ ع

قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

ایک تار آیا اور صبح ہوتے ہی جھٹ سے ایک آدمی آپہنچا کہ چلئے ورنہ گاؤں کا گاؤں بلکہ اطراف کے لوگ بھی سب گمراہ ہو جائیں گے۔ خاکسار چار و ناچار موضع مد مذکور پہنچا، مباحثہ ہوا۔ (الہامات مرزا ص ۹۵)

یہ مناظرہ ۲۹-۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ کو ہوا تھا اور بڑے پیمانے پر اور بڑی دھوم دھام سے ہوا تھا۔ مرزائیوں کے مناظر مولوی سرور شاہ تھے۔ موضوع بحث یہ تھا کہ مرزا اپنے الہامی دعوؤں میں سچے ہیں یا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھوٹے؟(کاویہ:۲/ ۳۴۶،الہامات مرزاص۲۹-۲۸)

مولاناامرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے مرزاکے مقرر کیئے ہوئے معیاراوراصول کے مطابق انہیں قطعی طورپر جھوٹااور فریب کارثابت کیا۔بیچارے سرورشاہ نے مولاناامرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل توڑنے اوران کی گرفتوں سے جان چھڑانے کے لئے بہت ہاتھ پاؤں مارے مگر۔۔۔۔۔ع

کیا بے بت جہاں بات بنائے نہ بنے

آخر شکست فاش کھاکر بڑی رسوائی اورروسیاہی کے ساتھ اپنے رفقاء سمیت میدان چھوڑکر بھاگ نکلے۔(کاویہ: ۱ / ۸۵)

مرزاجی کے ان فرستادوں نے جب قادیان پہنچ کر اس المناک انجام کی داستان اوراپنی ذلت و رسوائی کے احوال ان کے گوش گذار کئے تو انہوں نے فرط حسرت سے بڑے دردانگیزاور کرب خیز اشعار کہے اورجوش غضب میں مولاناامرتسری رحمۃ اللہ علیہ کو دل کھول کر گالیاں دیں۔بطوران کی چند گالیاں آپ بھی سن لیجیئے۔جو یہ ہیں:

"تباہ کن، گمراہ اور گمراہ کن، جھوٹا، مفسد، بھڑیئے کی طرح بھونکنے والا، کتے کی طرح بھونکنے والا، بھیڑیا، متکبر، جہنم کا رہنما، احمق، اجڈ، ہذیان گو، فتنہ خیز، فسادانگیز، آتش فساد، بھڑکانے والا، دجال، بھوت، ابن الہویٰ، صاحب مکائد، بچھوؤں کی طرح ڈنگ مارنے والا، بے روح جسم، ہانڈی کی طرح جوش مارنے والا، نافہم، غدارالزماں، خاسر، راغم الائف، فحش گو، وغیرہ وغیرہ۔"(دیکھیئے قصائداحمدیہ، ص: ۱۰۷تا۱۳۳۔)

اس مناظرے کے اثرات و نتائج مسلمانوں کے حق میں بہت ہی خوشگوار رہے۔ قادیانی مکرو فریب کاپردہ اس طرح چاک ہوگیا تھاکہ سادہ لوح مسلمانوں کے ڈگمگاتے ہوئے قدم پوری مضبوطی کے ساتھ اسلام پر جم گئے۔ موضع مد اوراس کے اطراف کے لوگوں نے قادیانیوں کو جوش حمایت میں چندے دیئے تھے، اب وہ بھی قادیانیوں کے مخالف تھے۔ مرزاصاحب نے اپنے قصیدہ میں ان سارے "مصائب" کا بڑے دردانگیز، حسرت ناک اور غضب آلوداندازمیں رونارویاہے۔سرزمین مد کوعذاب کی دھمکی دی ہےاوراپنی بے کسی کانقشہ اس طرح کھینچاہے۔ع

فافردت افرادالحسین بکربلا　　وفی الحی صرنامثل من کان یقبر

پس اس جگہ میں اکیلارہ گیا جیساکہ حسین کربلا میں اوراس قوم میں ہم ایسے ہوگئے جیساکہ مردہ دفن کیاجاتاہے۔(اعجازاحمدی ص:۴۸روحانی،ص: ۱۵۵ج: ۱۹)

سئمناتکالیف التطاول من عدا　　تمادت لیالی الجوریا ربی انصر

طردنالوجھک من مجالس قومنا　　فانت لنا حب فرید وموثر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم نے ظلم کی تکلیفیں دشمنوں سے اٹھائیں اور ظلم کی راتیں لمبی ہو گئیں، اے اللہ مدد کر۔

اے میرے اللہ! تیرے منہ کے لیے ہم اپنی مجلسوں سے رد کر دیئے۔ پس تو ہمارا یگانہ دوست ہے جو سب پر اختیار کیا گیا۔ (اعجاز احمد ص: ۵۴ و روحانی خزائن، ص: ۱۵۸ ج: ۱۹)

یہ معلوم ہے کہ اب تک مولانا محمد حسین بٹالوی مرزا کے سب سے بڑے حریف پنجہ فگن تھے لیکن اب اس مناظرے کے بعد مرزا کے دل و دماغ پر مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی ہیبت کابوس بن کر سوار ہو گئی اور وہ مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کو سب سے سخت گیر مناِر قرار دینے لگے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

الا رب خصم قد رأیت جداله وما ان رأینا مثله من یزور

خبردار رہو! میں نے بہت سے بحث کرنے والے دیکھے ہیں مگر اس (مولانا ثناء اللہ) جیسا فریبی میں نے کوئی نہیں دیکھا۔ (اعجاز احمدی ص ۴۸، روحانی خزائن ۱۹ / ۱۶۰)

فاوصیک یا ردف الحسین اباالوفا انب واتق اللہ المحاسب، واحذر

پس میں تجھے نصیحت کرتا ہوں اے محمد حسین (بٹالوی) کے پیچھے پیچھے چلنے والے ابوالوفا! اللہ کی طرف جھک اور حساب لینے والے اللہ سے خوف کھا اور ڈر۔ (روحانی خزائن ۱۹/ ۲۰۲)

مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ قادیان میں

(جنوری ۱۹۰۳ء)

مرزا کے جس قصیدے کا ابھی ہم نے ذکر کیا ہے وہ موضع مد میں قادیانیوں کی شکست فاش کی یادگار تو تھا ہی، مرزا کی آئندہ کچھ شکستوں، ذلتوں اور رسوائیوں کا بھی پیش خیمہ ثابت ہوا اور خود مرزا جی کی حکمت عملی کی وجہ سے ہوا۔ ہوا یہ کہ مرزا جی نے جب یہ قصیدہ تیار کیا تو شکست کا داغ دھلنے کے لیے اسے معجزہ قرار دے دیا اور اس کا نام قصیدہ اعجازیہ رکھا۔ پھر مزید کچھ دعوے اور تحدیات لکھ کر اعجاز احمدی کے نام سے اسے کتابی شکل میں شائع کر دیا اور اس کتاب "اعجاز احمدی" کے ص: ۸۸ پر اس مضمون کا اشتہار دیا کہ "اگر مولوی ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اتنی ہی ضخامت کا رسالہ اردو عربی نظم جیسا میں نے بنایا ہے پانچ روز میں بنا دے تو میں دس ہزار روپیہ اس کو انعام دوں گا"۔ اس کے جواب میں مولانا نے جو کچھ کارروائی کی وہ ان ہی کی زبانی سنیئے! لکھتے ہیں:

"میں نے ۲۱ نومبر ۱۹۰۲ء کو ایک اشتہار دیا جس کا خلاصہ ۲۹ نومبر ۱۹۰۲ء کی پیسہ اخبار لاہور میں چھپا تھا کہ آپ (مرزا جی) پہلے ایک مجلس میں اس قصیدہ اعجازیہ کو ان غلطیوں سے جو میں پیش کروں صاف کر دیں تو پھر میں آپ سے زانو بزانو بیٹھ کر عربی نویسی کروں گا۔ یہ کیا بات ہے کہ آپ گھر سے تمام زور لگا کر ایک مضمون اچھی خاصی مدت میں لکھیں اور مخاطب کو جسے آپ کی مہلت کا کوئی علم نہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدود وقت کا پابند کریں۔ اگر واقعی آپ اللہ کی طرف سے ہیں اور جدھر آپ کا منہ ہے ادھر اللہ کا منہ ہے (جیسا کہ آپ کا دعویٰ ہے) تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ میدان میں طبع آزمائی نہ کریں بلکہ بقول حکیم سلطان محمود ساکن راولپنڈی۔۔۔۔۔ع

بنائی آڑ کیوں دیوار گھر کی
نکل، دیکھیں تری ہم شعر خوانی

حرم سرا ہی سے گولہ باری کریں۔ (الہامات مرزا ص ۹۶)

مرزا جی اور ان کی امت کے اعصاب پر مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی ہیبت اس طرح سوار تھی کہ کسی کو اس چیلنج کے جواب میں میدان کے اندر آنے کی جرأت نہ ہوئی بلکہ شیر پنجاب کی یہ گرج سن کر قادیان کوچہ بازار اور در و دیوار پر سناٹا چھا گیا۔

مولانا نے اپنے اشتہار میں یہ بھی لکھا تھا کہ اگر آپ مجلس میں اغلاط نہ سنیں گے تو میں اپنے رسالہ میں ان کا ذکر کر دوں گا۔ چنانچہ مولانا نے "الہامات مرزا" کی اگلی اشاعتوں میں دکھلایا ہے کہ یہ قصیدہ جسے مرزا جی معجزہ قرار دے رہے ہیں، اس کے کم از کم پچاس اشعار فصاحت و بلاغت تو درکنار صحت کے درجہ سے بھی گرے ہوئے ہیں اور شدید ترین فنی عیوب اور قباحتوں کا مرقع ہیں۔ باقی رہا عربی زبان و ادب کا معاملہ تو اس لحاظ سے تو پورا کا پورا قصیدہ ہی لچر پوچ ہے۔

خیر اس طرح کی ضربیں تو مرزا سہنے کے عادی تھے ہی لیکن اس سلسلہ میں جو دوسرا واقعہ پیش آیا وہ خاصا اہم اور موثر تھا اور اس نے مرزا کے اعجاز و الہام کی قلعی کھول کر رکھ دی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اسی اعجاز احمدی میں ص: ۱۱ پر مرزا نے فرط جوش میں لکھ مارا۔

"اگر یہ (مولوی ثناء اللہ) سچے ہیں تو قادیان میں آکر کسی پیشین گوئی کو جھوٹی تو ثابت کریں اور ہر ایک پیشین گوئی کیلئے ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا اور آمد و رفت کا کرایہ علیحدہ۔ (روحانی خزائن، ص: ۱۱۸، ج: ۱۹)

پھر ص: ۲۳ پر لکھا:

"مولوی ثناء اللہ نے (مباحثہ مدمیں) کہا تھا کہ سب پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں اسلئے ہم (مرزا) ان کو مدعو کرتے ہیں اور اللہ کی قسم دیتے ہیں کہ وہ اس تحقیق کیلئے قادیان میں آئیں۔ یاد رہے کہ رسالہ نزول المسیح میں ڈیڑھ سو پیشگوئی میں نے لکھی ہے تو گویا جھوٹ ہونے کی حالت میں پندرہ ہزار روپیہ مولوی ثناء اللہ صاحب لے جائیں گے اور دربدر کی گدائی کرنے سے نجات ہو گی بلکہ ہم اور پیشگوئیاں بھی معہ ثبوت ان کے سامنے پیش کر دیں گے اور اسی وعدہ کے موافق فی پیشگوئی سو روپے دیتے جاویں گے۔ اس وقت ایک لاکھ سے زیادہ میری جماعت ہے، پس اگر میں مولوی صاحب موصوف کیلئے ایک ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روپیہ بھی اپنے مریدوں سے لوں گا تب بھی ایک لاکھ روپیہ ہو جائے گا وہ سب ان کی نذر ہوگا۔ جس حالت میں دو دو آنہ کے لیے وہ دربدر خراب ہوتے پھرتے ہیں اور اللہ کا قہر نازل ہے اور مردوں کے کفن[1] اور وعظ کے پیسوں پر گذارہ ہے۔ ایک لاکھ روپیہ حاصل ہو جانا ان کے لیے ایک بہشت ہے لیکن اگر میرے اس بیان کی طرف توجہ نہ کریں اور اس تحقیق کے لیے پابندی شرائط مذکورہ جس میں بشرط ثبوت تصدیق ورنہ تکذیب دونوں شرط ہیں قادیان میں نہ آئیں تو لعنت ہے اس لاف و گزاف پر جو انہوں نے موضع مد میں مباحث کے وقت کی اور سکت بے حیائی سے جھوٹ بولا۔۔۔۔۔ وہ انسان کتوں سے بدتر ہے جو بلاوجہ بھونکتا ہے اور وہ زندگی لعنتی ہے جو بے شرمی سے گذرتی ہے۔" (روحانی خزائن، ص: ۱۳۲، ج:۱۹)

ان "ارشادات عالیہ اور کلمات طیب" سے مرزا کے اپنے دل کی بھڑاس تو نکل سکتی تھی لیکن اس کے مریدوں کے پائے ثبات میں جو لغزش آچکی تھی، اسے پختگی میں بدلنے کیلئے ناگزیر تھا کہ وہ کوئی روحانی حربہ بھی استعمال کریں۔ چنانچہ انہوں نے یہی کیا اور اسی اعجاز احمدی میں ص:۳۷ پر اس چیلنج کے سلسلہ میں مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تین پیشین گوئیاں بھی داغ دیں۔ ارشاد ہوا کہ:

"واضح رہے کہ مولوی ثناء اللہ کے ذریعہ سے عنقریب تین نشان میرے ظاہر ہونگے۔

(۱) وہ قادیان میں تمام پیشگوئیاں کی پڑتال کیلئے میرے پاس ہر گز نہ آئیں گے اور سچی پیشگوئیوں کی اپنے قلم سے تصدیق کرنا ان کیلئے موت ہوگی۔

(۲) اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے کہ کاذب صادق سے پہلے مر جائے تو وہ ضرور پہلے مریں گے۔

(۳) اور سب سے پہلے اس اردو مضمون اور عربی قصیدہ کے مقابلہ سے عاجز رہ کر جلد تر ان کی روسیاہی ثابت ہوگی۔" (روحانی خزائن: ص۱۴۸ ج۱۹)

اب ان تینوں پیشین گوئیوں کا حشر سنیئے۔

نمبر سوم کے سلسلے میں مولانا نے جو چیلنج دیا اس سے مرزا جی اور ان کی پوری امت عاجز رہ کر رد سیاہ ہوئی۔ تفصیل ابھی گذر چکی ہے۔

نمبر دوم کا جواب مولانا کی طرف سے اس کے سوا کیا ہو سکتا تھا کہ:

وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ (لقمان: ۳۴)

کسی متنفس کو معلوم نہیں کہ کل وہ کیا کرے گا اور کون سی سرزمین میں مرے گا لیکن قدرت نے چند برس بعد خود اس کا جواب فراہم کر دیا۔ مرزا جی اس چیلنج پر مستعد ہوئے کہ کاذب، صادق سے پہلے مر

---

① یہ مرزا قادیانی کا سو فیصد جھوٹ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے اور اس کے بعد مرزا جی (کاذب) اس جہان بے ثبات سے بصد حسرت و یاس گذر گئے اور مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ ان کے بعد چالیس برس تک ان کی امت کی سرکوبی کیلئے زندہ رہے۔

ہاں نمبر اول کا جواب بے شک مولانا کے بس میں تھا یعنی قادیان پہنچنا، چنانچہ آپ رمضان شریف (جو شروع ہو چکا تھا) گذرتے ہی ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو پیشین گوئیوں کی پڑتال کیلئے بلائے بے درماں کی طرح قادیان جا دھمکے اور ظاہر ہے کہ صرف آپ کے قادیان پہنچ جانے ہی سے مرزا کی پیشین گوئی نمبر ا بھی باطل ہو گئی۔

خیر اب سنیئے کہ مولانا نے قادیان پہنچ کر کیا کارروائی کی۔ مولانا فرماتے ہیں:

"۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو راقم نے قادیان میں پہنچ کر مرزا جی کو مندرجہ ذیل رقعہ لکھا جو یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان

خاکسار آپ کی حسب دعوت مندرجہ اعجاز احمدی ص: ۱۱ و ص: ۲۳ قادیان میں اس وقت حاضر ہے۔ جناب کی دعوت قبول کرنے میں آج تک رمضان شریف مانع رہا ورنہ توقف نہ ہوتا۔ میں اللہ جل شانہ کی قسم کھاتا ہوں کہ مجھے جناب سے کوئی ذاتی خصومت اور عناد نہیں۔ چونکہ آپ (بقول خود) ایک ایسے عہدۂ جلیلہ پر ممتاز و مامور ہیں جو تمام بنی نوع کی ہدایت کے لیے عموماً اور مجھ جیسے مخلصوں کے لیے خصوصاً ہے۔ اس لیے مجھے قوی امید ہے کہ آپ میری تفہیم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے اور حسب وعدہ خود مجھے اجازت بخشیں گے کہ میں مجمع میں آپ کی پیشگوئیوں کی نسبت اپنے خیالات ظاہر کروں۔ میں مکرر آپ کو اپنے اخلاص اور صعوبت سفر کی طرف توجہ دلا کر اسی عہدۂ جلیلہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے ضرور ہی موقع دیں۔"

راقم: ابوالوفاء ثناء اللہ

۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء وقت سوا تین بجے دن کے

اس کا جواب مرزا جی کی طرف سے نہایت ہی شیریں اور مزیدار پہنچا جو مندرجہ ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ از طرف عائذ باللہ الصمد، غلام احمد، عافاہ اللہ وایدہ

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب!

آپ کا رقعہ پہنچا اگر آپ لوگوں کی صدق دل سے یہ نیت ہو کہ اپنے شکوک وشبہات پیشگوئیوں کی نسبت یا ان کے ساتھ اور امور کی نسبت بھی جو دعویٰ سے تعلق رکھتے ہوں رفع کرا دیں تو یہ آپ لوگوں کی خوش قسمتی ہو گی اور اگرچہ میں کئی سال ہو گئے کہ اپنی کتاب انجام آتھم میں شائع کر چکا ہوں کہ میں اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گروہ مخالف سے ہر گز مباحثات نہیں کروں گا کیونکہ اس کا نتیجہ بجز گندی گالیوں اور اوباشانہ کلمات سننے کے اور کچھ ظاہر نہیں ہوا۔ مگر میں ہمیشہ حق کے شبہات دور کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اگرچہ آپ نے اس رقعہ میں دعویٰ کر دیا ہے کہ میں طالب حق ہوں مگر مجھے تامل ہے کہ اس دعویٰ پر آپ قائم رہ سکیں کیونکہ آپ لوگوں کی عادت ہے کہ ہر ایک بات کو کشاں کشاں بیہودہ اور لغو مباحثات کی طرف لے آتے ہیں اور میں اللہ تعالیٰ کے سامنے وعدہ کر چکا ہوں کہ ان لوگوں سے مباحثات ہر گز نہیں کروں گا۔ سو وہ طریق جو مباحثات سے بہت دور ہے وہ یہ کہ آپ اس مرحلہ کو صاف کرنے کیلئے اول یہ اقرار کریں کہ آپ منہاج نبوت سے باہر نہیں جائیں گے اور وہی اعتراض کریں گے کہ آنحضرت ﷺ پر یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یا حضرت یونس علیہ السلام پر عائد نہ ہوتا ہو اور حدیث اور قرآن کی پیشین گوئیوں پر زد نہ ہو۔ دوسری یہ شرط ہوگی کہ آپ زبانی بولنے کے ہر گز مجاز نہ ہوں گے۔ صرف آپ مختصر ایک سطر یا دو سطر تحریر دیدیں کہ میرا یہ اعتراض ہے پھر آپ کو عین مجلس میں مفصل جواب سنایا جائے گا۔ اعتراض کیلئے لمبا لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ایک سطر یا دو سطر کافی ہیں۔ تیسری شرط یہ ہوگی کہ ایک دن میں صرف ایک ہی اعتراض آپ کریں گے کیونکہ آپ اطلاع دے کر نہیں آئے چوروں کی طرح آگئے اور ہم ان دونوں بباعث کم فرصتی اور کام طبع کتاب کے تین گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں خرچ کر سکتے۔ یاد رہے کہ یہ ہر گز نہیں ہوگا کہ عوام کالانعام کے روبرو آپ وعظ کی طرح لمبی گفتگو شروع کر دیں بلکہ آپ نے بالکل منہ بند رکھنا ہوگا۔ جیسے صم بکم۔ یہ اسلئے کہ تا گفتگو مباحثہ کے رنگ میں نہ ہو جائے۔ اول صرف ایک پیشگوئی کی نسبت سوال کریں۔ تین گھنٹہ تک میں اس کا جواب دے سکتا ہوں اور ایک ایک گھنٹہ کے بعد آپ کو متنبہ کیا جائے گا کہ ابھی تسلی نہیں ہوئی تو اور لکھ کر پیش کرو۔ آپ کا کام نہیں ہوگا کہ اس کو سناویں۔ ہم خود پڑھ لیں گے مگر چاہیے کہ دو تین سطر سے زیادہ نہ ہو۔ اس طرز میں آپ کا کچھ حرج نہیں ہے۔ کیونکہ آپ تو شبہات[1] دور کرانے آئے ہیں۔ یہ طریق شبہات دور کرانے کا بہت عمدہ ہے۔ میں باآواز بلند لوگوں کو سنادوں گا کہ اس پیشگوئی کی نسبت مولوی ثناءاللہ صاحب کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا ہے اور اس کا یہ جواب ہے۔ اسی طرح تمام وساوس دور کر دیئے جائیں گے لیکن اگر یہ چاہو کہ بحث کے رنگ میں آپ کو بات کا موقع دیا جائے تو یہ ہر گز نہیں ہوگا۔ چودھویں جنوری ۱۹۰۳ء تک میں اس جگہ ہوں۔ بعد میں ۱۵ جنوری ۱۹۰۳ء کو ایک مقدمہ کے سلسلہ میں جہلم جاؤں گا۔ سو اگرچہ بہت کم فرصتی ہے لیکن چودھویں جنوری ۱۹۰۳ء تک تین گھنٹہ تک آپ کیلئے خرچ کر

---

[1] مولانا لکھتے ہیں: چہ خوش ہم تو آپ کی دعوت کے مطابق تکذیب کو آئے ہیں۔ آپ کا یہ کہنا کہ شبہات دور کرانے آئے ہیں آپ کی معمولی بات ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتا ہوں۔ اگر آپ لوگ کچھ نیک نیتی سے کام لیں تو یہ ایک ایسا طریق ہے کہ اس سے آپ کو فائدہ ہوگا ورنہ ہمارا اور آپ لوگوں کا آسمان پر مقدمہ ہے۔ خود اللہ تعالیٰ فیصلہ کر دے گا۔

سوچ کر دیکھ لو یہ بہتر ہوگا کہ بذریعہ تحریر جو دو سطر سے زیادہ نہ ہو۔ ایک ایک گھنٹہ کے بعد اپنا شبہ پیش کرتے جائیں گے اور میں وہ وسوسہ دور کرتا جاؤں گا۔ ایسا صدہا آدمی آتے ہیں اور وسوسے دور کرا لیتے ہیں۔ ایک بھلا مانس شریف آدمی ضرور اس بات کو پسند کر لے گا۔ اس کو اپنے وساوس دور کرانے ہیں اور کچھ غرض نہیں۔ لیکن وہ لوگ جو اللہ سے نہیں ڈرتے ان کی تو نیت ہی اور ہوتی ہے۔

بالآخر خراس غرض کیلئے اب آپ اگر شرافت اور ایمان رکھتے ہیں قادیان سے بغیر تصفیہ کے خالی نہ جاویں۔ دو قسموں کا ذکر کرتا ہوں۔ اول چونکہ میں ''انجام آتھم'' میں اللہ تعالیٰ سے قطعی عہد کر چکا ہوں① کہ ان لوگوں سے کوئی بحث نہیں کروں گا۔ اس وقت پھر اسی عہد کے مطابق قسم کھاتا ہوں کہ میں زبانی آپ کی کوئی بات نہیں سنوں گا۔ صرف آپ کو یہ موقع دیا جائے گا کہ آپ اول ایک اعتراض جو آپ کے نزدیک سب سے زیادہ بڑا اعتراض کسی پیشگوئی پر ہو ایک سطر یا دو سطر حد تین سطر تک لکھ کر پیش کریں جس کا یہ مطلب ہو کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور منہاج نبوت کے رو سے قابل اعتراض ہے اور پھر چپ رہیں اور میں مجمع عام میں اس کا جواب دوں گا جیسا کہ مفصل لکھ چکا ہوں۔ پھر دوسرے دن اسی طرح دوسری لکھ کر پیش کریں۔ یہ تو میری طرف سے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس سے باہر نہیں جاؤں گا اور کوئی زبانی بات نہیں سنوں گا اور آپ کی مجال نہیں ہوگی کہ ایک کلمہ بھی زبانی بول سکیں اور آپ کو بھی اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اگر آپ سچے دل سے آئے ہیں تو اس کے پابند ہو جائیں اور ناحق فتنہ و فساد میں عمر بسر نہ کریں۔ اب ہم دونوں میں سے ان دونوں قسموں سے جو شخص انحراف کرے گا اس پر اللہ کی لعنت ہے اور اللہ کرے کہ وہ اس لعنت کا پھل بھی اپنی زندگی میں دیکھ لے۔② آمین۔ سو اب میں دیکھوں گا کہ آپ سنت نبوی کو ساتھ لے جاتے ہیں اور چاہیے کہ اول آپ مطابق اس عہد موکد بقسم کے آج ہی ایک اعتراض دو تین سطر کا لکھ کر بھیج دیں اور پھر وقت مقرر کر کے مسجد میں مجمع کیا جائے گا اور آپ کو بلایا جاوے گا اور عام مجمع میں آپ کے شیطانی وساوس دور کر دیئے جائیں گے۔

(مرزا غلام احمد بقلم خود (مہر)

---

① یہ بالکل جھوٹ ہے۔ کیونکہ انجام آتھم ۱۸۹۶ء میں چھپی تھی اور مرزا نے اس کے بعد ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء کے اشتہار معیار الاخیار میں علماء کو مباحثہ کی دعوت دی ہے۔

② الحمد للہ! مرزا جی نے دیکھ لیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"کیسی صفائی اور ہوشیاری کے ساتھ بحث سے انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ تحقیق حق کیلئے مجھے بلایا ہے جو بالکل بحث کے ہم معنی لفظ ہے (ملاحظہ ہو ص: ۲۳ اعجاز احمدی) اور اب صاف منکر ہیں بلکہ مجھے ایسی خاموشی کا حکم دیتے ہیں کہ صم بکم (بہرہ گونگا) ہو کر آپ کا لیکچر سنتا جاؤں۔ یہ معلوم نہ ہوا کہ بکم یعنی گونگا ہو کر تو میں سن سکتا ہوں، صم (بہرہ) ہو کر کیا سنوں گا۔ شاید یہ بھی معجزہ ہو۔ خیر بہر حال اس کا جواب جو خاکسار کی طرف سے گیا وہ درج ذیل ہے۔

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ امابعد

از خاکسار ثناءاللہ

بخدمت مرزا غلام احمد صاحب

آپ کا طولانی رقعہ مجھے پہنچا۔ مگر افسوس کہ جو کچھ تمام ملک کو گمان تھا۔ وہی ظاہر ہو۔ جناب والا! جب کہ میں آپ کی حسب دعوت مندرجہ اعجاز احمدی ص ۱۱۔ ۲۳ حاضر ہوا ہوں، اور صاف لفظوں میں رقعہ اولی میں انہیں صفحوں کا حوالہ دے چکا ہوں تو پھر اتنی طول کلامی جو آپ نے کی ہے بجز العادة طبیعة ثانیة کے اور کیا معنی رکھتی ہے؟

جناب من! کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آپ اعجاز احمدی کے صفحات مذکورہ پر تو اس نیاز مند کو تحقیق کے لیے بلاتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ میں (خاکسار) آپ کی پیشگویوں کو جھوٹی ثابت کردوں تو فی پیشگوئی مبلغ سو روپیہ انعام لوں اور اس رقعہ میں آپ مجھ کو ایک دو سطرں لکھنے کا پابند کرتے ہیں اور اپنے لیے تین گھنٹہ تجویز کرتے ہیں۔ تلک اذا قسمة ضیزی۔

بھلا کیا یہ تحقیق کا طریقہ ہے کہ میں تو ایک دو سطریں لکھوں اور آپ تین گھنٹے تک فرماتے جائیں۔ اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ آپ مجھے دعوت دے کر پچھتا رہے ہیں اور اپنی دعوت سے انکار کرتے ہیں ور تحقیق سے اعراض کرتے ہیں۔ جس کی بابت آپ نے مجھے در دولت پر حاضر ہونے کی دعوت دی تھی۔ جس سے عمدہ میں امرتسر ہی میں بیٹھا ہوا کر سکتا تھا اور کر چکا ہوں مگر میں چونکہ اپنے سفر کی موبت کو یاد کرکے بلا نیل مرام واپس جانا کسی طرح مناسب نہیں جانتا اس لیے میں آپ کی بے انصافی کو بھی قبول کرتا ہوں کہ میں دو تین سطریں ہی لکھوں گا اور آپ بلاشک تین گھنٹے تک تقریر کریں مگر رائی صلاح ہوگی کہ میں اپنی دو تین سطریں مجمع میں کھڑا ہو کر سناؤں گا اور ہر ایک گھنٹے کے بعد پانچ منٹ نہایت دس منٹ تک آپ کے جواب کی نسبت رائے ظاہر کروں گا اور چونکہ مجمع آپ پسند نہیں کرتے۔ اس لیے فریقین کے آدمی محدود ہوں گے۔ جو پچیس پچیس سے زائد نہ ہوں گے۔ آپ میرا بلا اطلاع آنا چوروں کی طرح فرماتے ہیں۔ کیا مہمانوں کی خاطر اسی کو کہتے ہیں؟ اطلاع دینا آپ نے شرط نہیں کیا تھا علاوہ اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کو آسمانی اطلاع ہو گئی ہو گی۔ آپ جو مضمون سنائیں گے وہ اسی وقت مجھ کو دید یجیے گا۔ کارروائی آج ہی شروع ہو جائے۔ آپ کے جواب آنے پر میں اپنا مختصر سا سوال بھیج دوں گا باقی لعنتوں کی بابت وہی عرض ہے جو حدیث میں موجود ہے۔۔۔۔۔① "

۱۱ جنوری ۱۹۰۳ء

مولانا لکھتے ہیں اور بالکل بجا لکھتے ہیں: "کیسے معقول طریق سے راقم آثم (یعنی مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے وجوہات بتلائے اور کس نرمی سے مرزا جی کی پیش کردہ تجویز تھوڑی سی خفیف اصلاح کے ساتھ بعینہ منظور کر لی۔ مگر مرزا جی اور معقولیت؟ ایں خیال است و محال است و جنوں۔ چونکہ ہر ایک انسان کو اپنا علم حضوری ہے۔ مرزا جی بھی اپنا پول خوب جانتے تھے۔ اس لیے آپ اس رقعہ پر ایسے خفا ہوئے اور اتنی گالیاں دیں کہ کہنے سننے سے باہر۔ ہم ان کو اپنے لفظوں میں نہیں، بلکہ قاصدوں کے لفظوں میں حاشیہ ② پر لکھتے ہیں۔ آخر اس خفگی میں آپ نے رقعہ کا جواب بھی نہ دیا اور اپنے مصاحبوں کو حکم دے دیا کہ لکھ دو۔ چنانچہ وہ یہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حامداً و مصلیاً۔

مولوی ثناء اللہ صاحب! آپ کا رقعہ حضرت اقدس، امام الزماں، مسیح موعود، مہدی معبود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت مبارک میں سنا دیا گیا۔ چونکہ مضامین اس کے عناد اور تعصب آمیز تھے جو طلب حق سے بعد المشرقین کی دوری اس سے صاف ظاہر ہوتی تھی۔ لہٰذا حضرت اقدس کی طرف سے

---

① وہ یہ ہے کہ لعنت کا مخاطب اگر لعنت کا حق دار نہیں تو کرنے والے پر پڑتی ہے۔

② شہادت: ہم اللہ کو حاضر و ناظر جان کر کہ لا تکتموا الشہادۃ سچ کہتے ہیں کہ جب مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب کا خط لے کر مرزا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ایک ایک فقرہ سنتے جاتے تھے اور بڑے غصہ سے بدن پر رعشہ تھا اور دہان مبارک سے خوب گالیاں دیتے تھے اور حضار مجلس مریدان بھی ساتھ ساتھ کہتے جاتے تھے کہ حضرت واقعی ان (مولوی) لوگوں کو تہذیب اور تمیز نہیں۔ چند الفاظ جو مرزا نے علماء کی نسبت عموماً اور مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب کی نسبت خصوصاً فرمائے تھے یہ ہیں:

" خبیث، سور، کتا، بدذات، گوں خوار ہے۔ ہم اس کو کبھی نہ بولنے دیں گے۔ گدھے کی طرح لگام دے کر بٹھائیں گے اور گند گرا اس کے منہ میں ڈالیں گے۔ لعنت لے کر ہی جائے گا۔ اس کو کہو کہ لعنت لے کر یہ قادیان سے چلا جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔" سننے میں اور اس وقت کی حالت دیکھنے میں بڑا فرق ہے۔ ہم حلفیہ بطور شہادت کہتے ہیں کہ ایسی گالیاں ہم نے مرزا کی زبان سے سنی ہیں جو کسی چوہڑے چمار سے بھی کبھی نہیں سنیں۔ راقمان: حکیم محمد صدیق ساکن ضلع جالندھر، بستی دانشمندان، محمد ابراہیم، امرتسر، کٹرہ سفید۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کو یہی جواب کافی ہے کہ آپ کو تحقیق حق منظور نہیں ہے اور حضرت انجام آتھم میں اور نیز اپنے خط مرقومہ جواب سامی میں قسم کھا چکے اور اللہ تعالیٰ سے عہد کر چکے ہیں کہ مباحثہ کی شان سے کوئی تقریر نہ کریں گے۔ خلاف معاہدہ الٰہی کے کوئی مامور من اللہ کیونکر کس فعل کا ارتکاب کر سکتا ہے۔ طالب حق کیلئے جو طریق حضرت اقدس نے تحریر فرمایا ہے کہ وہ کافی نہیں، لہٰذا آپ کی اصلاح جو بطرز شان مناظرہ آپ نے لکھی ہے وہ ہرگز منظور نہیں ہے اور یہ بھی منظور نہیں فرماتے ہیں کہ جلسہ محدود ہو۔

بلکہ فرماتے ہیں کہ کل قادیان وغیرہ کے اہل الرائے مجتمع ہوں تاکہ حق و باطل سب پر واضح ہو جائے۔ (والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ ۱۱ جنوری ۱۹۰۳ء)

گواہ شدہ محمد سردار وابو سعید عفی عنہ۔ خاکسار محمد احسن بحکم حضرت امام الزماں۔

مولانا لکھتے ہیں کہ چونکہ میرا روئے سخن خود مابدولت سے تھا اس لئے میرا حق تھا کہ میں کسی ماتحت کی تحریر نہ لیتا۔ مگر اس خیال سے کہ پبلک کو مرزا جی کے فرار کا نشان بتلایا جائے میں نے رقعہ مرقومہ قبول کر لیا۔

ان حضرات مرسلین رقعہ و گواہان پر افسوس نہیں بلکہ افسوس ان لوگوں پر ہے جو ایسے لوگوں کو دراز ریش دیکھ کر عالم یا مولوی سمجھ لیتے ہیں جن کو یہ بھی خبر نہیں کہ مناظرہ اور تحقیق ایک ہی چیز ہے۔ اور صفحہ: ۱۲۳ اعجاز احمدی پر مجھ کو تحقیق کیلئے بلا رہے ہیں۔ پس تحقیق حق کیلئے بلا کر مناظرہ سے انکار کرنا صریح انکار بعد از اقرار کا مداق ہے اور موقع پر الہام کی۔ مرزا جی! اقرار کے بعد انکار معتبر نہیں ہو سکتا۔ (دیکھو: اعجاز احمدی ص: ۳۰)

یہ واقعہ موجودہ حالات میں جیسا کچھ بھی معلوم ہوتا ہو مگر اس وقت بڑے دور رس اثرات و نتائج کا حامل ہوا۔ مرزا پہلے تو اپنے عربی قصیدہ کو معجزہ قرار دے کر دندناتے پھر رہے تھے پھر مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پیشین گوئی کر کے بڑے ولولے اور ہمہمے کے ساتھ اپنے قصر نبوت کی تعبیر بھی کرنے لگے تھے اور اپنی ان واہی تباہی ڈینگوں سے اینٹ اور گارے کا کام لے رہے تھے۔ سارے ملک کی نگاہیں مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ پر لگی ہوئی تھیں۔ مولانا کے قادیان پہنچ جانے سے مرزا جی کے سارے اینٹ اور گارے بکھر گئے اور ان کا عالیشان قصر نبوت بتاشے کی طرح بیٹھ گیا۔ ظاہر ہے کہ مرزا ان معاملات کو منظر عام پر لانے سے روک نہیں سکتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی خرافات نے ارتداد کیلئے جو فضا ہموار کر رکھی تھی وہ یکسر بدل گئی اور خود ان کے مریدوں کی بھی آنکھیں کھل گئیں۔ چنانچہ جن کی طبیعتوں میں سلامتی تھی وہ قادیانیت سے تائب ہو کر دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے اس طرح کا ایک خط الہامات مرزا طبع سوم کے آخر صفحہ پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلسل ضربیں

(۱۹۰۳ء تا ۱۹۰۷ء)

اسی سال (۱۹۰۳ء) کے ماہ نومبر میں مولانا نے ہفتہ روزہ اہلحدیث کا اجراء فرمایا جو مرزا اور ان کی امت کیلئے بلائے بے درماں ثابت ہوا۔ کیونکہ اس ہفتہ روزہ کا ایک ایک حصہ جہاں آریوں، عیسائیوں اور دیگر دشمنان اسلام کے حملوں کے دفاع کیلئے مخصوص تھا، وہیں اس کا ایک حصہ قادیانیت کی تردید کیلئے بھی وقف تھا۔ ہفتہ بھر میں جو کچھ قادیانیوں کی طرف سے ظہور پذیر ہوتا اس کی قلعی کھولی جاتی تھی۔ اس سلسلے میں اہل اسلام کو زبردست فائدہ پہنچا۔ خصوصاً ۱۹۰۴ء کے طاعون کے سلسلہ میں مرزا قادیانی اور ان کی امت کی تمام پھندے اس طرح چاک ہوئے کہ وہ اپنی ساری تگ ودو اور حرفت بازیوں کے باوجود کوئی قابل ذکر کامیابی حاصل نہ کر سکے۔ اس طرح ہر ہفتہ کی مسلسل ضربوں نے مرزا کا قافیہ اس حد تک تنگ کیا کہ ہفتہ روزہ کے اجراء کے صرف ۳ سال ۵ ماہ بعد وہ اپنا اور مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کا مقدمہ لے کر اللہ کی عدالت میں جا پہنچے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے استغاثہ کے ساڑھے تیرہ ماہ بعد ایسا فیصلہ کیا جسے اہل اسلام اور قادیانیوں کی جنگ کی تاریخ کا "یوم الفرقان" کہنا صحیح ہوگا۔ اس کی روئیداد اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیے۔

خدائی فیصلہ

اور

قادیانی نبوت کے تابوت میں آخری کیل

ہنستا ہے میرے حال پہ ظالم ابوالوفا
ڈرتا ہوں میں کہیں یہ قضا کی ہنسی نہ ہو

جیسا کہ پچھلے صفحات میں اشارہ کیا جا چکا ہے، قادیانیت کے خلاف مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی مجاہدانہ سرگرمیوں، عالمانہ گرفتوں اور فاضلانہ مواخذات کے مقابلے جب مرزا قادیانی اور ان کی پوری امت عاجز آگئی اور مولانا کی ہیبت سے قادیانی ایوان میں زلزلے برپا رہنے لگے تو مرزا قادیانی نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار شائع کیا جس نے رہتی دنیا تک کیئے مرزا قادیانی کے صدق وکذب کا دوٹوک اور حتمی فیصلہ کر دیا، وہ اشتہار بتام وکمال یہ ہے۔

مولانا ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم یَسْتَنْبِئُوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ قُلْ اِیْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَسْتَنْبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ۔

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔ السلام علی من اتبع الہدیٰ۔ مدّت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب و تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ آپ مجھے اپنے اس پرچہ میں مردود، کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف کرنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں، جیساکہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں، تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی عمر نہیں ہوتی۔ اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے، تاکہ خدا کے بندوں کو ہلاک نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے، جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی پیش گوئی نہیں، بلکہ محض دعا کے طور پر ہیں۔ میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے، جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کردے آمین! مگر اے میرے کامل و صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے، حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر، مگر نہ انسانی ہاتھوں سے، بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے، بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے، جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یارب العالمین۔ میں ان کے ہاتھوں بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں، جن کا وجود دنیا کے لیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ ان ہی تہمتوں کے ذریعے سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے، اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا! اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے، اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیرے جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے، اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو، مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک! تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ آمین۔ بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں۔"

الراقم عبداللہ الصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ وایدہ مرقوم یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء (تاریخ مرزا، از شیخ الاسلام امرتسری رحمۃ اللہ علیہ ص ۶۷، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸ مطبوعہ ربوہ)

یہ اشتہار اپنا مضمون بتلانے میں کسی حاشیہ یا شرح کا محتاج نہیں۔ اس اشتہار کے بعد ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو قادیانی اخبار بدر میں مرزا کا ایک اور بیان شائع ہوا جو یہ تھا:

مرزا نے فرمایا "زمانہ کے عجائبات ہیں، رات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ اچانک الہام ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے۔ کوئی ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں جاتا۔ ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ اللہ ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا: أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ۔ صوفیا کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہے۔ باقی سب اس کی شاخیں ہیں۔" (بدر ج: ٦ نمبر ١٧، ص: مندرجہ ملفوظات مرزا ص: ٢٠٨، ج: مطبوعہ، بوہ جدید بدون تاریخ)

خلاصہ یہ کہ مرزا نے اشتہار بالا میں دعا کی تھی کہ مرزا جی اور مولانا ثناء اللہ میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جائے۔ یہ دعا اللہ کی تحریک پر کی گئی تھی اور اس کی مقبولیت کا مرزا کو الہام بھی ہو گیا تھا۔ اس کے بعد جو واقعہ پیش آیا وہ یہ ہے کہ اس اشتہار کی اشاعت کے تیرہ مہینہ بارہ دن بعد ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۲۴ ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ کو مرزا اس اشتہار میں نامزد کردہ ایک بیماری ہیضہ سے انتقال کر گئے اور مولانا امرتسری، مرزا جی کے انتقال کے بعد مسلسل چالیس برس تک پوری تاب و توانائی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ حق کا پھریرا لہراتے اور باطل کا علم سرنگوں کرتے ہوئے زندہ رہے۔اس طرح مرزا کی اپنی دعاو طلب کے مطابق اللہ تعالیٰ کا یہ دوٹوک فیصلہ ہوگیا کہ مرزا بر سر باطل اور کذاب ودجال تھے اور مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ برسر حق اور صادق۔اس سلسلے میں کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے:

لکھا تھا کہ کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں سچا تھا پہلے مرگیا

ایک صاحب نے فارسی میں ارشاد فرمایا ہے:

گفت مرزا مر ثناء اللہ را
میرد اول ہر کہ ملعون خد است
خود روانہ شد بسوئے نیستی
بود خود ملعون، لیکن گفت راست

آیئے! مرزا کی موت کی تفصیلات بھی قادیانی مآخذ کی زبانی سنتے چلیں۔مرزا کہا کرتے تھے کہ مجھے الہام ہوا ہے۔"انی احافظ کل من فی الدار" (تذکرہ مجموعہ الہامات مرزا، ص ۴۲۵، ۴۳۴، ۴۸۶، ۶۱۷، ۶۲۰، ۶۷۱، ۷۳۱، ۷۵۴، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۳۳، ۴۸۹، ۴۵۳) یعنی اے مرزا! تیرے گھر کے ہر فرد کی میں (اللہ) حفاظت کروں گا) اس خدائی الہام کے باوجود اپریل یا مئی ۱۹۰۸ء میں مرزا کو اپنے اہل و عیال سمیت بیماری کے سبب قادیان (دارالامان ودارالسلام) چھوڑ کر تبدیلی آب وہوا کے لئے لاہور جانا پڑا۔مگر جب لاہور وارد ہوئے تو زندہ نہ پلٹ سکے۔ان کی موت کیوں کر واقع ہوئی۔اس کی جو تفصیلات قادیانی اخبار الحکم ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء کے ضمیمہ میں شائع ہوئی ہیں،اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۲۵ مئی ۱۹۰۸ء کی شام کو مرزا پر ان کی قدیم بیماری اسہال کا دورہ ہوا۔گیارہ بجے کے درمیان ایک اور زبردست دست آنے پر نبض بالکل بند ہوگئی۔طبیبوں اور ڈاکٹروں نے حالت معمول پر لانے کی سر توڑ کوشش کی لیکن مرزا مسلسل گیارہ گھنٹے تک موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا رہ کر ۲۶ مئی کو۔۔۔۔۔ بجے فوت ہوگئے۔

www.KitaboSunnat.com

تقریباً یہی بیان مرزا کی اہلیہ محترمہ کا ہے۔ان سے ان کے صاحبزادے روایت کرتے ہیں:

"پہلے ایک پاخانہ آیا اور اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانے جانہ سکتے تھے۔اسلئے چارپائی کے پاس ہی بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی مگر ضعف بہت ہوگیا اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک اور قے آئی،جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہوگئی۔ (سیرۃ المہدی [illegible] ۱۱، ج ۱۰) [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادبار، ھم کا نقشہ تھا۔

مرزائیوں کی لاہوری پارٹی کے آرگن پیغام صلح نے ۳ مارچ ۱۹۳۹ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ:

"بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرزا کی موت کے وقت ان کے منہ سے پاخانہ نکل رہا تھا۔"

موت کے بعد مرزا کو جس مرحلے سے گذرنا پڑا وہ بھی کچھ کم عبرت انگیز نہ تھا۔ مرزا کا مدفن تو قادیان میں ان کا بنوایا ہوا "بہشتی مقبرہ" تھا لیکن چونکہ ان کی موت انبیاء و مرسلین کی سنت کے برخلاف مدفن قادیان سے کوئی ستر میل دور احمدیہ بلڈنگ لاہور میں ہوئی تھی اس لیے انہیں بذریعہ ٹرین لاہور سے قادیان لانے کا فیصلہ کیا گیا۔ جب مرزا کا جنازہ لاہور ریلوے اسٹیشن لے جانے کے لیے احمدیہ بلڈنگ سے باہر نکالا گیا تو زندہ دلان لاہور نے اس کا بڑا شاندار استقبال کیا۔ یعنی راستے بھر مرزا کے جنازے پر اس قدر غلاظتیں اور پاخانے پھینکے گئے کہ ان کی لاش بدقت تمام اسٹیشن تک پہنچ سکی۔ (دیکھئے الاعتصام ۱۴ جون ۱۹۶۸ء - دیکھئے اہلحدیث ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۰ء)

فیصلے کا یہ نتیجہ تو مرزا کی تمام موافقین و مخالفین نے دیکھا مگر خود مرزا کو بھی ان کی عین حیات سامان عبرت فراہم کرنے میں قدرت نے کسی بخل سے کام نہ لیا تھا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو جب مرزا کو چوتھا لڑکا مبارک احمد پیدا ہوا تو مرزا نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں بڑی دھوم دھام کے ساتھ اعلان کیا کہ یہی وہ مصلح موعود ہی جس کی پیدائش اور آمد کی بابت میں نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے اشتہار میں پیشین گوئی کی تھی، مرزا کو اس لڑکے پر اس پیشین گوئی کے چسپاں ہونے کا اس قدر یقین تھا کہ انہوں نے اس کا نکاح صرف آٹھ سال کی عمر میں بحالت نابالغی ہی ستمبر ۱۹۰۷ء میں کر دیا تھا لیکن ابھی اس کی تقریب نکاح کی مسرت و شادمانی سے مرزا سرمست ہی تھے کہ اس لڑکے کی روح قبض کرنے کے لیے ملک الموت آ پہنچا۔ مسیح قادیان نے اس کی جان بچانے کی سرتوڑ کوشش کی۔ ان کی تدبیروں اور بے قرارانہ دعاؤں کی جو کیفیت تھی، اس کا نقشہ شاعر نے کیا خوب کھینچا ہے۔ کہتا ہے:

ملک الموت کو ضد ہے کہ میں جاں لے کے ٹلوں
سربسجدہ ہے مسیحا کہ مری بات رہے

لیکن خدائی فیصلہ کے سامنے مرزا کی ایک نہ چلی۔ ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو یہ لڑکا مرزا کے تمام دعوؤں، پیشن گوئیوں، آرزوؤں، تمناؤں، دعاؤں اور التجاؤں کو ٹھکراتا اور پامال کرتا ہوا اس دنیا سے ہمیشہ کیلئے کوچ کر گیا۔

اس لڑکے کی موت نے مرزا جی جیسے بوڑھے باپ کو جس غم والم، کرب واذیت اور ذلت، رسوائی کی دوہری آفت سے دوچار کیا وہ مرزا جی کیلئے موت سے کسی طرح کم نہ تھی۔ اس لئے اس لڑکے کی موت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا جی کی دعا کے ان الفاظ کے عین مطابق تھی کہ۔۔۔۔

”جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کی برابر ہو مبتلا کر۔“

مگر مرزا جی کی دل پر تو مہر لگ چکی تھی اس لیے انہیں اس واقعہ سے بھی عبرت نہ ہوئی۔ بالآخر اس تنبیہ کے بعد چند ماہ کی مزید مہلت گذار کر مرزا جی عذاب الٰہی کی گرفت میں اس طرح آئے کہ ان کی موت ان کے کذاب و دجال ہونے کی دائمی اور خدائی علامت بن گئی۔

فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ

مرزا کے برعکس مولانا امرتسری پر اس اشتہار کا اثر یہ رہا کہ وہ اس پورے عرصے میں آرام و آسائش اور سکون و عافیت سے رہے اور نہ صرف یہ کہ رد قادیانیت کے سلسلے میں آپ کا جوش و خروش پہلے سے فزوں تر ہو گیا بلکہ اس اشتہار کے صرف ڈیڑھ ماہ بعد آپ نے قادیانیت کی تردید کے سلسلے میں اپنی معرکۃ الآراء اور لاثانی جریدے "مرقع قادیانی" کا اجر فرمایا جو مرزا قادیان کی موت کے بعد بھی تقریباً نصف سال تک جاری رہا۔

تنبیہ

خدائی فیصلہ کے تحت مرزا کی موت کا جو واقعہ پیش آیا اس میں عبرت و موعظت کے بہت سے پہلو ہیں لیکن ہم ان سب سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف ایک بات لکھنی ضروری سمجھتے ہیں۔

جس وقت یہ واقعہ پیش آیا ہے متحدہ ہند (موجودہ ہندوستان و پاکستان) کے طول و عرض میں اہل اسلام کے ہر مکتبِ خیال کی چوٹی کی شخصیتیں، بڑے بڑے علماء و صلحاء اور خدا رسیدہ اتقیاء و زہاد موجود تھے لیکن قدرت کی طرف سے اسلام و قادیانیت کی کشمکش میں حق و باطل کے درمیان دوٹوک اور دائمی فیصلہ کیلئے جس ہستی کا انتخاب عمل میں آیا وہ شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسری کی ہستی تھی۔۔

قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اعلاء کلمۃ اللہ اور ردّ قادیانیت کے سلسلے میں مولانا کا مرتبہ و مقام اللہ تعالٰی کے نزدیک اس وقت کی تمام برگزیدہ اور مقدس شخصیتوں سے بلند و بالا تھا اور جس طرح مرزا قادیانی اپنے وقت کا "دجال اکبر" تھا اسی طرح آپ اپنے وقت کے سب سے بڑے حامی دین متین اور علمبردار اسلام تھے۔

مولانا کے حق میں قدرت کی اس خاموش شہادت پر موافق و مخالف دونوں نے صاد کیا ہے بلکہ خود مرزا جی بھی اپنی موت سے پہلے اس کی شہادت دے گئے ہیں۔ آپ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء والا اشتہار ایک بار پھر پڑھ جایئے کس طرح ایک ایک جملے سے بے بسی و بے چارگی ٹپک رہی ہے۔ کتنی حسرت اور بے کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ مرزا صاحب، مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں اپنے سلسلہ کے نابود ہونے اور اپنی بنیاد کے منہدم ہونے کا خطرہ اللہ کے دربار میں پیش کر کے فریاد کر رہے ہیں لیکن اس سے بھی صاف اور صریح الفاظ میں سننا ہو تو مرزا کی تتمہ حقیقۃ الوحی کا ص: ۳۰ کھولئے۔ مرزا نے صاف صاف لکھا ہے کہ "مولوی ثناءاللہ صاحب آج کل ٹھٹھے اور ہنسی اور توہین میں دوسرے علماء سے بڑھے ہوئے ہیں۔"

موافقین کے بیانات دیکھنے ہوں تو سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ حبیب الرحمان مرحوم مہتمم دیوبند اور مولانا عطاءاللہ شاہ بخاری کے بیانات پڑھ جایئے جو مولانا کی ان مساعی اور آپ کے ان مراتب کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ قادیانی فرقے کے علاوہ ہندوستان کے تمام مکاتب فکر کے علماء اور دانشور آپ کو "فاتح قادیان" کے لقب سے یاد کرتے تھے اور یہ آپ کا ایسا امتیازی وصف و لقب ہے جو پورے ہندوستان میں کسی اور کو حاصل نہ ہو سکا۔ خود مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اپنی اس سعی پیہم اور اس کے اثرات کا علم و احساس تھا۔ غالباً اسلئے آپ نے لکھا ہے کہ:

"میرا روئے سخن مرزا کے ساتھ اور بزرگان علماء کرام سے بعد شروع ہوا۔ مگر کیفیت میں ان سے بڑھ گیا تھا۔" (تاریخ مرزا ص: ۸۰)

"مسلمانوں کی طرف سے اس دفاع (یعنی قادیانی حملے سے دفاع) کے علمبردار مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالوی مرحوم تھے۔ قدرت کو منظور تھا کہ مولانا بٹالوی مرحوم کی بعد یہ خدمت میرے سپرد ہو گی، جس کی بابت مولانا مرحوم کو علم ہوا ہو تو شاید یہ شعر پڑھتے ہونگے:

ع آگے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد
رہی خالی نہ کوئی دشت میں جا میرے بعد

(ماخوذ از فتنہ قادیانیت اور مولانا ثناءاللہ امرتسری ص: ۱۹۱تا۱۲۳)

قادیانیت کے خلاف مولانا کی تصانیف

مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے قادیانیوں کے خلاف سب سے زیادہ مناظرے کئے اور سب سے زیادہ کتابیں لکھیں۔ وہ اپنے خود نوشت سوانح حیات میں لکھتے ہیں:

"میری تصانیف جو قادیان کے متعلق ہیں ان کی تفصیل لکھوں تو ناظرین کے ملال کا خطرہ ہے۔ اس لئے مختصر طور پر بتلاتا ہوں کہ قادیانی تحریک کے متعلق میری کتابیں اتنی ہیں کہ مجھے خود ان کا شمار یاد نہیں۔ ہاں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ جس شخص کے پاس یہ کتابیں موجود ہوں قادیانی مباحث میں اسے کافی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقفیت حاصل ہو سکتی ہے۔ جس کا ثبوت خود مرزا بانی تحریک قادیان کی اس تحریر سے ملتا ہے جو انہوں نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو شائع کی تھی۔ جس کا عنوان تھا "مولوی ثناءاللہ کے ساتھ آخری فیصلہ"۔ اس کی شروع میں میری نسبت جو خاص گلہ وشکایت کی گئی ہے وہ خصوصا قابل دید وشنید ہے۔ مرزا نے لکھا۔ "مولوی ثناء اللہ نے مجھے بہت بدنام کیا میرے قلعہ کو گرانا چاہا وغیرہ۔" اس لئے میں دعا کرتا ہوں کہ ہم دونوں میں جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں مر جائے۔ کوئی خاص وقت تھا جب یہ دعا ان کے منہ اور قلم سے نکلی اور قبولیت اسے لینے آئی آج قادیان کی بستی میں ادھر ادھر دیکھو تو رونق بہت پاؤ گے مگر ایسی کہ دیکھنے والا اہل قادیان کو مخاطب کرکے داغ مرحوم کا یہ شعر سنائے گا

ع آپ کی بزم میں سب کچھ ہے مگر داغ نہیں
آج وہ خانہ خراب ہم کو بہت یاد آیا

نوٹ: قادیانی لٹریچر کو جمع کرنے اور واقفیت حاصل کرنے میں میں نے بڑی محنت کی جس کا یہ اثر ہوا کہ ایک مجلس میں مولانا حبیب الرحمن مرحوم مہتمم مدرسہ دیوبند نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ "ہم لوگ تیس سال تک محنت کریں تو بھی اس بارے میں آپ کی واقفیت تک نہیں پہنچ سکتے۔" میں نے کہا غالباً آپ کی حسن ظن اور تواضع ہے۔ (بحوالہ حیات ثنائی از مولانا داؤد راز دہلوی ص ۱۸۲ طبع ۱۹۷۸ء دہلی) مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیت کے خلاف جو کتب لکھیں اس کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی مرحوم نے "سیرت ثنائی" اور مولانا صفی الرحمان مبارک پوری مرحوم نے "فتنہ قادیانیت اور ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ" میں کتابوں کے ناموں میں فرق کے ساتھ ان کی تصنیفات کی تعداد ۳۶ لکھی ہے جبکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے تحت شائع ہونی والے مجموعے "احتساب قادیانیت" کی جلد ۸ اور جلد ۹ میں مولانا ثناءاللہ امرتسری کی ۳۴ کتب کو شائع کیا گیا ہے اور مولانا اللہ وسایا صاحب کی تحقیق کے مطابق صحیح تعداد یہی ہے۔ مولانا عبدالمجید خادم رحمۃ اللہ علیہ مولانا امرتسری کی تصانیف کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: "انداز تکلم کی طرح آپ کا طرز تحریر بھی بہت شیریں، نرم، جاذب، دلچسپ اور مؤثر تھا۔ کیا مجال کہ کوئی لفظ پایہ ثقاہت سے گر جائے، اعدائے بدباطن کی ناپاک کتابوں کے جواب ایسی حلاوت، لینت اور خلق وتہذیب سے لکھے کہ مخالف بھی عش عش کر اٹھے۔ چنانچہ رنگیلا رسول، ایسی دل آزار کتاب کا جواب "مقدس رسول ﷺ" کے نام سے تحریر فرمایا اور اس انداز میں کہ دشمن بھی داد دینے پر مجبور ہو گئے۔ اس طرح پنڈت دیانند کی کتاب "ستیارتھ پرکاش" کے چودھویں باب کا جواب "حق پرکاش" کے نام سے لکھا اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کے روائتی اخلاق کو اجاگر کر کے ثابت کر دیا کہ دین محمد ﷺ زہر کا جواب شہد سے دیتا ہے اور بد خلقی کا جواب حسن خلق سے پیش کرتا ہے۔" (سیرت ثنائی ۲۴۱)

مولانا صفی الرحمان مبارک پوری لکھتے ہیں کہ: "مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی اہم ترین خصوصیات یہ ہیں کہ ان میں عبقریت اور ابتکار ہوتا تھا۔ گرفت اتنی ٹھوس اور برمحل ہوتی تھی کہ حریف خواہ کتنے ہی ہاتھ پاؤں مارے بچ نکلنے کی کوئی صورت نہ ہوتی تھی۔ مطلب بالکل واضح اور دوٹوک ہوتا تھا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ بڑے سے بڑا اور دقیق سے دقیق مضمون صرف چند سطروں میں بیان کر دیتے تھے، اور وہ بھی اتنی وضاحت اور جامعیت کے ساتھ کہ نہ بحث کا کوئی گوشہ تشنہ رہتا تھا نہ سمجھنے میں کوئی دشواری پیش آتی تھی۔ پھر قدم قدم پر ظریفانہ الفاظ یا جملے اور برمحل اشعار۔ تحریر کی لطافت اور شگفتگی کو چار چاند لگا دیتے تھے۔ فریق مقابل خواہ کتنی ہی دنات طبع اور پست ظرفی کا مظاہرہ کرتا آپ کی تحریر بہر صورت وقار و سنجیدگی کا مرقع ہوتی۔ ابتذال و سفلہ پن اور بیہودگی و ہمجیت کا کہیں نام و نشان نہ ہوتا۔ بدزبانیوں، ہرزاسرائیوں اور یاوہ گوئیوں کے جواب میں کوئی ایسا برمحل شعر نقل کر دیتے، یا ایسا ظریفانہ جملہ استعمال کر دیتے کہ ساری زبان درازیاں فریق ثانی پر پلٹ جاتیں، اور ان کے شرف و وقار پر آنچ بھی نہ آپاتی اور پڑھنے والا پھڑک اٹھتا۔ (فتنہ قادیانیت اور ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ ص:۲۷۵)

بلاشبہ مولانا امرتسری مرحوم کے اسلوب نگارش میں دلکشی، تحریر میں اردو زبان و ادب کی چاشنی، اپنے موقف کی تائید میں دلائل کا زور، حریف پر گرفت مضبوط۔ بابائے تبلیغ مولانا عبداللہ گورداس پوری حفظہ اللہ کے الفاظ میں مناظرہ ہو یا تحریری میدان مولانا ثناء اللہ صاحب مخالف کے بارے کوئی ایسی بات نہ کرتے جو ان کی عزت و وقار کے منافی ہو۔ وہ اپنی عذوبت لسان اور حسن اخلاق سے ہی مخالف کو زیر کر لیتے تھے۔"

قادیانیت کے ردّ میں مولانا مرحوم کی تصانیف کے نام یہ ہیں۔ (۱) الہامات مرزا (۲) ہفوات مرزا (۳) صحیفہ محبوبیہ (۴) فاتح قادیان (۵) آفتہ اللہ (۶) فتح ربانی در مباحثہ قادیانی (۷) عقائد مرزا (۸) مرقع قادیانی (۹) چیستان مرزا (۱۰) زار قادیان (۱۱) فسخ نکاح مرزائیاں (۱۲) نکاح مرزا (۱۳) تاریخ مرزا (۱۴) شاہ انگلستان اور مرزائے قادیان (۱۵) لیکھ رام اور مرزا (۱۶) ثنائی پاکٹ بک (۱۷) قادیانی مباحثہ دکن (۱۸) شہادات مرزا (۱۹) نکات مرزا (۲۰) ہندوستان کے دو ریفارمر (۲۱) محمد قادیانی (۲۲) قادیانی حلف کی حقیقت (۲۳) تعلیمات مرزا (۲۴) فیصلہ مرزا (۲۵) تفسیر نویسی کا چیلنج اور فرار (۲۶) علم کلام مرزا (۲۷) عجائبات مرزا (۲۸) ناقابل مصنف مرزا (۲۹) بہاء اللہ اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا (۳۰) اباطیل مرزا (۳۱) مکالمہ احمدیہ (۳۲) بطش قدیر بر قادیانی تفسیر کبیر (۳۳) محمود، مصلح موعود (۳۴) تحفہ احمدیہ۔

قیام پاکستان کے بعد یہ تمام رسائل ہمارے بزرگ دوست مولانا عبدالجبار سلفی صاحب مدیر صحیفہ اہل حدیث کراچی نے اپنے اشاعتی ادارے مکتبہ ایوبیہ محمدی مسجد برنس روڈ کراچی کی طرف سے شائع کردئے تھے اور یہ بڑی خدمت تھی جو انہوں نے سرانجام دی اس کے علاوہ انہوں نے مولانا محمد جونا گڑھی کے رسائل کو بھی شائع کیا تھا۔

ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر:

۱۹۰۳ء میں مولانا امرتسری مرحوم نے ہفت روزہ اہل حدیث جاری کیا جو یکم اگست ۱۹۴۷ء تک باقاعدگی سے ہر ہفتے امرتسر سے شائع ہوتا رہا۔ اس رسالے میں جہاں دیگر باطل مذاہب کی دشنام طرازیوں کو طشت از بام کیا جاتا تھا وہیں " قادیانی مشن" کے عنوان سے قادیانیت سے متعلق اہتمام سے مضامین لکھ کر اس مذہب کا پول کھولا جاتا تھا۔

ہفت روزہ اہل حدیث کے قادیانی مشن کو پڑھ کر کتنے ہی لوگوں نے اپنی اصلاح کی اور بہت سے قادیانی اسے پڑھ کر قادیانیت سے تائب ہوگئے۔ اہلحدیث کے ہر شمارے میں قادیانیت سے متعلق نئے نئے انکشافات کئے جاتے تھے اور یہ رسالہ اپنے دامن میں ندرت کا پہلو لئے ہوئے تھا۔ قادیانی مشن پر مولانا مرحوم کی ضرب اس قدر کاری تھی کہ اس کے اثر سے قادیان کے درودیوار لرزہ براندام تھے۔ مولانا ظفر علی خان نے اپنے مذہبی جریدے "ستارہ صبح" میں لکھا تھا کہ: "ہمارے اس جریدے میں کسی دوسری جگہ فاضل معاصر اہل حدیث کا ایک دل آویز اقتباس "قادیانی مشن" کے عنوان سے درج ہے۔ جس میں مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب نے جن سے بڑھ کر قادیاں کے گھر کا بھیدی اور کوئی کم ہوگا۔ لنکا ڈھاتے ہوئے اپنی چابک دستی کا تازہ ترین کمال دکھایا ہے۔ مولانا بعض دفعہ ایسے پتے کی باتیں کہہ جاتے ہیں اور آپ کی تحریرات قادیانی ارسطوؤں اصولیوں اور سائیوں کے لئے اس درجہ صبر آزما ہوتی ہیں کہ ان حضرات کی جان مبتلا ایک نئے مخمصہ میں الجھ کر رہ جاتی ہے۔ اہل حدیث کا جب کوئی تازہ نمبر قادیان شریف میں پہنچتا ہے تو اس مقدس آسمان کے فرشتے ایک دوسرے سے پوچھنے لگتے ہیں کہ یہ ثناءاللہ اخبار کا ایڈیٹر کاہے کو ہے۔ اچھا خاصا پنساری ہے جو پسی ہوئی فلفل سرخ کی پڑیہ ہر ہفتے ہمارے پاس بھیج دیتا ہے اور اس کے دام ہم سے مناظرہ اور مباہلہ کے بازار میں وصول کرلیتا ہے۔" (فتنہ قادیانیت اور مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۸۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماہنامہ مرقع قادیانی امرتسر:

یہ رسالہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو جاری کیا گیا تھا۔ اس کا مقصد قادیانی مشن کا استیصال تھا۔ اس رسالے میں قادیانی خرافات کے جواب دلچسپ اسلوب میں دیئے جاتے تھے جنہیں پڑھ کر خود مرزا غلام احمد قادیانی بھی پھڑک اٹھتے تھے۔ رسالے کے مضامین مولانا خود بھی لکھتے تھے اور دوسرے اہل علم کی تحریریں بھی جو کہ صرف مرزائیت کے ردّ میں ہوتی تھیں شائع کی جاتی تھی۔ اپنے موضوع پر یہ دلچسپ رسالہ تھا۔ جو مرزا کی موت کے بعد اکتوبر ۱۹۰۸ء تک جاری رہا، دوسری بار یہ ۱۹۳۱ء کے اپریل میں جاری ہوا اور اپریل ۱۹۳۳ء میں بند کر دیا گیا۔ قادیانیوں کے لئے یہ رسالہ زہر ہلاہل سے کچھ کم نہ تھا جس نے قادیانیوں کا ناک میں دم کیئے رکھا۔ ان کتب ورسائل کے علاوہ مولانا ثناء اللہ صاحب نے اپنی "تفسیر ثنائی" اور "تفسیر بالرائے" میں بھی جہاں دیگر باطل مذاہب اور فرقوں کا ردّ کیا ہے وہیں قادیانیت کی بھی موقع کی مناسبت سے پرزور مذمت اور ردّ کیا ہے۔

قادیانیوں سے مناظرے:

مولانا ثناء اللہ امرتسری ذہین وفطین، حاضر جواب اور برجستہ گو مناظر تھے۔ تاریخ گواہ ہے کہ برصغیر میں ان جیسا عظیم مناظر پیدا نہیں ہوا۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی میں مرزائیوں، عیسائیوں، آریوں، بریلویوں، دیوبندیوں اور شیعوں سے ایک ہزار سے اوپر کامیاب مناظرے کئے۔ میدان مناظرہ میں وہ خوب چہکتے تھے اور مخالف کو آڑے ہاتھوں لیتے تھے، ان کے دلائل کی گرفت اس قدر مضبوط ہوتی کہ مخالف مناظر لمحوں میں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جاتا۔ انہوں نے سب سے زیادہ مناظرے اور بحثیں قادیانیوں کی خلاف کیں۔ اس میدان میں وہ اس قدر پرجوش اور سرگرم تھے کہ مرزا قادیانی کے چیلنج پر ۱۹۰۳ء میں قادیان پہنچ گئے اور مرزے کو زچ کر دیا تھا، اسی باعث مولانا کو قوم نے "فاتح قادیان" کی خطاب سے سرفراز فرمایا۔ مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی مرحوم آپ کے مناظروں کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۱) آپ فریق ثانی کی کبھی تحقیر یا تذلیل نہ کرتے بلکہ عزت اور کشادہ پیشانی آتے۔

(۲) اعتراض یا جواب میں آپ کے الفاظ ہمیشہ مختصر ہوتے مگر پر معنٰی اور پر مغز ہوتے۔

(۳) دقیق سے دقیق مضمون کو بھی عام فہم طریق پر بیان کرتے اور شعر واشعار سے اس میں رنگینی پیدا کرنے کا آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔

(۴) حاضر جوابی تو گویا آپ پر ختم تھی، آپ جیسا حاضر جواب کہیں بھی دیکھنے نہیں آیا۔

(۵) آپ پر کسی مناظرہ میں کبھی کوئی گھبراہٹ واقع نہیں ہوئی، بلکہ آپ مناظرہ میں نہایت طمانیت سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہنس ہنس کر کیا کرتے تھے۔

(۶) مناظرہ میں آپ کا انداز ہمیشہ عالمانہ رہا، آپ نے عامیانہ انداز کبھی اختیار نہیں فرمایا۔

(۷) آپ فریق ثانی کو مبحث سے کبھی باہر نہ جانے دیتے اور گھیر گھار کر اصل مبحث پر لے آیا کرتے تھے اور یہ فن مناظرہ کا کمال تھا۔

(۸) آپ مناظرہ میں اصول مناظرہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے، اور دیگر علوم وفنون کی طرح مناظرہ بھی علم مناظرہ کے اصول پر کیا کرتے تھے۔

(۹) شرائط مناظرہ میں آپ نے ہمیشہ فراخ دلی سے کام لیا اور بارہا فریق ثانی کی ناجائز سے ناجائز شرائط کو بھی قبول کر لیا کہ کہیں اس بہانہ سے وہ راہ فرار اختیار نہ کرے۔

(۱۰) آپ نے میدان مناظرہ میں کبھی کوئی الزام یا جواب بلا حوالہ یا خلاف حوالہ پیش نہیں کیا، بلکہ جوابات کی ہمیشہ دلائل ہی سے کی۔

یہ ہیں وہ چند خصوصیات جو مولانا کے مناظرہ سے مخصوص تھیں اور آپ کے بعد قریباً وہ ختم ہو چکی ہیں۔ اس لئے جہاں آپ کو "امام المناظرین" کہا جاتا ہے، وہاں اگر آپ کو "خاتم المناظرین" بھی کہہ دیا جائے تو شائد نامناسب نہ ہوگا۔ (سیرت ثنائی ص:۳۸۶)

مناظروں کی تفصیل بیان کرنے سے پہلے مولانا ظفر علی خان کا یہ شعر پڑھئے وہ کہتے ہیں

خدا سمجھائے اس ظالم ثناءاللہ کو
نہ چھوڑا قبر میں بھی قادیانیت کے بانی کو

(۱) مناظرہ رام پور (جون ۱۹۰۹ء) مقابل مولوی احسن امروہوی اور مولوی قاسم علی قادیانی

(۲) انعامی مباحثہ لدھیانہ (اپریل ۱۹۰۹ء) مقابل میر قاسم علی قادیانی

(۳) مناظرہ امرتسر (اپریل ۱۹۰۹ء) مقابل مولوی غلام رسول راجیکی

(۴) مباحثہ سرگودھا (دسمبر ۱۹۱۶ء)

(۵) مناظرہ میرٹھ (مارچ ۱۹۱۷ء)

(۶) مناظرہ ڈیرہ غازی خان (۲۶ مئی ۱۹۱۷ء)

(۷) مناظرہ ہوشیار پور (۲۱ تا ۲۳ اکتوبر ۱۹۱۷ء)

(۸) مناظرہ گوجرانوالہ (۱۹۔۲۰ جنوری ۱۹۱۸ء)

(۹) مناظرہ ہوشیار پور (۲۔۳ فروری ۱۹۱۸ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۰) مناظرہ کرتارپور ضلع جالندھر (۲۳اپریل ۱۹۱۸ء)

(۱۱) مناظرہ جھنگ (اکتوبر ۱۹۲۰ء)

(۱۲) مناظرہ مالیر کوٹلہ (۱۷اپریل ۱۹۲۱ء)

(۱۳) مناظرہ کپورتھلہ (۱۷۔۱۸ستمبر ۱۹۲۱ء)

(۱۴) مناظرہ فیروزپور (۳جون ۱۹۲۲ء)

(۱۵) مناظرہ ننکانہ ضلع شیخوپورہ (۳۰جون ۱۹۲۲ء)

(۱۶) مناظرہ گوجرانوالہ (۵۔۶نومبر ۱۹۲۲ء)

(۱۷) مناظرہ لاہور موچی دروازہ (۳جون ۱۹۲۵ء)

(۱۸) مناظرہ چک ۹۹ شاری سرگودھا (۵جون ۱۹۲۵ء)

(۱۹) مناظرہ گوجرانوالہ (۲۸فروری ۱۹۲۶ء)

(۲۰) مناظرہ پٹھان کوٹ (۲۴۔۲۵نومبر ۱۹۲۸ء)

(۲۱) مناظرہ منٹگمری (ساہیوال) (۲۰اکتوبر ۱۹۲۹ء)

(۲۲) مناظرہ مونگ ضلع گجرات (۱۱۔۱۲اکتوبر ۱۹۳۰ء)

(۲۳) مناظرہ بٹالہ ضلع گورداس پور (۲۵نومبر ۱۹۳۰ء)

(۲۴) مناظرہ بٹالہ ضلع گورداس پور (۲۰فروری ۱۹۳۲ء)

(۲۵) مناظرہ وزیرآباد (۱۰اپریل ۱۹۳۲ء)

(۲۶) مناظرہ لاہور مغل پورہ گنج (۱۷جولائی ۱۹۳۲ء)

(۲۷) مناظرہ جہلم (۱۲۔۲۲اپریل ۱۹۳۳ء)

(۲۸) مناظرہ لاہور (یکم جنوری ۱۹۳۴ء)

(۲۹) مناظرہ بٹالہ ضلع گورداس پور (۱۲۔۱۴مارچ ۱۹۳۴ء)

(۳۰) مناظرہ امرتسر (۳۰ستمبر ۱۹۳۴ء)

(۳۱) مناظرہ میرٹھ (۱۲مارچ ۱۹۳۵ء)

(۳۲) مناظرہ لائل پور (فیصل آباد) (نومبر ۱۹۴۱ء)

(قادیانیوں کے خلاف مولانا ثناءاللہ امرتسری کی مناظروں کی تفصیلات کے لئے دیکھیئے: تذکرۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المناظرین، تذکرہ ابولوفاء از عبدالرشید عراقی، فتنہ قادیانیت اور مولانا ثناءاللہ امرتسری اور سیرت ثنائی از مولانا عبدالمجید خادم)

مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف مولانا کا فتویٰ تکفیر:

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمۃاللہ علیہ قادیانیوں کو کافر قرار نہیں دیتے تھے۔ اس سلسلے میں گذارش ہے کہ مولانا کسی کی تکفیر کے معاملے میں بڑے محتاط رہتے تھے۔ لیکن قادیانیوں کی معاملے میں ان کی دوٹوک الفاظ مرقوم ہیں۔ ایک موقع پر آپ فرماتے ہیں۔۔۔

"اس میں شک نہیں کہ مرزائی گروہ عربی اسلام سے بالکل الگ ہے۔ ان کی روش سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرزا کے اقوال وافعال کو سند مانتے ہیں بلکہ احادیث سے بھی مقدم سمجھتے ہیں یہ کہہ کر وہ حکم عدل تھے۔ ان کا فیصلہ ہر بات میں فیصل ہے۔ اس لئے ایسے گروہ کے ساتھ کوئی معاملہ بحثیت مسلمان کے نہیں کرنا چاہیئے" (اہلحدیث ۱۳ ستمبر ۱۹۴۰ء)

ایک اور موقع پر مولانا رقم طراز ہیں۔۔۔ "قرآن شریف میں کتاب اللہ کی تحریف کرنے والوں کا ذکر بہت برے لفظوں میں آیا ہے۔ تحریف کلام ایک ایسا برا فعل ہے کہ معمولی انسان کے کلام کو بدلنا بھی گناہ کبیرہ ہے۔ کلام اللہ کی تحریف کرنا تو اکبر الکبائر بلکہ کفر ہے۔ مرزا کلاں (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت) نے اس بدرسم کی بنیاد رکھ کر اپنی ساری جماعت کو اس برے طریق پر چلنے کی گویا رہنمائی کی ہے۔" (اہل حدیث امرتسر ۱۳ نومبر ۱۹۴۲ء) ایک دفعہ مفتی قادیاں نے ایک سوال کی جواب میں مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہوئے ان کی دعاؤں کو ومادعاء الکافرین الا فی ضلال کا مصداق ٹھرایا اور اس بنیاد پر قادیانی میت کے لئے مسلمانوں کی نماز جنازہ اور دعائے مغفرت کو لغو قرار دیا۔ مولانا ثناءاللہ امرتسری نے مفتی قادیان کا یہ فتویٰ نقل کر کے اس پر جوابی معارضہ قائم کرتے ہوئے لکھا:

"۔۔۔۔وہ مسلمان جو مرزائیوں کے حق میں مسلم اور مومن وغیرہ لفظ بولا کرتے ہیں یا ان کو ایک اسلامی فرقہ سمجھتے ہیں وہ اس قادیانی فتویٰ کو غور سے پڑھیں۔ یہ جو پوچھا گیا ہے کہ ہم مرزا صاحب کو نبی نہ ماننے سے اس آیت کے ماتحت آسکتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نہیں بلکہ ماننے سے آتے ہیں۔" (اہل حدیث امرتسر ۲۳ جولائی ۱۹۴۳ء)

مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمۃاللہ علیہ کے اپنے تحریر کردہ ان بیانات کی بعد دو روائتیں اور ملاحظہ فرمائیں:

مولانا عبدالمجید خادم لکھتے ہیں۔۔۔ "ایک جلسے میں مولانا نے مرزائیت کی تردید میں تقریر فرمائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۔اور کہا کہ " مرزا اور ان کی جماعت چونکہ عقائد باطلہ کی حامل ہے اور اصول اسلام سے منحرف ہے اس لئے وہ کافر ہے اور دین محمد ﷺ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔" (سیرت ثنائی ص ۲۱۱)

مولانا عبدالمجید صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ۔۔۔۔"کچھ عرصہ ہوا اخبارات میں یہ بحث چھڑ گئی تھی کہ سب ہی علماء کرام نے مرزائے قادیانی پر کفر کا فتویٰ لگا رکھا ہے مگر مولانا ثناء اللہ صاحب نے کفر کا فتویٰ نہیں دیا، نہ اسے کافر کہا۔ مولانا عبدالغنی صاحب خان پوری کا بیان کہ میں یہی اعترض ذہن میں لے کر مولانا ثناء اللہ صاحب کے پاس پہنچا اور اس کی وجہ پوچھی۔ آپ نے فرمایا۔۔۔۔۔"بھئی! میں تو مرزا قادیانی کو کافر کہنا لفظ "کفر" کی بھی توہین سمجھتا ہوں۔" یہ ایک ایسا جواب تھا کہ میں خاموش ہو گیا اور پھر کچھ کہہ نہ سکا" (سیرت ثنائی ص ۱۶۹)

یہ ایک مختصر سا خاکہ ہے فاتح قادیان شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃاللہ علیہ کی اس تبلیغی مساعی کا جو انہوں نے فتنہ قادیانیت کی بیخ کنی اور استیصال کے لئے انجام دی۔ ان جیسے عظیم المرتبت عالم دین صدیوں بعد ہی اس دنیا میں جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ وارفع مقام عطا فرمائے اور ان کی حسنات کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے آمین۔

اس مضمون کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا۔

(۱) سیرت ثنائی از مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی

(۲) حیات ثنائی از مولانا داؤد راز دہلوی

(۳) تذکرہ ابوالوفاء از ملک عبدالرشید عراقی (فتنہ قادیانیت اور مولانا ثناء اللہ امرتسری از صفی الرحمٰن مبارک پوری

(۵) تحریک ختم نبوت از ڈاکٹر بہاء الدین

(۶) احتساب قادیانیت جلد ۸ جلد ۹

(۷) اہل حدیث کا مذہب از مولانا امرتسری

(۸) تحریک ختم نبوت از شورش کاشمیری

(۹) تذکرہ مجاہدین ختم نبوت از اللہ وسایا

(۱۰) یاد رفتگاں از سید سلیمان ندوی

(۱۱) مولانا ثناء اللہ امرتسری از فضل الرحمٰن بن محمد۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوسفیان محمد خان محمدی، ملکانی ضلع بدین

ردقادیانیت میں علماء اہل حدیث سندھ کی علمی وتصنیفی خدمات کا ایک جائزہ

امت محمدیہ کا ایمان اس اساس اور بنیاد پر ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالی کے آخری نبی، پیغمبر اور رسول ہیں۔ آپ پر سلسلہ وحی اور سلسلہ نبوت ختم ہوچکا ہے۔ قرآن حکیم اللہ تعالی کی آخری وحی اور آخری کلام ہے۔ دین اسلام جس کی تعلیم سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی وساطت سے نوع انسانی کے مختلف گروہوں کو جزواً جزواً پہنچتی رہی جس نے آکر جناب محمد ﷺ پر کامل ومکمل صورت اختیار کرلی۔ اس کے بعد قیامت تک کیلئے کسی نئے نبی آنے اور کسی انسان پر وحی کے نازل ہونے کی ضرورت باقی نہ رہی اور یہ کہ محمد عربی ﷺ کے بعد جو شخص نبوت ورسالت کا مدعی ہویا سلسلہ وحی کی اجرا کا عقیدہ رکھتا ہو، وہ کاذب، مفتری اور دجال ہے۔

مسلمانوں کا اس مسئلہ پر اجماع اور اتفاق رہا ہے کہ محمد عربی ﷺ پر سلسلہ نبوت ہر لحاظ سے ختم ہوچکا ہے اور وحی کا آنا مسدود ہوچکا ہے۔ آپ کے بعد جو دعویٰ نبوت ورسالت کرے وہ کاذب اور مفتری علی اللہ ہے۔ آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کے بعد مسلمانوں کی تاریخ میں جب کبھی کسی شخص نے دعویٰ نبوت کیا تو علماء امت نے اس کے ارتداد کا فتویٰ دیا اور مسلمان ارباب اقتدار نے ہمیشہ اس جھوٹے مدعیان نبوت کے قتل کا فیصلہ کیا۔

چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سب سے پہلا اجماع مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے قتل پر ہوا۔ اسلامی تاریخ میں یہ اجماع تواتر کو پہنچ چکا ہے، جب مسیلمہ کذاب نے دعویٰ کیا اور ایک بڑی جماعت گمراہ ہوکر اسکی پیرو ہوگئی، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلا جہاد جو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں کیا تھا۔ تمام صحابہ کرام نے مسیلمہ کذاب کو محض دعویٰ نبوت کی بناپر اور اس کی جماعت کو اس کی تصدیق کرنے کی وجہ سے کافر سمجھا اور اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ مستند کتب تواریخ اسلام سے ثابت ہے کہ مسیلمہ کذاب نماز پڑھتا تھا، نبی ﷺ کی نبوت کا قائل تھا البتہ آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ اپنی نبوت کا بھی مدعی تھا۔ اس لئے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام مہاجرین وانصار کا ایک عظیم الشان لشکر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد کے لئے یمامہ کی طرف بھیجا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں برصغیر کے مسلمانوں کی طرف سے انگریز بہادر کو جس مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا، اس میں اہل حدیث مجاہدین پیش پیش تھے۔ آخری مغل حکمران بہادر شاہ ظفر کی مسلح افواج کے کمانڈر انچیف جنرل بخت خان نے سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کی بیعت کر لی تھی اور عرف عام میں وہ ''وھابی'' بن چکا تھا۔ برطانوی استعمار جو برصغیر پر قبضہ جمانے کے لئے فرانس اور پرتگیزی سامراج کو ایک عبرت ناک شکست دے چکا تھا، وہ مسلمانوں کے طرف سے اس حد تک کھلی کھلی بغاوت کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اہل حدیث علماء صادق پور، پٹنہ، انبالہ اور علماء دھلی کچھ تختہ دار پر لٹکا دیئے گئے تھے، کچھ اس دردناک عالم میں ''عبور دریائے شور'' (کالا پانی) کے سزایافتہ قیدی بنا دیئے گئے اور عمر قید کے سزایافتہ قیدی کے الفاظ لوہے کی سلاخوں کو گرم کر کے ان کی مقدس پیشانیوں پر کندہ کر دیئے گئے۔ اس کفن بردوش جاں باز تحریک کو وقتی طور پر کچل دینے کے بعد برطانوی سیاست کی شطرنج کے مہرے اب ان مذہبی غداروں کو آگے بڑھالائے جو امت مسلمہ کی روحانی پیشوائیت کو انگریزی سیاست کے تابع فرماں بنانے کی خاطر صوفیانہ وحی، کشف، الہام کی سند عطا کر سکتے ہوں۔ اس مکروہ خدمت کی انجام دہی کے لئے برطانوی انٹلی جنس نے مہاراجہ پٹیالہ کی سفارش پر سیالکوٹ کے یہودی العقیدہ انگریز ڈپٹی کمشنر کے ذریعہ مرزا غلام احمد قادیانی کو منتخب کر لیا۔

قادیانی تحریک کا ظہور:

مرزا غلام احمد قادیانی ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی کچہری میں ایک معمولی تنخواہ پر ملازمت پر تھا۔ اس نے سیالکوٹ میں ۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء تک ملازمت کی، جناب شورش کاشمیری مرحوم لکھتے ہیں کہ:

''مرزا نے ملازمت کے دوران سیالکوٹ کے پادری مسٹر بٹلر ایم، اے سے رابطہ کیا، وہ اس کے پاس عموماً آتا اور دونوں اندرخانہ بات چیت کرتے تھے۔ بٹلر نے وطن واپس جانے سے پہلے مرزا سے تخلیہ میں کئی ایک طویل ملاقاتیں کیں۔ پھر اپنے ہم وطن ڈپٹی کمشنر کے ہاں گیا اس سے کہا اور وطن واپس چلا گیا۔ ادھر مرزا غلام احمد استعفٰی دے کر قادیان آ گیا۔ اس کے تھوڑا عرصہ بعد مذکورہ وفد ہندوستان پہنچا اور لوٹ کر ضروری رپورٹیں مرتب کیں، ان رپوٹوں کے فوراً بعد ہی مرزا نے اپنا سلسلہ شروع کیا۔'' (تحریک ختم نبوت ص:۲۳)

قادیانی تحریک کے ظہور کا پس منظر بیان کرتے ہوئے مولانا ابوالحسن علی ندوی (متوفی ۱۹۹۹ء) لکھتے ہیں کہ:

''اس ۱۹ویں صدی کا اختتام تھا کہ مرزا غلام احمد اپنی نئی دعوت و تحریک کیساتھ منظر عام پر آیا، اس کو اپنی دعوت اور اپنے حوصلوں اور بلند ارادوں کی تکمیل کے لئے مناسب زمانہ اور مناسب جگہ ملی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طبیعتوں کی عام بے چینی، عوام کی عجائب پرستی، معتدل ذرائع وانقلاب سے مایوسی، علماء کے وقار واعتماد کا زوال وتنزل، مذہبی بحثوں کی گرم بازاری اور اس کے نتیجہ میں عامیانہ ذوق جستجو اور طبیعتوں کی آزادی، ہر چیز اس کے لئے معاون اور سازگار ثابت ہوئی۔ دوسری طرف حکومت وقت نے (جو کہ مجاہدین سے زک اور مزاحمت اٹھاچکی تھی اور مسلمانوں کے جذبہ جہاد اور جوش مذہبی سے ہراساں رہتی تھی) اس تحریک کا خیر مقدم کیا جس نے حکومت برطانیہ کے ساتھ وفاداری اور اخلاص کو اپنے بنیادی عقائد اور مقاصد میں شامل کیا تھا اور جس کے بانی کا حکومت کے ساتھ قدیم اور غیر مشتبہ تعلق تھا۔ ان تمام عناصر واسباب نے مل کر وہ مناسب ومعاون ماحول فراہم کیا جس میں یہ تحریک وجود میں آگئی اور اس نے اپنے ہم خیال اور پیرو پیدا کر لئے اور ایک مستقل فرقہ کی بنیاد پڑ گئی۔" (قادیانیت مطالعہ وجائزہ ص:۱۸)

نبوت کے انتخاب کے لئے جدید طریقہ انتخاب

سرکاری ملازمت اور نوکری کے لئے جس طرح انٹرویو دیا جاتا ہے اس طرح اس جعلی نبوت کے لئے بھی انٹرویو لیا گیا۔ چنانچہ شورش کاشمیری لکھتے ہیں کہ:

"برطانوی ہند کے سنٹرل انٹلی جنس کی روایت کے مطابق ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے چار اشخاص کو انٹرویو کے لئے طلب کیا، ان میں سے مرزا صاحب کو نبوت کے لئے نامزد کیا گیا۔" (تحریک ختم نبوت ص:۲۳)

مرزا غلام احمد قادیانی، ایک تعارف

مرزا غلام احمد قادیانی کی پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں بمقام قادیان ضلع گورداسپور پنجاب میں ہوئی (کتاب البریۃ ص:۱۳۶) اسے بچپن میں چڑیاں پھنسانے کی عادت تھی۔ دیگر کھیل کود میں بھی دلچسپی رکھتا تھا اور بہت ضدی طبیعت کا مالک تھا۔ ۲۰ سال کی عمر میں تعلیم کا آغاز کیا۔ ۴ سال بعد ۱۸۶۹ء کو مختاری کا امتحان دیا لیکن اس میں بھی فیل ہوا۔ ۱۸۷۷ء میں مذہبی اسٹیج پر نمودار ہوا اور ایک مناظر اسلام کے روپ میں اسلام کی پرزور اور جذباتی وکالت کر کے عام مسلمانوں کو بہت جلد اپنی طرف مائل کر دیا۔ پنجاب کی زمین میں اس کے لئے بڑی زرخیز ثابت ہوئی اور چند سالوں میں ایک وسیع حلقہ ارادت مند تیار ہو گیا۔ ۱۸۹۱ء میں پہلے اپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا اور اس کے بعد ۱۸۹۲ء میں مہدی موعود بن گیا اور پھر ۱۹۰۱ء میں نبوت ورسالت کا اعلان کیا۔ اسی طرح ترقی کرتے ہوئے نومبر ۱۹۰۴ء میں کرشن ہونے کا بھی اعلان کیا۔ (ختم نبوت از شورش ص:۲۳)

مرزا قادیانی کی سادگی

مرزا غلام احمد قادیانی بہت سادہ لوح تھا، اس کو گھڑی میں چابی دینا بھی نہیں آتا تھا۔ (اخبار الحکم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قادیان ۲۱ مئی ۱۹۳۴ء) اسی طرح اسے صحیح طرح جوتا پہننا بھی نہیں آتا تھا۔ عموماً الٹے جوتے پہنتا تھا۔ ایک دفعہ ایک شخص (جو مرزا کا معتقد تھا) نے بوٹ تحفہ میں پیش کیا۔ مرزا نے اس کی خاطر سے پہن لیا، مگر اس کے دائیں بائیں کی شناخت نہ کر سکتا تھا۔ دایاں پاؤں بائیں طرف کے بوٹ میں اور بایاں پاؤں دائیں طرف کے بوٹ میں پہن لیتا تھا۔ آخر اس غلطی سے بچنے کے لئے ایک طرف کے بوٹ پر سیاہی سے نشان لگانا پڑا۔ (منکرین خلافت کا انجام۔ مصنف جلال الدین شمس قادیانی ص:۹۶) اسی طرح "آپ کو (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کو) شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی آپ کو عرصہ سے لگی ہوئی ہے۔ اسی زمانہ میں آپ مٹی کی ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔" (مرزا قادیانی کے حالات زندگی، مرتبہ معراج الدین عمر قادیانی، تتمہ براہین احمدیہ جلد ا ص:۶۷)

مرزا صاحب کو نوجوانی میں ہیسٹریا کی شکایت بھی تھی۔ جس کے بارے میں ان کے معالج ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کہتے ہیں "میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے جس کے سبب سے کبھی کبھی اس کا ایسا شدید دورہ پڑھتا تھا کہ آپ بے ہوش ہو کر گر جاتے تھے۔" (سیرۃ المہدی جلد ۲ ص:۵۵)

وفات مرزا:

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے بعد پھر ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا تو علماء اسلام نے اس کی تردید اور مخالفت شروع کر دی۔ تردید و مخالفت میں شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری پیش پیش تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے خود اپنی تحریروں میں یہ اعتراف کیا ہے کہ مجھے سب سے پہلے سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی (متوفی ۱۳۲۰ھ) اور حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی (متوفی ۱۹۲۰ء) نے کافر قرار دیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار جاری کیا جس میں مولانا ثناء اللہ صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

"اگر میں ایسا ہی کذاب و مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہو جاؤنگا، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت و عسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہو جانا ہی بہتر ہوتا ہے۔ تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب و مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ خدا کے ہاتھوں سے یعنی طاعون، ہیضہ، وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔" (تبلیغ رسالت جلد ۱ص: ۱۲۰)

اس اشتہار کے شائع ہونے کے ایک سال ایک ماہ ۲۱ دن بعد ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا غلام احمد قادیانی نے لاہور میں انتقال کیا اور ۲۷ مئی کو قادیان میں اس کو دفن کر دیا گیا۔ (تحریک ختم نبوت ص: ۴۱، "وادیان باطلہ کی تردید میں علماء اہل حدیث کی علمی خدمات" مولفہ عبدالرشید عراقی ص: ۴۷)

نوٹ: مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات کے پورے چالیس ۴۰ سال بعد یعنی ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء ۸۰ سال کی عمر میں بمقام سرگودھا انتقال کیا اور وہیں مدفون ہیں (اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ)

۱۸۴۳ء کو جب انگریز صغیر پر قابض ہوا تو اس نے اپنے اقتدار کی گرفت مضبوط کرنے کے لئے مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد کو ختم کرنے کا منصوبہ بنایا، انگریز اس حقیقت سے بہ خوبی آگاہ تھا کہ مولوی مسئلہ بتا سکتا ہے بنا نہیں سکتا، مسئلہ بنانا کام نبی کا ہے۔ اب جہاد جیسے اہم مسئلہ کو تبدیل کرنے کے لئے اسے ایک جعلی نبی درکار تھا چنانچہ اس عرصہ کے لئے اس نے اس جعلی نبی مرزا غلام احمد قادیانی سے نبوت کا دعویٰ کرایا۔ انگریز کی مصلحتوں اور نوازشوں کو اس نے خوب پروان چڑھایا۔ یہ ناسور پھیلتا گیا حتی کہ اس نے ایک تن آور درخت کی شکل اختیار کر لی۔ امت مسلمہ کے ان خوش نصیب لوگوں پر اللہ تعالی کی کروڑ ہار حمتیں نازل ہوں جنہوں نے نامساعد حالات میں اس سیاہ فتنہ کا بڑی بہادری وجوانمردی سے مقابلہ کیا اور اس میں کامیاب ہوئے جس میں تمام مکاتب فکر نے بھرپور شرکت کی۔

خدمات اہل حدیث:

رد قادیانیت کے سلسلہ میں مرزا قادیانی کی زندگی میں اور اس کے مرنے کے بعد جس قدر علماء اہل حدیث کی خدمات ہیں، دوسرے حضرات کی اس کے عشر عشیر کو بھی نہیں پہنچتیں۔ چنانچہ فرقہ قادیانیت کی تردید میں برصغیر میں علماء اہل حدیث نے جو گرانقدر خدمات انجام دیں ہیں اس کی مثال برصغیر کی تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔ علماء اہل حدیث نے ہر محاذ پر اس فرقہ ضالہ کو ذلیل وخوار کیا۔ اہل حدیث علماء نے اس فرقہ کے علماء سے تقریری اور تحریری مناظرے بھی کئے اور ان کے خلاف کتابیں بھی لکھیں۔ دوسرے مسالک کے علماء کرام نے فرقہ قادیانیت کے خلاف علماء اہل حدیث کی خدمات جلیلہ کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ مشہور صحافی ادیب اور خطیب جناب شورش کاشمیری صاحب (متوفی ۲۴ اکتوبر ۱۹۷۵ء) لکھتے ہیں کہ:

"۱ا علماء اہل حدیث نے مرزا صاحب کے کفر پر فتوی دیا۔ ان کا فتوی فتاوی نذیریہ جلد اول کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحہ ۴۴ پر موجود ہے۔ مرزا صاحب اس فتوی سے تلملا اٹھا اور میاں صاحب کو مناظرے کا چیلنج دیا۔ میاں صاحب ۱۰۰ سو برس سے اوپر ہو چکے تھے اور انتہائی کمزور تھے، آپ نے مرزا کے چیلنج کو اپنے تلامذہ کے سپرد کیا۔ مرزا صاحب اپنی عادت کے مطابق فرار ہو گئے۔ جن علماء اہل حدیث نے مرزا صاحب اور ان کے بعد قادیانی امت کو زیر کیا ان میں مولانا محمد بشیر شہسوانی (متوفی ۱۳۲۳ء) قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۴۹ء) اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۵ء) سر فہرست تھے لیکن جس شخصیت کو علماء اہل حدیث میں فاتح قادیان کا لقب ملا وہ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ انہوں نے مرزا صاحب اور ان کی جماعت کو لوہے کے چنے چبوا دیئے، اپنی زندگی ان کے تعاقب میں گذار دی، ان کی بدولت قادیانی جماعت کا پھیلاؤ رک گیا۔ مرزا صاحب نے تنگ آکر انہیں خط لکھا کہ "میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا ہے اور صبر کرتا رہا ہوں۔ اگر میں کذاب و مفتری ہوں جیسا کہ آپ لکھتے ہیں تو آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤنگا ورنہ آپ سنت اللہ کے مطابق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے خدا آپ کو نابود کر دیگا۔ خداوند سے دعا ہے کہ وہ مفسد اور کذاب کو صادق کی زندگی میں اٹھالے۔" (خط مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء)

اس خط کے ایک سال ایک ماہ اور بارہ دن بعد مرزا لاہور میں اپنے میزبان کے بیت الخلاء میں دم توڑ گئے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری، ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو سرگودھا میں میں رحلت فرمائی وہ مرزا صاحب کے بعد ۴۰ سال تک زندہ رہے۔ ان کے علاوہ مولانا عبداللہ معمار رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۶۹ھ) مولانا محمد شریف گھڑیالوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۶۳ھ) مولانا عبدالرحیم لکھووالے رحمۃ اللہ علیہ مولانا حافظ عبداللہ روپڑی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۸۴ھ) مولانا حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۰۵ھ) مولانا محمد اسماعیل سلفی گوجرانوالہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۸۷ھ) مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۰۷ھ) مولانا عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۹۹ء) اور حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸۹ء) وغیرہ نے قادیانی امت کو ہر دینی محاذ پر خوار کیا۔ اس سلسلہ میں غزنوی خاندان نے عظیم خدمات انجام دیں، مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۸۳ھ) جو جماعت اہل حدیث کے امیر اور مجلس احرار کے سیکریٹری رہے، انہوں نے اس محاذ پر بینظیر کام کیا۔ فی الجملہ تحریک ختم نبوت کے آخری دور تک جب مرزائی مسلمانوں سے الگ کیے گئے اور آئینی اقلیت قرار پاگئے، علماء اہل حدیث قادیانیت کے تعاقب میں پیش پیش رہے اور اس عنوان سے اتحاد بین المسلمین میں قابل قدر حصہ لیا۔ (تحریک ختم نبوت ص: ۴۰۔۴۱)

جناب شورش کاشمیری مرحوم نے جماعت اہل حدیث کی قادیانیت کی تردید میں جو خدمات ہیں ان پر جو تجزیہ کیا ہے وہ حقائق پر مبنی ہے جس میں تنگ نظری اور تعصب کو کوئی دخل نہیں اس لئے کہ شورش کاشمیری صاحب مسلکاً اہل حدیث نہ تھے کہ ان پر جانب داری کا الزام لگایا جا سکے بلاشبہ قادیانیت کا سب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے تعاقب علماء اہل حدیث نے کیا تھا اور اہل حدیث ہی مرزا غلام احمد قادیانی کی راہ میں سد سکندری بنے تھے اور حقیقت یہ ہے ماضی قریب میں وہ تحریک جس نے پوری ملک میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے جو آخری کامیاب جہاد کیا اس تحریک کا نام ''مجلس ختم نبوت'' امام العصر مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ کا تجویز کردہ تھا اور سب سے پہلے انہوں نے سیالکوٹ میں اس مقدس کام کا آغاز فرمایا۔ جب بھی کوئی غیر جانبدار مورخ قادیانیت کے حوالے سے قلم اٹھائے گا تو وہ اس میدان میں علماء اہل حدیث کے سنہری خدمات اور درخشاں ماضی کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

مشہور علماء اہل حدیث

جناب عبدالرشید عراقی صاحب جماعت اہل حدیث کے مشہور علماء اہل حدیث کی قادیانیت کی تردید میں خدمات کے متعلق لکھتے ہیں کہ

''قادیانی فتنہ کی سرکوبی میں برصغیر کے علماء اہل حدیث کی خدمات تاریخ اہل حدیث کا ایک درخشندہ باب ہے۔ علماء اہل حدیث نے تقریر و تحریر کے ذریعہ قادیانی امت کو ناکوں چنے چبوائے۔ تاہم جن علماء اہل حدیث نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے اہم کردار ادا کیا، ان میں شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۲۰ھ) مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۲۰ء) مولانا عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۳۱ھ) مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۱۹ء) مولانا عبدالرحمان لکھوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۱۳ھ) مولانا محمد بشیر شہسوانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۲۳ھ) مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۱۶ع) مولانا سید احمد حسن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۲۰ع) مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۴۹ھ) مولانا احمد اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۱۸ء) مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۴۸ء) مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۵ھ) مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۴۹ء) مولانا محمد ابراہیم جونا گڑھی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۴۱ء) مولانا عبدالجبار عمرپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۱۶ء) مولانا عبدالحق غزنوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۸۲ھ) مولانا عبداللہ معمار (متوفی ۱۳۶۹ھ) مولانا حافظ محمد شریف گھڑیالوی (متوفی ۱۳۶۳ھ) مولانا حافظ عبداللہ روپڑی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۶۴ع) مولانا عبداللہ ثانی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۷۱ع) مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۰۷ھ) مولانا عبدالستار محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۸۶ھ) مولانا حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۰۵ھ) مولانا محمد یوسف کلکتوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۷۰ء) مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۵۹ع) مولانا حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸۹ء) مولانا احمد دین گھگڑوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۳ھ) مولانا عطاء اللہ حنیف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸۷ء) مولانا محمد اسماعیل روپڑی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۶۲ء) علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸۷ء) مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۹۶ء) مولانا قاضی محمد اسلم سیف رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۹۶ء) حکیم عبدالرحمان خلیق رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۹۷ء) مولانا حکیم عبدالرحمان آزاد رحمۃ اللہ علیہ پروفیسر حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۹۴ء) اور بے شمار علماء اہل حدیث نے قادیانی امت کو دینی محاذ پر ذلیل وخوار کیا اور تحریک ختم نبوت میں گرانقدر علمی، عملی خدمات سرانجام دیں۔" (ادیان باطلہ کی تردید میں علماء اہل حدیث کی علمی خدمات ص: ۴۰)

فتنہ قادیانیت کے استیصال میں علماء اہل حدیث سندھ کی علمی خدمات

(۱) علامہ سید احسان اللہ شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ (صاحب العلم الخامس)

۱۹۳۴ء سے قبل سندھ کے ایک قادیانی غلام احمد فرخ نے یہ کوشش کی کہ سندھ کے سادہ لوگ اکثر ناخواندہ ہیں ان کو اپنے عقیدہ اور جعلی نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے سرچشمہ نبوت سے مستفیض کروں ۔ چنانچہ اس نے سندھ کے راشدی خاندان کی مشہور ومعروف شاخ جھنڈے والوں کا خاندان جو اپنے علم، فضل اور فیض کی وجہ سے مشہور ہے جن میں سید رشید الدین شاہ، صاحب اللواء الثالث (متوفی ۱۳۱۷ھ) مشہور تھے، آپ ایک اہل اللہ مبلغ اسلام اور متبع سنت تھے ان کی تبلیغ کا اتنا اثر تھا کہ سندھ میں ان کے کافی مخلص معتقدین اور ان کے لاکھوں کی تعداد میں مرید تھے۔ سندھ میں انکا کافی اثر رسوخ تھا، لہٰذا ان کا سہارا لیکر سندھ میں اپنے باطل مذہب کی دکان کھولنے کی ٹھانی چنانچہ اس نے یہ دعویٰ کیا کہ جناب پیر صاحب سید رشید الدین شاہ صاحب کو مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کی سچائی کے بارے میں کشف والہام کے ذریعے علم ہوا ہے۔ اس کے بارے میں اس نے سندھی زبان میں ایک رسالہ بنام "پیر سائیں جھنڈے والوں کا پیغام اپنے مریدوں کے نام" شائع کرایا۔ کچھ عرصہ بعد پھر یہی رسالہ دوبارہ چھپ کر "فیصلہ آسمانی بمعرفت عارف ربانی" کے نام سے نمودار ہوا۔ جس میں صاف الفاظ میں پیر صاحب موصوف کی طرف اس طرح کے کشف والہام کی نسبت کی گئی تھی، مگر اہل سندھ کا ہر کس وناکس جانتا ہے کہ پیر صاحب سید رشید الدین شاہ صاحب پر یہ محض بہتان اور افتراء بازی ہے، جس کا جواب اسی خاندان کے تین بزرگوں نے تحریر کیا۔ سب سے پہلے علامہ سید احسان اللہ شاہ راشدی (صاحب العلم الخامس) المعروف "پیر سائیں سنت دھنی" نے جنوری ۱۹۳۵ء میں مولانا دین محمد وفائی (متوفی ۱۹۵۰ء) کے ماہنامہ رسالے "توحید" میں اس کا جواب لکھا۔ سید احسان اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ اپنے دادا کے مسند نشین تھے۔ اس لئے انہوں نے سجادہ نشین ہونے کی حیثیت سے ان کشفوں والہامات کی نسبت کے متعلق لکھا ہے کہ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ٹریکٹ کے صفحہ ۲ سے دوسری سرخی تک پیر سید رشید الدین شاہ المعروف "پیر سائیں جھنڈے والے" کی گواہی کے بارے میں پورا ڈیڑھ صفحہ صریح جھوٹ اور افتراء طرازی سے لبریز دیکھا۔ ہم اللہ تعالی کو اپنا گواہ سمجھ کر علی الاعلان لکھتے ہیں اور تمام مسلمانوں کو آگاہ کرتے ہیں کہ جو حقیقت صفحہ ۶۔۷۔۸۔ پر لکھی گئی ہے وہ بالکل جھوٹ ہے اور قادیانی امت کی بکواس ہے۔" (رسالہ توحید جنوری ۱۹۳۵ء ص: ۳۵ بحوالہ "قادیانی اور جھنڈائی خاندان بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ مولفہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ ص: ۳۷۔۳۸)

سید احسان اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ ۲۷ رجب ۱۳۱۳ھ میں پیدا ہوئے آپ نے اپنے ابائی مدرسہ بنام "دارالرشاد" (قائم شدہ ۱۹۰۱ء) پیر جھنڈو میں جید اساتذہ کرام مولانا عبیداللہ سندھی (متوفی ۱۹۴۴ء) مولانا محمد مدنی، مولانا اللہ بخش، مولانا احمد علی لاہوری، اور مولانا محمد اکرم ہالائی (متوفی ۱۹۵۰ء) جیسے اصحاب علم وفضل سے تعلیم حاصل کی۔ دینی علوم کی تکمیل کے بعد آپ نے خاندانی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے قرآن وحدیث کی خدمت کو نہ صرف جاری رکھا بلکہ اس میں ایک نئی روح بھی پھونکی۔ آپ کا حلقہ احباب نہایت وسیع تھا۔ آپ اپنے دور کے جید عالم ہونے کے ساتھ ساتھ پیکر اصلاح وتقویٰ بزرگ اور درجہ غایت متبع سنت تھے۔ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے پناہ محبت اور انتہائی اتباع کی وجہ سے لوگوں میں آپ "پیر سائیں سنت والے" کے نام سے معروف تھے۔ سید سلیمان ندوی آپ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"پیر احسان اللہ شاہ راشدی حدیث ورجال کے بہت بڑے عالم تھے۔ ان کے کتب خانے میں حدیث تفسیر اور رجال کی نایاب مطبوعہ وقلمی کتابوں کا بڑا ذخیرہ تھا، ان کے شوق کا یہ عالم تھا کہ مشرق ومغرب مصر وشام اور عرب وقسطنطنیہ کے کتب خانوں میں ان کے کاتب وناسخ نئی نئی قلمی کتابوں کی نقل پر معمور رہتے تھے۔ مرحوم ایک خانقاہ کے سجادہ نشین اور طریق سلف کے متبع اور علم وعمل دونوں میں ممتاز تھے۔" (یادرفتگان ص: ۱۸۶)

"آپ کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد قرآن حکیم کی تعلیمات کی اشاعت اور سنت رسول اللہ کی ترویج تھا۔" (تاریخ سندھ۔ اعجاز الحق قدوسی ص: ۳۶۷ جلد ۳)

مولانا ثناءاللہ امرتسری آپ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"پیر احسان اللہ شاہ راشدی یوں تو گنجینہ علم تھے لیکن فن رجال میں اس دور میں ان کا جواب نہ تھا۔ ایک مرتبہ مولانا ثناءاللہ امرتسری آپ سے ملنے کے لئے آئے اور تین دن تک ان کا قیام آپ کے ہاں رہا، جب مولانا امرتسری رخصت ہونے لگے تو انہوں نے فرمایا: "اگر آج فن رجال کا امام اگر کوئی ہے تو وہ پیر احسان اللہ شاہ راشدی ہے۔" (ایضاً: ۲۶۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصانیف:

اللہ تعالیٰ نے سید احسان اللہ شاہ راشدی کو تصنیف وتالیف کا بھی خصوصی ملکہ عطا فرمایا تھا۔ آپ کی تصانیف میں سے اہم کتابیں (۱) المقالات المحبوبۃ فی الدعاء بعد صلاۃ المکتوبۃ (۲) مسلک اھل حدیث کی تائید میں ایک رسالہ "مسلک الانصاف" کے نام سے لکھا تھا جس میں آپ نے احادیث مرفوعہ صحیحہ، آثار صحابہ اور اقوال فقہائے حنفیہ سے ثابت کیا ہے کہ امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ پڑھنا ضروری ہے اسی طرح آمین بالجہر اور نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کے مسائل کو دلائل سے ثابت کیا ہے یہ رسالہ سندھی زبان میں ہے جو کہ مطبوعہ ہے۔ اس وقت یہ کتاب نایاب ہو چکی ہے۔ (۳) سعودی حکومت کے پہلے فرماں روا شاہ عبدالعزیز (متوفی ۱۹۵۳ء) کے خلاف جب برصغیر خصوصاً سندھ میں مخالفین نے قبروں اور مزارات کو گرانے کے مسئلہ پر جو شور برپا کیا تو آپ نے اس وقت سلطان موصوف کے دفاع اور حمایت میں ایک مختصر رسالہ دلائل سے بھرپور سندھی زبان میں لکھا، راس کو چھپوا کر سندھ کے مختلف علاقوں میں تقسیم کیا جسکا بہت بڑا اثر ہوا۔ (عقیدہ توحید اور علماء سلف کی خدمات از السید بدیع الدین شاہ الراشدی رحمۃ اللہ علیہ ص: ۱۰۶۔۱۰۷) (۴) آپ اخیر عمر میں حدیث کی مشہور ومعروف کتاب سنن ابن ماجہ کی ایک جامع ومانع شرح بنام "خیمۃ الزجاجۃ" لکھ رہے تھے اور بیمار پڑ گئے اتنی فرصت نہ مل سکی کہ آپ اس شرح کو مکمل کر سکیں۔

تردید قادیانیت میں آپ کی مساعی:

علامہ سید احسان اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ نے اپنے دور میں قادیانیوں کے خلاف تحریری وتقریری دونوں میدانوں میں کام کیا ہے۔ تحریر میں آپ نے ایک قادیانی کی کتاب کا فی الفور جواب لکھا جو آپ نے مولانا دین محمد وفائی کے اخبار توحید جنوری ۱۹۳۵ء میں شائع کرایا۔ اسی طرح ۱۹۳۴ء میں آپ کا قادیانیوں کے خلاف ایک تاریخی مناظرہ ہوا جس کے بارے آپ کے فرزند گرامی علامہ سید بدیع الدین شاہ رحمہ اللہ اپنے ایک انٹرویو میں بتاتے ہیں:

"ہمارے والد علامہ سید احسان اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ کے سفر وحضر میں کئی بار مخالفین کے ساتھ ان کے مناظرے ہوتے رہے۔ میرا بچپن کا زمانہ تھا لیکن تاہم ایسے بعض مواقع میں مجھے بھی شرکت نصیب ہوئی خاص طور پر (سندھ کے مشہور شہر) ٹنڈو الھیار میں ایک قادیانی مناظر ومبلغ سے مناظرہ کرنے کے لئے آپ اپنے ساتھ کافی تعداد میں کتابیں لیکر گئے، دو دن تک بحث جاری رہی کافی طویل بحث ومباحثہ کے بعد قادیانی مناظر انتہائی ذلت اور شکست کے ساتھ واپس گیا۔ (رموز راشدیہ، ترتیب عبدالرحمن میمن ص: ۱۳) اسی طرح ۱۹۳۲ء میں سندھ کے ایک شہر بدین میں اہل بدعت اور اہل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توحید کے درمیان ایک تاریخی مناظرہ ہوا جس میں مقلدین (بدعتیوں) کی طرف سے پیر ہاشم سرہندی، پیر غلام مجدد (متوفی ۱۹۵۸ء) وغیرہما اور اہل توحید (اہل حدیث) کی طرف سے مولانا عبدالرحیم پچھمی (متوفی ۱۳۷۷ھ) مولانا محمد عمر منگسی، پیر ثناء اللہ شاہ اور علامہ سید احسان اللہ شاہ وغیرہم نے شرکت کی۔ بالآخر اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے اہل توحید کو فتح بین حاصل ہوئی۔اس مناظرہ میں بھی علامہ سید احسان اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ کی اہل بدعت کے ساتھ دلیل بازی اب تک علماء اور اہل حدیث عوام کو یاد ہے۔(ماہنامہ ترجمان الحدیث، ستمبر ۱۹۷۴ء ص:۲۵)

وفات:

علم وعمل اور تقویٰ کے اس پیکر نے ۴۵ برس کی عمر پاکر ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو وفات پائی۔

(۲) شیخ الاسلام علامہ سید محب اللہ شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ (صاحب العلم السادس)

آپ علامہ سید احسان اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ کے فرزندوں میں سب سے بڑے ہیں۔آپ کی ولادت باسعادت گوٹھ پیر جھنڈو نیو سعید آباد ضلع حیدر آباد سندھ میں مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۱ء میں ہوئی، ابتدائی تعلیم اپنے آبائی مدرسہ دارلرشاد سے حاصل کی یہ مدرسہ آپ کے والد ماجد کی نگرانی میں جاری تھا۔آپ کے مشہور اساتذہ میں مولانا ولی محمد کیریو، مولانا محمد اسحاق افغانی، مولانا عبدالوھاب، مولانا عبیداللہ سندھی، مولانا محمد مدنی، مولانا عبدالحق بھاولپوری ھاشمی مدنی اور آپ کے والد علامہ سید احسان اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ وغیرہم شامل ہیں۔اس کے علاوہ آپ نے سندھ یونیورسٹی جام شورو حیدر آباد سندھ سے فاضل عربی اور شعبہ ثقافت اسلامی و تقابل ادیان سے ایم۔اے کیا۔علامہ سید محب اللہ شاہ راشدی کو بھی اپنے خاندان کے اسلاف کی طرح کتابیں جمع کرنے کا بیحد شوق تھا۔اپنے خاندانی کتب خانہ کی توسیع وترقی میں خوب حصہ لیا۔آپ کو علم تفسیر، حدیث، فقہ، فن رجال، فلسفہ، تاریخ، اصول، عربی ادبیات وغیر ھم علوم پر گہری نظر اور عبور حاصل تھا۔فن خطابت وتدریس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپکو تصنیف وتالیف کا خصوصی ملکہ عطا کیا تھا۔علوم حدیث و تفسیر سے قلبی لگاؤ تھا۔آپ نے عربی، اردو، اور سندھی میں ۶۰ سے زیادہ کتابیں تصنیف فرمائیں۔ان کے علاوہ متعدد تحقیقی وعلمی مقالات و مضامین اور فتاویٰ جات تحریر فرمائے۔

قادیانیوں کے خلاف بھی آپ نے ایک کتاب بنام ”القواطع الرحمانية لافتراء الفرقة القاديانية“ لکھی۔یہ کتاب بھی غلام احمد فرخ قادیانی کی کتاب ”فیصلہ آسمانی بمعرفت عارف ربانی“ کے جواب میں ہے۔جس میں غلام احمد فرخ نے راشدی خاندان کے چشم وچراغ علامہ سید رشید الدین شاہ پر الزام لگایا کہ حضرت پیر صاحب موصوف کو مدعی نبوت غلام احمد قادیانی کی نبوت کی سچائی کے لئے کشف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والہام کے ذریعہ علم ہوا۔ جب غلام احمد فرخ قادیانی کی کتاب ظاہر ہوئی تو سب سے پہلے اسکا جواب سید احسان اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ نے دیا تھا۔ جسکا ذکر تفصیل سے ہو چکا ہے۔ مذکورہ کتاب کافی عرصہ بعد جب دوبارہ شائع کی گئی تو پھر اسکا جواب علامہ سید محب اللہ شاہ راشدی نے دیا جس کا نام "القواطع الرحمانیۃ" رکھا۔ شاہ صاحب اپنی کتاب میں غلام احمد فرخ کی کتاب کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

''اس رسالہ ''فیصلہ آسمانی'' میں ہمارے جدامجد کریم جناب پیر سائیں بیعت دھنی کے بارے میں جو کچھ درج ہے وہ بالکل سفید جھوٹ ہے اور اس میں جو مواد اکٹھا کیا گیا ہے اسے دیکھنے کے بعد جھنڈائی خاندان سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی باشعور انسان اس قادیانی افتراء پردازی کو کسی قسم کی اہمیت نہیں دیگا۔ اس کے بعد مزید وضاحت کی کوئی اہمیت نہیں ہے مگر بعض دوستوں نے اصرار کیا کہ اس واقعے کے بارے میں مزید وضاحت کی جائے اور حقیقت یہ ہے کہ اس بارے میں کئی اصولی باتیں پوشیدہ ہیں جن کو ظاہر کرنا ضروری سمجھ کر یہ رسالہ لکھتے ہیں اور ناظرین سے انصاف طلب کرتے ہیں۔ امید ہے کہ اندرونی اور بیرونی شہادتوں سے کلی طرح واضح ہوگا کہ یہ مرزائیوں کی بہتان ترازیوں اور دروغ گوئیوں کا ایک منحوس نتیجہ ہے اور یقیناً اس کے رکھوالوں کو آئندہ پھر اس تہمت اور بہتان بازی کی جرأت نہ ہوگی۔ (القواطع الرحمانیۃ لافتراء الفرقۃ القادیانیۃ'' مصنفہ سید محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ ص:۱۸-۱۹ طبع ۱۹۵۴ء حیدرآباد) علامہ سید محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ نے ۲۱ جنوری ۱۹۹۵ء کو داعی اجل کو لبیک کہا۔

(۳) شیخ العرب والعجم علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ

علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کی عظیم خدمات بھی ناقابل فراموش ہیں۔ آپ کی پیدائش ۱۰ جولائی ۱۹۲۵ء بمقام گوٹھ فضل اللہ شاہ (سابق گوٹھ پیر جھنڈا) نزد نیو سعید آباد ضلع حیدرآباد سندھ میں ہوئی۔ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ نے شروع سے آخر تک تعلیم اپنے خاندانی مدرسہ موسوم بہ ''دارالرشاد'' سے حاصل کی۔ آپ کے والد سید احسان اللہ شاہ رحمہ اللہ نے آپ کی تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ شاہ صاحب کے اساتذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے جن میں سے چند مشہور اساتذہ کے نام درج ذیل ہیں۔ شیخ ابو محمد عبدالحق الہاشمی بہاولپوری مہاجر مکی (متوفی ۱۹۷۰ء)، شیخ فاتح قادیان شیخ الاسلام ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری (المتوفی ۱۹۴۸ء)، حافظ عبداللہ روپڑی، شیخ ابو اسحاق نیک محمد امرتسری (متوفی ۱۹۵۴ء) شیخ ابوالقاسم سید محب اللہ شاہ راشدی اور بیہقی زمان علامہ ابوسعید شرف الدین دہلوی (متوفی ۱۹۶۰ء) رحمہم اللہ اجمعین۔

اللہ تعالیٰ نے جناب سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کو زبردست قوت وحافظہ سے نوازا تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو کہ آپ نے محض تین ماہ کے قلیل عرصہ میں قرآن کریم مکمل حفظ کر لیا۔ اسی طرح آپ اپنے ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں کہ: "میں دعویٰ تو نہیں کرتا کہ میں حافظ ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کی اتنی مہربانی ہے کہ زندگی کے اکثر مسائل کی بابت احادیث بمعہ حوالہ کتب معلوم ہیں۔" (رموز راشدیہ ص: ۲۰)

آپ کی دعوت و تبلیغ سے پورے ملک میں خصوصاً سندھ کے ظلمت کدے میں توحید وسنت کے چراغ روشن ہوئے اور بلا مبالغہ ہزاروں افراد کو اللہ تعالیٰ نے توحید وسنت کی نعمت عظمیٰ سے مالا مال کیا۔ اس کے علاوہ آپ ایک عظیم محدث بے مثال مفسر اور بلند پایہ محقق و نقاد اور کامیاب مناظر تھے۔ شاہ صاحب بہت بڑے عالم فاضل، ممتاز مصنف اور عربی وفارسی کے صاحب طرز ادیب بھی تھے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد ۱۵۰ کے قریب ہے۔ ان کے علاوہ آپ نے متعدد تحقیقی و علمی مقالات مضامین اور فتاویٰ جات بھی تحریر فرمائے ہیں۔ قادیانیوں کے خلاف بھی آپ نے ایک کتاب بنام ''قادیانی اور جھنڈائی خاندان بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ'' تحریر فرمائی ہے۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر صاحب اس کتاب کے اردو ترجمہ کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی نبوت کاذبہ کے دوران برصغیر کے مختلف علماء اور مشائخ سے بھی تعلق پیدا کیا۔ اس سلسلہ میں سندھ کے راشدی خاندان کے عظیم جھنڈائی مشائخ سے بھی تعلق خاطر پیدا کیا۔ سید احسان اللہ شاہ راشدی، سید محب اللہ شاہ راشدی اور سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمہم اللہ نے بروقت اس فتنے کو محسوس کیا۔ جھنڈائی خاندان کے ان علماء و مشائخ نے مرزا کے الہامات اور مکاشفات کا پول کھول دیا۔ محترم سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ نے ان تمام تفصیلات کو اپنی اس کتاب میں بڑی تفصیل اور دلائل سے رد کیا ہے جس کے مطالعہ سے قادیانیت کے زہریلے جھوٹے اور مکارانہ پروپیگنڈے کا طلسم پاش پاش ہو جاتا ہے۔ یہ مختصر اور جامع کتاب قادیانیت کے تابوت میں ایک اور کیل ٹھوکنے کی کامیاب کوشش ہے۔" (ص: ۱۹۔۲۰)

اسی طرح برادرم عبدالرحمن میمن صاحب جو اس کتاب کے ناشر ہیں وہ اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں کہ: ''یہ کتاب "قادیانی و جھنڈائی خاندان بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ" اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو کہ علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کے جنبش قلم سے منظر شہود پر آئی۔ یہ کتاب سندھی زبان میں تھی جس کی افادیت اور دلائل کی جامعیت کے پیش نظر اس کو اردو کے قالب میں ڈھالا ہے تاکہ اردو دان طبقہ بھی اس سے مستفید ہو سکے۔ اس کتاب میں مرزا کی دروغ گوئی اور تضاد بیانیاں اس کی تحریروں سے بیان کی گئی ہیں اور راشدی خاندان کے متعلق وضع کردہ اس کہانی کی تاریخی حیثیت کو عقل و نقل کے ذریعے واضح کیا گیا ہے۔ اور مرزا کے متعلق امت مسلمہ کے اجتماعی فیصلے کی حمایت کی گئی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اور حق و باطل کبھی بھی ایک ساتھ نہیں رہ سکتے لھذا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راشدی خاندان اور قادیانی عقیدہ کے اختلاف کی وجہ سے کبھی بھی برابر نہیں ہو سکتے۔" (ایضاً ص:۱۰)

علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ تقریر کے میدان میں بھی قادیانیوں کے خلاف خوب کام کیا ہے۔ قیام پاکستان سے قبل اور بعد میں ہر سال سندھ کے شہر کنری میں ختم نبوت کانفرنس ہوا کرتی تھی، اس میں شاہ صاحب کا اہم اور صدارتی خطاب ہوا کرتا تھا۔

لطیفہ:

سندھ کے مشہور شہر ٹھیڑھی میں ایک تبلیغی جلسہ تھا، اس میں شاہ صاحب تقریر کر رہے تھے۔ ٹھیڑھی شہر میں دیوبندیوں کا ایک قدیم مدرسہ بھی ہے اس مدرسہ کے اساتذہ اور طلبہ شاہ صاحب کی تقریر سننے کیلئے آئے ہوئے تھے۔ آپ تقلید کے رد میں خطاب کر رہے تھے۔ دیوبندی مولویوں کو وہ تقریر راس نہ آئی اور انہوں نے جلسہ خراب کرنے کے لئے سوالات کرنا شروع کئے اور پرچیاں ارسال کرنا شروع کیں۔ بالآخر انہوں نے لکھا کہ آپ کی ہر تقریر دیوبندیوں اور اہل تقلید کے خلاف ہوتی ہے۔ قادیانیوں کے خلاف آپ کیوں نہیں بولتے اور قادیانیوں کے خلاف آپ (اہل حدیثوں) نے کونسے کارنامے سرانجام دیئے ہیں؟ شاہ صاحب نے دوران تقریر جواب دیا کہ آپ (دیوبندیوں) نے عقیدہ ختم نبوت کی راہ میں جو کانٹے بچھائے ہیں وہ سارے کے سارے ہم نے راہ سے ہٹادیئے ہیں، اب ہمیں راستہ صاف ملا ہے۔ ہماری مرضی ہے جس کے بھی خلاف بولیں۔"سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ سندھی زبان میں "بدیع التفاسیر" کے نام سے ایک مفصل تفسیر لکھ رہے تھے، اس میں بھی آپ نے عقیدہ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت کے رد میں خصوصی بحث کی ہے۔

وفات:

آپ نے ۸ جنوری ۱۹۹۶ء بروز منگل رات کو تقریباً ۹ بجے کراچی میں اپنی عمر مستعار کے ۷۱ سال مکمل کر کے اس جہاں کو الوداع کہا۔

(۴) مولانا حافظ عبدالستار محدث دہلوی

مولانا حافظ عبدالستار محدث دہلوی بن مولانا عبدالوہاب دہلوی کے صاحبزادے ہیں۔ آپ ۱۳۲۳ء بمطابق ستمبر ۱۹۰۵ء دہلی میں پیدا ہوئے۔ نیک اور عالم باپ کے بیٹے تھے۔ سن شعور سے نیکی کی طرف میلان تھا اور کتاب وسنت پر عمل کرنے کا رجحان تھا۔ ابتداء سے لیکر انتہا تک تمام علوم وفنون تفسیر واحادیث فقہ ومعانی، تاریخ وادب، اپنے والد مرحوم سے پڑھے، اور دوران تعلیم ابتدائی کتابوں کے جز وقتی مدرس بھی رہے۔ فراغت کے بعد اپنے والد کے جاری کردہ مدرسہ "دارلکتاب والسنہ صدر بازار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دہلی" (قائم شدہ ۱۳۰۰ھ) میں مسند تعلیم وتدریس پر جلوہ افروز ہوئے اور چند ہی سال میں مدرسہ کے اہتمام کی ذمہ داریاں بھی ان پر ڈال دی گئی اور شیخ الحدیث کے منصب جلیل پر فائز ہوئے۔ زندگی بھر تعلیم وتدریس، وعظ وتبلیغ، بحث ومناظرہ اور تصنیف وتالیف کا مشغلہ جاری رکھا۔ آپ کے والد مولانا عبدالوھاب کے تلامذہ میں بڑی جلیل القدر علمی ہستیاں تھیں لیکن مولانا حافظ عبدالستار صاحب محدث دہلوی کا حلقہ تلامذہ خاصا وسیع ہے جو نہایت صالح، نیک طبیعت اور شب وروز دین کی خدمت بجالانے میں مصروف تھے۔ جولائی ۱۹۳۲ء میں جب آپ کے والد ماجد محدث مولانا امام عبدالوھاب دہلوی کی وفات ہوئی تو جماعتی احباب کی بھرپور تائید سے آپ کو جماعت غرباء اھل حدیث کا امیر مقرر کیا گیا۔ آپ نے جماعت کے انتظام امارت کو بھرپور نمونے سے سنبھالا اور اس کو مضبوطی وشرح صدر سے جاری رکھا۔ ہر معاملہ میں سنت کی اتباع کو ترجیح دی۔ علوم قرآن وحدیث میں بہت مہارت رکھتے تھے۔ اپنے طرز کے بہت بڑے مؤثر واعظ تھے۔ آپ کے صاحبزادے مولانا حافظ عبدالرحمان سلفی حفظہ اللہ اس وقت جماعت غرباء اہل حدیث کے موجودہ امام وامیر ہیں۔ مولانا حافظ عبدالستار صاحب لکھنے کا ذوق بھی رکھتے تھے۔ کئی ایک کتابوں کے مصنف تھے۔ آپ کی علمی یادگار کے طور پر تفسیر ستاریہ، فتاویٰ ستاریہ، بخاری کا اردو ترجمہ بنام نصرۃ الباری شرح البخاری، الدرالثمین فی الجہر بالتامین، حکم رب الانام فی ابطال عمل المولود والقیام، حکم البرہان فی قرأۃ ام القران، حقیقۃ التوسل والوسیلۃ وغیرہ گرامی قدر تصانیف ہیں۔

فتنہ قادیانیت کے خلاف بھی آپ نے خاصا کام کیا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے تقریر کے علاوہ تحریری فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔ چنانچہ آپ نے "مسئلہ حیات مسیح" کے نام سے ایک عمدہ کتاب بنام " القول الصحیح فی اثبات حیات المسیح" تصنیف فرمائی۔ جس میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کو انتہائی مدلل طور پر ثابت فرمایا اور مرزا کے دعوائے "وفات مسیح" کی حقیقت کو طشت از بام کرکے رکھ دیا۔ (تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینہ میں از قاضی محمد اسلم سیف ص: ۴۷۵، تذکرۃ المناظرین حصہ اول مرتبہ مولانا محمد مقتدیٰ اثری عمری ص: ۵۵۲، اور ہفت روزہ الاعتصام لاہور جلد ۶۰ شمارہ: ۲۳،۲۳،۴۴)

وفات:

اسلام کے یہ عظیم پاسبان ۲۹ اگست ۱۹۶۶ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

(۵) ادیب سندھ مولانا دین محمد وفائی رحمہ اللہ

مولانا دین محمد وفائی کا شمار سندھ کے ان سپوتوں میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنے علم اور اپنے قلم سے برصغیر اور خصوصاً سندھ میں انگریزوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور تحریک خلافت میں اہم کردار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادا کیا۔ مولانا دین محمد وفائی ۲۷ رمضان ۱۳۱۱ھ کو اپنے آبائی گاؤں کھی عرف نبی آباد تعلقہ گڑھی یاسین ضلع لاڑکانہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام محترم خلیفہ گل محمد تھا جو بھٹی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ فارسی اور عربی کی ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ نو سال کی عمر میں جب آپ کے والد کا انتقال ہو گیا تو فارسی کی بقیہ تعلیم اپنے عزیز میاں جی محمد اسلم (متوفی قریباً ۱۹۳۰ء) سے حاصل کی۔ اس کے بعد مزید عربی تعلیم مولانا ابوالفیض غلام عمر جتوئی (متوفی قریباً ۱۹۳۶ء) سے پائی۔ پانچ سال تک مولانا جتوئی کی خدمت میں رہے۔ اٹھائیس سال کی عمر میں تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے استاد کے مشورے سے کراچی آ گئے اور سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی میں معلم کے فرائض انجام دیتے رہے۔ یہاں پر ان کی ملاقات حاجی حسن اللہ پاٹائی سے ہوئی جن کے فیض نے اس پارس کو کندن بنا دیا۔ مولانا دین محمد وفائی کی علمی شہرت سارے سندھ میں پھیلتی گئی یہاں تک کہ ۱۹۱۴ء میں مولانا نے کراچی چھوڑ دیا اور جیلانی پیر صاحب کے صاحبزادوں کی تعلیم کے لئے رانی پور چلے گئے اور وہاں وہ ۱۹۱۶ء تک رہے۔ رانی پور کو چھوڑنے کے بعد آپ ٹھلا شہر تشریف لائے۔ جہاں آپ کے سپرد حاجی امام الدین شاہ راشدی (متوفی ۱۳۲۲ء) کے صاحبزادوں کی تعلیم و تربیت کے فرائض تھے۔ ٹھلا شہر میں قیام کے دوران پیر سید محمد رشد اللہ شاہ راشدی صاحب العلم الرابع (جھنڈے والے پیر) (متوفی شعبان ۱۳۴۰ھ) کے فیض صحبت نے اس ہیرے کو اور بھی جلادی اور ان کے کتب خانہ سے خوب فائدہ اٹھایا۔ (تاریخ سندھ۔ اعجاز الحق قدسی جلد ۳ ص: ۷۴۔۷۳۔ رہبران پاکستان مصنف سید محمد رضی ابدالی ص: ۸۱)

صحافتی زندگی:

مولانا دین محمد وفائی کی کراچی کی زندگی کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ دراصل کراچی ہی سے مولانا کی صحافتی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ مولانا عبداللہ میرپوری اور شیخ عبدالعزیز مالک اخبار ''الحق'' سکھر نے آپ کی صحافتی زندگی کی ہمت افزائی کی ۶ مارچ ۱۹۲۰ء کراچی سے اخبار ''الوحید'' جاری ہوا تو مولانا کو اس اخبار کا پہلے معاون مدیر پھر مدیر مقرر کیا گیا اور پورے بائیس سال آپ اس کے مدیر رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مولانا دین محمد وفائی نے اپنی ادارات میں ذاتی رسالہ ''توحید'' جاری کیا۔ جسکا پہلا شمارہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۲۳ء کو جاری ہوا۔ آپ ایک ہی وقت میں ''الوحید'' اور رسالہ ''توحید'' کے لئے علمی، ادبی، تنقیدی اور تاریخی مضامین لکھتے تھے۔ ۱۹۲۶ء میں مولانا وفائی تبلیغی کاموں کے سلسلے میں ایک سال تک کراچی سے باہر رہے۔ جس کی وجہ سے آپ کا رسالہ '' توحید'' بند ہو گیا۔ دوبارہ ۱۹۳۴ء میں ''توحید'' کا اجراء عمل میں آیا جو نہ صرف مولانا کی وفات تک جاری رہا بلکہ اس کے بعد تقریباً دو سال تک آپ کے لائق فرزند علی نواز وفائی نے اسے جاری رکھا۔ (مولانا دین محمد وفائی مؤلفہ ڈاکٹر ابو سلمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہجہانپوری ص:۲۸۵)

۱۹۲۶ء میں آپ نے پیر حزب اللہ شاہ راشدی (متوفی محرم ۱۳۰۸ء) کی سرپرستی میں سکھر سے ہفت روزہ اخبار "الحزب" جاری کیا لیکن یہ زیادہ دیر تک چل نہ رہ سکا ٹھلا شہر میں قیام کے دونوں سے "الکاشف" بھی جاری فرمایا تھا۔اسی طرح آپ روزنامہ "آزاد" کے بھی ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔۱۹۳۶ء میں سندھ جب بمبئی سے الگ ہو کر ایک علیحدہ صوبہ بنا تو اس موقع پر اخبار الوحید نے ایک خاص نمبر "سندھ آزاد نمبر" نکالا جس میں سندھ کی قدیم تاریخ، تہذیب اور علم وادب کے بہترین شہ پارے شامل کئے گئے۔ان میں اکثر مضامین خود مولانا دین محمد وفائی کے تحریر شدہ ہیں۔(تاریخ سندھ جلد ۳ص:۲۷۶)

سیاسی زندگی:

یہ وہ زمانہ تھا جب متحدہ ہندوستان میں ہندو اور مسلمان سب مل کر انگریز کی غلامی کے جوئے کو اپنی گردنوں سے اتار کر پھینک دینا چاہتے تھے۔ تحریک آزادی جاری ہو چکی تھی۔ خلافت عثمانیہ کی تائید میں ہندوستان سے تحریک خلافت عمل میں آچکی تھی۔اس وقت تحریک خلافت کا زور تھا جس کی ابتدا ۱۹۱۹ء میں ہوئی۔ مولانا دین محمد وفائی صاحب ٹھلا شہر کو الوداع کہہ کر تحریک خلافت میں شریک ہوئے۔اس تحریک کو دبانے کے لئے انگریز سرکار نے علماء سوء سے کام لیا۔ مولوی فیض الکریم نے ترکوں کی خلافت کے خلاف حجاز کے شریف حسین کے حق میں ایک رسالہ لکھا جس پر کتنے ہی علماء سوء اور صوفیائے خام نے دستخط کئے۔اس رسالہ کا انگریزی میں بھی ترجمہ ہوا اور یہ رسالہ ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کیا گیا جس سے خلافت تحریک کو نقصان پہنچ جانے کا اندیشہ تھا۔ مولانا دین محمد وفائی نے محسوس کیا کہ اس وقت خاموشی گناہ ہے۔ چنانچہ آپ نے شیخ عبدالعزیز مالک اخبار "الحق" سکھر کے ساتھ مل کر اس رسالہ کے خلاف زور و شور سے لکھنا شروع کیا اور بعد میں مولانا تاج محمد امروٹی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۲۹ء) کی نگرانی میں اس رسالہ کا جواب بنام "تحقیق الخلافت فی رد رسالہ اظہار الکرامۃ" لکھا جو ۱۹۲۰ء میں لاڑکانہ کی خلافت تحریک کانفرنس میں تقسیم کیا گیا۔اس کانفرنس میں ہندوستان کے علاوہ پورے ملک کے مشاہیر علماء اور رہنما شریک ہوئے تھے۔اس کے بعد ۱۹۲۰ء میں مولانا دین محمد وفائی رحمہ اللہ کو جمعیت علماء سندھ کا ناظم منتخب کیا گیا۔جب ۱۹۳۹ء میں مولانا عبیداللہ سندھی (متوفی ۱۹۴۴ء) انگریز دشمنی کی پاداش میں سترہ سال کی جلاوطنی ختم کر کے سندھ واپس آئے اور یہاں آکر سندھ میں ولی اللہی تحریک شروع کی تو مولانا وفائی نے اس تحریک میں بھی سرگرمی سے حصہ لیا۔(رہبران پاکستان ص:۸۲)

عقیدہ و مسلک:

مولانا دین محمد وفائی رحمہ اللہ نے جب ۱۹۲۴ء میں توحید کے نام سے اپنا رسالہ جاری کیا تو اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسالہ کے ذریعہ سے آپ نے علماء سوء اور صوفیائے خام کے متعلق بہت کچھ لکھا اور صحیح اسلامی عقائد کی نشرواشاعت کرتے رہے۔ مولانا وفائی نے اپنے رسالہ میں غلط اور مشرکانہ عقیدوں کی نشاندھی کی۔ مولانا کے مضامین نے عوام وخواص پر گہرا اثر چھوڑا "توحید" کے علاوہ اخبار "الوحید" کو بھی آپ نے دین کی خدمات کا ذریعہ بنایا تھا، کیونکہ اخبار "الوحید" ایک سیاسی اخبار تھا اس لئے اس میں کچھ مصلحت بینی سے بھی کام لینا پڑتا تھا۔ لیکن رسالہ "توحید" میں نہ کوئی سیاسی مصلحت تھی اور نہ کوئی غیر سیاسی ومذہبی مصلحت بلکہ اس کا مقصد صرف دین کی خدمت اور توحید جیسے اہم مسئلہ کو عام کرنا تھا۔ اس کی متواتر اشاعت اور یکساں پالیسی نے سندھ کے مسلمانوں کے صحیح شعور کو بیدا کیا۔ (تاریخ سندھ جلد ۳ ص:۳۱۴) اسی طرح سندھ کے مسلمانوں کی اصلاح اور دین کی اساس کو مضبوط کرنے کے لئے آپ نے صحیح البخاری کا سندھی زبان میں نہایت عمدہ اور سلیس ترجمہ بھی کیا جو کہ چار جلدوں میں کئی بار چھپ چکا ہے۔ سندھ کے مشہور ادیب ومورخ پیر سید حسام الدین شاہ راشدی مولانا دین محمد وفائی کے متعلق لکھتے ہیں:

" مولانا دین محمد وفائی تاریخ سندھ کے امام تھے۔ سندھ کی تاریخ اور مشاہیر سندھ کے حالات زندگی سے لیکر ان کی تواریخ ولادت ووفات تک انہیں ازبر تھیں وہ سندھ میں اہل حدیث مکتبہ فکر کے سربرآوردہ اور اس مسلک کے علم بردار تھے۔" (مولانا دین محمد وفائی مؤلفہ ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری ص:۸۶)

تصانیف:

مولانا دین محمد وفائی رحمہ اللہ فارسی اور عربی کے جید عالم اور سندھی زبان کے ماہر وادیب تھے۔ ان کے سندھی طرز تحریر کی ایک خاص خوبی یہ تھی کہ پڑھا ہوا اور ان پڑھ اس سے یکساں فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ انہوں نے فارسی اور عربی الفاظ اس طرح استعمال کئے ہیں۔ کہ اس سے سندھی تحریر کی خوبی وخوبصورتی بڑھ گئی ہے۔ مولانا وفائی صاحب نثر نویسی کے ساتھ ساتھ شاعری کا بھی اعلیٰ ذوق رکھتے تھے اور "وفائی" تخلص استعمال کرتے تھے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد ۵۰۔۶۰ کے قریب ہے۔ آپ اپنی خود نوشت میں لکھتے ہیں کہ:

"۱۱ مختلف اخبارات ورسائل کی ایڈیٹری اور ان میں لکھنے کے ساتھ ساتھ مختلف موضوعات پر درج ذیل کتب خاکسار نے تالیف وتصنیف کی ہیں۔ ان میں سے اکثر وبیشتر شائع ہو چکی ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱)تاریخ مصطفی ﷺ(۲) صدیق اکبر(۳) فاروق اعظم (۴)سیرت عثمان غنی(۵)حیدر کرار(۶)راحت الروح تذکر مخدوم نوح(غیر مطبوعہ)(۷)توحید اسلام ترجمہ تقویۃ الایمان شاہ اسماعیل شہید(۸)اعتقاد صحیح (یعنی عقیدہ وتعارف مذہب اہل حدیث)(۹) مقصد زندگی(۱۰)اظہار الکرامۃ فی مسئلہ الخلافۃ والامامۃ (۱۱)ترجمہ فتوح الغیب (عبدالقادر جیلانی)(۱۲) قرآنی صداقت(۱۳)ہندو دھرم اور قربانی(۱۴)یاد جاناں مسٹر جان محمد جونیجو امیر المہاجرین کی حیات وخدمات(۱۵) لطف اللطیف(۱۶) تذکرہ مشاہیر سندھ (تین جلدیں)(۱۷)رسوم موتی (فقہ وعقائد)(۱۸) ترجمہ صحیح بخاری (مکمل) وغیرہم(مولانا وفائی ص:۲۴۔۲۵)

قادیانیت کی تردید میں آپ کی خدمات:

۱۹۱۶ء میں مولانا وفائی کراچی چھوڑ کر جیلانی پیر صاحب کے صاحبزادوں کی تعلیم وتربیت کے لئے رانی پور گئے تھے تو ان دنوں میں حکیم محمد صادق صاحب نے آپ کے مشورہ سے اور آپ ہی کی ادارت میں ایک ماہوار رسالہ ''صحیفہ قادریہ'' جاری کیا تھا۔اس وقت آپ کی عمر بائیس برس کی تھی اور نوجوانی کا عالم تھا۔اس رسالہ میں آپ نے قادیانی، عیسائی اور ہندو مذہب ودیگر مذاہب باطلہ کا خوب پوسٹ مارٹم کیا۔(ہفت روزہ اہل حدیث لاہور خدمات اھل حدیث نمبر ص:۱۵۷)

اسی طرح آپ نے اپنے ذاتی اخبار ''توحید'' میں بھی ان باطل مذاہب کے خلاف خوب لکھا۔ نہ صرف خود لکھتے تھے۔ بلکہ دوسروں کے مضامین بھی آپ اس اخبار میں شائع کرتے تھے۔ چنانچہ جب قادیانیوں نے سندھ کے علمی خانوادہ ''راشدی خاندان'' کے متعلق ایک شوشہ چھوڑ کہ انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کی تصدیق کی ہے اور مرزا کے ہاتھ پر بیعت بھی کی ہے۔جب اس بات کا علم راشدی خاندان کو ہوا تو سب سے پہلے سید احسان اللہ شاہ راشدی نے آپ کی ادارت میں نکلنے والے رسالے ''توحید''۱۹۳۵ء کے جنوری کے شمارہ میں اس حقیقت کو بے نقاب کیا اور ثابت کیا کہ راشدی خاندان کے کسی بھی فرد نے مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت نہیں کی بلکہ دیگر اہل اسلام کی طرح اس کو دجال اور کاذب مرتد اور جھوٹا جانتے ہیں۔آپ نے فتنہ قادیانیت کی تردید وابطال میں الگ ایک کتاب بھی تحریر فرمائی ہے جس کا نام ''الختم علی فم الخصم'' ہے جس میں آپ نے قادیانی مذہب کے عقائد کا خوب رد کیا ہے۔ نیز لفظ ''خاتم'' پر لغوی واصطلاحی بحث بھی کی ہے۔(مولانا دین محمد وفائی ص:۱۱۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات:

مولانا دین محمد وفائی رحمہ اللہ نے جن اصول ومقاصد کے لئے زندگی بھر جدوجہد کی تھی آج کے دور میں اس کی بڑی ضرورت ہے، مولانا وفائی نے وقت کے تقاضوں کو خوب پہنچانا اور عوام کی خدمت کو انہوں نے اپنی زندگی کا شعار اور نصب العین بنالیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں ان کی یاد اب بھی تازہ ہے اور لوگ انہیں محبت سے یاد کرتے ہیں۔ آخر کار مولانا وفائی ایک بہترین علمی و عملی زندگی گزار کر ۲۲ جمادی آخر ۱۳۶۹ھ بمطابق ۱۱ اپریل ۱۹۵۰ء کو منگل کی شب اس دار فانی سے دارالبقا کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کی وفات حسرت آیات پر سید حسام الدین شاہ راشدی لکھتے ہیں کہ:

"سخت افسوس اور ملال ہے کہ مولانا وفائی سے زندگی نے بیوفائی کی۔ جب دنیا علم اور وسائل کے لحاظ سے مایوس کن اور تارک تھی تب مولانا مسلسل علمی جہاد میں مصروف رہے اور جب علم و تحقیق کے میدان میں آسانیاں پیدا ہونے والی تھیں اور ان کی محنتوں کے بار آور ہونے کا موسم قریب آرہا تھا تو اجل کے بے رحم ہاتھوں نے انہیں ہم سے چھین لیا۔ درحقیقت یہ سندھ اور اہل سندھ کی علمی دنیا کے لئے بہت بڑا سانحہ ہے۔" (تذکرہ مشاہیر سندھ مقدمہ جلد ا ص: ۱۳۔۱۴)

(۶) ڈاکٹر سبطین لکھنوی رحمہ اللہ

ڈاکٹر سبطین لکھنوی رحمہ اللہ جماعت اہل حدیث کے ممتاز اسکالر اور صاحب قلم تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۹۴۲ء میں متحدہ ہندوستان کے مشہور شہر لکھنو میں ہوئی۔ آپ نے تعلیم بھی وہیں مکمل کی۔ قیامِ پاکستان سے قبل ڈاکٹر سبطین لکھنوی رحمہ اللہ ہجرت کرکے پہلے دہلی آئے اس کے بعد لاہور آئے، یہاں سے آپ سندھ تشریف لائے جہاں آپ نے کنری کے قریب نبی سرروڈ تھرپارکر میں سکونت اختیار کی۔ نبی سرروڈ میں ایک ادارہ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید اکیڈمی کے نام سے قائم کیا تھا، آپ اس کے مہتمم تھے۔ اس ادارہ سے آپ نے ایک دو کتابیں بھی شائع کیں۔ ڈاکٹر سبطین لکھنوی رحمہ اللہ کو قرآن وحدیث سے خاص شغف تھا۔ حدیث کے دفاع حمایت ونصرت میں آپ نے کئی ایک مضامین جماعتی اخبارات ورسائل میں لکھے جن کے مطالعہ سے آپ کا حدیث سے قلبی لگاؤ ظاہر ہوتا ہے۔ نیز آپ نے منکرین حدیث کے رد اور حدیث کے دفاع میں ایک کتاب بنام "پرویز نے کیا سوچا؟" لکھی جو مکتبہ ایوبیہ کراچی سے شائع ہو چکی ہے جس میں آپ نے پرویزی فتنہ کو بے نقاب کیا ہے اور ٹھوس دلائل سے پرویز کے افکار وخیالات کی تردید کی ہے۔

ڈاکٹر سبطین لکھنوی رحمہ اللہ کو علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید (متوفی ۱۹۸۷ء) سے خاص عقیدت ومحبت تھی۔ اسی عقیدت ومحبت کی بناپر آپ نے "علامہ احسان الٰہی ظہیر" کے نام سے ایک کتاب ترتیب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی تھی۔ یہ کتاب فیصل آباد سے مکتبہ ناصریہ نے شائع کی ہے۔ جس میں آپ نے علامہ صاحب کی دینی ،علمی، ملی اور سیاسی خدمات کا جائزہ پیش کیا ہے۔ یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے بہت اہمیت کی حامل ہے۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید، محترم ڈاکٹر سبطین لکھنوی رحمہ اللہ کو ایک بہترین اسکالر کے نام سے موسوم فرماتے تھے۔ کیونکہ ڈاکٹر صاحب نے "فرق" یعنی مذاہب باطلہ کی تردید میں خوب قلم استعمال کیا اور میدان صحافت میں ایک تہلکہ مچا رکھا تھا۔ علامہ ظہیر شہید بھی اس موضوع کے شہسوار اور ریسرچ اسکالر تھے، لادینی طاقتوں کا خوب پوسٹ مارٹم کرتے تھے۔اس لئے علامہ شہید ڈاکٹر صاحب سے بہت محبت کرتے تھے۔

ڈاکٹر سبطین لکھنوی رحمہ اللہ نے مذاہب باطلہ یعنی قادیانیت، پرویزیت، بہائیت، شیعیت اور فتنہ انکار صحابہ کے سازشی طائفوں پر خوب لکھا جو کہ جماعتی اور غیر جماعتی رسائل ومجلات شائع ہوتا رہا۔ ان کے خلاف آپ کا قلم معجز رقم انگارے برساتا تھا اور ساتھ ساتھ وقت کے لادین حکمرانوں کو بھی آپ للکارتے رہے۔

تصانیف:

ڈاکٹر سبطین لکھنوی رحمہ اللہ کی زیادہ تر زندگی صحافت کے میدان میں گذری ہے، آپ پندرہ روزہ "المنبر" فیصل اباد کی مجلس ادارت میں شامل رہے۔ اسی طرح صحیفہ اہلحدیث کراچی میں آپ نے ۱۹۶۰ء سے ۱۹۷۰ء تک مختلف موضوعات پر لکھتے رہے۔اس کے باوجود آپ چند کتابیں بھی تحریر کیں ہیں۔

(۱) حیات مسیح کا عقیدہ کیوں؟ (غیر مطبوعہ) اس کتاب میں قادیانیوں کی تردید اور مسئلہ حیات مسیح کو دلائل سے ثابت کیا ہے۔

(۲) مباحثہ سرگودھا ۱۹۶۱ء از مولانا ثناءاللہ امرتسری

(۳) بطش قدیر از مولانا ثناءاللہ امرتسری- ان دونوں کتابوں پر آپ نے ایک علمی اور معلوماتی مقدمہ لکھا اور مکتبہ ناصریہ فیصل آباد سے شائع کر دیا۔

(۴) تحریک نظام مصطفی اور اہل حدیث جیالے (غیر مطبوعہ) یہ تحریک ۱۹۷۷ء میں شروع ہوئی۔اس تحریک کا پس منظر اور اس میں اہل حدیث کی خدمات کو اس کتاب میں بیان کیا ہے۔

(۵) قادیانیت ۱۹۷۴ء سے ۱۹۸۴ء تک ایک جائزہ (مطبوعہ)

(۶) قادیانیت ۱۹۷۴ء سے تاحال۔۔۔(غیر مطبوعہ)

(۷) پرویز نے کیا سوچا؟ پرویزی عقائد وفکر پر تنقیدی جائزہ (مطبوعہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۸) شہید اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیر سوانح (مطبوعہ)

ڈاکٹر سبطین لکھنوی رحمہ اللہ نے قادیانیوں اور شیعوں کے خلاف تحریر و تقریر کے میدان میں خوب کام کیا ہے جس کے نتیجہ میں آپ پر کئی مرتبہ مقدمات اور قاتلانہ حملے بھی ہوئے۔ایک مرتبہ آپ نے نبی سر روڈ میں اپنی اکیڈمی کی مسجد میں قادیانیوں کے خلاف تقریر کی جس کے نتیجہ میں قادیانیوں کے کلہاڑی اور ڈنڈے بردار مسلحہ غنڈوں نے آپ پر حملہ کیا اور مسجد میں قید کر دیا۔انتظامیہ نے درمیان میں آکر ان قادیانی غنڈوں کو منتشر کیا۔

کنری شہر کی طرف ماسٹر عیدل نوحانی جو قادیانی تھا جب اس کی موت ہوئی تو ان کے رشتہ داروں نے اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں ہونے دیا یہ سب ڈاکٹر صاحب محنت کا ثمرہ ہے۔

وفات:

ڈاکٹر سبطین لکھنوی رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کے آخری ایام تقریباً دو سال راقم الحروف کے ہاں گذارے۔آپ نے فروری ۱۹۹۸ء میں داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

نوٹ: ڈاکٹر صاحب راقم الحروف سے حد سے زیادہ محبت و شفقت فرمایا کرتے تھے۔آپ سے تعلقات فیصل آباد میں حصول تعلیم کے دوران قائم ہوئے۔راقم الحروف ڈاکٹر صاحب پر تفصیلی مضمون لکھنا چاہتا ہے کسی دوست یا ساتھی کو ڈاکٹر صاحب کے متعلق کسی بھی قسم کی معلومات ہو وہ عنایت فرمائے۔

قادیانیت کے بارے میں علمائے اہل سندھ کی ان تحریری، تصنیفی اور تقریری خدمات کا تذکرہ نہایت اختصار کے ساتھ کیا گیا ہے ان کے علاوہ علماء اہل حدیث سندھ نے قادیانیوں سے مباحثے اور مناظرے بھی کئے ہیں۔ان کے مباحثوں اور مناظروں کا ذکر نہیں کیا گیا اور بہت سی باتیں چھوڑ دی گئیں ہیں یہ ایک مستقل کتاب کا موضوع ہے۔جس میں علماء اہل حدیث سندھ کی خدمات کو تفصیل سے اجاگر کیا جا سکتا ہے۔اخباری مضمون اس کے لئے کافی نہیں ہے۔

قادیانیوں کے خلاف جب بھی ملک بھر میں تحریکیں چلیں، ان سب میں بھی علماء اہل حدیث سندھ نے فعال کردار ادا کیا ہے۔جب ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت چلی اس میں علامہ محمد یوسف کلکتوی (متوفی ۱۹۷۰ء) نے فعال کردار ادا کیا اور جیل میں بھی گئے۔اسی طرح ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت جو بلاشبہ ماضی کی تمام تحریکوں کی نسبت سب سے بڑی اور اہم تحریک تھی نتیجہ خیز ثابت ہوئی۔جس میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔یہ تحریک ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء سے شروع ہوئی جو ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء تک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تین ماہ دس دن مسلسل جاری رہی جس میں ملک بھر کی تمام دینی، مذہبی اور سیاسی جماعتوں نے بھرپور حصہ لیا۔ علماء اہل حدیث سندھ نے بھی خصوصی طور پر اس تحریک میں حصہ لیا۔ گرفتاریاں پیش کیں اور کئی کئی ماہ ملک کی مختلف جیلوں میں رہے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک میں قادیانیوں اور مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے میں سندھ کے اہل حدیث سپوت اس وقت کے وزیر دفاع جناب علی احمد ٹالپر مرحوم نے اہم کردار ادا کیا۔

اس موضوع کے لکھنے میں ہم کسی پر تنقید نہیں کرنا چاہتے اور نہ یہ ہمارا منصب اور شیوہ ہے۔ ہمارا مقصد مثبت انداز میں صرف اور صرف سندھ کے علماء اہل حدیث کی علمی و تصنیفی خدمات کی نشاندہی کرنا ہے۔ کسی سے تقابل یا جھگڑا کرنا ہرگز ہمارا نقطہ نظر نہیں ہے اور ہماری یہ عادت بھی نہیں ہے۔

مراجع و مصادر

(۱) تذکرہ مشاہیر سندھ (کامل) مولانا دین محمد وفائی۔ سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد

(۲) ماہنامہ "شریعت" سکھر۔ سوانح نمبر ۱۹۸۱ء

(۳) تذکرۃ المناظرین۔ مرتبہ مولانا مقتدی اثری عمری۔ دارالنوادر لاہور

(۴) تحریک ختم نبوت۔ شورش کاشمیری۔ مطبوعات چٹان لاہور

(۵) قادیانیت مطالعہ و جائزہ۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی۔۔۔ مجلس نشریات اسلام کراچی۔

(۶) یادرفتگان۔۔ علامہ سید سلیمان ندوی ـــ مجلس نشریات اسلام، کراچی

(۷) ماہنامہ ترجمان الحدیث۔ تحفظ ختم نبوت نمبر ۲۰۰۸ء جامعہ سلفیہ فیصل آباد

(۸) ہفت روزہ اہل حدیث لاہور۔ خدمات اہل حدیث نمبر۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان۔

(۹) قومی ڈائجسٹ لاہور۔ قادیانیت نمبر۔ قومی پبلشرز لاہور۔

(۱۰) تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینہ میں ۔۔ مولانا قاضی محمد اسلم سیف جامعہ تعلیمات اسلامیہ فیصل آباد۔

(۱۱) سندھ کی اسلامی درسگاہیں۔ ڈاکٹر محمد جمن ٹالپر۔ سندھ ثقافت کھاتہ حکومت سندھ۔

(۱۲) تاریخ سندھ۔ اعجاز الحق قدوسی۔ اردو سائنس بورڈ لاہور

(۱۳) مولانا دین محمد وفائی۔ مؤلفہ ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری۔ مولانا وفائی اکیڈمی کراچی۔

(۱۴) رموز راشدیہ۔ مرتبہ عبدالرحمن میمن۔ مکتبہ الدعوۃ السلفیہ حیدر آباد۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۵) مجلہ بحر العلوم۔ شیخ العرب والعجم نمبر۔ جامعہ بحر العلوم السلفیہ میر پور خاص۔

(۱۶) رہبران پاکستان۔ سید محمد رضی ابدالی۔ ابدالی اکیڈمی کراچی۔

(۱۷) قادیانی وجھنڈائی خاندان۔ علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی۔ مکتبہ الدعوۃ السلفیہ حیدر آباد۔

(۱۸) ہفت روزہ الاعتصام۔ خاتم النبیین نمبر۔ شیش محل روڈ لاہور۔

(۱۹) شہید علامہ احسان الٰہی ظہیر۔ مؤلفہ ڈاکٹر سبطین لکھنوی۔ مکتبہ ناصریہ فیصل آباد۔

(۲۰) سیاست برصغیر میں اہل حدیث کا حصہ۔ مولانا محمد اسلم سیف۔ جامعہ تعلیم الاسلام فیصل آباد۔

(۲۱) عقیدہ توحید اور علمائے سلف کی خدمات۔ سید بدیع الدین شاہ راشدی۔ مکتبہ الدعوۃ السلفیہ حیدر آباد۔

(۲۲) جماعت اہل حدیث کی تصنیفی خدمات۔ تالیف مولانا محمد مستقیم سلفی۔ جامعہ سلفیہ بنارس ہند

(۲۲) القواطع الرحمانیہ۔ علامہ سید محب اللہ شاہ راشدی۔ قرآن پریس حیدر آباد۔

(۲۳) ماہنامہ توحید کراچی۔ شمارہ جنوری ۱۹۳۵ء وفائی پریس حیدر آباد۔

(۲۴) ادیان باطلہ کی تردید میں علمائے اہل حدیث کی علمی خدمات۔ عبدالرشید عراقی۔ النور اکیڈمی سرگودھا۔

(۲۵) تحریک ختم نبوت (مکمل) ۔ ڈاکٹر بہاؤالدین۔ مکتبہ قدوسیہ لاہور۔

(۲۶) چار اللہ کے ولی۔ محمد رمضان یوسف سلفی۔ جماعت غرباء اہل حدیث کراچی۔

(۲۷) ماہنامہ ترجمان الحدیث۔ شمارہ ستمبر ۱۹۷۴ء۔ حدیث منزل لاہور۔

(۲۸) کتاب البریہ۔ مرزا غلام احمد قادیانی۔

(۲۹) سیرۃ المہدی۔۔ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی

(۳۰) منکرین خلافت کا انجام۔ جلال الدین شمس قادیانی

(۳۱) تتمہ براہین احمدیہ۔ مرزا معراج الدین عمر قادیانی

(۳۲) اخبار الحکم۔ قادیان نمبر۔ ۲۱ مئی ۱۹۳۴ء قادیان۔

وغیرھم من ذالک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد یوسف انور، فیصل آباد

"تحریک ختم نبوت"

ڈاکٹر محمد بہاء الدین کی عظیم تاریخی خدمت

عقیدہ ختم نبوت ہر مسلمان پر واضح ہے، امت مسلمہ کی اجتماعیت اسی عقیدے سے وابستہ ہے۔ اگر کوئی شخص ختم نبوت کی نفی کرتا ہے یا اس میں کمی بیشی کا مرتکب ہوتا ہے تو گویا وہ اسلام کی خوبصورت عمارت میں نقب زنی کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے۔

وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب)

کہ نبی مکرم محمد مصطفی ﷺ نہ صرف اللہ کے رسول ہیں بلکہ تمام انبیاء کو ختم کرنے والے ہیں، اور خود آپ ﷺ نے فرمایا۔

أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (الحدیث)

(میں انبیاء کو ختم کرنے والا ہوا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں)۔

اللہ تعالی اور اس کے رسول مقبول ﷺ کے ان فرامین کے تحت تمام امت کا ختم نبوت کے عقیدہ پر اجماع واتحاد ہے۔ جس سے اختلاف یا انحراف متفقہ طور پر دائرہ اسلام سے اخراج ہے۔ پوری امت کا اس امر پر بھی اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص آپ کے بعد نبی ہونے کا دعوی کرے گا۔ تو وہ جھوٹا اور کذاب ہے۔ امت اس پر بھی متفق ہے کہ سیدنا عیسی علیہ السلام جنہیں زندہ آسمانوں پر اٹھایا گیا ہے ان کا نزول دوبارہ ہوگا مگر نبی کی حیثیت سے نہیں بلکہ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی کی حیثیت سے نزول ہوگا۔

سرزمین ہند میں جب قادیان کے مرزا غلام احمد نے جھوٹی نبوت کا دعوی کیا تو علماء امت نے اس فتنہ کے سدباب کے لئے بھرپور کردار ادا کیا۔ اور اس عظیم جدوجہد میں علماء اہل حدیث کی خدمات سرفہرست اور امتیازی حیثیت رکھتی ہیں۔ آغا شورش کاشمیری مرحوم نے اپنی زندگی کی آخری تصنیف "تحریک ختم نبوت "میں لکھا ہے کہ مرزا قادیانی کی سب سے پہلے سرکوبی کرنیوالے مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ اہل حدیث تھے۔ جنھوں نے جگہ جگہ مرزا کا پیچھا کرکے اس کے مذموم عقائد اور دعاوی کو باطل ثابت کیا۔ انہوں نے اپنے استاد گرامی سید نذیر حسین محدث دہلوی کے خدمت میں حاضر ہو کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے غلط عقائد اور دعوے کرنے والے شخص کے بارے میں کفر کا فتویٰ حاصل کیا جب کہ دیگر مکاتب فکر ابھی سوچ بچار کر رہے تھے اور مرزا کے گمراہ کن عقائد کے صغرے کبرے بنانے میں مصروف تھے۔ انہی دنوں میں سردار اہلحدیث مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے تو قادیان جاکر مرزا کو للکارا لیکن اسے مولانا موصوف کا سامنا کرنے کی جرأت نہ ہوسکی۔ اس سلسلہ میں قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریری و تقریری کاوشوں کو کون نظر انداز کر سکتا ہے۔

۱۹۵۳ء کی ''تحریک ختم نبوت'' میں مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ (جو اس تحریک کی مجلس عمل کے جنرل سیکرٹری تھے) مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ گجرانوالہ، مولانا عبدالمجید سوہدرویؒ، علامہ محمد یوسف کلکتویؒ کراچی، مولانا معین الدین لکھوی، مولانا حکیم عبدالرحمن آزاد گوجرانوالہ۔ مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری (والد گرامی جناب ڈاکٹر محمد بہاء الدین) مولانا عبدالرشید صدیقی ملتان، مولانا عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ حافظ محمد اسماعیل روپڑی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ حافظ محمد اسماعیل ذبیح رحمۃ اللہ علیہ، حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا احمد دین گکھڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے اس زمانے کے نامور علماء اہل حدیث کا کردار نمایاں تھا جن میں سے اکثر نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ اسی تحریک کے دوران فیصل آباد میں مولانا علی محمد صمصام رحمۃ اللہ علیہ مولانا احمد الدین گکھڑوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ خادم تاندلیانوالہ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ راقم الحروف بھی اپنی صغر سنی میں والد علیہ الرحمۃ حاجی عبدالرحمن پٹوی کے ہمراہ ان اکابر کے ساتھ چند ہفتے جیل میں رہا کیونکہ میں نے مولانا علی محمد صمصام کی ایک نظم مرزا غلام احمد کی مذمت میں ایک جلسہ میں پڑھی تھی۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء سے شروع ہوئی۔ اس روز قادیانی جماعت ربوہ کی کمانڈو تنظیم کے کارندوں نے چناب نگر ریلوے سٹیشن (سابقہ ربوہ) پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے مسلمان طلبہ پر جو تفریحی ٹور سے چناب ایکسپریس کے ذریعے واپس آرہے تھے۔ محض اس جرم کی پاداش میں پر حملہ کرکے شدید زخمی کر دیا کہ ان طلبہ نے ختم نبوت زندہ باد نعرے لگائے تھے۔ اس واقعہ کی فیصل آباد میں خبر پہنچنے پر بہت سے لوگوں کے علاوہ علمائے شہر مولانا محمد صدیق، مولانا محمد اسحاق چیمہ، مفتی زین العابدین، مولانا تاج محمود، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف، اور راقم الحروف ریلوے سٹیشن پر آگئے جہاں چناب ایکسپریس دو گھنٹے رکی رہی اور ڈاکٹروں کے ایک ٹیم نے زخمی طلبہ کی مرہم پٹی کی۔ علماء نے اس موقع پر مشتعل ہجوم کو یقین دلایا کہ ان طلبہ اور قوم کے نونہالوں کا خون انشاء اللہ رائیگاں نہیں جائیگا۔ اس سانحہ پر احتجاج کرتے ہوئے پریس کانفرنس کے ذریعہ المناک صورت حال سے ملک کو آگاہ کیا گیا اور اگلے روز شہر میں ہڑتال کی گئی۔ بیرونی شہروں سے علماء نے فیصل آباد کی دینی قیادت سے رابطہ کیا اور ایک مجلس مشاورت کے بعد راولپنڈی میں مولانا غلام اللہ خان کی جامع مسجد راجہ بازار میں نمائندہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجلاس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس اجلاس میں شرکت کیلئے فیصل آباد سے علماء کا وفد بنایا گیا اس میں مفتی زین العابدین، مولانا عبدالرحیم اشرف، مولانا تاج محمود، مولانا محمد صدیق، مولانا محمد شریف اشرف اور راقم الحروف شامل تھے۔ اسٹیشن روانگی سے قبل مولانا محمد اسحاق چیمہ نے فرمایا کہ راستے میں گرفتاری ہو سکتی ہے اس لئے بہتر ہو گا کہ کچھ حضرات بذریعہ کار روانہ ہوں۔ اس تجویز پر مفتی زین العابدین، مولانا عبدالرحیم اشرف، مولانا تاج محمود اور مولانا محمد اسحاق چیمہ ٹرین سے اور مولانا محمد صدیق، مولانا محمد شریف اشرف اور راقم الحروف بذریعہ کار عازم راولپنڈی ہوئے۔ ٹرین سے سفر کرنے والے علماء کو پولیس نے لالہ موسیٰ اسٹیشن پر اتار کر گرفتار کر لیا لیکن بذریعہ کار جانے والے پنڈی پہنچ گئے۔ دیگر شہروں سے آنے والے بیشتر علماء سے بھی یہی سلوک ہوا تاہم علماء کی اچھی خاصی تعداد اس ہنگامی اجلاس میں موجود تھی۔ اجلاس میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم کی گئی جس کے سربراہ مولانا محمد یوسف بنوری بنائے گئے اور ناظم مالیات میاں فضل حق ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان مقرر ہوئے۔ فیصل آباد سے شروع ہونے والی یہ تحریک چند دنوں میں ملک گیر شکل اختیار کر گئی جس میں مرکزی سطح پر علامہ احسان الٰہی ظہیر، حافظ عبدالقادر روپڑی، حافظ عبدالحق صدیقی ساہیوال، مولانا محمد حسین شیخوپوری، مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری، شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ گوجرانوالہ قیادت کر رہے تھے۔ ہمارے شہر فیصل آباد میں مجلس عمل کے صدر میاں طفیل احمد ضیاء (جماعت اسلامی) اور جنرل سیکرٹری راقم الحروف تھا۔ تمام مکاتب فکر پر مشتمل مرکزی مجلس عمل کی قائدین اور علماء امت نے یہ تحریک ایسی منصوبہ بندی اور حکمت عملی سے چلائی کہ سارا ملک سراپا احتجاج بن گیا۔ حکومت نے صمدانی کمیشن قائم کیا جس نے ربوہ سٹیشن کے سانحہ اور پھر آمد واقعات کی تحقیقات کی۔ پھر قومی اسمبلی کو انکوائری کمیٹی میں تبدیل کر دیا گیا اور مرزائی لاہوری پارٹی کے سربراہ پر اور بعد ازاں قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر کئی روز تک جرح ہوتی رہی۔ جرح کیلئے یہ طریق کار طے ہوا کہ اراکین اسمبلی جو سوال کرنا چاہیں وہ سکرینگ کمیٹی میں پیش کریں اور اسکے ساتھ مرزائی لٹریچر سے وہ عبارت مع حوالہ جات درج کریں۔ جس کی بنا پر وہ یہ سوال کر رہے ہیں اور کمیٹی کے مطالبہ پر اصل کتاب اور محولہ دستاویز بھی مہیا کریں۔ یہ کمیٹی معقول اور مدلل سوالات اٹارنی جنرل کو فراہم کرے جو متعلقہ رکن اسمبلی کے حوالے سے مرزائی لیڈروں سے جواب طلب کریں۔

سوالات مرتب کرنے کے لئے رکن قومی اسمبلی خواجہ محمد سلیمان تونسوی نے خواجہ قمرالدین سیالوی سے گذارش کی کہ وہ ان کی رہنمائی کیلئے کسی صاحب علم کا انتظام کریں۔ خواجہ سیالوی نے مولانا محمد ابراہیم کمیرپوری کا انتخاب کیا۔ مولانا کمیرپوری خواجہ تونسوی کے پاس اسلام آباد پہنچ گئے جہاں انہیں معلوم ہوا کہ مفتی محمود، شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالحکیم، پروفیسر عبدالغفور اور کچھ دوسرے حضرات نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی اس مقصد کے لئے کچھ علماء کی خدمات حاصل کر رکھی ہے۔اٹارنی جنرل ممبران کے حوالہ سے جو سوال کرتے وہ دراصل ان علماء کے مرتب کردہ ہوتے تھے جو درمیانی کمیٹیوں سے پاس ہو کر وہاں تک پہنچتے تھے۔ارکان اسمبلی کی طرف سے مرزا ناصر پر کیا جانے والا آخری سوال یوں تھا:

"آپ لوگ مرزا کی نبوت کو ظلی بروزی اور لغوی وغیرہ کہہ کر اس کی شدت اور سنگینی کو کم کرنا چاہتے ہیں۔ جب کہ وہ خود اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کے ہم پلہ بلکہ ان سے اونچی شان کا حامل قرار دیتے ہیں جیسا کہ ان کا ایک مریدان کی زندگی اور ان کی موجودگی ان کی مدح اور توصیف ان الفاظ میں کرتا ہے:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

مرزا غلام احمد نے اس گستاخ کو نہ ڈانٹا، نہ جھڑکا۔ بلکہ زبان مبارک سے جزاک اللہ کہا اور فریم شدہ قصیدہ گھر لے گئے۔"

مولانا کبیر پوری بتاتے ہیں کہ سکریننگ کمیٹی میں جو سوالات ہماری طرف سے پیش کئے گئے ان میں یہ سوال اپنے صحیح حوالہ کے ساتھ شامل تھا۔تاہم یہ سوال ایک اور رکن اسمبلی کی طرف سے بھی آیا تھا لیکن انہوں نے غلطی سے اخبار بدر قادیان کی جگہ الفضل قادیان لکھ دیا تھا۔ سکریننگ کمیٹی نے طے کیا کہ یہ سوال اس معزز ممبر کی طرف سے پیش ہو اور اس کاروائی کا منشا یہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ ارکان کو جرح کے عمل میں شریک کیا جائے۔ مرزا ناصر احمد سے اٹارنی جنرل نے جب یہ سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ سوال قطعی بے بنیاد ہے کیونکہ اخبار الفضل تو شروع ہی ۱۹۱۴ء میں (یعنی مرزا غلام احمد کی موت کے بعد) ہوا تھا۔ اٹارنی جنرل نے سوال واپس لے لیا اور ارکان اسمبلی کو صحیح حوالہ پیش کرنے کی ہدایت فرمائی۔ مولانا کبیر پوری نے متعلقہ کمیٹی کی وساطت سے قومی اسمبلی کے سکرٹری اور اٹارنی جنرل تک اصل حوالہ پہنچایا دوسرے دن کاروائی کے آغاز ہی میں اٹارنی جنرل نے مرزا ناصر احمد سے کہا کہ مرزا صاحب وہ کل والی بات پوری طرح صاف نہیں ہوئی۔ مرزا ناصر نے پر اعتماد انداز میں کہا جناب میں بتا چکا ہوں کہ ۱۹۰۲ء میں الفضل تھا ہی نہیں۔ اٹارنی جنرل نے کہا ہو سکتا ہے کہ کسی اور اخبار، رسالے یا کتاب میں ہو اور فاضل ممبر کو حوالہ لکھنے میں غلطی ہو گئی ہو۔آپ اپنے پورے لٹریچر سے اس کی نفی کریں۔ مرزا ناصر نے ایسے ہی کیا اور کہا کہ یہ ہم پر کھلم کھلا اتہام ہے۔ میں اپنے مکمل لٹریچر میں اس کی نفی کا اظہار کرتا ہوں۔اس پر اٹارنی جنرل نے ہمارا پیش کردہ ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء کا اخبار بدر قادیان نکالا اور بلند آواز سے یہ شعر پڑھتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے قومی اسمبلی کو ورطۂ حیرت میں اور خلیفہ ربوہ کو بحر ندامت میں ڈال دیا۔ اور خلیفہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ "مرزا صاحب! یہ بات قطعاً قرین قیاس نہیں کہ یہ حوالہ آپ اور آپ کے معاونین کو معلوم نہ ہو۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ نے ایک مذہبی رہنما ہوتے ہوئے اس ہاؤس میں حقائق پر پردہ ڈالنے کی ناروا جسارت کی۔" خلیفہ اس کاروائی سے اتنا بددل ہوا کہ اس نے مزید سوالات کا جواب دینے سے معذوری ظاہر کر دی اور اس کی اسی پسپائی اور رسوائی پر معاملہ اپنے منطقی انجام کو پہنچا۔

۱۹۷۴ء کی یہ تحریک اس قدر منظم تھی کہ صرف تین ماہ اور دس دن میں اسے اللہ تعالیٰ نے کامیابی سے ہم کنار کر دیا اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ اس واقعہ کی یاد میں دیوبندی حضرات ۷ ستمبر کو یوم فتح کے طور پر ہر سال مناتے ہیں اور زبان و قلم پر اس روز طرح طرح کی کہانیاں زور شور سے لاتے ہیں لیکن اسے کم ظرفی و تنگ دلی یا تجاہل عارفانہ کہیں کہ تحریک کے آغاز و پس منظر اور محرکین کے نام تک نہیں لیتے کیونکہ ان میں اہل حدیث علماء کا کردار سر فہرست ہے۔

اکابر علماء اہل حدیث نے قادیانی فتنے کے خلاف جو تگ و تاز کی اس کی تفصیل سے ان علماء کی تصانیف اور رسائل و جرائد بھرے پڑے ہیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ہمارے دیرینہ دوست جناب ڈاکٹر محمد بہاء الدین کو جنھوں نے دیار مغرب میں بیٹھ کر ان سب کو "تحریک ختم نبوت" کے نام سے کئی جلدوں میں ایک مبسوط صورت میں نہ صرف یک جا کر دیا بلکہ اپنی کمال ذہانت و فطانت سے مرزا کے اکاذیب پر ایسی گرفت کی کہ اس کی نظیر قبل ازیں دیکھنے میں نہیں آئی۔ انداز تحریر بھی ایسا سلیس و دلآویز کہ جس کی چاشنی سے لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

فتنہ مرزائیت کے خلاف علماء اہل حدیث کی خدمات پر مشتمل ڈاکٹر بہاؤالدین صاحب کی مؤلفہ "تحریک ختم نبوت" کی چھ جلدیں اس وقت ہمارے سامنے ہیں۔ ۱۸۹۱ء سے ۱۹۱۲ء تک کے دور کی چھ ضخیم جلدوں کی یہ تاریخ ہندوستان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے دہلی سے شائع کی ہے اور پاکستان میں مکتبہ قدوسیہ لاہور کے زیر اہتمام ڈاکٹر صاحب نے خود شائع کروائی ہے۔ مزید دو جلدیں زیر طبع ہیں اور تین جلدیں اس وقت ترتیب و تسوید کے مختلف مراحل میں ہیں۔

محترم ڈاکٹر محمد بہاء الدین کی تاریخی تالیف، "تحریک ختم نبوت" کی آخری جلد میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تذکرہ کیا جائے گا اور اس سلسلہ کی آخری جدوجہد اور محنت بھی یقینی طور پر اہل حدیث علماء ہی کی ہے۔ جن کی مساعی حسنہ کی زیادہ تفصیل ڈاکٹر صاحب کے علم وسیع مطالعہ میں ہو گی۔ بلاریب ڈاکٹر صاحب کی یہ قابل قدر کاوش موضوع کے لحاظ سے ایک انسائیکلوپیڈیا کی حامل ہو گی ہمارے اکابر کی ان گنت تحریروں کو جمع کرنا اور انہیں ماہ و سال کی ایک ترتیب و تزئین سے آراستہ گلدستہ تیار کرنا بڑے جان جوکھوں کا کام تھا اور پھر انگلینڈ کے بھی ایک دور افتادہ مقام پر رہائش پذیر ہو کر سارا مواد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکٹھا کرنا اور بھی کارے دارد تھا۔ جسے ڈاکٹر صاحب بڑی جانفشانی سے انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالی انہیں صحت کے ساتھ ہمت و توفیق عطا فرمائے کہ وہ اسے اپنے عزم و ارادہ کے مطابق اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں۔

عزیز مکرم محمد رمضان یوسف سلفی کی وساطت سے ہمیں یہ معلوم کرکے اور بھی مسرت ہوئی کہ ڈاکٹر صاحب "تاریخ اہل حدیث" کے نام سے ایک اہم کتاب مرتب فرما رہے ہیں جس کی دو جلدیں ہندوستان میں شائع بھی ہو چکی ہیں۔ اس عنوان پر قبل ازیں مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی ہی کی تاریخ اہل حدیث ہمارے علم میں ہے۔ جس میں عقیدہ و مسلک حقہ کی صداقت کے دلائل نہایت علمی انداز میں ہیں لیکن ڈاکٹر صاحب نے انہی دلائل کو عام فہم زبان میں اور اکابرین اہل حدیث کی خدمات و کارناموں کو بڑی خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے اور موضوع کے بہت سے پہلوؤں کو دیگر فقہی مسالک سے تقابل کرتے ہوئے مسلک اہل حدیث کی حقانیت کو خوب واضح کرتے ہوئے اسے صراط مستقیم قرار دیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالی ڈاکٹر صاحب کے ان بلند پایہ اور گراں قدر خدمات کو قبول و منظور فرمائے۔

آج سے قریباً نصف صدی پیشتر ڈاکٹر صاحب کے جامعہ سلفیہ (فیصل آباد) میں قیام کے دوران ان کی نگارشات و علمی ادبی مجالس سے ہم مستفید ہوتے رہے ہیں۔ یہ نصف صدی کا قصہ ہے دو چار برس کی بات نہیں۔

جامعہ سلفیہ میں تدریسی اور تنظیمی و انتظامی کئی ایک امور کی نگرانی کے ساتھ تصنیفی طور پر ان کی اس دور کی کاوشوں کی حسین یادداشتیں اب بھولی بسری یادوں میں تبدیل ہو چکی ہیں۔ جامعہ کے بعد بہاولپور یونیورسٹی میں جا کر ان کی صلاحیتوں کو بفضلہ تعالی چار چاند لگ گئے جس کا پورا پورا اظہار بقول اقبال: ع

مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری

کے مصداق اس طرح ہوا کہ اللہ تعالی نے اس ظلمت کدہ میں انہیں اسلام کی روشنی کے ایک مینار کے طور پر اجاگر فرما دیا اور آج کے دور انحطاط میں عظیم الشان دینی کار کی انجام دہی کی توفیق مرحمت فرما دی۔ ع

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشند خدائے بخشندہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقیدۂ ختم نبوت

اور

نام نہاد مسلمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالرحمن کیلانی رحمہ اللہ مفسر تیسیر القرآن

کیا آغا خانی مسلمان ہیں؟

۔۔۔حصہ اول۔۔۔

اس حصہ میں ایسے عقائد و نظریات کا ذکر ہے، جن میں کم از کم نام کی حد تک تمام مسلمانوں اور اسماعیلیوں میں اشتراک موجود ہے:

الف: ارکانِ اسلام

۱۔ کلمہ شہادت:

اسلام میں داخل ہونے کے لئے کلمہ شہادت کا زبان سے اقرار کرنا ضروری ہے۔ اس کلمہ کے دو اجزا ہیں یعنی أشهد أن لا إله إلا الله اور أشهد أن محمدا رسول الله اور اگر کوئی مسلمان بھی ان دونوں اجزا یا دونوں میں سے کسی کا زبانی یا معنوی طور پر انکار کردے، یا اس سے ایسے اعمال سرزد ہوں، جن سے اس کلمہ کے کسی جزو کی تردید ہوتی ہو تو وہ شخص دائرۂ اسلام سے خارج سمجھا جائے گا۔

قادیانیوں نے اس کلمہ کے دوسرے جزو کا معنوی طور پر انکار کیا۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کی رسالت کو تا قیامت واجب الاتباع تسلیم کرتے ہوئے ایک اور 'نبی کی نبوت' کو تسلیم کرلیا تو پاکستان کی عدالتِ عالیہ نے اس فرقہ کو ۱۹۷۵ء میں غیر مسلم قرار دے دیا تھا۔

تمام اہل سنت کے برعکس آغا خانی (اسماعیلیہ) فرقے کے کلمہ شہادت کے اجزا دو نہیں بلکہ تین ہیں:

أشهد أن لا إله الا الله [illegible] أن محمد رسول الله و أشهد ان أمير المؤمنين علي ولي الله۔ ①

علاوہ ازیں ان کے ہاں پہلے [illegible] (جو سب مسلمانوں میں مشترک ہیں) کا بھی وہ مفہوم نہیں، جو دوسرے مسلمانوں کے ہاں پایا جاتا ہے۔ کلمہ کے پہلے جزء لا الہ الا اللہ کا عام مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود یا عبادت کے لائق نہیں۔ اگرچہ بعض مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات اُلوہیت، یعنی مشکل کشائی اور حاجت روائی وغیرہ میں اپنے زندہ یا فوت شدہ بزرگوں اور پیروں کو بھی شامل کرلیا تاہم غیر اللہ کو سجدہ کرنا ایسا عمل ہے جسے مسلمانوں کے تمام فر[illegible] سمجھتے ہیں، مگر اسماعیلی اپنے حاضر امام کو سجدہ کرتے اور اس کو کارِ ثواب اور اصل عبادت سمجھتے ہیں۔ درن [illegible] ملاحظہ فرمائیے:

---

① [illegible] ایس سی ایشن برائے ہند بمبئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) ''اس دنیا میں جو مؤمن پہلے تھے اور جو مؤمن اس وقت ہیں اور جو آئندہ ہوں گے سب مومن 'شاہ پیر'① کی عبادت کرتے تھے، کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔''

(۲) ''پیر شاہ ہمارے گناہ بخش دیتے ہیں۔۔۔امام حاضر کو ہم 'پیر شاہ' کہتے ہیں۔''②

(۳) امام (علی) کے ظاہر ہونے کے بعد اللہ نے اسلام کو مقبول کیا اور پیغمبر کا دور ختم ہوا، اس کے بعد کوئی پیغمبر اس دنیا میں نہیں آیا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ امام کا ظہور اللہ کا ظہور ہے جس کی پہچان اللہ کی پہچان ہے، جس کی بندگی اللہ کی بندگی ہے، جس کی حمد اللہ کی حمد ہے، جس کی بیعت اللہ کی بیعت ہے، جس کی فرمانبرداری اللہ کی فرمانبرداری ہے۔''③

ان اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسماعیلیہ نے زبانی اقرار کے باوجود، اپنے حاضر امام میں تمام صفاتِ اُلوہیت ماننے کی بنا پر معنوی طور پر لا الہ الا اللہ کی تردید کر دی اور عملی طور پر جس کی تردید کی، اس کا بیان آگے آئے گا۔

اب کلمہ شہادت کے دوسرے جز محمد رسول اللہ کی طرف آیئے۔ اس کا عام مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحیح اور ثابت شدہ تمام اقوال و افعال قیامت تک کے لئے تمام مسلمانوں کے لئے واجب الاتباع ہیں۔ آپ ﷺ کے قول یا فعل کے مقابلے پر کسی کا قول یا فعل ترک کر دیا جائے گا۔ اسماعیلیہ کا زبانی دعویٰ یہی ہے کہ جیسا کہ اسماعیلیہ④ تعلیمات پرائمری کے ص ۵ پر 'ذہنی مشق' کے عنوان کے نیچے یوں لکھا ہوا ہے:

اسلام

اللہ	قرآن شریف
رسول اللہ ﷺ	حدیث شریف
حاضر امام	فرمان مبارک
پیر گنان	شریف

مگر عملاً حاضر امام کے فرمانِ مبارک کے مقام کے بالمقابل حدیث شریف کا تو ذکر ہی کیا، وہ فرمانِ مبارک قرآن کے مقابلہ میں یا تو اس کے ہم پلہ ہوتے ہیں یا اس سے بلند تر درجہ رکھتے ہیں۔ درج ذیل اقتباسات ملاحظہ فرمایئے:

---

① گنان برہم پرکاش، مجموعہ مقدس گنان ص ۲۹۷ از پیر شمس الدین، مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے ہند ممبئی

② گلشن مالا کے جی سبق نمبر ۴ ص ۱۲ منظور شدہ درسی کتاب مذہبی نائٹ سکول مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن ہند

③ کلام الٰہی اور فرمان امام ص ۵۴ از عالی جاہ سلطان پنجم نور محمد

④ شائع کردہ ہز ہائی نس آغا خان شیعہ امامی اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی نمبر ۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ ”قرآن شریف کی صحیح سمجھ اور اس کے چھپے بھیدوں کے صحیح معنی اور صحیح علم امام حاضر کو ہی ہوتا ہے۔ امام حاضر قرآنِ ناطق (بولتا ہوا قرآن) ہے، اس لئے اس کے فرمانوں کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔“①

۲۔ ”نزول وحی کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد زمانہ کے اماموں کی معرفت ان کے فرمانوں کی شکل میں جو ہدایات کی جاتی ہیں وہ اللہ کے کلام کے برابر ہیں۔“

۳۔ ”اللہ نے حضرت پیغمبر کی معرفت تیس پارے نازل کئے۔ (باقی دس پارے) زمانہ کے اماموں کی معرفت ان کے فرمانوں کی شکل میں ظاہر ہو رہے ہیں۔“②

درج بالا ہر دو اقتباسات میں فرامین حاضر امام کو قرآن کے ہم پلہ قرار دیا گیا ہے۔ لیکن درج ذیل فرمان میں، فرمان تو در کنار گنان کا درجہ بھی قرآن سے بڑھا دیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

۴۔ ”آپ لوگوں کے لئے جو علم ہے وہ گنان ہے۔ قرآن شریف کو تیرہ سو سال ہو چکے ہیں وہ ملک عرب کی آبادی کے لئے ہے۔ جبکہ گنان کو سات سو سال ہوئے ہیں اور تمام لوگوں کے لئے گنان ہے اور اسی پر عمل کرنا۔“③

قرآن کو چھوڑنے اور گنان کو اپنانے کی وجہ بھی خوب بتلائی ہے۔ آنجہانی سر آغا خان سوم سلطان محمد شاہ اپنے فرامین کی قرآن پر بالادستی کا اظہار یوں فرما رہے ہیں:

۵۔ ”دین کی ہدایت کے لئے صرف کتابیں اور تحریری الفاظ ہی کافی نہیں۔“ (لندن جماعت خانہ: ۱۱ جون ۱۹۵۱ء)④

۶۔ ”اسماعیلیوں کے پاس ہدایت کے لئے کوئی تحریری کتاب نہیں بلکہ حیاتِ امام ہے۔“ (بمبئی، ۲۸ دسمبر ۱۹۴۵ء)⑤

غور فرمائیے کہ جب فرامین مبارک بلکہ گنان شریف کے مقابلہ میں قرآن شریف کی بھی کچھ حیثیت نہ ہو تو حدیث شریف کس کھیت کی مولی ہے۔

اب اس کا دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ اسماعیلی رسول اللہ ﷺ سے اپنے امام حاضر کا درجہ بلند تر سمجھتے ہیں۔ درج ذیل سوال جواب ملاحظہ ہو:

---

① گلشنِ مالا iii سبق ۲، ص ۸، درسی کتاب مذہبی نائٹ اسکول، مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے ہند ممبئی

② کلام الٰہی اور فرمان امام ص ۶۲، از عالیجاہ سلطان پنجم نور محمد، مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے تنزانیہ

③ کلام امام مبین آغا خان سوم کے فرامین کا مجموعہ حصہ نمبر ا فرمان نمبر ۳۱ ص ۸۱، اسماعیلیہ ایسوسی ایشن بمبئی

④ پمفلٹ شانِ امامت ص ۲ مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان

⑤ ایضاً۔ مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال: پیغمبر یعنی ناطق اور 'اساس' یعنی امام۔۔۔ان دونوں میں کس کا درجہ بڑا ہے؟

جواب: اساس کا درجہ بڑا ہے، کیونکہ جو کام پیغمبروں سے نہیں ہو سکتا تھا وہ 'اساس' امام کرتے تھے اور پیغمبروں میں سے اماموں کو بنانے کا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ہوا تھا۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اساس کا درجہ بڑا ہوتا ہے۔ پیغمبر اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں اور اس کے ذریعہ اللہ کی پہچان کراتے ہیں، جبکہ 'اساس' یعنی امام اپنی ذاتی طاقت سے بذاتِ خود ہدایت کرتے ہیں۔ اپنی پہچان آپ کرواتے ہیں اور ان کو کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ①

ان تصریحات سے معلوم ہو جاتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا جو مفہوم عام مسلمان سمجھتے ہیں، اسماعیلیوں کے ہاں یکسر مفقود ہے۔

کلمہ شہادت میں اثنا عشری شیعوں نے بھی ایک تیسرے جزء علی ولی اللہ کا اضافہ کر لیا۔ جس کے معنٰی ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ اللہ کے وصی ہیں۔ یعنی اللہ کا حکم تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد انہیں خلیفہ بنایا جاتا اور اسماعیلیوں نے جو اضافہ کیا وہ "ان امیرالمؤمنین علی اللہ" ہے۔ جس کے معنٰی ہیں کہ "علی اللہ ہیں" یا "علی اللہ سے ہیں۔"

ہم اپنے اس معنٰی کی تائید میں درج ذیل گنان پیش کرتے ہیں:

۱۔ "اس وقت نبی محمد ﷺ نے یہ بتلایا کہ بھائی فرشتو! آپ کو ایک بہت ہی اچھی بات بتلاتا ہوں (کہ جب علی پیدا ہوئے تو) انہوں نے اپنا تعارف مجھ کو خود ہی کرایا کہ وہی (علی) تو پوری کائنات کا خالق ہے۔ اس لئے علی کو صحیح اللہ کہیے، اس عقیدہ میں ذرہ برابر کمی نہ کریں۔"②

۲۔ "اوّل ہی سے جو اللہ ہے، اسے علی کہیے۔"

"نبی محمد نے اپنے شوہر (یعنی علی) کو پہچانا۔"③ (نعوذباللہ من ذلك الهفوات)

۳۔ "جب حضور اکرم ﷺ نے شاہ علی کا دیدار کیا تو سب سے اوّل ان کو صحیح اللہ پایا۔"④

ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ علی تو صحیح اللہ ہیں اور دوسرے امام حاضر بھی اللہ کا مظہر ضرور ہیں۔ ان کا کلام، کلام اللہ سے بڑھ کر تو ہو سکتا ہے مگر کمزور نہیں ہو سکتا۔ اب خود ہی فیصلہ کر لیجئے کہ عام مسلمانوں کے کلمہ شہادت اور اسماعیلیوں کے کلمہ شہادت کے مفہوم میں کوئی قدرِ مشترک باقی رہ جاتی ہے؟

---

① مارگ ورشیکا حصہ ا ص ۶۸ از مشنری علی بھائی بابوانی منظور شدہ درسی کتاب برائے مذہبی نائٹ سکولز مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے ہند، ممبئی

② گنان مومن چیتامنی از سید امام شاہ مجموعہ مقدس گنان ص ۱۰۷ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن ہند، ممبئی

③ گنان مومن چیتامنی از سید امام شاہ ص ۱۴۴، مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے ہند، ممبئی

④ گنان مومن چیتامنی از سید امام شاہ ص ۱۰۶ مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے ہند، ممبئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ نماز (دوسرا رکن اسلام)

کلمہ شہادت کے بعد اسلام کا دوسرا رُکن نماز ہے۔ جس کی قرآن میں سات سو بار تکرار سے تائید آئی ہے۔ پانچ وقت کی نماز مسجد میں جاکر باجماعت ادا کرنا ضروری ہے۔ اسماعیلی فرقہ اس وقت نماز کا تارک ہے اور اسے تسلیم نہیں کرتا۔ وہ صلوۃ کے معنی 'دعا' کر کے اس شرعی تکلیف سے آزاد ہوگئے ہیں۔ اس سلسلہ میں اسماعیلی تعلیمات کا درج ذیل اقتباس ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ ''ہمارے نزدیک اس (لفظ صلوۃ) سے مراد وہ خاص عبادت ہے جو مقرر اوقات پر کی جاتی ہے۔ مقررہ اوقات پر دُعا پڑھنا ہر مؤمن پر فرض ہے۔ قرآن پاک میں دعا کے لئے صلوۃ کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔''[①]

۲۔ ''آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق صلوۃ (دعا) مؤمن کی معراج ہے۔''[②]

مسجد کے بجائے جماعت خانہ:

اسماعیلی چونکہ نماز نہیں پڑھتے، لہٰذا اپنی 'دعاگاہ' کو مسجد بھی نہیں بلکہ 'جماعت خانہ' کہتے ہیں۔ جبکہ دنیا بھر کے دیگر تمام فرقوں سے تعلق رکھنے والے مسلمان اپنی عبادت گاہ کو مسجد ہی کہتے ہیں۔ اقتباس:

''یوں تو دعا کیسے بھی ادا کی جاسکتی ہے، لیکن بہتر یہی ہے کہ دعا پڑھنے کے لئے مؤمن مولا کے گھر یعنی 'جماعتِ خانہ' جائے۔''[③]

دُعا بھی روزانہ صرف دوبار فرض ہے یعنی صبح کی اور شام کی دعا۔ آج کل جو دعا جماعت خانوں میں پڑھی جاتی ہے، یہ حاضر امام شاہ کریم حسینی کی منظور شدہ ہے جو انہوں نے ۲۱ مارچ ۱۹۷۰ء کو منظور فرمائی۔[④] اس سے پہلے یہ فرقہ صلوۃ یا دعا کون سی اور کیسے پڑھتا تھا، وہ ہمیں معلوم نہیں۔

موجودہ منظور شدہ دعا کے چھ حصے ہیں۔ چھٹے حصہ میں اسماعیلی اماموں کا شجرہ ہے۔ ہر حصے کے خاتمہ پر سجدہ کیا جاتا ہے جس میں پڑھا جاتا ہے: ''اللھم لك سجودی وطاعتی'' جب سجدہ کیا جاتا ہے تو ہر جماعت خانہ میں سامنے حاضر امام کی قد آدم تصویر موجود ہوتی ہے جس کے مطلب کے وضاحت کی ہمیں ضرورت نہیں۔ مکھی اور کامڑیا (جماعت خانہ کے منتظمین وغیرہ) کا منہ چونکہ مؤمنوں اور دینداروں کی طرف ہوتا ہے، اس لئے ان کے لئے ان کے سامنے علیحدہ امام کی تصویر لگی ہوتی ہے۔ اب آپ خود فیصلہ

---

① اسماعیلی تعلیمات حصہ نمبر ۴ ص ۱۰، مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی

② اسماعیلی تعلیمات حصہ نمبر ۴ ص ۱۱، مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی

③ اسماعیلی تعلیمات حصہ نمبر ۴ ص ۱۱، مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی

④ مذہبی رسومات ص ۱۱، ذیلی عنوان 'مقدس دعا' بلیٹن، مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر لیجئے کہ نماز کے سلسلہ میں اسماعیلیوں اور عام مسلمانوں کے درمیان کیا قدرِ مشترک باقی رہ جاتی ہے۔؟

۳۔ زکوۃ (اسلام کا تیسرا اہم رکن)

جس کا حکم قرآن میں تقریباً ستر بار آیا ہے۔ اس کا عام مفہوم یہ ہے کہ ہ غنی یا صاحب نصاب مسلمان ہر سال بعد اپنی بچت کا چالیسواں حصہ نکال کر اللہ کی راہ میں دے دیتا ہے۔ زکوۃ، انفرادی طور پر نکالی جائے یا اجتماعی طور پر اس کا کثیر حصہ محتاج و نادار افراد کو دیا جاتا ہے، گویا زکوۃ کے پیسہ کا بہاؤ امیر طبقہ سے غریب کی طرف ہوتا ہے۔

اسماعیلی فرقہ میں ایسی زکوۃ کا تصور تک نہیں۔ اس کے بجائے ان کے ہاں کا ہر دیندار اپنی آمدنی کا دسواں حصہ (دسوند) نکال کر اپنے امام حاضر کو پیش کرنے کا پابند ہوتا ہے۔ پھر اسے امام حاضر کے علاوہ اپنے پیر کے لئے بھی آمدنی کا چالیسواں حصہ نکالنا ہوتا ہے، اور اس کے علاوہ شکریت اور دوسری قسم کے نذرانے الگ ہیں۔ درج ذیل گیان ملاحظہ فرمائیے:

''ست گرہی (سچے گورو جی یعنی حاضر امام) کی خدمت 'دسوند' دیتے رہیے اور چالیسواں حصہ پیر کو دیتے رہیے اور بے شمار 'شکریت' دیتے رہے۔ جو خلوص کے ساتھ دسوند از شکریت دیتے ہیں، ان کی جب آخری گھڑی آئے گی (یعنی موت کا وقت) تو یہ آپ (امام) کے پاس پہنچیں گے۔''[1]

اب دیکھئے زکوۃ اور دسوند میں درج ذیل بنیادی فرق ہیں:

(۱) زکوۃ بچت پر لگتی ہے جبکہ 'دسوند' آمدنی پر لگتی ہے۔

(۲) زکوۃ کی شرح اڑھائی فیصد یا چالیسواں حصہ ہے جبکہ دسوند کی شرح تحریر میں دس فیصد اور عملاً ساڑھے بارہ فیصد ہوتی ہے یا آٹھواں حصہ ہوتی ہے۔

(۳) زکوۃ صرف مالداروں پر لگتی ہے، جبکہ دسوند امیر و غریب سب کے لئے ہے۔

(۴) زکوۃ میں زکوۃ ادا کرنے والے کی ضروریات کا لحاظ رکھا جاتا ہے، لیکن دسوند میں کچھ خیال نہیں رکھا جاتا۔

(۵) زکوۃ کی رقم کا کثیر حصہ غریبوں کی جیب میں جاتا ہے، جبکہ دسوند کی رقم امام حاضر (جو پہلے ہی امیر کبیر ہیں) کی جیب میں جاتی ہے۔

(۶) زکوۃ باقی مال کو معمولی قسم کی لغزشوں سے پاک کرتی ہے۔ سود یا حرام کی کمائی زکوۃ کو پاک نہیں کر سکتی، لیکن دسوند ادا کرنے کے بعد بقایا مال خواہ کسی طریقے سے کمایا ہو پاک ہو جاتا ہے۔

اندریں حالات دسوند کو کسی حد تک انکم ٹیکس کا نام تو دیا جا سکتا ہے، لیکن اس کا اسلامی فریضہ زکوۃ

---

[1] گز ۱۱۰، مو مر، حتا منہ از سد امام شاہ۔ مجموعہ مقدس گنان ص ۱۴۰، مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن ہند، ممبئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کوئی تعلق نہیں۔

۴۔**روزہ** (اسلام کا چوتھا رکن)

پورے ماہِ رمضان کے روزے اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان پر فرض قرار دیے ہیں، لیکن اسماعیلی اس فریضہ سے بھی آزاد ہیں۔اس کے عوض ان کے ہاں درج ذیل دو طرح کے روزے رکھے جاتے ہیں:

۱۔جمعہ پیچ (یعنی وہ جمعہ جو چاند کی پہلی کو آئے) کا روزہ

"جمعہ پیچ تقریباً چھ ماہ میں ایک مرتبہ آتی ہے اور ہر ایک دیندار کو یہ روزہ فرض ہونے کی بنا پر اسے عمل میں لانے کی کوشش کرنی چاہئے، سوائے کسی ناگریز وجہ یا بیماری کے۔" ①

۲۔چاند کے بعد ساتویں تاریخ کا روزہ

"۱۹۶۲ء سے ناحاضر امام (شاہ کریم حسینی) کے فرمان کے مطابق اس روزے کو شاہ مولا کے روزے کا نام دیا گیا ہے۔اس روزے کے دن جماعت خانہ میں گنان شریف، فرمانِ مبارک اور کلام بولا اور پڑھا جائے۔"②

اب دیکھئے ہر ماہ میں ایک روزہ یا سال کے ۱۲ روزے تو موجودہ امام نے ۱۹۶۲ء سے فرض کئے، اس سے پہلے اسماعیلیوں پر صرف دو روزے یعنی جمعہ پیچ کے روزے فرض تھے؟ یہ دو روزے کس امام نے اور کب فرض کئے تھے؟ یہ ہمیں معلوم نہیں۔ نیز ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ ماہِ رمضان کے تیس روزے جو اللہ نے فرض کئے تھے، وہ کس امام نے اور کب معاف کر دیئے تھے۔

۵۔**حج** (اسلام کا پانچواں رُکن)

ہر صاحبِ استطاعت پر زندگی میں ایک بار بیت اللہ کا حج اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان پر فرض قرار دیا ہے۔اسماعیلی حضرات اس فریضہ سے بھی آزاد ہیں۔کوئی اسماعیلی کاروبار کی غرض سے یا ازراہِ سیر و تفریح مکہ چلا جائے اور وہاں حج یا عمرہ کر لے تو اسے اس بات کی اجازت ہے۔حج یا عمرہ کو ایک فریضہ سمجھ کر کوئی اسماعیلی ارداتاً اور تکلفاً وہاں نہیں جاتا۔

ب: دیگر اسلامی شعائر

ارکانِ اسلام کے علاوہ کچھ ایسے اسلامی شعار بھی ہیں، جنہیں مسلمانوں کے سب فرقے تسلیم کرتے ہیں، مگر اسماعیلیوں نے ان میں یا تو نئی راہ نکال لی ہے یا بالکل متضاد روش اختیار کر رکھی ہے اور وہ درج ذیل ہیں:

---

① ہماری مقدس مذہبی رسومات ص ۲۰ بلیٹن، اسماعیلیہ ایسوسی ایشن پاکستان، کراچی، تاریخ ۲۱ مارچ ۱۹۷۲ء

② ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ سلام اور سلام کا جواب

مسلمانوں کے تمام فرقوں میں مسنون سلام وجواب السلام علیکم اور وعلیکم السلام ہے۔ لیکن اسماعیلی فرقہ اس مسئلہ میں متضاد روش اختیار کرتا ہے۔ ان کے ہاں سلام وجواب کو مندرجہ ذیل دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

۱۔ جب کوئی دیندار جماعت خانہ میں جائے تو کہتا ہے 'ہے زندہ؟' دوسرے اسے جواب دیتے ہیں: 'قائم پایا'①

دراصل اس سوال وجواب میں اسماعیلیوں کا اپنے امام کے متعلق حی قیوم ہونے کے عقیدہ کو بار بار دہرایا جاتا ہے۔ آنے والا پوچھتا ہے: کیا ہمارا امام زندہ ہے؟ اور جواب دینے والا کہتا ہے: ''ہم نے تو اسے قائم ہی پایا ہے۔'' اس طرح ہر آن مریدوں کی ذہن سازی کی مہم جاری رہتی ہے۔

۲۔ اور جماعت خانہ سے باہر جب کسی کو سلام کہنا ہو تو کہنے والا کہتا ہے 'یا علی مدد!' اور جواب دینے والا کہتا ہے 'مولا علی مدد' ان کی درسی کتاب میں یہ مضمون یوں ادا کیا گیا ہے: ''یا علی مدد ہمارا اسلام ہے۔ 'مولا علی مدد' سلام کا جواب ہے۔''②

۲۔ نو روز اور سالِ نو

مسلمانوں کا ہجری سال چاند سے تعلق رکھتا ہے اور یکم محرم الحرام کو شروع ہوتا ہے۔ تاہم یہ مسلمانوں کا کوئی تہوار نہیں ہے۔ اسماعیلی اس مسئلہ میں بھی متضاد روش رکھتے ہیں۔ ان کا سال شمسی ہے۔ ۲۱ مارچ کو شروع ہوتا ہے اور اس دن اسماعیلی تہوار بھی مناتے ہیں۔ درج ذیل اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔

''نوروز کی خوشی منانا اسماعیلیوں کی ایک قدیم روایت ہے۔ اس کی سالانہ مجلس ۲۱ مارچ کو صبح صادق کے بعد ہر ایک جماعت خانے میں منعقد کی جائے۔ ۲۱ مارچ کو مذہبی نقطہ نگاہ سے ہمارا نیا سال شروع ہوتا ہے۔'' ③

اب یہ ظاہر ہے کہ ۲۱ مارچ (نوروز) سے مجوسیوں اور سورج پرستوں کو تو عقیدت ہو سکتی ہے مسلمانوں کا اس سے کیا تعلق؟

۳۔ تہذیبِ مغرب سے دلدادگی

یہ تو سب جانتے ہیں کہ مغربی تہذیب اسلامی تہذیب کی نقیض (ضد) ہے۔ اسماعیلیوں میں عورت کا پردہ نام کی کوئی چیز نہیں۔ جماعت خانوں میں البتہ عورتوں کے بیٹھنے کی الگ جگہ مقرر ہوتی ہے،

---

① مذہبی رسومات ص ا بلیٹن مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی

② گلشن مالا (درسی کتاب برائے مذہبی نائٹ سکولز) سبق ۲ ص ۷،۶ مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن ہند، ممبئی

③ مذہبی رسومات ص ۱۹، ۲۰ بلیٹن مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی، ۲۱ مارچ ۱۹۷۲ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بین ہی سسم کی مجالس میں عورتیں اور مرد اکٹھے ہوتے ہیں۔ حاضر امام اور آپ کے باپ دادا کا تہذیب مغرب سے دلدادگی کا یہ عالم ہے کہ حاضر امام کی والدہ لارڈ پرنس کی بڑی صاحبزادی ہیں۔ آپ نے برطانیہ، سوئٹزرلینڈ اور ہارورڈ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر کے گریجوایٹ کی ڈگری لی ہے، لیکن دینی تعلیم کی شاید آپ کو ضرورت ہی نہ تھی۔ ہوسکتا ہے کہ زیر نورِ خدا کی طرح یہ دینی علم بھی ان اماموں میں نسلاً بعد نسل از خود ہی منتقل ہوتا رہتا ہے۔

امام حاضر کے دادا آغا خان سوم ریس کورس کے انتہائی شیدائی تھے اور ان کے بیشتر گھوڑوں نے بازی جیتی ہے۔ حاضر امام اور ان کے آباء واجداد کا لباس اور وضع قطع بھی تہذیبِ مغرب کی دلدادگی پر بڑی واضح دلیل ہے۔ علاوہ ازیں تمام جماعت خانوں میں امام حاضر کی قد آدم تصاویر کی موجودگی اور آپ کے پیروکاروں کا ان کے آگے سر بسجود ہونا ممتاز ہے۔ غور فرمایئے ان تمام اُمور میں سے کوئی بات بھی اسلامی نقطہ نگاہ سے ایک مذہبی رہنما کے شایانِ شان ہوسکتی ہیں؟

۴۔ اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت کے بجائے اخفا

ہر مسلمان پر اسلامی تعلیمات کی اشاعت فرض ہے، قولاً اور عملاً بھی۔ مسلمان جہاں بھی گئے وہاں مساجد تعمیر کیں، دینی مدارس قائم کئے اور علماء نے اپنی تصانیف کے ذریعہ حتی الوسع دینی تعلیم کی نشرو اشاعت کو اپنا معمول بنایا، مگر اسماعیلی فرقہ کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ اگر کہیں ان کے جماعت خانے ہیں بھی تو وہ عوام پر بند ہیں۔ ان کے مذہبی تعلیم کے مدارس صرف نائٹ سکولز ہیں جہاں غیر اسماعیلی بچوں کو داخل نہیں کیا جاتا۔ ان کی مذہبی کتابیں صرف اسماعیلیہ ایسوسی ایشنز ہی چھاپ سکتی ہیں، جنہیں کوئی غیر اسماعیلی خرید بھی نہیں سکتا۔ اس سلسلہ میں ان کی کتاب 'ہماری مقدس مذہبی رسومات' کا درج ذیل اقتباس ملاحظہ فرمایئے:

"جماعت خانے کے احاطے میں جماعت کی سہولت کے لئے اسماعیلیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے مذہبی کتابیں خریدنے کا خاص بندوبست کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ کسی بھی شخص یا ادارے کو مذہبی کتاب جمع کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ کسی خاص حالات کے تحت اسماعیلیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے اجازت لی گئی ہو۔"[1]

اسلام افشاء و تبلیغ کا دین ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کو بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ اور فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ کا حکم تھا۔ اس لحاظ سے اسماعیلی مذہب اسلام کے عین ضد ہے۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ اس فرقہ کی کچھ تعلیمات ایسی بھی ہیں، جنہیں یہ اوراق میں منتقل ہونے ہی نہیں دیتے بلکہ یہ راز ایسے

---

[1] مذہبی رسومات ص ۲۰ بلیٹن شائع کردہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی، ۲۱ مارچ ۱۹۷۲ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو سینہ بہ سینہ چلتے ہیں۔ جیسا کہ ابوعبداللہ شیعی کے متعلق پانچویں درسی کتاب میں لکھا ہے کہ:

"حضرت امام رضی عبداللہ علیہ السلام (اسماعیلیوں کے دسویں امام) نے ابوعبداللہ کو لائق اور قابل آدمی دیکھ کر داعی ابن حوشب کے پاس تعلیم کی غرض سے یمن بھیج دیا۔ چنانچہ ان کے زیر تربیت ابو عبداللہ نے اسماعیلی مذہب کے راز سیکھے۔ جب اسماعیلی تعلیمات میں بالکل پختہ ہو گئے تو حضرت امام علیہ السلام کے حکم سے آپ کو داعی بنا کر مغرب (شمالی افریقہ) کی طرف بھیج دیا گیا۔" [1]

اسماعیلی راہبوں کو کیا راز سکھلائے جاتے ہیں؟ یہ بات ان کے لٹریچر سے نہیں مل سکتی۔ اس فرقہ کا ایک عظیم داعی حسن بن صباح (م ۱۱۲۴ء/۵۱۸ھ) بھی تھا، جس کے متعلق لکھا ہے کہ وہ "حضرت امام مستنصر باللہ کے زمانے کے ایک عظیم داعی اور بہادر فدائی تھے۔ جنہوں نے قلعہ الموت فتح کیا تھا۔" [2]

اب اس عظیم داعی کے کردار سے کچھ نہ کچھ اُن خفیہ رازوں پر روشنی پڑتی ہے۔ اس داعی کا کردار یہ تھا کہ وہ:

"ایک دہشت پسند اور خفیہ جماعت کا بانی تھا۔ اس نے کوہ البرز میں واقع قلعہ الموت (الموط) کو فتح کیا، وہ اپنے مریدوں کو حشیش پلوا کر بے ہوش کر دیتا تھا۔ پھر وہ انہیں اس فردوس میں پھراتا جو اس نے وادی الموت میں بنائی تھی۔ اس بہشت میں اس نے بہت سی خوبصورت عورتیں رکھی ہوئی تھیں۔ اس دہشت پسند جماعت کے ارکان کو فدائین کہا جاتا تھا اور ان فدائین سے ''ہور ہستیوں کو قتل کرنے کا کام لیا جاتا اور اس کے عوض انہیں بہشت میں رہائش مہیا کی جاتی تھی۔ اس کے جانشین صدیوں اپنے فدائیوں کے بل بوتے پر اپنے ملحدانہ خیالات کی نشر و اشاعت کرتے رہے۔ وسطِ ایشیا کے بڑے بڑے حکمران ان سے لرزہ براندام رہتے تھے۔ آخر ساتویں صدی ہجری میں ہلاکو خان نے قلعہ الموت کو فتح کیا اور ان کی پشت اور ملجاء و ماوئ کو تہس نہس کر کے ایک عالم کو ان کے مظالم سے رہائی دلائی۔" [3]

غالباً ایسے ہی کچھ راز ہوتے تھے جو اس فرقہ کے داعیوں کو سکھلائے جاتے تھے۔

... حصہ دوم ...

اس حصہ میں چند ایسے اُمور کا ذکر کیا جائے گا، جو اسماعیلی فرقہ میں تو روحِ رواں کی حیثیت رکھتے ہیں، مگر اسلام سے ان کا کچھ تعلق نہیں ہے۔ اور یہ دو طرح کے ہیں:

---

[1] اسماعیلی تعلیمات حصہ نماز ۵ ص ۳۷، مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی

[2] اسماعیلی تعلیمات حصہ ۳ ص ۲۳، مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستار ،اچی

[3] ماخوذ از (۱) فیروز اللغات فارسی حصہ اول ص ۳۶۶ (۲) انسائیکلوپیڈیا اردو فیروز سنز اور (۳) دائرۃ المعارف الاسلامیہ مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی زیر عنوان 'حسن بن صباح'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) عقائد سے متعلق اور (۲) عبادات و شعائر سے متعلق

الف۔ اسماعیلی عقائد

عقائد سے متعلق تین اُمور قابلِ ذکر ہیں:

(۱) امامت (۲) نورِ امامت اور (۳) شانِ امامت

۱۔ امامت

امامت کا عقیدہ صرف اسماعیلیوں کا ہی نہیں بلکہ شیعہ حضرات کے تمام فرقوں میں یکساں طور پر پایا جاتا ہے۔ قرآنِ کریم کی رو سے مسلمانوں کا امام صرف ان میں ان کا سب سے متقی شخص ہی ہو سکتا ہے اور تقویٰ کا نسلاً بعد نسل اولاد اور ان کی اولاد میں منتقل ہوتے چلے جانا عقلاً محال ہے۔ دورِ نبوی ﷺ سے پہلے کی پوری انسانی تاریخ میں صرف ایک مثال ایسی ملتی ہے جہاں چار پشتوں تک یہ سلسلہ رہا۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی تھے، پھر ان کے بیٹے اسحق علیہ السلام نبی ہوئے، پھر ان کے بیٹے یعقوب علیہ السلام نبی ہوئے اور پھر ان کے بیٹے یوسف علیہ السلام نبی ہوئے۔ ان کے بعد یہ سلسلہ قائم نہ رہ سکا۔ اب اثنا عشری تو یہ سلسلہ بارہ اماموں تک چلا کر بارہویں امام کو غائب بتلاتے ہیں، جبکہ اسماعیلی (نزاری) اور بوہرے اس کو تا قیامت جاری رکھنے کے قائل ہیں۔ اس وقت نزاری اسماعیلیوں کے ۴۹ ویں امام شاہ کریم حسینی ہیں اور مستعلوی اسماعیلیوں یا بوہروں کے ۵۱ ویں امام ملا طاہر سیف الدین ہیں۔[1]

اسماعیلی بھی ابتداءً کسی امام کے غائب ہونے اور پھر کسی وقت بطورِ امام مہدی اس کے ظاہر ہونے کے قائل تھے، جیسا کہ ان کا اپنے ساتویں امام محمد بن اسماعیل کے متعلق عقیدہ تھا اور اسی لئے اس فرقہ کو سَبعیہ (یعنی سات اماموں والا) بھی کہتے ہیں جبکہ اثنا عشری اپنے اماموں کا سلسلہ چلا رہے تھے۔ پھر جب اثنا عشری نے اپنے بارہویں امام، امام مہدی کے غائب ہونے اور دوبارہ کسی وقت ظاہر ہونے کے عقیدہ کو اختیار کر لیا تو اسماعیلیوں کے عقیدہ میں غالباً رقابت کے طور پر ایک بنیادی تبدیلی یہ آئی کہ انہوں نے اپنے پہلے عقیدہ کو چھوڑ کر از سرِنو امامت کے سلسلہ کو جاری کر دیا۔[2] جو آج تک جاری ہے۔

شیعانِ علی نے ابتدا ہی میں یہ تو طے کر لیا کہ امامت اولادِ علی رضی اللہ عنہ کا حق ہے مگر اس کی جزئیات میں بہت سے اختلافات واقع ہوئے، مثلاً امامت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہو یا صرف بنو فاطمہ رضی اللہ عنہا میں، کیسانی فرقہ نے سیدنا علی کے بیٹے محمد بن حنفیہ کو امام تسلیم کر لیا اور الگ فرقہ بن گیا۔ لیکن شیعہ کے باقی فرقے صرف بنو فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہی امامت کا حقدار سمجھتے ہیں اور عجیب تر بات یہ ہے کہ اسماعیلی سیدہ فاطمہ کے

---

[1] غالباً اب ڈاکٹر برہان الدین ہیں۔

[2] دائرۃ المعارف الاسلامیہ، مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور۔ زیر عنوان 'اسماعیلیہ'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑے بیٹے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو امامت سے خارج کر دیتے ہیں، جبکہ اثنا عشری دوسرا امام حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہی کو تسلیم کرتے ہیں۔

نسلی امامت کے سلسلہ میں اس اختلاف کا بھی فیصلہ نہ ہو سکا کہ آیا یہ امامت صرف بڑے بیٹے کا حق ہے یا چھوٹا بھی امام بن سکتا ہے۔ اسماعیلیوں نے امام جعفر صادقؒ کے بڑے بیٹے کو امام تسلیم کیا حالانکہ وہ امام جعفر صادق (م ۱۴۸ھ) کی وفات سے پانچ سال پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔ اثنا عشری ان کے چھوٹے بیٹے موسیٰ کاظم کو امام تسلیم کرتے ہیں، پھر اسماعیلیوں میں سے بھی کچھ لوگ چھوٹے بیٹے کی امامت کے قائل ہو گئے۔ مستعلوی بوہرے اسی وجہ سے نزاریوں سے الگ ہوئے کہ اُنھوں نے مستنصر باللہ کے چھوٹے بیٹے مستعلی کو امام تسلیم کر لیا، جو اس وقت سلطان تھے اور بڑے بیٹے نزار اور ان کے بیٹے ان کی قید میں تھے۔

تیسرا اختلاف بعض اماموں کے مستور ہونے یا ان کو مستور کر دینے سے ہوا۔ مستور ہونے، پھر قیامت کے قریب ظاہر ہونے کا عقیدہ تقریباً سب شیعہ فرقوں میں پایا جاتا ہے۔ کسی فرقہ کے نزدیک تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی فوت نہیں ہوئے بلکہ بادلوں میں مستور ہیں۔ اسماعیل بھی مستور تھے، محمد بن اسماعیل بھی، اثنا عشری کے بارھویں امام مہدی بھی اور مستعلیوں کے امام طیب بھی۔ ایسے ہی اختلافات نے شیعوں کو بے شمار فرقوں میں تقسیم کر دیا۔

اہل سنت کے عقیدہ کے مطابق امامت کو بطورِ حق نسلاً بعد نسل آگے منتقل کرنے کا عقیدہ سراسر اسلامی تعلیمات کے منافی ہے اور اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اماموں کے معصوم ہونے اور ان کی غیر مشروط اطاعت کا عقیدہ معنوی طور پر عقیدۂ ختم نبوت کا نقیض (متضاد) ہے۔

۲۔ نورِ امامت

نورِ امامت اسماعیلیوں کا برتر اُصول ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا نور سیدنا علی رضی اللہ عنہ میں منتقل ہوا۔ وہ خدا کے اوتار تھے۔ پھر یہ نور نسلاً بعد نسل ان کے اماموں میں منتقل ہوتا چلا آرہا ہے۔ اسماعیلی اپنے امام حاضر کو حاضر ناظر سمجھتے ہوئے اس سے رفع حاجات اور مشکل کشائی نیز گریہ وزاری کی دعائیں حتیٰ کہ سجدہ بھی یہ سمجھ کر کرتے ہیں کہ ان کے امام میں اللہ کا نور منتقل ہو کر آچکا ہے۔ لہٰذا ان کا حاضر امام خدا کا قائم مقام یا اوتار ہے۔

انتقالِ نور کے سلسلہ میں پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہ صرف بڑے بیٹے کی طرف ہی منتقل ہوتا ہے یا دوسرے کی طرف بھی ہو سکتا ہے؟ اگر یہ صرف بڑے بیٹے کی طرف ہی منتقل ہوتا ہے تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو اس نور سے کیوں محروم کیا جاتا ہے اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ میں یہ نور کیوں تسلیم کیا جاتا ہے؟ اور اگر یہ چھوٹے بیٹوں کی طرف بھی منتقل ہو سکتا ہے تو اثنا عشریوں کا کیا قصور ہے جنھوں نے بڑے بیٹے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسماعیل کی غیر موجودگی یا وفات کی وجہ سے چھوٹے بیٹے موسیٰ کاظم کو امام تسلیم کر لیا تھا یا بوہروں کا کیا قصور ہے جنہوں نے اس نور کو نزار کے بجائے مستعلی میں تسلیم کر لیا تھا۔

انتقالِ نور کے سلسلہ میں یہ بات بھی باعثِ تعجب ہے کہ ۱۱ جولائی ۱۹۵۷ء کو آغا خان سوم سلطان محمد شاہ نے اپنے بڑے بیٹے پرنس علی خان اور چھوٹے بیٹے پرنس صدر الدین دونوں کی موجودگی میں اپنے پوتے یعنی پرنس علی خان کے بیٹے شاہ کریم حسینی کے امام حاضر ہونے کا اعلان کیا اور بیٹیوں کو امامت اور نورِ امامت سے مرحوم کر دیا۔ اس واقعہ سے تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ انتقالِ نور کا صرف امام حاضر کو ہی علم ہوتا ہے اور دوسروں کو اس وقت معلوم ہوتا ہے جب امام حاضر اعلان کرے۔ یہ اُصول بھی واقعات پر فٹ نہیں بیٹھتا۔ اس طرح تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ دونوں ہی امامت اور نورِ امامت سے محروم ہو جاتے ہیں، کیونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے قبل کسی کو بھی امامت کا اعلان نہیں فرمایا تھا۔ اسی طرح جناب اسماعیل بھی اپنے بیٹے محمد کے امام ہونے کا اعلان نہ کر سکے تھے اور اس کی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔

بہر حال انتقالِ نور کے سلسلہ میں ان کے ہاں کوئی مستقل اصل نظر نہیں آتی۔ اسی بے ضابطگی کی وجہ سے اسماعیلی مذہب دورِ فاطمیین سے لے کر آج تک تفرقہ و تشتت کا شکار ہو کر روبہ انحطاط چلا آرہا ہے۔

۳۔ شانِ امامت

ہم کلمہ طیبہ کے بیان میں ذکر کر آئے ہیں کہ اسماعیلیوں کے امام حاضر کا کلام یا فرامین مبارکہ درجہ میں کلام اللہ کے برابر یا اس سے بڑھ کر تو ہو سکتا ہے، اس سے کم تر نہیں ہو سکتا۔ ان کے نزدیک امام معصوم بھی ہوتا ہے اور کلام اللہ کا حقیقی علم صرف اسے ہی ہوتا ہے۔ یہ عقیدہ دراصل شانِ رسالت اور ختم نبوت دونوں کا نقیض ہے۔

شانِ امامت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس سے ایسے ہی عاجزی وزاری سے دعا کی جانی چاہئے۔ مثلاً ان درج ذیل گریہ وزاری کی دعائیں ملاحظہ فرمائیے:

"یا نور مولانا شاہ کریم حسینی حاضر امام! چاند رات کے تمام ممبران کی اور حاضر جماعت کی کل مشکلات آسان کریں۔"

"یا مولانا حاضر امام! گت جماعت کے کل گناہ معاف کریں۔"

"یا مولانا حاضر امام! گت جماعت کو دسوند شکریت میں پورا رکھیں۔"

"یا مولانا حاضر امام! گت جماعت کو حقیقی سمجھ عطا فرمائیں۔"

"یا مولانا حاضر امام! گت جماعت کا ایمان سلامت رکھیں۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یامولانا حاضر امام! گت جماعت کو سکھی، سلامت، آباد رکھیں۔"

"یامولانا حاضر امام! گت جماعت کو اپنے گھر کی اور گت جماعت کی خدمت کرنے کی اعلیٰ توفیق دے۔"

"یامولانا حاضر امام! گت جماعت کو عبادت، بندگی کرنے کی اعلیٰ ہمت بخشیں۔"

"یا مولانا حاضر امام! گت جماعت کو اپنا ظاہری، باطنی، نورانی دیدار نصیب کریں۔"

"یامولانا حاضر امام! گت جماعت کی عرض وبنتی گریہ وزاری اپنے حضور پرنور میں قبول کریں۔"[1]

سو یہ شانِ امامت۔۔۔ بتلایئے یہ شان اللہ تعالیٰ سے کسی صورت کم ہے؟

ب: عبادات و شعائر

مندرہ ذیل عبادات وشعائر فرقہ اسماعیلیہ میں تو موجود ہیں، لیکن اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں:

ستاڑے ڈالنا

ستاڑے اسماعیلیوں کی ایک مذہبی رسم ہے، جس میں سات دن تک تسبیح پڑھی جاتی ہے اور دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ اس رسم کو جماعت خانے میں اس وقت ادا کیا جاتا ہے جب ملک کو جنگ، سیلاب، زلزلے، قحط یا ایسی ہی کسی دوسری آفت کا سامنا ہو۔

اسی طرح اگر کسی مؤمن پر کوئی بُرا وقت آن پڑے تو ستاڑا ڈالا جاتا ہے اور پوری جماعت مل کر اس مشکل کے لئے دعائیں کرتی ہے۔ علاوہ ازیں روحانی بہبودی حاصل کرنے کے لئے ستاڑے ڈالے جاتے ہیں۔[2]

ستاڑے کی تسبیح کا طریقہ

"دوسری دعا کے بعد یا علی، یا محمد کی تسبیح پوری ہونے پر ایک ونتی کا پاٹھ (اپچی کرپاکر ہے دکھ دارید نکاڑو) بولا جائے اور اس کے بعد مندرجہ ذیل تسبیح نکالی جائے: اللہ الصمد (۱۱ دانے) سبحان اللہ (۱۱ دانے) بی بی فاطمہ کی تسبیح اللہ اکبر (۱۱ دانے) سبحان اللہ (۱۱ دانے) الحمد للہ (۱۱ دانے) اس کے بعد جماعت کی گریہ وزاری کی دعائیں ہیں جس میں مندرجہ ذیل دعاؤں کا اضافہ کیا جائے:

یانور مولانا شاہ کریم حسینی حاضر امام ستاڑے کی برکت سے گت جماعت کے کل گناہ معاف کریں۔ جماعت پر رحم کریں اور راضی ہوں۔ گت جماعت کی کل مشکلات، آفت اور بیماریاں دور کریں۔ گت

---

[1] مذہبی رسومات ص۹ بلیٹن مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۷۲

[2] اسماعیلی تعلیمات حصہ نمبر ۵ ص ۲۶، مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان کراچی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعت کی نیک اُمیدیں پوری کریں۔"[1]

یہ ستاڑے ڈالنا اتنی اہم عبادت ہے، جو سال میں چار دفعہ ضرور کرنی ہے۔ چھوٹے گاؤں میں کسی خاص حالت کے تحت کم تعداد میں ستاڑے ڈالے جاسکتے ہیں، تاہم سال میں ایک مرتبہ ستاڑا ڈالنا لازمی ہے۔[2]

۲۔نادی

مؤمن جماعت خانہ میں جاتا ہے تو امام حاضر کی مہمانی کے طور پر کوئی نہ کوئی چیز پلیٹ میں رکھ کر ساتھ لے جاتا ہے اور مکھی کا مڑیا کے سامنے رکھی ہوئی تپائی پر (جسے وہ اپنی زبان میں پاٹ کہتے ہیں) رکھ دیتا ہے۔ پاٹ پر ایسی اشیا کے ڈھیر لگ جاتے ہیں۔ نیز یہ اشیا جب تبرک کا مقدس درجہ حاصل کر چکتی ہیں تو ان کی جماعت خانہ میں بر سر عام بولی کر دی جاتی ہے۔ متبرک ہونے کی وجہ سے ان اشیا کی قیمت میں بہت اضافہ ہو جاتا ہے۔ اسی بولی یا نیلامی کا نام ان کی زبانی میں 'نادی' ہے۔

نادی سے یہ رقم ہر جماعت خانہ میں روزانہ ہزاروں تک جا پہنچتی ہے اور تہواروں کے دن تو اس آمدن میں اور بھی زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایسی تمام رقوم امام حاضر کے کھاتے میں جمع ہو جاتی ہیں اور اس طرح اسماعیلی روزانہ اپنے امام کی مہمانی کا حق ادا کرتے رہتے ہیں۔

۳۔ چھانٹے

اگر عام پانی پر نادعلیا والی مشہور مشرکانہ رباعی پڑھ کر تین بار اس پانی پر دم کیا جائے تو یہ پانی چھانٹے (یا چھینٹے مارنے) کے لئے تیار ہے۔ یہ چھانٹے "(۱) گناہوں کی معافی کے لئے (۲) دسوند میں بھول چوک کے لئے (۳) قیامت کے دن شفاعت کے لئے (۴) بیمار کے بستر پر شفا اور صحت کے لئے (۵) غسل میت کے بعد مغفرت کے لئے وغیرہ وغیرہ ڈالے جاتے ہیں۔ چھانٹے کی رسم کے وقت چھانٹے ڈلوانے والا 'بندہ گناہ گار گت بخشے شاہ پیر بخشے' کہے۔ اس کے بعد چھانٹا ڈالنے والا شخص تین مرتبہ چھانٹا ڈالتے ہوئے ہر بار 'فرمان' کہے اور اس وقت چھانٹا ڈلوانے والا 'یا علی، یا محمد' کہے۔"[3]

اسماعیلیوں کی اس مذہبی رسم کی اہمیت ان مواقع سے بخوبی لگائی جاسکتی ہے جن پر ہم نے نمبر لگا دیے ہیں۔

۴۔گناہوں کی معافی

امام حاضر کی مہمانی کے بہت سے طریقے اسماعیلیوں میں رائج ہیں۔ پہلا تو وہی ہے جس کا ذکر نادی کے سلسلے میں آچکا ہے۔ اقتباسِ ذیل میں اس طریقہ کے علاوہ دوسرے بھی چند طریقوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

---

[1] مذہبی رسومات ص ۱۵ بلیٹن مطبوعہ اسماعیلیہ ایوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۷۲ء۔

[2] مذہبی رسومات ص ۱۵ بلیٹن مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی۔

[3] مذہبی رسومات ص ۶ بلیٹن مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی، مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۷۲ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جب یہ ممکن نہ رہا کہ امام الوقت مریدوں کے گھر جا کر ان کی دعوت قبول فرمائیں تو مریدوں نے امام کی مہمانی جماعت خانہ میں کرنی شروع کی۔ آج بھی مہمانی جماعت خانہ میں روزانہ پیش کی جاتی ہے۔ مرید اسے روزمرہ کی کھانے پینے کی اشیا کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ عموماً تہواروں پر مہمانی جوش و خروش کے ساتھ پیش کی جاتی ہے۔''

''مولانا حاضر امام کی تشریف آوری کے موقع پر بھی نہ صرف مرید اپنے خاندانوں کی جانب سے مہمانیاں پیش کرتے ہیں، بلکہ اداروں کی جانب سے بھی مہمانیاں پیش کی جاتی ہیں۔ چنانچہ محبت کا یہ اظہار امام کی محبت حاصل کرنے کیلئے ہے۔''[1]

اب مریدوں نے امام کی محبت حاصل کرنے کے لئے یا اماموں نے 'محبت حاصل کرنے' کے نام پر مریدوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے جو طریقے وضع کئے ہیں، ان میں چند ایک کا ذکر تو اقتباسِ بالا میں آ چکا اور چند ایک یہ ہیں:

(۱) پنج بارہ سال کی منڈلی (مجلس) میں شامل ہونے کا ہدیہ ۷۵ روپے تھا، اب گرانی کی وجہ سے شاید ریٹ بڑھ گیا ہے۔

(۲) بیت المال کی منڈلی (مجلس) میں شامل ہونے کا ہدیہ ۲۸۰ روپے تھے' اب گرانی کی وجہ سے شاید ریٹ بڑھ گیا ہے۔

(۳) اور اگر یکمشت پانچ ہزار روپے ادا کر دیئے جائیں تو زندگی بھر کی مہمانی کا حق ادا ہو جاتا ہے اور ایسے آدمی کو امام سے اور امام کو ایسے آدمی سے بہت محبت ہوتی ہے اور اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (لائف مجلس)

(۴) اور اگر کوئی بیس ہزار روپے یکمشت ادا کر دے تو اس کی محبت کے کیا کہنے۔ ایسا آدمی نور علیٰ نور کے درجہ پر فائز ہوتا ہے۔ گناہ سے بالکل پاک صاف ہو جاتا ہے اور مرتے ہی سیدھا جنت الفردوس میں جا پہنچتا ہے۔ بسا اوقات نو بیاہتا جوڑے یکمشت چالیس ہزار روپے ادا کر کے جنت میں سیٹیں کنفرم کرا لیتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

یہ اور اس قسم کے کئی نذرانے ہیں، مثلاً بیعت کرنے کے، نومولود کے نام رکھنے کے یا نو بیاہتا جوڑے پر ہاتھ رکھنے کے وغیرہ وغیرہ جن سے امام کی مہمانی اور محبت حاصل کی جاتی ہے اور یہ ایسے اُمور ہیں جن کا ذکر ان کے لٹریچر میں آنا محال ہے۔ غور فرمایئے، اسلام میں ایسی مہمانیوں اور رقوم لے کر گناہ سے معافی کے اعلان کر دینے کی کوئی گنجائش ہے؟ اور کیا ایسے عقائد کے حامل اسماعیلی، آغا خانی اور بوہری مسلمان ہیں؟ (بشکریہ: محدث، لاہور)

---

[1] اسماعیلی تعلیمات حصہ چہارم ص ۱۶، ۱۷ مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عطاء الرحمٰن ثاقب شہید رحمۃ اللہ علیہ

شیعہ اور عقیدہ ختم نبوت

عقیدہ ختم نبوت پر ایمان کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں کہلا سکتا، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے اور ان کی سرگرمیوں پر بھی ایک حد تک پابندی عائد کر دی گئی ہے۔

قادیانی ختم نبوت کے منکر ہیں ان کے نزدیک سلسلہ نبوت منقطع نہیں ہوا بلکہ وہ جاری و ساری ہے اگرچہ وہ ظلی و بروزی کی تقسیم کرتے ہیں تاہم اس تقسیم کا کتاب و سنت میں کوئی وجود نہیں۔

قادیانیوں سے بھی پہلے جس مکتبہ فکر نے "امامت" کے نام پر ختم نبوت کا انکار کیا وہ شیعہ مکتبہ فکر ہے۔ ان کے نزدیک "امامت" کا وہی مفہوم ہے جو مسلمانوں کے نزدیک "نبوت" کا ہے۔ میں نے اس انتہائی نازک اور حساس موضوع پر قلم کو جنبش نہیں دی تاوقتیکہ میں نے علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات کے علاوہ خود شیعہ مراجع و مصادر کا بغور مطالعہ نہیں کر لیا۔ مختلف شیعی کتب کے مطالعہ کے بعد جب میرے پاس دلائل و براہین کی اتنی بڑی تعداد جمع ہو گئی جن پر ایک ایسی عمارت ایستادہ کی جا سکے کہ جس میں بیٹھے ہوئے حریف کو دلائل کے سامنے سر تسلیم خم کیے بغیر کوئی چارہ کار اور راہ فرار نہ ہو تب میں نے اللہ کے فضل سے اس موضوع پر اپنے قلم کو حرکت دینے کی جسارت کی مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ العزیز یہ مقالہ قارئین کی بھرپور التفات و توجہ حاصل کریگا۔

اس فکر کہ جس پر شیعہ مذہب کی عمارت اور اس فکر کے درمیان کہ جس پر شریعت اسلامیہ کی عمارت ایستادہ ہے ایک واضح فرق یہ ہے کہ اسلام کے برعکس شیعہ مذہب میں ختم نبوت کا کوئی تصور نہیں۔

شاید قارئین کرام اتنی عبارت پڑھ کر میرے اوپر انتہا پسندی اور تطرف کا حکم لگا دیں مگر جب وہ ان کثیر التعداد دلائل کا مطالعہ کریں گے جو اس مقالہ میں بیان کیے گئے ہیں تو یقیناً انہیں اپنی رائے تبدیل کرنے کے سوا کوئی مفر نہیں ہوگا انہیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ میں نے اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کیا ہے:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ (المائدہ:۸)

ترجمہ: تمہیں کسی قوم کی مخالفت عدل و انصاف سے روگردانی پر مجبور نہ کرے اختلاف کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باوجود عدل وانصاف کرنا تمہاری ذمہ داری ہے اور تقویٰ کا بھی یہی تقاضا ہے۔

ہمارے ہاں المیہ یہ ہے کہ اہل سنت کے ساتھ خود شیعہ مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے اکثر حضرات کو بھی شیعہ مذہب کے عقائد اور اس کی تاریخ کا علم نہیں ہے۔ وہ اپنی سادہ لوحی کی بنا پر یہ سمجھتے ہیں کہ شاید سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ذکر پہ آنسو بہا لینے، ماتم اور تعزیہ نکال لینے کا نام ہی شیعہ مذہب ہے، ہمیں یقین ہے کہ اگر خود شیعہ حضرات کو بھی شیعی عقائد کا علم ہو جائے تو یقیناً وہ اس مذہب سے توبہ کرنے میں ہی اپنی عاقبت کی بہتری خیال کریں گے۔ امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ کا شیعہ قوم پہ یہ احسان عظیم ہے کہ آپ نے اپنی تصنیفات اور محاضرات کے ذریعے شیعہ مذہب کی اصلیت اور تاریخی حیثیت واضح کی تاکہ شیعہ قوم کا وہ طبقہ جو صرف اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے شیعہ عقائد کو اختیار کیے ہوئے ہے حقیقت سے آگاہ ہو کر اس مذہب سے توبہ کر کے اپنی عاقبت سنوارنے کی طرف توجہ دے سکے کہ جس مذہب کا اس دین سے کوئی تعلق نہیں جو اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کے واسطے سے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ نازل فرمایا تھا۔

عقیدہ ختم نبوت سے انکار بھی ان عقائد میں سے ہے جن کا اہل سنت کے ساتھ ساتھ خود شیعہ اکثریت کو بھی علم نہیں۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے کہ جس سے آگاہی کے بعد شیعہ قوم کے صاحب بصیرت طبقے سے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ وہ اس مذہب سے اپنا تعلق ختم کر لے۔

شیعہ قوم اپنے بارہ اماموں کو ان صفات سے متصف کرتی ہے جو کہ نبوت کا خاصہ ہیں۔

۱۔ ان کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونا۔

۲۔ ان کا معصوم عن الخطاء ہونا۔

۳۔ ان کی اطاعت کا فرض ہونا۔

۴۔ ان پر وحی اور فرشتوں کا نزول ہونا۔

یہ چاروں صفات اگر کسی بھی انسان میں مان لی جائیں تو اس میں اور انبیائے کرام میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا جب کوئی شخص کسی کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ

۱۔ وہ اللہ کی طرف سے لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث ہے۔

۲۔ وہ معصوم عن الخطا ہے۔

۳۔ اس کی اطاعت فرض ہے۔

۴۔ اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔

تو گویا کہ وہ اسے اللہ کا نبی خیال کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیعہ مذہب میں بارہ اماموں کو یہ چاروں حیثیتیں حاصل ہیں چنانچہ اس مذہب میں محمد رسول اللہ ﷺ آخری نبی نہ تھے اور نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ بلکہ "امامت" کے لبادے میں نبوت جاری و ساری ہے اور بارہ امام بارہ امام نہیں بلکہ بارہ نبی تھے۔ اب ہم ان چاروں صفات یعنی بعثت، عصمت، وجوب اطاعت اور نزول وحی کو خود شیعہ کتب کی روشنی میں ثابت کرتے ہیں کہ شیعہ مذہب کے مطابق بارہ امام ان چاروں صفات سے متصف ہیں۔

بعثت:

مشہور شیعہ عالم جسے شیعہ قوم نے "خاتم المحدثین" کا لقب دے رکھا ہے یعنی ملا باقر مجلسی" اپنی مشہور کتاب "حق الیقین" میں لکھتا ہے۔

"بارہ امام اللہ کی طرف سے منصوص یعنی مبعوث ہیں۔" (حق الیقین ۴۷)

شیعہ قوم کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی نے بارہ اماموں کو بذریعہ نص یا کہہ لیجئے آرڈیننس کے ذریعے نامزد کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر اللہ تعالی کی طرف سے ایک نص نازل ہوئی تھی جس میں اماموں کو نامزد کیا گیا تھا۔ اس نص کے مطابق سیدنا علی رضی اللہ عنہ پہلے امام تھے اور محمد بن الحسن العسکری آخری امام۔ چنانچہ شیعوں کے "شیخ صدوق" ابن بابویہ قمی محمد بن یعقوب کلینی اور مشہور شیعہ عالم طوسی نے اپنی کتب میں روایت بیان کی ہے کہ:

اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ پر وفات سے قبل ایک کتاب نازل فرمائی اور کہا:

"یا محمد هذه وصيتك الى النجبة من اهلك"

کہ اے محمد ﷺ! یہ تیرے خاندان کے معززین کے لیے وصیت ہے۔

آپ ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا: میرے خاندان کے معززین کون لوگ ہیں؟ جبریل نے کہا: علی بن ابی طالب اور ان کی اولاد میں سے فلاں فلاں۔

اس کتاب پر سنہری رنگ کی مہریں لگی ہوئی تھیں۔ آپ نے وہ کتاب امیر المومنین علیہ السلام کے سپرد کر دی چنانچہ علی علیہ السلام نے ایک مہر کو کھولا اور اس وصیت کے مطابق اپنے دور امامت میں عمل کیا۔ پھر حسن علیہ السلام نے دوسری مہر کو کھولا اور وصیت کے مطابق عمل کیا حتی کہ وہ کتاب آخری امام تک پہنچ گئی۔

شیعوں کا امام بخاری "محمد بن یعقوب کلینی سیدنا جعفر کی طرف منسوب کرتے ہوئے اصول کافی میں لکھتا ہے:

ان الامامة عهد من الله عزوجل معهود لرجال مسمين ليس للامام ان يزويها عن الذي يكون من بعده۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"امامت اللہ عزوجل کی طرف سے ایک منصب ہے جس پر چند برگزیدہ اور متعین ہستیاں فائز ہیں۔ کوئی امام اپنے اختیار سے اپنے بعد والے امام کو اس منصب سے محروم کر کے کسی اور کو اس پہ فائز نہیں کر سکتا۔ (عیون الاخبار الرضاء از ابن بابویہ قمی جلد ا ص: ۴۳ اصول کافی جلد ا ص: ۲۸۰ کمال الدین وتمام الدین النعمۃ از قمی جلد ۲ ص: ۲۲۹ امالی الصدوق ص: ۳۲۸ امالی الطوسی جلد ۲ ص: ۵۲ کتاب الغیبۃ از طوسی ۹۰۔ اصول کافی از کلینی باب ان الامامۃ عہد من اللہ)

یعنی بارہ اماموں میں سے ہر ایک کا تقرر و تعین اللہ کی طرف سے ہوا ہے۔ امامت ایک منصب الٰہی ہے وہی جسے چاہتا امام مقرر کرتا ہے۔ شیعہ اکابرین کا کہنا ہے:

"یجب علی اللہ نصب الامام کنصب النبی"

اللہ تعالیٰ کا فرض ہے کہ وہ امام کو بھی اسی طرح مقرر کرے جس طرح کہ وہ نبی کو مقرر کرتا ہے۔ (ملاحظہ ہو منہاج الکرامۃ از حلی صفحہ ۷۲، اعیان الشیعہ ۶/۱، الشیعۃ فی التاریخ از محمد حسین الزین صفحہ ۴۴، اصول المعارف از محمد موسوی صفحہ ۸۲۔)

یعنی امامت کا منصب بھی نبوت کی طرح اللہ کی طرف سے عطا کردہ ہے۔ اس عقیدے کے مطابق سیدنا علی رضی اللہ عنہ شیعوں کے نزدیک اللہ کی طرف سے مقرر کردہ پہلے امام تھے۔ اور ان کی امامت پر ایمان لانا اسی طرح فرض تھا جس طرح کہ سیدنا محمد ﷺ کی نبوت و رسالت پر ایمان لانا، اس کی وضاحت کرتے ہوئے مشہور شیعہ عالم مفید لکھتا ہے:

"امامیوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد امیر المؤمنین علی علیہ السلام کو خلیفہ نامزد کیا تھا۔ چنانچہ ان کی خلافت وامامت کا منکر دین کے ایک اہم فرض اور بنیادی رکن کا منکر تصور ہوگا۔" (اوائل المقالات از مفید صفحہ ۴۸)

شیعہ عقیدے کے مطابق امت مسلمہ کے وہ تمام مکاتب فکر جو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ مانتے ہیں وہ نہ صرف دین اسلام کے ایک بنیادی رکن بلکہ سرے سے نبوت ہی کے منکر ٹھہرتے ہیں کیونکہ علی رضی اللہ عنہ کی امامت کا انکار تمام انبیائے کرام کی نبوت کا انکار کرنے کے مترادف ہے۔ (ملاحظہ ہو اعتقادات الصدوق نقل از مقدمۃ البرہان صفحہ ۱۹)

محمد بن یعقوب کلینی سیدنا باقر کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"اللہ نے علی علیہ السلام کو اپنی مخلوق کے لئے نشان ہدایت بنا کر مبعوث کیا ہے۔ جس نے ان کی معرفت حاصل کر لی وہ مومن قرار پائے گا جو ان سے بے خبر رہے گا وہ گمراہ کہلائے گا اور جس نے ان کے ساتھ کسی اور کو بھی (خلافت وامامت میں) شریک کیا اسے مشرک کہا جائے گا۔ (اصول کافی ۴۳۷/۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیعہ محدث ابن بابویہ قمی کہتا ہے:

لیس لاحد ان یختار الخلیفة الا اللہ عزوجل۔ (کمال الدین از ابن بابویہ قمی صفحہ ۹)

""خلیفہ کو منتخب کرنے کا اختیار اللہ عزوجل کے علاوہ کسی کو نہیں"

مقصود یہ ہے کہ وہ تمام خلفاء جنہیں مسلمان عوام نے منتخب کیا تھا خواہ وہ خلفائے راشدین ہی کیوں نہ ہوں غیر شرعی خلفاء تھے۔ خلافت وامامت صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا حق تھی کیونکہ اللہ تعالی کی طرف سے ایک صریح نص کے ذریعے ان کے سر پر تاج امامت رکھا گیا تھا۔

طبرسی لکھتا ہے:

"بارہ اماموں میں سے ہر امام اللہ کی طرف سے منصوص یعنی مقرر کردہ تھا۔ (اعلام الوریٰ صفحہ ۲۰۶، عقیدۃ الشیعۃ فی الامامۃ از شریعتی صفحہ ۸۳) شیعہ فرقے کے اس عقیدے کو بڑے واضح اور دوٹوک الفاظ میں بیان کرتے ہوئے "اصل الشیعۃ واصولہا۔" کا مصنف لکھتا ہے۔

"الامامة منصب الھی کالنبوۃ" (اصل الشیع واصولہا از کاشف الغطاء صفحہ ۱۰۳)

"یعنی امامت بھی نبوت کی طرح وہبی اور خدائی منصب ہے۔"

ان تمام نصوص وعبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ شیعہ علماء اپنے اماموں کو انبیاء ورسل کی مانند اللہ کی طرف سے مبعوث سمجھتے ہیں جب کہ امت مسلمہ کے نزدیک بعثت فقط انبیائے کرام اور رسل اللہ کی خاصیت ہے تو گویا غیر انبیاء کی نسبت مبعوث ہونے کا عقیدہ رکھنا انکار ختم نبوت کی طرف پہلا قدم تھا جو ابن سبا نے اٹھایا اور باقی سبائیوں نے اس کی پیروی کی جو آگے چل کر شیعہ مذہب کی بنیاد بنا۔

عصمت:

امت مسلمہ کے نزدیک عصمت صرف انبیاء ورسل کا خاصہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے کا معنی یہی ہے کہ آپ ﷺ ہی خاتم المعصومین ہیں، انبیاء کے علاوہ کوئی دوسری شخصیت معصوم عن الخطاء نہیں۔ مگر شیعہ علماء کہتے ہیں کہ ائمہ بھی اس صفت میں انبیاء کرام کے ہم پلہ وشریک ہیں جس طرح اللہ تعالی نے انبیاء کرام کی حفاظت وصیانت اور انہیں غلطیوں سے پاک کرنے کا ذمہ لیا ہے۔ بعینہٖ بارہ امام بھی ہر قسم کی غلطی اور لغزش سے پاک ہیں۔

چنانچہ شیعہ محدث طوسی لکھتا ہے:

"العصمة عندالامامية شرط اساسی لجميع الانبياء والائمة عليهم السلام سواء فی الذنوب الكبيرة والصغيرة قبل النبوة والامامة وبعد هما على سبيل العمد والنسيان، وهكذا العصمة من كل الرذائل والقبائح" (تلخیص الشافی از طوسی ۶۲/۱)

"امامیوں کے نزدیک انبیاء اور اماموں کا معصوم ہونا نبوت وامامت کی بنیادی شرط ہے۔ انبیاء وائمہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کبیرہ وصغیرہ ہر قسم کے گناہوں سے معصوم ہیں ان سے نبوت، امامت سے پہلے غلطی کے صدور کا امکان ہے نہ نبوت وامامت کے بعد وہ عمداً گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں نہ نسیاناً، اسی طرح وہ ہر قسم کی غیر اخلاقی اور انسانی مروت کے خلاف حرکات سے بھی معصوم ہوتے ہیں

نیز امام چونکہ واجب الاطاعت ہوتا ہے۔ اس لیے اس کا معصوم ہونا ضروری ہے۔(تلخیص الشافی صفحہ ۱۹۱)

ملا باقر مجلسی لکھتا ہے:

''اجماع الامامية منعقد على ان الامام مثل النبی ﷺ معصوم من اول عمره الی آخر عمره من جمیع الذنوب الصغائر والكبائر ''(حق الیقین از مجلسی صفحہ ۴۰، عقیدۃ الشیعۃ فی الامامۃ صفحہ ۲۳۴)

ترجمہ: "امامیوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ امام بھی نبی ﷺ کی طرح صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے ازپیدائش تاوفات معصوم عن الخطاء ہوتا ہے۔"

ابن بابویہ نے اپنی کتاب کمال الدین وتمام النعمۃ میں ''وجوب عصمۃ الامام ''کا ایک عنوان قائم کیا ہے جس کے تحت اس نے مختلف روایات کا سہارا لے کر بے بنیاد قسم کے دلائل ذکر کیے ہیں۔ ایک جگہ لکھتا ہے:

''اگر ہم کسی امام کی امامت کو تو مان لیں مگر اس کے معصوم ہونے پر ایمان نہ لائیں تو اس کا معنیٰ یہ ہوگا کہ ہم نے اس کی امامت کو ہی نہیں مانا''(کمال الدین از ابن بابویہ ۱/۱۵۸)

یعنی عصمت کے بغیر امامت کا تصور ادھورا اور نامکمل ہے جس طرح یہ کہنا کہ سیدنا محمد ﷺ نبی تو ہیں مگر معصوم نہیں انکار نبوت کو مستلزم ہے اسی طرح بارہ اماموں میں سے کسی کی عصمت پر ایمان نہ لانا اس کی امامت کے انکار کو مستلزم ہے۔

طبرسی اپنی کتاب "اعلام الوریٰ" میں لکھتا ہے:

''الامام لابد ان یکون معصوماً'' (اعلام الوریٰ از طبرسی صفحہ ۲۰)

''امام کے لئے معصوم ہونا ضروری ہے''

نیز ''انبیاء اور اماموں کے بارے میں ہمارا اعتقاد ہے کہ وہ ہر قسم کی برائی سے محفوظ ہیں۔ نہ کسی صغیرہ گناہ کا صدور ان سے ممکن ہے نہ کبیرہ گناہ کا، ان کی عصمت کا انکار کرنے والا ان کی عظمت کا منکر اور ان کی فضیلت سے ناآشنا ہے''(بحار الانوار از مجلسی ۱۱/۷۲،)

رسول اللہ کی طرف جھوٹ منسوب کرتے ہوئے ایک شیعہ عالم لکھتا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"انا وعلی والحسن والحسین والتسعة من ولد الحسین مطهرون معصومون"

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں، علی، حسن، اور حسین کی اولاد میں سے نو امام معصوم اور گناہوں سے پاک ہیں۔ (عیون اخبار الرضا از ابن بابویہ قمی ۶۴/۱، عقیدۃ الشیعۃ فی الامامۃ از محمد باقر شریعتی صفحہ ۲۲۸)

نیز "امام کے لیے معصوم ہونا اس لیے ضروری ہے۔ کہ امام کی بعثت کا مقصد مظلوموں کی داد رسی اور زمین میں عدل وانصاف کا قیام ہوتا ہے۔ اور اگر امام سے بھی غلطی صادر ہونے کا امکان ہو تو اس کی اصلاح کے لیے کسی دوسرے امام کی ضرورت پڑے گی اور یوں تسلسل لازم آئے گا جو کہ محال ہے۔" (عقیدۃ الشیعۃ فی الامامۃ از شریعتی صفحہ ۲۲۸)

ابن بابویہ قمی اپنی کتاب معانی الاخبار میں لکھتا ہے:

"ابن ابی عمر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں نے ہشام بن حکم سے پوچھا: کیا امام معصوم ہوتا ہے؟

انہوں نے کہا: ہاں

راوی کہتا ہے: میں نے پوچھا: اوصاف عصمت کیا ہیں؟

کہا: تمام گناہوں کو ہم چار قسموں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

حرص، حسد، غضب، اور شہوت

امام حریص اس لیے نہیں ہوتا کہ ساری دنیا اس کے قبضے میں ہوتی ہے۔ وہ خود دنیا کا مالک ہوتا ہے۔

حاسد اس لیے نہیں ہوتا کہ اس کا رتبہ سب سے بلند ہوتا ہے اور انسان حسد اس سے کرتا ہے جو اس سے بالا ہو۔

اسے غصہ اس لیے نہیں آتا کہ اس کی ساری جد وجہد کا محور اللہ کی رضا کا حصول ہوتا ہے۔

دنیوی خواہشات ولذت کا متبع اس لیے نہیں ہوتا کہ اسے آخرت اسی طرح محبوب ہوتی ہے جس طرح ہمیں دنیا۔

گناہ کی یہ چار قسمیں ہیں اور ان چاروں سے امام محفوظ ہوتا ہے۔ (معانی الاخبار از قمی صفحہ ۱۳۱، ۱۳۲، امالی الصدوق صفحہ ۵۰۵)

شیعہ کا چوتھی صدی کا عالم "الحرانی" اپنی کتاب "تحف العقول عن آل الرسول میں لکھتا ہے:

"الامام مطهر من الذنوب مبرء من العیوب"

" امام گناہوں سے پاک اور عیوب سے صاف ہوتا ہے۔ (تحف الرسول صفحہ ۳۲۸)

شیعہ کہتے ہیں:

وجوب عصمة النبی ﷺ و الٰه مع عدم وجوب عصمة الامام علیه السلام مما لا یجتمعان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلما وجب عصمۃ النبی ﷺ والہ وجب عصمۃ الامام“

”نبی اور امام دونوں معصوم ہیں، ایک کی عصمت اور دوسرے کی عدم عصمت اجتماع ناممکن ہے۔ نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے تو امام کا معصوم ہونا بھی ضروری ٹھہرے گا“ (عقیدۃ الشیعۃ فی الامامۃ صفحہ ۲۳۶)

یعنی یہ کہنا کہ نبی اکرم ﷺ تو معصوم عن الخطاء ہیں اور بارہ اماموں میں سے کسی امام کے متعلق یہ کہنا کہ وہ غیر معصوم ہے شیعہ دین کے مطابق درست نہیں۔ عصمت ائمہ کے بارے میں آخری نص نقل کر کے ہم اس موضوع کو سمیٹتے ہیں "مشہور شیعہ عالم محسن امین اپنی کتاب ” اعیان الشیعۃ“ میں کہتا ہے:

”یجب فی الامام ان یکون معصوما کما یجب فی النبی“

یعنی ”امام کے متعلق معصوم ہونے کا عقیدہ رکھنا بھی اسی طرح واجب ہے جس طرح نبی کے متعلق معصوم ہونے کا عقیدہ رکھنا واجب ہے۔" (اعیان الشیعۃ از محسن امین ۱/ ۱۰۱)

ان تمام نصوص واقتباسات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ شیعہ دین میں جس طرح امام، انبیاء کرام کی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ اور اس کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے اسی طرح وہ معصوم عن الخطا بھی ہوتا ہے۔

انکار ختم نبوت کی طرف شیعہ علماء کی طرف سے اٹھایا جانے والا یہ دوسرا قدم تھا۔

وجوب اطاعت:

تیسرے نمبر پر شیعہ فقہاء محدثین نے انکار ختم نبوت کے لیے جو عقیدہ وضع کیا وہ یہ تھا کہ اماموں کی اطاعت لوگوں پر فرض ہے یعنی جس طرح انبیائے کرام کے ارشادات وفرامین سے روگردانی کرنا کفر ہے اسی طرح اگر کوئی شخص بارہ اماموں میں سے کسی امام کی نافرمانی کرتا ہے یا اس کی اطاعت واتباع کو فرض نہیں سمجھتا ہے تو وہ بھی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس لئے کہ وہ بھی انبیائے کرام کے ہم پلہ اور حاملین اوصاف نبوت ہیں۔ ابن بابویہ قمی اور ابن شیعہ حرانی متوفی ۳۸۱ھ شیعہ کے آٹھویں امام علی بن موسیٰ رضا سے روایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امامت انبیاء کا رتبہ ہے امام اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے۔ امام اسلام کی بنیاد بھی ہے اور اس کی شاخ بھی۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور دیگر فرائض وواجبات دین امام کے بغیر قبول نہیں ہوتے۔ امام کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ اشیاء کو حلال یا حرام قرار دے۔ امام اللہ کا خلیفہ اور اس کی طرف سے اس کے بندوں پر حجت ہوتا ہے۔ پوری کائنات میں امام سب سے زیادہ افضل ہوتا ہے کوئی اس کا ہم مرتبہ نہیں ہوتا۔ یہ فضائل (نبوت کی طرح) وہبی اور غیر کسبی ہیں۔ امام نبوت کا خزانہ ہوتا ہے۔ اس کے حسب ونسب پر تنقید نہیں کی جاسکتی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر میں بقول شیعہ امام علی رضا کہتے ہیں:

مستحق للرئاسة مفترض الطاعة

یعنی اقتدار کا حق صرف امام کو ہوتا ہے اس کی اطاعت لوگوں پر فرض ہوتی ہے۔(امالی الصدوق صفحہ ۵۴۰، کمال الدین ۲ /۶۷۷، تحف العقول للحرانی صفحہ ۳۲۶)

امام کے واجب الاطاعت ہونے کے عقیدہ کے وضاحت کرتے ہوئے شیعہ محدث طوسی لکھتا ہے:

"سیدنا ہارون علیہ السلام کی اطاعت بھی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرح ان کی امت پر فرض تھی اس لیے کہ وہ شریک نبوت تھے اور ظاہر ہے کہ اگر ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے بعد زندہ رہتے تب بھی ان کی اطاعت امت پر فرض رہتی اور چونکہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی علیہ السلام کو وہ تمام مراتب عطا کیے تھے جو سیدنا ہارون علیہ السلام کو حضرت موسی علیہ السلام کی طرف سے دیے گئے تھے چنانچہ ثابت ہوا ۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کی امت پر علی علیہ السلام کی اطاعت (رسول اللہ کی طرح) فرض رہی۔(تلخیص الشافی از طوسی ۲ /۲۱۰)

قارئین اسی ایک نص سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ شیعہ دین میں امامت اور امام کا مفہوم کیا ہے اور یہ کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ نہیں بلکہ وہ آپ کی نبوت میں شریک اور آپ کے ہم رتبہ وہم پلہ تھے۔مزید وضاحت کرتے ہوئے طوسی لکھتا ہے:

"علی من الرسول ﷺ کنفسه طاعته کطاعته ومعصيته کمعصيته"(تلخیص الشافی از طوسی صفحہ ۸۱)

علی رسول اللہ ﷺ کے ہم مثل ہیں ان کی اطاعت رسول اللہ کی اطاعت ہے اوران کی معصیت رسول اللہ کی معصیت ہے۔

یعنی رسول اللہ ﷺ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مرتبہ برابر تھا۔جس طرح رسول اللہ ﷺ مبعوث ، معصوم اور واجب الاطاعت تھے اسی طرح علی رضی اللہ عنہ بھی مبعوث ، معصوم اور واجب الاطاعۃ تھے، رسالت اور امامت میں لفظی فرق تو ضرور ہے مگر حقیقت میں دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔ عیاذاً باللہ

چھٹی صدی ہجری کا مشہور شیعہ محدث ابو جعفر طبری اپنی کتاب "بشارۃ المصطفی لشیعۃ المرتضی" میں بیان کرتا ہے:

"ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ علی کا یہ کہنا درست ہے کہ اللہ نے انہیں اپنی مخلوق کے لیے امیر مقرر کیا ہے؟

اس شخص کا یہ سوال سن کر آپ غصہ میں آگئے اور فرمایا: علی مومنوں کے امیر ہیں اللہ نے ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے امارت کا فیصلہ فرشتوں کو گواہ بنا کر اپنے عرش پر کیا ہے، علی اللہ کے خلیفہ اور مسلمانوں کے امام ہیں۔

علی کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔

ان کی معصیت اللہ کی معصیت ہے۔

ان کی پہچان میری پہچان ہے۔

ان کی امامت کا منکر میری نبوت کا منکر ہے۔

اور ان کی امارت کا منکر میری رسالت کا منکر ہے۔

ں، علی، فاطمہ، حسن، حسین اور باقی نو امام اللہ کے بندوں پر حجت ہیں۔

"ہمارا دشمن اللہ کا دشمن ہے اور ہمارا دوست اللہ کا دوست ہے"۔(بشارۃ المصطفیٰ از طبرسی متوفی ۵۳۳ مطبوعہ نجف عراق)

اس روایت سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ بارہ اماموں کی اطاعت رسول اللہ ﷺ کی طرح امت پر فرض ہے۔

شیعہ علی رضا آٹھویں امام سے نقل کرتے ہیں کہ: آپ نے فرمایا: ''الناس عبید لنا فی الطاعۃ''(بشارۃ المصطفیٰ از طبرسی متوفی ۵۳۳ مطبوعہ نجف عراق)

یعنی لوگ اطاعت کی اعتبار سے ہمارے غلام ہیں۔

مجلسی لکھتا ہے:

''طاعۃ الائمۃ واجبۃ علی الناس فی اقوالھم وافعالھم''(حق الیقین از مجلسی۔ باب اثبات الامامۃ صفحہ ۴۱)

''لوگوں پر اماموں کے اقوال وافعال کی اطاعت فرض ہے۔

بحار الانوار میں لکھتا ہے:

''ان طاعۃ الائمۃ کطاعۃ الرسول ومعصیتھم کمعصیۃ الرسول'' (بحار الانوار از ملا باقر مجلسی ۲۵ /۳۶۱، عقیدۃ الشیعۃ فی الامامۃ صفحہ ۲۰۹)

اماموں کی اطاعت رسول اللہ کی اطاعت ہے اور ان کی نافرمانی رسول کی نافرمانی ہے۔

ابو خالد کابلی سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے کہا: میں علی زین العابدین۔ (شیعہ کے چوتھے امام) کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے پوچھا: اے صاحبزادہ رسول! ہمارے اوپر اللہ کی طرف سے کن کی اطاعت فرض ہے؟

آپ نے فرمایا: ''علی علیہ السلام کی پھر حسن اور پھر حسین علیہما السلام کی۔ اور اب یہ سلسلہ ہم تک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچ چکا ہے۔" (بحار الانوار از مجلسی۔ باب نص علی بن الحسین علیہ السلام ۳۶ /۳۸۶)

کلینی لکھتا ہے: امام جعفر فرماتے ہیں:

"نحن قوم معصومون امر اللہ تبارک وتعالیٰ بطاعتنا ونھی عن معصیتنا نحن الحجۃ البالغۃ علی من دون السماء وفوق الارض۔" (اصول کافی ۲ /۲۶۹)

"ہم سب بارہ امام معصوم عن الخطاء ہیں اللہ نے ہماری اطاعت کا حکم دیا ہے اور ہماری نافرمانی سے منع فرمایا ہے، ہم آسمان سے نیچے اور زمین کے اوپر رہنے والوں کے لیے اللہ کی طرف سے حجت ہیں۔

بارہ اماموں میں سے کسی اور امام کی طرف منسوب کرتے ہوئے یہی کلینی لکھتا ہے۔ انہوں نے کہا:

"طاعتی مفترضۃ مثل طاعۃ علی وکذالک الائمۃ من بعدی" (اصول کافی ۱/ ۱۸۷)

"میری اطاعت علی کی اطاعت کی طرح فرض ہے۔ اسی طرح میرے بعد آنے والے اماموں کے اطاعت بھی فرض ہے"

اسی بناپر شیعہ مفسر "البحرانی" کہتا ہے:

"من جحد امامۃ امام اللہ فھو کافر مرتد" (تفسیر البرہان، مقدمہ صفحہ ۲۱)

"بارہ اماموں میں سے کسی امام کی امامت "کا انکار کرنے والا کافر و مرتد ہے۔

مشہور شیعہ عالم مفید فرید وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے " اماموں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جو شخص کسی امام کی امامت پر ایمان نہ لائے اور اس کی اطاعت کی فرضیت کو تسلیم نہ کرے" فھو کافر ضال مستحق الخلود فی النار" (کتاب المسائل از مفید نقل از مقدمہ البرہان للبحرانی ص ۲۰)

یعنی وہ کافر گمراہ اور جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کا مستحق ہے"

اسی سلسلے میں ابن بابویہ قمی جسے شیعوں نے "صدوق" کا لقب دے رکھا ہے۔ اپنی کتاب میں بڑی وضاحت کے ساتھ اس شیعی عقیدے کو بیان کرتا ہے:

"اعتقادنا فیمن جحد امامۃ امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام وائمۃ من بعدہ انہ کمن جحد نبوۃ جمیع الانبیاء" (اعتقاد الصدوق صفحہ ۱۱۳، عقیدۃ الشیعۃ فی الامامۃ صفحہ ۱۴۱)

"جو شخص امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور دیگر (گیارہ) اماموں کی امامت پر ایمان نہ لائے ہمارا اس کے متعلق عقیدہ ہے کہ وہ اس شخص کی مانند ہے جو تمام انبیاء کرام کی نبوت کا منکر ہو"

بحرانی لکھتا ہے:

ان الائمۃ مثل النبی فی فرض الطاعۃ والافضلیۃ (تفسیر البرہان مقدمہ صفحہ ۱۹)

"بارہ امام وجوب اطاعت اور افضلیت میں نبی اکرم ﷺ کے ہم پلہ وہم مرتبہ ہیں"

یعنی جس طرح رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واتباع امت پر فرض ہے اسی طرح بارہ اماموں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اطاعت واتباع بھی فرض ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا منکر کافر و مرتد ہے اسی طرح اماموں کی اطاعت کا منکر کافر و مرتد ہے۔

ابن بابویہ قمی کہتا ہے: امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

"نحن معدن النبوۃ ونحن موضع الرسالۃ" ۔۔۔۔ (کمال الدین از ابن بابویہ قمی ۱/ ۲۰۶)

"ہم نبوت کا خزانہ ہیں اور جائے رسالت ہیں ہمارے پاس فرشتوں کی آمد و رفت رہتی ہے۔"

طوسی کی کتاب تلخیص الشافی کا محشی سید حسین بحر العلوم لکھتا ہے:

"ان منطلق الامامۃ ھو منطلق النبوۃ بالذات ، والھدف الذی من اجلہ وجبت النبوۃ ھو نفسہ الھدف الذی من اجلہ تجب الامامۃ" (تلخیص الشافی از طوسی۔ حاشیہ ۴/۱۳۱، ومثلہ فی "عقیدہ الشیعۃ فی الامامۃ" صفحہ ۲۰۳)

"امامت کا وہی فلسفہ ہے جو نبوت کا ہے۔ اسی طرح جن مقاصد کی تکمیل کے لیے نبوت کا اجراء کیا گیا وہی مقاصد امامت کے بھی ہیں"

مزید لکھتا ہے" الامامۃ اذن قرین النبوۃ"

(تلخیص الشافی از طوسی۔ حاشیہ ۴ /۱۳۱، ومثلہ فی "عقیدہ الشیعۃ فی الامامۃ" صفحہ ۲۰۳)

"یعنی بنابریں یہ کہا جا سکتا ہے کہ امامت نبوت کے ہم پلہ ہے"

اور ظاہر ہے جب امامت نبوت کے ہم پلہ و ہم مرتبہ ہے تو امام بھی نبی و رسول کے ہم پلہ و ہم رتبہ ہو گا۔

بلکہ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ بارہ امام انبیائے کرام سے افضل و اعلیٰ ہیں چنانچہ شیعہ رہنما خمینی لکھتا ہے:

"ان من ضروریات مذھبنا انہ لاینال احد المقامات الروحیۃ للائمۃ حتی ملک مقرب ولانبی مرسل وھذا من الاسس والاصول التی قام علیھا مذھبنا" (ولایت فقیہ در خصوص حکومت اسلامی صفحہ ۵۸ مطبوعہ ایران)

یعنی" یہ ہمارے مذہب کا بنیادی عقیدہ ہے کہ جو مراتب و مقامات اماموں کو حاصل ہیں ان تک کوئی مقرب فرشتہ یا کوئی رسول بھی نہیں پہنچ سکتا اس عقیدے پر ہمارے مذہب کی بنیاد ہے"

خمینی نے اپنا یہ عقیدہ اکابرین شیعہ کی کتب سے اخذ کیا ہے۔ چنانچہ ملا باقر مجلسی لکھتا ہے:

"ان الائمۃ افضل من الانبیاء" "امام انبیاء سے افضل ہیں" (بحار انوار از مجلسی ۲۶/۲۴۰)

الحر العاملی لکھتا ہے:

"الائمۃ الاثنا عشر افضل من سائر المخلوقات من الانبیاء والاوصیاء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السابقین'' (الفصول المھمۃ فی اصول الائمۃ از حر عاملی صفحہ ۱۵۲)

''بارہ امام سابقہ تمام انبیاء واوصیاء اور ساری کائنات سے افضل ہیں''

شیعہ محدث ابن بابویہ قمی نے اپنی کتاب ''عیون الاخبار الرضا'' میں عنوان قائم کیا ہے:

''افضلیۃ الائمۃ علی جمیع الانبیاء'' (عیون اخبار الرضا از قمی ۱/ ۲۶۲)

یعنی امام تمام انبیاء سے افضل ہیں''

رسول اللہ ﷺ کے علاوہ باقی تمام انبیاء کرام سے اماموں کے افضل ہونے کی تو شیعہ کتب میں تصریح موجود ہے۔ مگر رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کہتے ہیں:

'' الائمۃ بمنزلۃ رسول اللہ ﷺ '' (اصول کافی ۱/ ۲۷۰)

''اماموں کا رتبہ رسول اللہ کے برابر ہے''

حالانکہ یہ محض تکلفاً اور عوامی رد عمل سے بچنے کے لیے کہا گیا ہے حقیقت میں یہ لوگ اپنے اماموں کو رسول اللہ ﷺ سے بھی افضل قرار دیتے ہیں۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ الشیعۃ واہل البیت از علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۹۱۔

بہر حال یہ بحث توضمناً آگئی۔ موضوع چل رہا تھا۔ شیعوں کے عقیدہ انکار ختم نبوت کا ہم نے بیان کیا تھا کہ شیعوں کے نزدیک اماموں کی اطاعت فرض ہے اب ہم اماموں پر نزول وحی کے عقیدے کی وضاحت کرتے ہیں۔

نزول وحی

انکار ختم نبوت کی طرف شیعہ مذہب کے بانیوں کی طرف سے جو آخری قدم اٹھایا گیا وہ یہ تھا کہ انہوں نے عقیدہ وضع کیا کہ اماموں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کرام کی طرح باقاعدہ وحی نازل ہوتی تھی علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ شیعوں کے اس عقیدے کی وضاحت کرتے ہوئے اپنی کتاب بین الشیعۃ واہل السنہ میں لکھتے ہیں:

''ان الشیعۃ یعتقدون نزول الوحی علی ائمتھم وعن طریق جبریل عن طریق ملک اعظم وافضل من جبریل ، فان ائمتھم فی الحدیث بوبوا ابوابا مستقلۃ فی ھذا الخصوص''

(بین الشیعۃ واہل السنۃ صفحہ ۱۴۱ مطبوعہ ادارہ ترجمان السنۃ لاہور)

''شیعہ گروہ کا عقیدہ ہے کہ ان کے اماموں پر وحی نازل ہوتی ہے اکثر اوقات جبریل علیہ السلام اللہ کا پیغام لے کر ان پر نازل ہوتے تھے اور کبھی کبھی شیعوں کے مطابق جبریل علیہ السلام سے بھی عظیم اور افضل فرشتہ ان پر نازل ہوتا تھا۔ شیعہ اکابرین نے اس سلسلے میں مستقل ابواب قائم کیے ہیں''

یہ عقیدہ رکھنے کے بعد نہ صرف یہ کہ شیعوں اور دیگر منکرین ختم نبوت کے درمیان کوئی فرق باقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں رہ جاتا بلکہ اس عقیدے میں شیعہ اثنا عشری اپنے ہم عقیدہ تمام فرقوں پر بھی بازی لے گئے ہیں شیعوں کی کتب میں ان کے محدثین واکابرین نے بہت سی ایسی نصوص ذکر کی ہیں جن سے واضح طور پر یہ ثبوت ملتا ہے کہ شیعہ اپنے اماموں پر وحی نازل ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

اس سلسلے میں اہم ترین کتاب بصائر الدرجات ہے جو کہ محمد بن حسن الصفار کی تصنیف ہے۔ محمد بن حسن صفار شیعوں کے سب سے بڑے محدث کلینی کا استاد ہے اور قدیم ترین شیعہ محدث ہے شیعہ مؤرخین کے مطابق یہ شخص گیارھویں امام حسن عسکری کے مقربین میں سے تھا۔(رجال طوسی صفحہ ۴۳۶)

اس شیعہ محدث نے اپنی کتاب ''بصائر الدرجات الکبریٰ فی فضائل آل محمد'' میں بے شمار ایسے عنوانات قائم کیے اور ان کے تحت ایسی روایات ذکر کی ہیں جن سے شیعوں کے اس عقیدے کی توضیح ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کتاب کا ایک عنوان ہے۔ ''الباب الخامس عشر فی الائمة علیهم السلام ان روح القدس یتلقاهم اذا احتاجوا الیه''(بصائر الدرجات از صفات۔ الباب الخامس عشر الجزء التاسع صفحہ ۴۷۱)

''یعنی جب ائمہ کو ضرورت محسوس ہوتی ہے تو روح القدس ان سے ملاقات کیلئے حاضر ہو جاتے ہیں۔''

روح القدس سے کیا مراد ہے؟ یہی صفار اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے، امام جعفر صادق فرماتے ہیں:

''خلق الله اعظم من جبرائیل ومیکائیل وقد کان مع رسول الله ﷺ یخبره ویسدده وهو مع الائمة یخبرهم ویسددهم ''(بصائر الدرجات از صفات۔ الباب الخامس عشر الجزء التاسع صفحہ ۴۷۵)

''روح القدس جبرائیل اور میکائیل سے بھی بڑا فرشتہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں یہ فرشتہ آپ کے ساتھ ہوتا تھا۔ آپ کو غیب کی خبریں دیا کرتا اور آپ کی راہنمائی کرتا تھا۔ اب وہ اماموں کے ساتھ ہوتا ہے انہیں غیب کی خبریں دیتا اور ان کی راہنمائی کرتا ہے''

ایک روایت کے مطابق یہ فرشتہ جس کی قرآن وحدیث میں کوئی وضاحت نہیں ہے رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی نبی یا رسول پر نازل نہیں ہوا۔ یہ صرف آپ ﷺ اور بارہ اماموں کے لیے مخصوص تھا۔(بصائر الدرجات۔ الباب الثامن عشر صفحہ ۴۸۱۔

اس قسم کی روایات کلینی نے بھی اصول کافی میں ذکر کی ہیں لکھتا ہے:

''امام ابوعبداللہ (جعفر صادق) علیہ السلام نے فرمایا: جب سے اللہ تعالی نے جبرائیل ومیکائیل سے بھی بڑے روح نامی اس فرشتے کو نازل فرمایا ہے یہ آسمانوں پر نہیں گیا پہلے یہ رسول اللہ ﷺ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمراہ ہوتا تھا اب یہ ہمارے ساتھ ہوتا ہے۔" (اصول کافی۔ کتاب الحجہ ا /۲۷۳)

ایک اور شیعہ محدث الحر العاملی اپنی کتاب "الفصول المھمۃ فی اصول الائمۃ" میں لکھتا ہے:

ان الملائکۃ ینزلون لیلۃ القدر الی الارض ویخبرون الائمۃ علیہم السلام بجمیع مایکون فی تلک السنۃ من قضاء وقدر وانھم یعلمون کل علم الانبیاء علیہم السلام" (الفصول المھمۃ فی اصول الائمۃ باب ۹۴ صفحہ ۱۴۵۔)

"لیلۃ القدر میں فرشتے زمین پہ اترتے ہیں۔اماموں کے پاس جاتے ہیں اور انہیں سال بھر میں رونما ہونے والے تمام واقعات اور قضاء وقدر یعنی اللہ تعالیٰ نے اس سال کے لیے جتنے بھی فیصلے کیے ہیں ان کی خبر دیتے ہیں، اسی طرح بارہ اماموں کے پاس تمام انبیاء کرام کا علم ہوتا ہے۔"

"علی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ساتھ کئی مرتبہ ہم کلام ہو چکے ہیں اللہ تعالیٰ اور علی علیہ السلام کے درمیان جبرئیل علیہ السلام واسطہ ہوتے تھے۔" (بصائر الدرجات۔ الباب السادس عشر صفحہ ۴۳۰)

"ایک اور جگہ لکھتا ہے: ایک دفعہ جبرائیل ومیکائیل علی علیہ السلام پر نازل ہوئے اور ان سے گفتگو کی"۔(بصائر الدرجات۔ الباب السادس عشر صفحہ ۴۴۱)

"نیز امام باقر اور امام جعفر علیہما السلام کے پاس ایک دفعہ جبریل اور ملک الموت آئے جبریل بوڑھے آدمی کی شکل میں تھے اور میکائیل جوان اور خوبصورت آدمی کی شکل میں"۔(بصائر الدرجات۔ الجزء الخامس صفحہ ۲۵۳)

(ا) ایک دفعہ حضرت جعفر سے دریافت کیا گیا: اے حضرت! جب آپ سے کوئی ایسا سوال پوچھا جاتا ہے جس کا آپ کو علم نہیں ہوتا تو آپ کیا کرتے ہیں؟

جواب میں کہا: جب کبھی ایسی صورت حال پیدا ہوتی ہے تو روح القدس ہماری راہنمائی کرتے ہیں۔(بصائر الدرجات۔ الباب الخامس عشر صفحہ ۴۷۱)

بصائر الدرجات میں شیعہ راوی بشر بن ابراہیم سے روایت ہے:

ایک روز میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص اندر داخل ہوا اور کوئی مسئلہ دریافت کیا۔

امام علیہ السلام فرمانے لگے: ماعندی فیھا شئی مجھے اس کا علم نہیں ہیں وہ آدمی یہ کہتا ہوا واپس چلا گیا کہ دعویٰ واجب الاطاعت ہونے کا کرتے ہیں مگر سوالات کا جواب دے نہیں سکتے؟ امام جعفر نے فوراً دیوار کے ساتھ اپنا کان لگایا گویا کہ کوئی انسان ان سے ہم کلام ہو تھوڑی دیر بعد فرمایا: سائل کہاں ہے؟ اسے واپس بلایا گیا: امام علیہ السلام نے اسے اس کے سوال کا جواب دیا اور واپس چلا گیا۔ پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔"لولا نزداد لنفد ماعندنا" (بصائر الدرجات صفحہ ۴۱۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یعنی اگر ہمارے علم میں اضافہ نہ کیا جائے تو ہمارا علم کب کا ختم ہو چکا ہوتا"

آخر میں اصول کافی کی ایک عبارت نقل کر کے ہم اس بحث کو سمیٹتے ہیں۔ کلینی نے اپنی کتاب میں عنوان قائم کیا ہے:

"باب ان الائمة تدخل الملائكة بيوتهم وتطأ بسطهم وتأتيهم بالاخبار"

یعنی فرشتے اماموں کے گھروں میں داخل ہوتے ہیں ان کی مسندوں پر بیٹھتے ہیں اور انہیں غیب کی خبریں دیتے ہیں۔

ان واضح نصوص وعبارات کے بعد کسی شیعہ کے لیے اس امر کی گنجائش نہیں رہتی کہ وہ اماموں پر نزول وحی کے عقیدے کا انکار کرے اور کہے کہ شیعہ ختم نبوت کے منکر نہیں یا یہ کہ وہ بارہ اماموں کو بارہ نبی نہیں سمجھتے۔

خلاصہ بحث:

گذشتہ ساری بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ شیعہ اثنا عشر عقیدہ امامت کے پردے میں ختم نبوت کے منکر ہیں وہ امام ان کے نزدیک۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے۔

۲۔ معصوم عن الخطاء ہوتا ہے۔

۳۔ واجب الاطاعت ہوتا ہے۔

۴۔ اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔

شیعہ قوم یا تو ان عقائد سے توبہ کرے اور اپنے ان تمام اکابرین سے براءت کا اظہار کرے جنہوں نے ان عقائد کو وضع کیا اور انہیں مسلمانوں میں رواج دیا یا پھر کھل کر کہے کہ ان کے نزدیک ختم نبوت کا کوئی تصور نہیں اور آخری نبی محمد رسول اللہ ﷺ نہیں بلکہ محمد بن حسن عسکری تھے تا کہ مسلمان امت ان کے متعلق دوٹوک فیصلہ کر سکے۔

یہ مقالہ ان شیعہ حضرات کی لیے اتمام حجت کے حیثیت رکھتا ہے جو واقعی حق کے متلاشی ہیں اور اپنی عاقبت کو سنوارنا چاہتے ہیں۔ کیا وہ چاہیں گے کہ وہ ایسے مذہب کو اختیار کیے رکھیں جس کی تعلیمات واضح طور پر اسلام اور کتاب وسنت سے متصادم ہوں اور جس مذہب میں ختم نبوت ورسالت کا تصور موجود نہ ہو۔

نسئال اللہ الهداية وهو الهادى الى سواء السبيل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاری ذکاء اللہ حافظ آبادی مدرس جامعہ اسلامیہ صادق آباد

عقیدہ ختم نبوت اور چند نام نہاد مسلمان

ان الحمد للہ نحمدہ ونصلی علی رسول اللہ امابعد اعوذباللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قال تبارک وتعالیٰ مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (سورۃ احزاب 40)

لوگو! تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ محمد ﷺ نہیں لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنیوالے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا بخوبی جاننے والا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کائنات آفرین میں جب انسانیت کی رشد وھدایت کیلئے اپنے کسی بندے کو مبعوث فرمایا تو باطل اس کے راستے میں آڑ بن کے کھڑا ہوا اور جہاں تک ہوا رشد وہدایت کو زیر کر کے اپنے باطل نظریات کو رائج کرنے کیلئے جہد بسیار کی چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ عہد مصمم ہے کہ وہ اپنے دین کو مخلص بندوں تک پہنچا کے رہیگا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچانے والا ہے گو کافر برا مانیں (الصف:۸)

ایک دوسرے مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھادیں اور اللہ تعالیٰ انکاری ہے مگر اسی بات کا کہ اپنا نور پورا کرے گا گو کافر ناخوش رھیں" (التوبہ:۳۱)

اس لیے اسے منہ کی کھا کر نیست ونابود ہونا پڑا، سیدنا آدم علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی راہنمائی کیلئے مبعوث فرمایا تو ابلیس اپنے شیطانی عزائم کو لے کر سامنے آکھڑا ہوا اور کچھ یوں اظہار کرنے لگا:

قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ (16) ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ

اس نے کہا بسبب اس کے کہ آپ نے مجھ کو گمراہ کیا ہے میں قسم کھاتاہوں کہ میں ان کے لیے آپ کی سیدھی راہ پر بیٹھوں گا۔ پھر ان پر حملہ کروں گا ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انکی داہنی جانب سے بھی اور ان کے بائیں جانب سے بھی اور آپ ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائیں گے"(الاعراف:۱۵،۱۶)

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو جب باری تعالیٰ نے منصبِ نبوت عطا کیا کہ تو فرعون کے ظلم وستم سے مملوء ہاتھوں کو روک، اور انہیں میرے جادۂ مستقیم کی طرف پکار اتو اس وقت فرعون اپنے ظالمانہ رویہ و باطل نظریات وافکار لے کر اللہ تعالیٰ کے اس محبوب بندے کے مقابلے میں آکھڑا ہوا۔اللہ کے قرآن نے فرعون اور آل فرعون کے باطل خیالات کو یوں بیان فرمایا ہے:

فَلَمَّا جَاءَهُم مُّوسَى بِآيَاتِنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَمَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ

پس جب موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس ہمارے دیئے ہوئے کھلے معجزے لے کر پہنچے تو وہ کہنے لگے یہ تو صرف گھڑ گھڑایا جادو ہے ہم نے اپنے اگلے باپ دادوں کے زمانہ میں کبھی یہ نہیں سنا۔(القصص:۳۵)

ایک دوسرے مقام پر بایں الفاظ ارشاد فرمایا:

قَالَ الْمَلَأُ مِن قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هَذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ (109) يُرِيدُ أَن يُخْرِجَكُم مِّنْ أَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ (110) قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَأَرْسِلْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ (111) يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ (112)

قوم فرعون میں جو سردار تھے انہوں نے کہا کہ واقعی یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے وہ یہ چاہتا ہے کہ تم کو تمہاری سرزمین سے باہر کردے تو تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو انہوں نے کہا کہ آپ ان کو اور ان کی بھائی کو مہلت دیجیے اور شہروں میں ہرکاروں کو بھیج دیجئے کہ وہ ماہر جادوگروں کو آپ کے پاس لا کر حاضر کریں۔(الاعراف ۱۱۲)

جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام خالق کائنات کا پیغام توحید اہل دنیا تک پہنچانے کی غرض سے مبعوث ہوئے تو نمرود بادشاہِ وقت جو خود کو ایشور یعنی خدا کہلواتا اور صفات ایزدی اپناتا تھا، باری تعالیٰ کے خلیل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے سامنے باطل کی صورت بن کر آیا تاہم اللہ تبارک وتعالیٰ کے عقیدہ توحید سے معمور بندے کے سامنے زیادہ دیر کھڑا نہ ہو سکا بلکہ اسکے جسد ناپاک کو اللہ تعالیٰ نے اس انداز میں تباہ وبرباد کیا کہ وہ دیگر اہل دنیا کیلئے تاقیامت نشان عبرت بن گیا اس نے اپنے ناپاک خیالات کا اظہار ابراہیم علیہ السلام کے سامنے کیا،اللہ تبارک وتعالیٰ کے قرآن نے اس بارے کچھ یوں وضاحت فرمائی ہے:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (258)

کیا تو نے انہیں نہیں دیکھا جو سلطنت پا کر ابراہیم علیہ السلام سے اس کے رب کے بارے میں جھگڑ رہا تھا۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میرا رب تو وہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہے وہ کہنے لگا میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق سے لے آتا ہے تو اسے مغرب کی جانب سے لے آ۔ اب تو وہ کافر بھونچکارہ گیا اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا (البقرہ:۲۵۸)

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے وقت کچھ دعائیں مانگیں تھیں ان میں سے ایک دعا یہ بھی تھی:

''رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ''

اے رب ہمارے ان میں ایک رسول بھیج انہیں میں سے (البقرہ:۱۲۹)

اللہ ذوالجلال والاکرام نے دعائے ابراہیم علیہ السلام کو شرف بخشا اور سرزمین عرب میں جب ظلم وستم کا دور دورہ تھا انسانی حقوق کی پاسداری بالکل معدوم ونا پید ہو چکی تھی لوگ آزادی زیست سے محروم ہو کر غلامی ومظلومیت وفضیحت کیساتھ اپنی حیات کے لیل ونہار گزار رہے تھے، انہیں حالات شاقہ میں خالق کائنات نے رحمت مجسم علیہ السلام کو نور ہدایت بنا کر بنی نوع انسان کی رشد وہدایت کیلئے مبعوث فرمایا۔ نبی مکرم علیہ السلام نے اپنی حیات مقدسہ کے چالیسویں سال جب نبوت کا اعلان فرمایا تو وہی جو مال وجان نچھاور کیا کرتے تھے آج اغیار سے بھی بدترین اور ناروا سلوک کرنے پر تیار ہو گئے:

ع جس پر سب کچھ لٹایا تھا اپنا سمجھ کر
آج وہی میری جان کا دشمن نکلا

بعض تو وہ تھے جو نبوت محمدی ﷺ کی معرفت رکھنے کے باوجود بھی ذاتی عداوت کی بنا پر نبوت محمدی ﷺ پر ایمان لانے سے قاصر رہے۔ جیسا کہ سرداران قریش، بعض وہ تھے جنہوں نے نبی مکرم ﷺ کے نبوت کا انکار کیا اور اپنے آپ کو نبی ظاہر کرنے کی سعی رذیل کی۔ نبی ﷺ نے پیشن گوئی فرمائی کہ قیامت تک تیس جھوٹے نبی پیدا ہونگے، ارشاد نبوی ہے:

ان بین یدی الساعۃ ثلاثین کذابا دجالاً کلھم یزعم انہ نبی۔

قیامت سے پہلے تیس کذاب دجال پیدا ہونگے وہ سارے کے سارے نبوت کے دعویدار ہوں گے (دلائل النبوۃ للبیہقی 480/6)

رسول اللہ ﷺ کی اس پیشن گوئی کے مطابق عہد نبوی سے لیکر آج تک جھوٹی نبوت کے دعوے دار پیدا ہوتے رہے لیکن ہر دور میں فدایان کتاب وسنت نے تحفظ ختم نبوت کیلئے اپنا سب کچھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قربان کیا۔

ع جب تک نہ کٹا مروں میں خواجہ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں کہ جنہوں بظاہر تو کلمہ توحید پڑھا، اسلام کا دعویٰ بھی کیا بلکہ اپنی ذات کو ایسی صورت میں ظاہر کیا کہ دیکھنے والا یہ زعم و خیال کرتا ہے کہ اس جہاں میں ان سے بڑھ کر نہ تو کوئی مومن ہے اور نہ ہی پاسبان نبوت، لیکن اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو ان کی حالت بھی مسیلمہ کذاب و مرزا قادیانی سے کچھ مختلف نہیں ہے۔ ان کے مابین اس کے سوا اور کوئی امتیاز نہیں کہ مرزا اور مسیلمہ وغیرہ نے برملا طور پر نبوت محمدی ﷺ پر ضرب کاری لگائی اور انہوں نے کتاب وسنت کے پردہ میں بھی اپنے آپ کو امتی بھی کہلوایا، غایت درجہ کا پارسا بھی لیکن اپنے نحیف وناتواں علم کی بناء پر "تشریعی" اور "غیر تشریعی" کی تقسیم مذموم کر کے نبوت محمدی ﷺ کی معرفت سے محروم رہے

ع تیری رفعتیں نہ پہچان سکا یہ میری سمجھ کا قصور ہے
ورنہ تو تیری راہ پہ کہیں کعبہ کہیں طور ہے

ہر وہ آدمی جو عقل ودانش کا مالک ہو اور اسکے قلوب واذہان میں ولاء محمد ﷺ جاگزیں ہو، یقیناً اس کے دل میں ان کے ایسے نظریات وافکار مستحسنہ کی جگہ نہ ہوگی بلکہ نبی علیہ السلام سے الفت ومحبت کا حقیقی تقاضا ہی یہ ہے کہ ایسے افکار کو ان لوگوں کے بارے میں اپنے آپ مین جگہ نہ دے کیونکہ ان کی صورت بھی منافقین کی سی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ (13) وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ (14)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اور لوگوں (صحابہ رضی اللہ عنہم) کیطرح تم بھی ایمان لاؤ تو جواب دیتے ہیں کہ کیا ایسا ایمان لائیں جیسا بیوقوف لائے ہیں؟ خبردار ہو جاؤ، یقیناً یہی بیوقوف ہیں لیکن جانتے نہیں اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان والے ہیں اور جب اپنے بڑوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمھارے ساتھ ہیں ہم تو ان سے صرف مذاق کرتے ہیں (البقرہ:۱۴)

ممکن ہے آپ سوچتے ہوں کہ یہ کونسے لوگ ہیں؟ تو میں بتلاتا چلوں کہ ان کا تعلق رافضیہ، اہل تصوف، اور اہل الرائے کیساتھ ہے جن کے اس قبیح عقیدہ سے نقاب کشائی کرنے کیلئے غایت درجہ نازک موضوع پر خاکسار نے اپنے قلم کو جنبش دی ہے بلکہ درحقیقت دینی بھی چاہیے تھی کیونکہ یہ میرے ایمان کا تقاضا ہے: وہ جب کوئی دجال نبی آخر الزمان سیدنا محمد ﷺ کی نبوت ورسالت کیطرف میلی آنکھ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھے گا تو جان و مال اور علم کیساتھ بھی جہاد کی ضرورت پڑے گی سب کچھ تحفظ نبوت محمدی ﷺ کیلئے لٹادیں گے کہ:

ہم نے ورثہ نبوت کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

رافضیہ اور عقیدہ ختم نبوت

مرزائیت سے بھی قبل جس گروہ نے امامت ائمہ کے پردہ میں عقیدہ ختم نبوت کا انکار کیا وہ رافضیہ کا گروہ ہے۔ عقیدہ ختم نبوت، یہ ایک ایسا عقیدہ ہے کہ اس کے منکر کو دائرہ اسلام میں شمولیت کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ فرقہ رافضیہ اس عقیدہ کا منکر ہے اور ان کے مذہب میں اس کا کوئی وجود نہیں ہے بلکہ جو مقام و مرتبہ ایک نبی کا ہوتا ہے وہ انہوں نے ایک عام آدمی کو دے دیا ہے۔ اہل تشیع کے ہاں یہ بات مسلم ہے کہ ان کے ائمہ درج ذیل چار صفات کیساتھ متصف ہیں۔ (۱) ائمہ اللہ تبارک و تعالی کی طرف سے منصوص یعنی مبعوث ہوتے ہیں (۲) معصوم ہوتے ہیں (۳) انکی اطاعت فرض ہوتی ہے (۴) وحی کا نزول بھی ائمہ پر ہوتا ہے۔

اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو یہی چار صفات خاصہ نبوت ہیں، اگر انہیں غیر نبی میں تسلیم کر لیا جائے تو نبی اور غیر نبی کا امتیاز ختم ہو جاتا ہے۔ جو عظمت و شان نبی کی تھی یا جو مقام و مرتبہ نبی کا تھا وہ ائمہ کے بارے میں جا لیا گیا اور اس عقیدہ مذمومہ کی بنیاد رکھ دی گئی کہ نبوت ابھی ختم نہیں ہوئی بلکہ امامت ائمہ کے پردہ میں ابھی بھی جاری و ساری ہے اور بارہ امام امام ہی نہیں بلکہ درحقیقت بارہ نبی ہیں (نعوذ باللہ من ذالک)

اب میں بالترتیب ان چاروں صفات کو بیان کرتا ہوں جو کہ نبوت کا خاصہ ہیں لیکن اہل تشیع نے اپنے ائمہ کے لیے ثابت کر کے نبوت محمد ﷺ کے استیصال کی سعی کی ہے:

بعثت:

باری تعالی نے انسانیت کی رشد و ہدایت کیلئے نبی مکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا جیسا کہ درج ذیل نصوص سے یہ بات مترشح ہوتی ہے:

(۱) تعمیر کعبہ کے وقت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے رب ذوالجلال کے حضور یہ دعا کی کہ اللہ ان میں یعنی اہل مکہ میں ایک رسول بھیج جو ہدایت کی طرف ان کی رہنمائی کرے تو باری تعالی نے باایں صورت دعائے ابراہیم علیہ السلام کو شرف قبولیت عطا فرمایا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو ان کی رہبری کیلئے پیدا فرمایا اسی بات کی طرف کلام الہی میں یوں اشارہ کیا گیا ہے فرمایا:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (129)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے ہمارے رب ان میں انہیں میں سے رسول بھیج جو ان کے پاس تیری آیتیں پڑھے انہیں کتاب وسنت سکھائے اور انہیں پاک کرے یقینا تو غلبہ والا اور حکمت والا ہے (البقرہ:۱۲۹)

ایک دوسرے مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُبِينٌ (6)

اور جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا میری قوم بنی اسرائیل! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں مجھ سے پہلے کی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اپنی اور آنے والے ایک رسول کی میں تمہیں خوشخبری سنانے والا ہوں جن کا نام احمد ہے پھر جب وہ ان کے پاس کھلی دلیلیں لائے تو یہ کہنے لگے یہ تو کھلا جادو ہے (الصف:٦)

نبی مکرم علیہ السلام نے فرمایا میں اپنے والد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا سیدنا عیسیٰ کی بشارت اور اپنی والدہ کا خواب ہوں (الفتح الربانی جلد ۲ ص:۱۸۱۔۱۸۹)

بعثت پیغمبر کا تذکرہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر یوں فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ

بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے (آل عمران:۱۶۴)

آیت ھذا بھی من جانب اللہ بعثت نبوی ﷺ کی بین دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اھل ایمان پر احسان عظیم فرمایا کہ انکی راہنمائی کیلئے اپنے عظیم پیغمبر ﷺ کو مبعوث فرمایا۔

تیسرے مقام پر بعثت نبوی ﷺ کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے بایں الفاظ کیا اور فرمایا:

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ (151)

جس طرح ہم نے تم میں تمہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ہماری آیتیں تمہارے سامنے تلاوت کرتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب وحکمت اور وہ چیزیں سکھاتا ہے جن سے تم بے علم تھے (البقرہ:۱۵۱)

اس آیت میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی مکرم ﷺ کی بعثت کا تذکرہ فرمایا اور گذشتہ آیات کی طرح یہاں بھی بعثت نبوی کے مقاصد کا ذکر فرمایا یعنی آمد مصطفی کا مقصد لوگوں کے سامنے تلاوت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیات قرآنیہ، تزکیہ نفس، تعلیم کتاب و حکمت ہے جسے نبی مکرم ﷺ بغیر کسی کمی و بیشی کے اپنی تیس سالہ زندگی میں پورا کر کے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

چوتھے مقام پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے بعثت نبوی ﷺ کا تذکرہ یوں فرمایا

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ (81) فَمَنْ تَوَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (82)

جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب و حکمت دوں پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو تمہارے پاس کی چیز کو سچ بتائے تو تمہارے لیے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا ضروری ہے فرمایا کہ تم اس کے اقراری ہو اور اس پر میرا ذمہ لے رہے ہو۔ سب نے کہا کہ ہمیں اقرار ہے فرمایا تو اب گواہ رہو اور خود میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔ اسکے بعد بھی جو پلٹ جائیں وہ یقیناً پورے نافرمان ہیں۔ (آل عمران: ۸۱۔۸۲)

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:

''انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق''

مجھے اس لیے مبعوث کیا گیا ہے تاکہ میں اخلاقی خوبیوں کو کمال تک پہنچاؤں۔ (مسند احمد ۳۸۱/۲ رقم الحدیث ۸۹۵۲) شعیب ارناؤط نے اسے صحیح کہا ہے رحمت مجسم ﷺ کے اس فرمان ذی شان سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک (انما بعثت) مجھے مبعوث کیا گیا سے ظاہر ہے آپ ﷺ کو بھیجنے والا تھا تو تب ہی مبعوث کیے گئے اور بھیجنے والا کون تھا؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی تھا۔ تو معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ کو باری تعالیٰ نے انسانیت کو بندوں کی بندگی سے نکال کر اپنی بندگی میں لانے کیلئے مبعوث فرمایا دوسری بات (لاتمم مکارم الاخلاق) تاکہ میں اخلاقی خوبیوں کو کمال تک پہنچاؤں) سے معلوم ہوا کہ نبی مکرم ﷺ کا یہ فرمان ذی وقار آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کی بین دلیل ہے آپ ﷺ بذات خود بھی اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے جیسا کہ اللہ کے قرآن نے بھی اس بات کی شہادت دی ہے:

وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ۔ اور بے شک تو بہت بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہے (القلم: ۴)

اور اپنی امت کو بھی اخلاق کریمانہ کا درس دیا اب دیکھنا یہ ہے کہ جب اخلاق کریمانہ کی تکمیل نبی ﷺ کے ذریعہ کردی گئی تو وہ کونسا اخلاق ہے جس کی تکمیل کیلئے کسی جدید نبی کی ضرورت ہے، یا وہ کونسا اخلاق ہے جس کی تکمیل جھوٹی نبوت کے دعویداروں جیسے رافضیہ کے بارہ امام، مرزا اور دیگر دجالوں نے کی ہے۔ بعد از تدبر و تفکر من کل الوجوہ یہی بات انسانی عقل کیلئے فرحت کا باعث بن سکتی ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ نے تمام اخلاق کریمانہ کی تکمیل کردی ہے اس لیے اب کسی بھی تشریعی یا غیر تشریعی نبی کی ضرورت نہیں ہے اور جو آدمی ایسا عقیدہ (یعنی نبی کریم ﷺ کے بعد جدید نبی کی ضرورت ہے) رکھے تو اسے از روئے انصاف اسلام میں شمولیت کا کوئی حق نہیں۔

ان تمام نصوص قطعیہ سے یہ بات پایہ تکمیل کو پہنچی ہے کہ من جانب اللہ منصوص یعنی مبعوث ہونا فقط نبوت کا خاصہ ہے اور خاصہ ہوناوہ ہے جو اس شئی کے علاوہ اور میں نہ پایا جائے اس لیے اس میں کسی اور کو شریک کرنا یا سمجھنا صاحب نبوت کی توہین اور اس کا انکار ہے

اہل تشیع کا اپنے ائمہ کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ وہ بھی من جانب اللہ منصوص یعنی مبعوث ہیں چنانچہ ایک رافضی عالم ملا باقر مجلسی جسے اپنے مذہب میں کافی پذیرائی حاصل ہوئی بلکہ اسے قائمۃ المحدثین کے لقب سے پکارا جاتا ہے اپنی کتاب (حق الیقین ص ۴۷۱) میں لکھتا ہے:

"بارہ امام اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے منصوص یعنی مبعوث ہیں۔"

ایک اور رافضی ملاں محمد بن یعقوب کلینی سیدنا جعفر کی طرف منسوب کرتے ہوئے اپنی کتاب اصول کافی میں لکھتا ہے:

وأنّ الامامة عهد من الله عزوجل معهود لرجال مسلمين ليس للامام ان يزويها عن الذی يكون من بعده.

یقیناً امامت اللہ عزوجل کی طرف سے ایک منصب ہے جو متعین یعنی خاص بندوں کو دیا جاتا ہے، کسی امام کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے آنے والے امام کو منصب سے محروم کرے (یعنی ایک سے یہ منصب چھین کر دوسرے کو عطا کردے) (اصول کافی از کلینی باب ان الامامۃ عہد من اللہ) شیعی ملاں طبرسی لکھتا ہے کہ "بارہ اماموں میں سے ہر ایک امام اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے منصوص یعنی مقرر کردہ تھا۔" (اعلام الوریٰ ص:۲۰۶-عقیدۃ الشیعۃ فی الامامۃ از شریعتی ص:۸۳) [1]

مقصود یہ کہ وہ تمام خلفاء جنہیں مسلمان عوام نے منتخب کیا تھا خواہ وہ خلفاء راشدین ہی کیوں نہ ہوں غیر شرعی خلفاء تھے۔ خلافت وامامت فقط سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا حق تھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک صریح نص کے ذریعہ ان کے سر پر تاج امامت رکھا گیا تھا۔ ان تمام نصوص وعبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل تشیع اپنے اماموں کو انبیاء ورسل کی مانند من جانب اللہ منصوص یعنی مبعوث سمجھتے ہیں جب کہ امت مسلمہ کے نزدیک بعثت فقط انبیاء کرام اور رسل اللہ کی خاصیت ہے تو گویا غیر انبیاء کی نسبت مبعوث ہونے کا عقیدہ رکھنا انکار ختم نبوت کی طرف پہلا قدم تھا جو ابن سباء نے اٹھایا اور باقی سبائیوں نے اس کی

---

[1] اس بارے میں شیعہ کتب کے مزید دلائل سابقہ مضمون ملاحظہ فرمائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیروی کی جو آگے چل کر شیعہ مذہب کی بنیاد بنا۔

وجوب اطاعت

نبی مکرم ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری اہل جہاں پر واجب ہے اور اس سے روگردانی کرنے والا نافرمان وسرکش ہے اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(۱) ارشاد باری تعالی ہے:

وَأَطِيعُوا اللهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ۔

اور تم اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔(آل عمران:۱۳۲)

یعنی رحمت وبخشش کے حصول کا ذریعہ اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول ﷺ ہے تو جو آدمی اللہ ورسول کی اطاعت وفرمانبرداری نہیں کرتا تو گویا وہ نافرمان ہے اور اسکے لیے رحمت نہیں بلکہ زحمت یعنی عذاب ہے۔

(۲) ارشاد باری تعالی ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ (33)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو ضائع مت کرو(محمد:۳۳)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اعمال صالحہ اسکے رسول کی اطاعت میں رہ کر کئے جائیں ایسا نیک عمل جو رسول ﷺ کے طریقے کے مخالف ہو تو وہ اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں بلکہ رائیگاں ہے۔اسی لیے فرمایا ولاتبطلوا اعمالکم اپنے اعمال کو ضائع مت کرو۔اعمال جب تک سنت رسول ﷺ کے مطابق نہیں ہوں گے اس وقت تک بارگاہ الٰہی میں درجہ قبولیت حاصل نہیں کر سکتے بلکہ ایسا کرنے والا اللہ اور اسکے رسول ﷺ کا نافرماں ٹھہرے گا۔

(۳) ارشاد باری تعالی ہے:

قُلْ أَطِيعُوا اللهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ (32)

کہہ دیجئے تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو پس اگر تم نے روگردانی کی تو بے شک اللہ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔(آل عمران: ۳۲)

آیت ھذا کا مطلب یہ ہے کہ لوگو اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی بات مانو اگر تم نے اطاعت و فرمانبرداری کی تو بایں صورت تم اللہ اور رسول کے ہاں محبوب ٹھہرو گے اگر تم نے بات نہ مانی بلکہ نافرمانی اور سرکشی کی تو بایں صورت محبوب نہیں بلکہ مذموم ٹھہرو گے اور تمہیں سزا بھی ملے گی۔درج

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالاتینوں آیات میں صیغہ امر استعمال ہوا ہے اور اصول میں یہ بات مسلم ہے کہ امر کا حقیقی معنی جب تک کوئی قرینہ صارفہ نہ ہو تو وجوب ہی ہوتا ہے۔

سیدنا ابوہریرہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، إِلَّا مَنْ أَبَى. قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَمَنْ يَأْبَى قَالَ «مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى

میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی مگر جس نے جنت میں جانے سے خود ہی انکار کردیا۔لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ انکار کون کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے (جنت میں جانے سے) انکار کردیا۔ (بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ رقم الحدیث: ۷۲۸۰)

نبی مکرم ﷺ نے اپنے اس فرمان ذی شان میں اطاعت رسول ﷺ کا ثمرہ ذکر فرمایا اور یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ دخول جنت کا ثمرہ اطاعت رسول ﷺ کے بدلہ میں ہے کیونکہ اطاعنی میں اطاعت کی نسبت رسول ﷺ کی طرف ہے یعنی جس نے نبی مکرم ﷺ کی اطاعت کی اس کیلئے جنت ہے گویا کہ جہاں حدیث اطاعت رسول ﷺ کے ثمرہ پر دلالت کرتی ہے وہاں اس بات پر بھی دال ہے کہ اطاعت فقط رسول ﷺ کی جائے رسول ﷺ کے غیر کی اطاعت نافرمانی ہے، جس کے بدلہ میں باری تعالیٰ نے عذاب کی وعید بیان فرمائی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ۔

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے اور اس کی مقررہ حدوں سے آگے نکلے اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا ایسوں ہی کے لیے رسوا کن عذاب ہے (النساء:۱۴)

ان تمام نصوص سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت لوگوں پر فرض ہے اور اس سے روگردانی کرنے والا مستحق عقاب ہے بعینہ یہی عقیدہ رافضیہ کا اپنے ائمہ کے بارے میں ہے۔ یعنی آئمہ کی اطاعت واتباع لوگوں پر فرض ہے اگر کوئی شخص بارہ اماموں میں سے کسی امام کی نافرمانی کرتا ہے یا اس کی اطاعت واتباع کو فرض نہیں سمجھتا تو وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اس لیے کہ وہ بھی انبیائے کرام کے ہم پلہ در حاملین اوصاف نبوت ہیں۔ چنانچہ ابن بابویہ قمی اور ابن شیعہ حرانی (متوفی ۳۸۱ھ) شیعہ کے آٹھویں امام علی بن موسیٰ رضا سے روایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "امامت انبیاء کا رتبہ ہے، امام اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے امام اسلام کی بنیاد بھی ہے اور اس کی شاخ بھی۔ نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور دیگر فرائض وواجبات دین امام کے بغیر قبول نہیں ہوتے۔ امام کو یہ اختیار ہے کہ وہ اشیاء کو حلال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حرام قرار دے۔ امام اللہ کا خلیفہ اور اس کی طرف سے اس کے بندوں پر حجت ہوتا ہے۔ پوری کائنات میں امام سب سے زیادہ افضل ہوتا ہے کوئی اس کا ہم مرتبہ نہیں ہوتا، یہ فضائل (نبوت کی طرح) وھبی اور غیر وھبی ہیں۔ امام نبوت کا خزانہ ہوتا ہے اس کے حسب ونسب پر تنقید نہیں کی جاسکتی۔ آخر میں بقول شیعہ امام علی رضا کہتے ہیں "مستحق للرئاسة مفترض الطاعة" یعنی اقتدار کا حق صرف امام کو ہوتا ہے، اس کی اطاعت لوگوں پر فرض ہوتی ہے۔ (امالی الصدوق ص:۵۴۔ کمال الدین جلد ۲/ ۶۷۷۔ تحف العقول للحرانی ص:۳۲۶)

قارئین ذرا غور کریں کہ کس طرح رافضیہ نے اپنے ائمہ کو بڑھا چڑھا کر نبوت کے مقام پر بٹھایا! جو چیزیں فقط نبوت کا خاصہ ہیں انہیں اپنے آئمہ میں مان کر عقیدہ ختم نبوت کے استیصال کی سعی مذموم کی ہے۔ شیعہ محدث طوسی لکھتا ہے:

علیؓ من الرسول کنفسه طاعته کطاعته ومعصیته کمعصیته۔

علیؓ، رسول اللہ ﷺ کے ہم مثل ہیں۔ ان کی اطاعت رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہے اور ان کی معصیت رسول اللہ ﷺ کی معصیت ہے۔ (تلخیص الشافی الطوسی ص:۸۱)[1]

محترم قارئین! آپ نے گذشتہ صفحات میں پڑھا کہ کیسے رافضی حضرات اپنے ائمہ کو بڑھا کر انبیائے کرام کے شانہ بشانہ چلانے کی سعی مذموم کرتے ہیں، اہل تشیع کا وجوب اطاعت میں اپنے ائمہ کو انبیاء کرام علیہم السلام کیساتھ شریک کرنا عقیدہ ختم نبوت کے استیصال کی طرف دوسرا قدم ہے جو انکے مذہب کی بنائے خاص ہے۔

نزول وحی

کتاب وسنت کے دلائل ونصوص سے یہ بات روز روشن کیطرح واضح ہے کہ اللہ تبارک وتعالی اپنے انبیاء پر وحی نازل فرماتا ہے جس کے مطابق انبیاء کرام علیہم السلام خود بھی عمل کرتے ہیں اور اپنی اپنی امت کے لوگوں کو بھی اس پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے ہیں لیکن رافضیہ نے تیسرا قدم اٹھایا اور یہ عقیدہ وضع کیا کہ ائمہ اثنا عشر پر بھی اللہ کی طرف سے انبیاء کرام کی طرح باقاعدہ وحی نازل ہوتی تھی یہ بات انہوں نے اپنی کتب میں متعدد مقامات پر لکھی ہے۔ اس سے قبل کہ میں ان کی کتابوں سے حوالہ جات پیش کروں میں کتاب وسنت سے چند دلائل ذکر کرتا ہوں جن سے یہ مسئلہ نیر تاباں کی طرح نمایاں اور عیاں ہو جاتا ہے کہ نزول وحی فقط نبی پر ہی ہوتا ہے۔ اس خاصہ میں کسی اور کو شریک کرنا صاحب نبوت

---

[1] اس بارے میں شیعہ کتب کے مزید دلائل سابقہ مضمون ملاحظہ فرمائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی توہین اور اس سے انکار ہے۔ نبی مکرم ﷺ کی کوئی بھی بات بغیر وحی کے نہیں ہوتی تھی۔

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ (3) إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (4)

وہ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتا وہ تو صرف وحی ہے (جو اس کی طرف) اتاری جاتی ہے (النجم: ۳-۴)

(۲) ایک دوسری جگہ بایں الفاظ تذکرہ فرمایا:

"اتَّبِعْ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ"

تو پیروی کر واس چیز کی جو تیری طرف تیرے رب کی طرف سے وحی کی جاتی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور تو مشرکین سے اعراض کر (الانعام: ۱۰۷)

ان دو آیات میں اسی بات کی توضیح کی گئی ہے کہ نبی ﷺ پر ہی وحی کا نزول ہوتا ہے جس کے مطابق آپ خود ہی عمل کرتے اور اپنی امت کے لوگوں کو بھی عمل کا حکم دیتے ہیں۔

(۳) ارشاد الٰہی ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

تجھ سے پہلے جتنے پیغمبر ہم نے بھیجے سبھی مرد تھے جن کی طرف ہم وحی اتارتے تھے، پس تم اہل کتاب سے پوچھ لو اگر خود تمہیں علم نہ ہو (انبیاء: ۷)

(۴) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ

تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو (انبیاء: ۲۵)

(۵) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا (1)

اے محمد ﷺ! آپ کہہ دیں کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا اور کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے (الجن: ۱)

(۶) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا (163)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یقیناً ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی کی ہے جیسے نوح علیہ السلام اور ان کے بعد والے نبیوں کی طرف کی اور ہم نے وحی کی ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولادوں پر اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف اور ہم نے داؤد کو زبور عطا فرمائی۔ (النساء: ۱۶۳)

(۷) ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ پر وحی کیسے نازل ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَحْيَانًا يَأْتِينِي مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ - وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ - فَيُفْصَمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ، وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلاً فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِي مَا يَقُولُ. قَالَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ، فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا

وحی کبھی تو مجھ پر گھنٹی کی آواز کی مانند نازل ہوتی ہے۔ نزول وحی کی وہ کیفیت میری طبیعت پر بہت گراں ہوتی ہے اور پھر جب میں جو کچھ وحی میں کہا جاتا ہے اسے یاد کر لیتا ہوں تو وہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے اور کبھی فرشتہ انسان کی صورت ہی میں میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے گفتگو کرتا ہے وہ جو کچھ کہتا ہے میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ میں نے شدید کڑاکے کی سردیوں میں نبی ﷺ پر وحی نازل ہوتے دیکھی چنانچہ جب وحی منقطع ہو جاتی تو آپ ﷺ کی پیشانی سے پسینہ بہنے لگتا (صحیح البخاری باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ رقم الحدیث: ۲)

یہ تمام نصوص اس بات کی بین دلیل ہیں کہ انبیا کرام علیہم السلام پر وحی کا نزول ہوتا ہے اگر رافضہ کے آئمہ اس قدر علو مرتبہ پر فائز تھے کہ ان کی طرف بھی من جانب اللہ وحی کا نزول ہوتا تھا تو کتاب وسنت میں کہیں تو اس کا ذکر ہوتا!! لیکن ایسا نہیں بلکہ ائمہ پر نزول وحی کا یہ عقیدہ رافضیہ کی طرف سے خود ساختہ ہے جسکی کوئی اصل نہیں بلکہ یہ ان کی ایک غایت درجہ کی قبیح کاوش ہے جو انہوں نے غیر الاصل عقیدہ کے ثبوت کیلئے کی ہے

شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ اپنی ایک تصنیف لطیف میں ان کے اس عقیدہ سے یوں نقاب کشائی کی ہے۔ لکھتے ہیں:

انّ الشیعة یعتقدون نزول الوحی علی ائمتھم وعن طریق جبریل وعن طریق ملک اعظم وافضل من جبریل فان ائمتھم فی الحدیث بوّبوا ابواباً مستقلة فی ھذا الخصوص۔

"شیعہ گروہ کا عقیدہ ہے کہ ان کے اماموں پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اکثر اوقات تو جبریل اللہ کا پیغام لے کر ان پر نازل ہوتے تھے اور کبھی کبھی شیعوں کے مطابق سیدنا جبریل علیہ السلام سے بھی عظیم اور افضل فرشتہ ان پر نازل ہوتا تھا۔ شیعہ اکابرین نے اس سلسلہ میں مستقل ابواب قائم کیے ہیں۔" (الشیعہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والسنہ ص:۱۴۱ مطبوعہ ادارہ ترجمان السنہ لاہور)[1]

اب اس ساری تفصیل کے بعد کوئی بھی رافضی اس سے انکا نہیں کر سکتا کہ ائمہ اثنا عشر کے بارے نزول وحی کا یہ عقیدہ ان کا نہیں ہے۔اس عقیدہ کو ہم نے ان کی کتابوں سے باحوالہ نقل کیا ہے اب اگر کوئی رافضی ان تمام تر نصوص کی تحقیق کرنا چاہے تو اسکے لیے تحقیق کے تمام دروازے کھلے ہیں۔

محترم قارئین کرام! اب میں شیعہ کے چوتھے عقیدہ کو ذکر کرتا ہوں جو کہ انہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے استیصال کیلئے وضع کیا ہے قبل اس کے کہ میں ان کی کتابوں سے دلائل پیش کروں میں کتاب وسنت سے عصمت نبوت پر چند دلائل ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں تا کہ عام الناس پر بات واضح ہو جائے کہ عصمت نبوت کا عقیدہ نبی کے علاوہ کسی اور کیلئے متعیّن نہیں کیا جاسکتا۔

عصمت نبوت

(۱) ارشاد باری تعالی ہے:

وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَى مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ.

میرا یہ ارادہ بالکل نہیں کہ تمھارے مخالفت کر کے خود اس چیز کی طرف جھک جاؤں جس سے تمھیں روک رہا ہوں۔ میرا ارادہ تو اپنی طاقت کے مطابق اصلاح کرنے کا ہے میری توفیق اللہ ہی کی مدد سے ہے اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں (ھود:۸۸)

سبحان اللہ کتنی پیاری دلیل ہے عصمت انبیاء کی، گناہ کا صدور تو درکنار یہ آیت نبی سے گناہ کے ارادہ کی بھی نفی کرتی ہے یعنی نبی کے قلب میں گناہ کا خیال بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔

(۲) ارشاد باری تعالی ہے:

"إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ وَكَفَى بِرَبِّكَ وَكِيلًا"

میرے سچے بندوں پر تیرا کوئی قابو اور بس نہیں تیرا رب کارسازی کرنے والا کافی ہے (بنی اسرائیل:۶۵)

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ (82) إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ (83)

"شیطان" کہنے لگا پھر تو تیری عزت کی قسم میں ان سب کو یقیناً بہکا دوں گا۔ بجز تیرے ان بندوں

www.KitaboSunnat.com

[1] اس بارے میں شیعہ کتب کے مزید دلائل سابقہ مضمون ملاحظہ فرمائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے جو چیدہ اور پسندیدہ ہوں (سورہ ص: ۸۲۔۸۳)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام تک شیطان کی پہنچ نہیں ہو سکتی نہ تو وہ انہیں گمراہ کر سکتا ہے اور نہ ہی غیر صراط مستقیم پر گامزن کر سکتا ہے تو پھر انبیاء کرام علیہم السلام سے گناہ کا صدور کیسے ممکن ہے؟

(۳) ارشاد باری تعالی ہے:

مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَنْ نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (52)

آپ اس سے پہلے یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ کتاب اور ایمان کیا چیز ہے لیکن ہم نے اسے نور بنایا اس کے ذریعہ سے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں۔ بے شک آپ راہ راست کی رہبری کر رہے ہیں (الشوریٰ: ۵۲)

اس آیت کی تفسیر

قال اهل الاصول اجتمعوا على انّ الرسل عليهم السلام كانوا مؤمنين قبل الوحي معصومين من الكبائر ومن الصغائر الموفية لنفرة الناس عنهم قبل البعث وبعدها فضلاً عن الكفر.

یعنی اہل علم نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ بے شک انبیاء کرام علیہم السلام وحی سے قبل مومن تھے اور گناہ کبیرہ نیز ان صغائر سے جو نفرت کا باعث ہوں نبوت سے پہلے معصوم تھے اور بعد میں بھی، چہ جائیکہ کفر۔

(۴) ارشاد باری تعالی ہے:

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحاً مُّبِيناً (1) لِيَغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطاً مُّسْتَقِيماً.

بے شک (اے نبی) ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی ہے تاکہ جو کچھ تیرے گناہ آگے ہوئے اور جو پیچھے سب کو اللہ تعالی معاف فرمائے اور تجھ پر اپنا احسان پورا کر دے اور تجھے سیدھی راہ چلائے (الفتح: ۱۔۲)

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كان النبي ﷺ يصلي حتى ترم قدماه فقيل له اليس قد غفر الله لك ماتقدم من ذنبك وماتاخر فقال افلا اكون عبداً شكورا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی مکرم علیہ السلام نماز ادا فرماتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے قدم مبارک سوج جاتے۔ آپ کو کہا جاتا کہ کیا اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کے پچھلے اور اگلے گناہوں کو معاف نہیں فرمادیا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں اللہ پاک کا شکر گذار بندہ نہ بن جاؤں۔ (بخاری کتاب التفسیر باب لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وماتاخر رقم الحدیث ۴۸۳۶، سورۃ الفتح مسلم رقم الحدیث ۲۸۱۹، مسند احمد ۱۱۵/۴، تفسیر ابن کثیر ۲۶۵/۴ تحت ھذہ الآیۃ)

یہی روایت سیدہ عائشہ اور انس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ معصوم کا معنی ہوتا ہے محفوظ کیا ہوا، بچایا ہوا۔ تو ظاہر ہے کہ درج بالا دونوں نصوص نبی کریم ﷺ کی ذات سے ذنب کی نفی پر دلالت کرتی ہیں نہ کہ اثبات پر اس لیے ان نصوص سے عصمت انبیاء پر حجت پکڑنا جائز ٹھہرا۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

کنت اکتب کل شئی اسمعه من رسول اللہ ﷺ ارید حفظه فنهتني قریش فقالوا انک تکتب کل شئی تسمعه من رسول اللہ ﷺ ورسول اللہ ﷺ یتکلم فی الغضب فامسکت عن الکتابة فذکرته ذالک لرسول اللہ ﷺ فقال اکتب فو الذی نفسی بیده ماخرج منّی الّا حق.

میں رسول اللہ ﷺ سے جو بات بھی سنتا تھا، یاد کرنے کی غرض سے لکھ لیتا تھا۔ قریش نے مجھے روک دیا انہوں نے کہا: جو بات بھی تو رسول اللہ ﷺ سے سنتا ہے لکھتا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ تو بشر ہیں (بسا اوقات) غصہ میں بھی کلام کرتے ہیں تو میں لکھنے سے رک گیا اور یہ واقعہ رسول اللہ کے سامنے پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو لکھ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھ سے حق کے سوا اور کچھ بھی صادر نہیں ہوتا۔ (ابن کثیر جلد ۴ تحت الآیۃ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ سورۃ النجم)

یہ روایت بھی عصمت نبوت کی بین دلیل ہے کیونکہ عدم عصمت نبوت کی صورت میں یہ لازم آتا ہے کہ اس سے حق کے سوا اور بھی کسی چیز کے خروج کا امکان ہے جبکہ اس کی نفی خود رسول اللہ ﷺ نے کردی ہے کیونکہ گناہ کا ظہور ماخرج منی الا حق کے منافی ہے۔

محترم قارئین کرام! یہ تمام نصوص عصمت انبیاء پر دلالت ہیں، اب میں آپ کے سامنے شیعہ کتب سے وہ نصوص بیان کرتا ہوں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اھل تشیع بھی اپنے ائمہ کے بارے میں عصمت کا عقیدہ رکھتے ہیں جو کہ باطل اور سراسر نصوص قطعیہ کے مخالف ہے۔ چنانچہ شیعہ محدث طوسی لکھتا ہے:

العصمة عند الامامیة شرط اساسی لجمیع الانبیاء والائمة علیهم السلام سواء فی الذنوب الکبیرة والصغیرة قبل النبوة والامامة وبعدها علی سبیل العمد والنسیان وهکذا العصمة عن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کل الرذائل والقبائح۔

"اماميوں کے نزديک انبياء اور اماموں کا معصوم ہونا نبوت وامامت کی بنيادی شرط ہے۔انبياء وائمہ کبيرہ وصغيرہ ہر قسم کے گناہوں سے معصوم ہيں۔ان سے نبوت وامامت سے پہلے غلطی کے صدور کا امکان ہے نہ نبوت وامامت کے بعد۔ وہ عمداً گناہ کا ارتکاب کرتے ہيں نہ نسياناً اسی طرح وہ ہر قسم کی غير اخلاقی اور انسانی مروت کے خلاف حرکات سے بھی معصوم ہوتے ہيں۔ نيز امام چونکہ واجب الاطاعۃ ہوتا ہے اس ليے اس کا معصوم ہونا ضروری ہے۔" (تلخيص الشافی ص:۱۹۱)[1]

ان تمام نصوص واقتباسات سے يہ واضح ہوتا ہے کہ شيعہ دين ميں جس طرح امام، انبيائے کرام کی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ اور اس کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے اسی طرح وہ معصوم عن الخطاء بھی ہوتا ہے۔انکار ختم نبوت کی طرف شيعہ علماء کی طرف سے اٹھايا جانے والا يہ آخری قدم تھا۔

اہل الرائے اور عقيدہ ختم نبوت

درج ذيل عنوان کے تحت خاکسار نے مذہب ديوبنديت اور بريلويت ميں سے چند شخصيات کے عقيدہ فاسدہ سے نقاب کشائی کی ہے تاہم اس سے قبل ايک شبہ کا ازالہ ضروری سمجھتا ہوں۔

اہل الرائے سے مراد کون لوگ ہيں؟

گو کہ يہ ميرا موضوع بحث نہيں ليکن عين ممکن ہے کسی کے قلب پر يہ خيال گزرے کہ خاکسار نے تحريری کلام ميں ديوبنديت اور بريلويت کو "اہل الرائے" کے نام سے موسوم کرکے کتمان حقيقت کا فريضہ سرانجام ديا ہے۔کيونکہ مابعد سطور ميں انہی دو فرقوں ميں سے چند شخصيات کے عقيدہ فاسدہ سے نقاب کشائی کی گئی ہے تو عرض ہے کہ ايسے لوگ جو امام ابو حنيفہؒ کے مقلد ہيں وہ ديوبندی ہوں يا بريلوی انہيں "اہل الرائے" کہا جاتا ہے۔ جيسا کہ درج ذيل بات سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔ چنانچہ ابن خلدون فرماتے ہيں:

"حديث عراق ميں بہت کم تھی اس لئے وہاں کے لوگوں نے قياس کو زيادہ استعمال کيا اور اس ميں مہارت حاصل کی جس کی وجہ سے ان کا نام ہی اہل الرائے پڑ گيا۔اس جماعت کے سردار امام ابو حنيفہؒ اور ان کے شاگرد ہيں۔" (تاريخ ابن خلدون)

ان دونوں گروہوں ميں سے کوئی بھی اپنے آپ سے امام ابو حنيفہؒ کی سرداری کا منکر نہيں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جو آدمی ابو حنيفہ کا مقلد ہے اور امام ابو حنيفہ کو اپنا پيشوا اور سردار سمجھتا ہے وہ اہل الرائے

---

[1] اس بارے ميں شيعہ کتب کے مزيد دلائل سابقہ مضمون ملاحظہ فرمائيں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ عبدالرشید ارشد اپنی کتاب "بیس بڑے مسلمان" کے ص:۶۵ پر یوں لکھتا ہے:

"چنانچہ تعمیر مدرسہ اور عمارتی سنگ بنیاد کے سلسلہ میں حضرت نانوتوی قدس سرہ کا ذوق تو یہ تھا کہ مدرسہ کی عمارت خام ہوں، گھاس پھوس پر بیٹھ کر طلبہ تعلیم پائیں تاکہ زہد، قناعت، سادگی، بذاذۃ اور صبر وتوکل کی شان ان میں نمایاں رہے۔ لیکن دوسرے "اہل الرائے" حضرات کی رائے یہ تھی کہ دارالعلوم کی عمارت پختہ اور مستحکم بنوائی جائے تاکہ مدرسہ اپنی صورت کے لحاظ سے بھی نمایاں رہے لیکن اس بارہ میں جب کہ حضرت نانوتوی قدس سرہ کے رائے متاثر نہ ہوئی۔"

دوسرے "اہل الرائے حضرات کی رائے یہ تھی" کا جملہ قابل غور ہے۔ دوسرے اھل الرائے کون تھے۔ وہ دیوبندی ہی تھے جو مذہب امام ابوحنیفہؒ سے تعلق رکھتے تھے، اس سے بھی ہمارا مدعا الحمدللہ ثابت ہوگیا۔ عبدالرشید ارشد اپنی اسی کتاب کے ص:۳۰۵ پر بایں الفاظ "حکیم الامت خود اپنی نظر میں" باب قائم کر کے لکھتا ہے:

"میں کسی سے نہ کوئی فرمائش کرتا ہوں، نہ کسی کی سفارش اس لیے بعض "اہل الرائے" مجھ کو خشک کہتے ہیں۔"

تھانوی صاحب کو کون خشک کہتے ہیں؟ یہ وہی اہل الرائے ہیں جو کہ امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں۔ تو الحمدللہ اس عبارت سے بھی ہمارا مدعا ثابت ہوا اور اس کے بعد کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ اہل الرائے سے دیوبندیت اور بریلویت کے سوا اور لوگ ہیں۔

اہل الرائے اور مرزائیت

ایسا آدمی جو اپنے تئیں نبوت کا مدعی ہو پکا کافر ہے۔ دین اسلام میں شمولیت کا حق نہیں رکھتا۔ بلکہ ہر ایک ذی شعور انسان کیلئے ضروری ہے کہ اسے کافر سمجھے اور اس کی تکفیر کرے، کیونکہ وہ آدمی اہل سنت والجماعت کے ایک اجماعی عقیدہ کا منکر ہے۔ لیکن "بعض الناس" ایسے ہیں جیسے اہل الرائے وغیرہ انہوں نے خود بھی عقیدہ ختم نبوت کے استیصال کی سعی مذموم کی اور مرزا قادیانی جس نے اپنے آپ کو نبی ظاہر کیا اسے مسلمان ہی سمجھا اور اس کی تکفیر نہ کی۔ ایسا کیوں کیا؟ یہ تو میں آگے چل کر انشاءاللہ اسکی وضاحت کروں گا کہ حقیقت کیا تھی۔ تاہم پہلے چند حوالے ذکر کرتا ہوں کہ اہل الرائے نے مرزا کی تکفیر نہ کی بلکہ اسے مسلمان ہی سمجھا۔ مذہب دیوبند کے ایک بہت بڑے مولوی اشرف علی تھانوی جسے "حکیم الامت" اور "مجدد ملت" کا لقب دیا گیا، اپنی ایک کتاب میں یوں رقمطراز ہے:

"ہم تو قادیانیوں کو بھی کافر نہیں سمجھتے تھے اور وہ ہمیں کہتے تھے۔ ہاں اب جبکہ ثابت ہوگیا کہ وہ مرزا صاحب کی رسالتؑ کے قائل ہیں، تب ہم نے کفر کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ یہ تو کفر صریح ہے۔ اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوا ان کی تمام باتوں کی تاویل کر لیتے تھے تو وہ تاویلیں بعید ہی ہوتی تھیں۔"۔(ملفوظات حکیم الامت ۲۹/۲۲۶)

مولانا تھانوی کی پہلی عبارت ہی سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ اہل الرائے کے نزدیک قادیانی کافر ہیں۔ پھر لکھتے ہیں مرزا کے دعویٰ رسالت کے سوا باقی باتوں کی تاویل کر لیتے تھے۔اب کوئی خردمند انسان اس قوم سے پوچھے کہ دعوی رسالت کے بعد تو وہ کافر ٹھہرا۔اب کیا تم کافر کی باتوں کی تاویلات باطلہ کر کے اسکی تائید کرتے ہو؟اور پھر تاویلات بھی ایسی کہ جن میں حق دشمنی کے سوا اور کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ جیسا کہ تھانوی کی اس عبارت سے ظاہر ہے ''گو وہ تاویلیں بعید ہی ہوتی تھیں۔'' درحقیقت پس پردہ حقائق کچھ اور تھے۔ جنہیں اپنے مقام پر انشاء اللہ بیان کروں گا۔مذہب اہل الرائے کا سرخیل مولوی تھانوی ایک دوسری جگہ اپنے عقائد قیمہ کا اظہار یوں کرتا ہے:

"ہمارے بزرگوں نے مدتوں قادیانی کی تکفیر نہیں کی اس کے اقوال کی تاویلیں کرتے رہے مگر جب حد سے بڑھ گیا تو تکفیر کی۔ مثلاً اس نے یہ دعویٰ کیا کہ میں نبی ہوں۔ابتدا میں محض الہام کا مدعی تھا۔گو اس میں بعض مضامین بہت موحش تھے مثلاً یہ الہام کہ ''یا احمد یتم اسمک ولا یتم اسمی''،بعض علماء نے تکفیر کی تھی اور وہ علماء مولانا محمد یعقوب صاحب کی خدمت میں بھی آئے تھے اور آپ سے اس معاملہ میں عرض کیا تھا۔ مگر آپ نے تکفیر سے انکار فرمایا اس بناء پر کہ ان اقوال میں تاویل ہو سکتی ہے، چنانچہ ہمارے اکابر نے اس الہام کی یہ تاویل کی تھی کہ تمام کے معنٰی یہاں کمال کے ہیں بلکہ اختتام اور انقطاع کے ہیں اور حضرات کے مشرب یہ تھا۔" (ملفوظات حکیم الامت ۱۹/۹۵)

عقل و دانش کے مالک لوگ ان سے پوچھیں گے کہ مولانا آخر وہ کونسی حد ہے کہ جس سے پیچھے پیچھے ہر کفر کی تاویل ممکن ہے!!!ایک طرف جھوٹی نبوت کا مدعی اپنے کفر کی تشہیر میں مصروف ہے اور لوگوں کو اپنے کفر پر قائل کرنے میں مصروف۔ جبکہ دوسری طرف یہ نام نہاد مسلمان کہ وہ اس تماشے کے ناظرین کی صف میں شامل ہے۔ پھر مزید یہ کہ وہ کافر بھی نہیں۔سادہ لوح کلمہ گو ایسے نام نہادوں سے مخاطب ہو کر دریافت کریں گے کہ جب تم بذات خود ہی رسالت محمدی ﷺ کی معرفت سے محروم ہو۔ تمہیں اسکے مقام و مرتبہ کا علم نہیں بلکہ منکر ہو تو پھر ظاہراً اسلام کا لبادہ اوڑھنے کی ضرورت کیا ہے۔ برملا کہہ دو کہ ہم اور مرزائی ایک ہی ہیں، ہم میں کوئی فرق نہیں ہے تاکہ جو عقیدہ اہل اسلام کا مرزائیت کے بارے میں ہے یہی تمہارے بارہ میں بھی بن جائے۔اور لوگ تمہاری سرکشیوں سے محفوظ رہ سکے۔

الٰہی تیرا قہر ان پر گرے برق بلا ہو کر
جو دیں دھوکہ مسلمانوں کو ان کے رہنما ہو کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن یہ نام نہاد مسلمان پھر بھی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے پر مصر ہیں تاہم ان کے عقائد اس بات کا تقاضا نہیں کرتے۔ مذہب اہل الرائے کی ایک دوسری معروف شخصیت رشید احمد گنگوہی اپنے مکتوب نمبر ۱۳۸ میں بایں الفاظ رقمطراز ہیں:

"مولوی غلام احمد قادیانی صاحب کی فتح الاسلام بندہ نے بھی دیکھی، اجمالاً ان کو جو اصل گمان تجدید ہوا ہے یہ اس کا ہی ضمیمہ ہے کہ اب ان کے مخیلہ میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ مثیل عیسیٰ ہوں۔ اس باب میں بندہ یہ گمان کرتا ہے کہ دنیا طلبی تو ان کو مقصود نہیں، بلکہ ایک خود پسندی ان کے مخیلہ میں بوجہ صلاحیت قائم ہوئی تھی۔ اب یہ خیالات بڑھتے چلے جاتے ہیں اور اس کو وہ دین وتائید دین اور اپنے کمالات جانتے ہیں اس میں مجبور ہیں۔ اس مثیل عیسیٰ ہونے کو اور نزول عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کی روایات کے حقیقی معنی کے انکار کو چند جگہ سے جو بندہ سے استفسار کیا گیا۔ بندہ نے یہ لکھا ہے کہ یہ عقیدہ فاسد، خطاء و خلاف جملہ سلف خلف کے ہے۔ ان کو مالیخولیا ہو گیا ہے کہ خلاف عقل کے ایسی بات لکھتے ہیں کہ تمام عالم نے اس کو نہ سمجھا۔ اب ان کو اس کی فہم ہوئی اس پر اشتہار مباحثہ دیا ہے۔ اور بندہ کو مخاطب بتایا ہے اور تکفیر نہیں چاہیے کہ وہ مأول ہے اور معذور ہے۔ فقط" (مکاتیب رشیدیہ ص: ۱۱۹،۱۱۸ مصنفہ عاشق الٰہی میرٹھی)

علم سے مس رکھنے والے اہل دانش ان بے درشوں سے پوچھیں گے کہ مرزا نے دعوائے نبوت کیا ہے۔ اور بقول آپ کے ایسی باتیں لکھتا ہے کہ تمام عالم کی فہم سے بھی بالا تر ہیں۔ یعنی دنیائے جہاں کے لوگ تو اس کو سمجھنے سے بھی قاصر جبکہ تم کہتے ہو کہ تکفیر نہیں چاہیے بلکہ وہ مأول ہے۔ تاویل بھی تو ایسی بات کی ممکن ہے جس کا ادراک انسانی عقل کی بساط میں ہو۔ اسلام کے حقیقی فہم سے محروم یہ لوگ کہتے ہیں کہ مرزا مثیل عیسیٰ کا دعویٰ بھی کرے تو مأول ہے، ناجانے یہ کافر کسے کہتے ہوں گے۔ مولوی اشرف علی تھانوی اسی رشید احمد گنگوہی کے بارے میں لکھتا ہے:

"حضرت گنگوہی شروع ہی میں نرم تھے، مرزا کی طرف سے تاویلیں کرتے تھے۔ جب اس نے بالکل ہی صراحتاً نبوت کا دعویٰ اور دوسرے کفریات واضح کر دیئے تو مجبور ہو کر تکفیر فرمائی۔" (ملفوظات حکیم الامت جلد ۲۴ ص: ۲۲)

مجبوری کیا تھی بس یہی کہ محب اسلام میں بھی بھرم رہ جائے اور مرزا قادیانی سے بھی رواسم بصورت احسن درست رہیں جو ان کا حقیقی مربی اور پیر تھا۔ مولوی خلیل احمد سہارنپوری مرزا سے اپنے تعلقات کا ثبوت بایں صورت دیتا ہے:

"حملة قولنا وقول مشائخنا في القادياني الذي يدعي النبوة والمسيحية انا كنا في امره مالم يظهر لنا منه سوء اعتقاد بل بلغنا انه يؤيد الاسلام ويبطل جميع الاديان التي سواه بالبراهين والدلائل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نحن نظن به علی ماھو اللائق للمسلم بالمسلم وتأوّل بعض اقوالہ ونحمله علی محل حسن۔"

"ہم اور ہمارے سب مشائخ کا مدعی نبوت و مسیحیت قادیانی کے بارے میں یہ قول ہے کہ شروع شروع میں جب تک اس کی بدعقیدگی ہمیں ظاہر نہ ہوئی بلکہ یہ خبر پہنچی کہ وہ اسلام کی تائید کرتا ہے اور تمام مذاہب کو بہ دلائل باطل کرتا ہے۔ تو جیسا کہ مسلمان کو مسلمان کے ساتھ زیبا ہے ہم اس کے ساتھ حسن ظن رکھتے اور اس کے بعض ناشائستہ اقوال کی تاویل کرکے محمل حسن پر حمل کرتے رہے۔" (المہند علی المفند عقائد علمائے دیوبند خلیل احمد سہارنپوری ص: ۸۵)

مرزا بھی ایسی ہی اسلام کی تائید کرتا ہوگا جیسی تم نے کی ہے کہ اہلسنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ جو عہد نبوی سے چلتا آرہا ہے اور جس کا منکر کافر ہے تم نے اس عقیدہ پر حملہ کرکے پاش پاش کر دیا بعد میں مرزا کی ناشائستہ باتوں میں تاویل کرکے محمل حسن پر حمل کر دیا۔

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

مرزا غلام احمد قادیانی کے برملا دعوی نبوت پر اسے کافر قرار نہ دینا بلکہ اسکے کفریات کی تاویل کرنا، اسکی کیا وجہ ہے خاکسار چند الفاظ میں اس کی علت یوں بیان کرتا ہے کہ ''حنفیت در حقیقت اخت مرزائیت ہے۔'' ظاہر ہے اپنی اخت (بہن) کی تکفیر اور تذلیل تو کوئی بھی مناسب نہیں سمجھتا۔ ممکن ہے کسی کے دل میں یہ خیال گزرے کہ یہ بات ''حنفیت در حقیقت اخت مرزائیت ہے'' کہنے میں مبالغہ آرائی سے کام لیا گیا ہے جو کہ ناجائز ہے لیکن میں نے یہ بات حقیقت کے خلاف نہیں کی بلکہ دلائل سے اس بات کا ثبوت پیش کروں گا۔ مولوی عبدالماجد دریا آبادی لکھتا ہے:

"تھانوی صاحب کے سامنے کسی شخص نے قادیانیوں کو برا کہا تو تھانوی صاحب بگڑ کر بولے یہ زیادتی ہے۔ توحید میں ہمارا انکا کوئی اختلاف نہیں، اختلاف رسالت میں اور اس کے بھی ایک باب میں (یعنی عقیدہ ختم نبوت میں)" (سچی باتیں از عبدالماجد دریا آبادی ص: ۲۱۳)

جو آدمی توہین رسالت کا مرتکب اور کافر ہو اس کو کافر کہنا چاہیے لیکن تھانوی صاحب نے کافر کہنا تو کجا بلکہ مرزائیت کی حمایت کی۔ لیکن کیوں؟ اس لیے کہ اس سے اخت شفیق کا رشتہ قائم تھا جسکی پاسداری کرنا تھانوی صاحب پر عین واجب تھی۔ حنفیت اور مرزائیت میں کس قدر مضبوط ترین رشتہ اور رواسم قائم ہیں، اس کا اندازہ آپ درج ذیل بات سے لگا سکتے ہیں، تقلیدی مؤرخ و سوانح نگار محمد عاشق الٰہی میرٹھی لکھتا ہے:

"مرزا غلام احمد قادیانی جس زمانہ میں براہین لکھ رہے تھے اور انکے فضل و کمال کا اخبارات میں چرچا اور شہرہ تھا۔ حالانکہ اسوقت تک انکو حضرت امام ربانی (رشید گنگوہی) سے عقیدت بھی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسطرف کے جانے والوں سے دریافت کیا کرتے تھے کہ حضرت مولانا اچھی طرح ہیں اور دہلی سے گنگوہ کتنے فاصلے پر ہے، راستہ کیسا ہے؟ غرض حاضری کا خیال بھی معلوم ہوتا تھا۔اسی زمانہ میں حضرت امام ربانی نے ایک مرتبہ یوں ارشاد فرمایا تھا کہ "کام تو یہ شخص اچھا کر رہا ہے مگر پیر کی ضرورت ہے ورنہ گمراہی کا احتمال ہے۔" اسکے بعد یہی مجددیت و مہدویت وعیسویت کے خیالات ظاہر ہونے شروع ہو گئے۔" (تذکرۃ الرشید ۲۲۸/۲ مصنفہ محمد عاشق الٰہی میرٹھی)

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے حقیقت پر مبنی بات کا انکشاف کیا ہے اور حقیقت ظاہر ہو ہی جایا کرتی ہے چاہے انسان جتنا مرضی اسے مخفی رکھنے کی جہد بسیار کرے۔ کتنی محبت تھی مرزا کو گنگوہی سے کہ گنگوہ جانے والوں سے اکثر طور پر پوچھا کرتے تھے کہ حضرت کا کیا حال ہے؟ اور بسا اوقات حاضری کا بھی خیال ہوتا۔اب دانش مند انسان سوچے گا کہ اگر گنگوہی کے مرزا سے روابط و تعلقات نہ تھے، اس سے محبت اور عقیدت نہ تھی تو مرزا کو اس قدر تکلف کی کیا ضرورت تھی اور پھر اسکی تحسین کرنا کہ وہ کام تو اچھا کر رہا ہے آخر اس قدر اظہار محبت اور اسکی توثیق کیوں؟ درحقیقت پس پردہ کچھ اسرار ہیں جن کی نقاب کشائی میں ماقبل سطور میں کر آیا ہوں۔

ایک اور اسلام کے حقیقی فہم سے محروم تقلیدی مولوی کی بات سنیئے جس نے تو مرزا کے دعوی نبوت کے بعد بھی اسے مسلمان لکھ دیا۔اشرف علی تھانوی لکھتا ہے:

"جس وقت قادیانی کے بارے میں بعض علماء پنجاب مولانا محمد یعقوب صاحب سے اس کے اقوال نقل کر کے گفتگو کر رہے تھے تو مولانا ان کی تاویلیں فرما رہے تھے۔جب انہوں نے زیادہ اصرار کیا تو بطور ظرافت فرمایا کہ ارے میاں! جہاں ہندوستان میں پانچ کروڑ مسلمان ہیں ایک وہ بھی سہی، ان علماء نے کہا کہ نہیں حضرت، تکفیر ہی میں مصلحت ہے۔اس وقت مولانا کو جوش ہوا فرمایا جب مسلمان ہی تکفیر کرتا ہے تو اچھا تمہاری ہی کیوں نہ کی جائے جو تم ایک مسلمان کی تکفیر کے درپے ہو رہے ہو؟ ان علماء نے آپس میں کہا کہ اس وقت مولانا کو جوش ہے آئندہ چل کر خود ہی اس کو کافر کہیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔" (ملفوظات حکیم الامت ۹۶/۱۹)

اہل الرائے کا مرزائیت کو کافر نہ سمجھنا یہ اس لیے تھا کہ مرزائیت اور حنفیت ایک ہی چیز تھیں۔ ظاہر ہے ایسے اتحاد کی صورت میں تو کوئی بھی اپنے ہمنوا کو کافر نہیں سمجھتے۔

محترم قارئین کرام! امید ہے یہاں تک انہی نصوص کیساتھ یہ بات حد توضیح کو پہنچ چکی ہو گی کہ اہل الرائے نے مرزائیہ کی تکفیر کیوں نہ کی۔اب میں ان کے بعض علماء کے اقوال پیش کرتا ہوں جنہوں نے عقیدہ ختم نبوت پر کاری ضرب لگائی تاکہ ان کی حقیقی صورت نظر آسکے۔مولوی قاسم نانوتوی جو کہ اہل الرائے کا ایک معروف عالم تھا، جسے انہوں نے حجۃ الاسلام (اسلام کی دلیل) کا لقب نواز رکھا تھا، اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے عقیدہ ختم نبوت کے استیصال کی سعی کی، اس کا اندازہ درج ذیل دلیل سے لگایا جا سکتا ہے۔

قاسم نانوتوی مقام صدیقیت پر

مولوی اشرف علی تھانوی اپنے ملفوظات میں ''حضرت نانوتوی مقام صدیقیت پر فائز تھے'' کا عنوان قائم کر کے لکھتا ہے:

''مولانا محمد قاسم صاحب سے لوگوں نے ایک بار بہت اصرار سے پوچھا کہ آپ کا مرتبہ کیا ہے؟ بڑی مشکل سے اتنا کہا کہ مجھے یہ بات میسر ہے کہ احکام میں سے کسی میں مجھے کبھی تردد نہیں ہوتا۔ قدرتی طور پر بالکل یقین ہوتا ہے۔ ایک شخص جو نہایت ذہین تھے انہوں نے کہا کہ آپ صدیق ہیں اور صدیق کی نشانی یہی ہوتی ہے کہ اس کو احکام الٰہی میں ذرا تردد نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبرؓ نے معراج کا حال سن کر بے تامل کہا کہ اگر محمد ﷺ کہتے ہیں تو آسمان پر جانا بالکل سچ ہے اور فرمایا کہ اس سے زیادہ جو بات تھی اس میں جب ہم آپ کی تصدیق کر چکے یہ تو پھر اس سے ادنیٰ ہے۔ جب ہم یہ مان چکے کہ اہل سمٰوات آپ کے پاس آتے ہیں تو یہ تو کم ہے کہ آپ کو اہل سمٰوات آسمان پر لے جائیں، مثلاً: بلا تشبیہ کسی کے گھر کلکٹر کا آنا زیادہ مستبعد ہے بہ نسبت اس کے کہ کسی کو صاحب کلکٹر طلب کر لیں۔" (ملفوظات حکیم الامت ۲۳۹/۱۳)

سب سے پہلے اپنے آپ کو مقام صدیقیت پر پہنچایا یعنی جو مقام و مرتبہ صدیق اکبرؓ کا ہے یہی مقام و مرتبہ نعوذ باللہ من ذالک قاسم نانوتوی کا ہے۔ پھر اس کے بعد یوں اپنے لیے راستہ کو آسان کیا۔ لکھتا ہے

''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔'' (تحذیر الناس ص: ۳۴ از حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی مع تکملہ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی ناشر دار الاشاعت اردو بازار کراچی)

اگر کسی جدید نبی کی آمد سے خاتمیت محمدی میں فرق نہیں آنا تھا تو نبی مکرم ﷺ کو جا بجا مقام پر لانبی بعدی کے الفاظ سے اپنے بعد نبوت کی نفی کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ حقیقت کچھ اور ہی تھی جسے صاحب دانش اشارہ سے سمجھ سکتا ہے۔ اب دیکھئے! قاسم نانوتوی اپنے آپ کو نبی کیسے ظاہر کرتا ہے۔ مولوی مناظر احسن گیلانی لکھتا ہے:

''بیعت اور ذکر و شغل کے تعلیم کے بعد قاعدہ تھا کہ حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ سے لوگ ان حالات کا تذکرہ کرتے جو ذکر و شغل کے وقت ان کے سامنے پیش آتے تھے۔ مگر خلاف دستور مولانا محمد قاسم نانوتوی نے اپنے کسی حال کا ذکر حاجی صاحب سے نہیں کیا۔ آخر ایک دن خود ہی دریافت فرمایا کہ ''آپ کچھ نہیں کہتے" اپنے پیر کے اس استفسار پر حضرت تھانوی کا بیان ہے کہ ''مولوی محمد قاسم رونے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگے“ پھر بڑے یاس انگیز الفاظ میں فرمانے لگے کہ "اپنا حال کیا بیان کروں جہاں تسبیح لے کر بیٹھا بس ایک مصیبت ہوتی ہے، اس دور گرانی کہ جیسے سو سو من کے پتھر کسی نے رکھ دیے زبان و قلب سب بستہ ہو جاتے ہیں۔"

حضرت امیر شاہ خان صاحب سے فقیر نے سنا تھا کہ زبان معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ ہو گئی مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے۔ بہر حال اب سننے کی بات ہے اپنے جس حال سے سیدنا امام الکبیر میں حد سے زیادہ مایوسی اپنے متعلق پیدا ہو گئی تھی۔ راہ و رسم منزل سے جو آگاہ تھا یعنی آپ کے شیخ عارف نے سن کر حکیم الامت کا بیان ہے: ”بے ساختہ فرمانے لگے کہ مبارک ہو“ جانتے ہیں یہ عجیب و غریب کیفیت موجب تبریک و تہنیت کیوں بن گئی، مجھ سے براہ راست حضرت امیر شاہ خاں صاحب فرماتے تھے کہ حاجی صاحب نے فرمایا کہ ”مولانا! حق تعالیٰ کے اسم علیم کیساتھ آپ کو خصوصی نسبت ہے اور اسی نسبت خصوصی کے یہ آثار ہیں جن کا تجربہ اور مشاہدہ آپ کو کرایا جا رہا ہے“ پھر اس دعوی کی دلیل میں حضرت حاجی صاحب نے یاد دلایا نزول وحی کی اس کیفیت کو جو سرور کائنات ﷺ پر طاری ہوئی تھی۔ جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ غیر معمولی وزن پر آپ میں پیدا ہو جاتا، اونٹ کی پشت پر ہوتے تو اونٹ بیٹھ جاتا (سوائے قصواء آپ کی خصوصی اونٹنی کے) زید بن ثابت کاتب وحی رضی اللہ عنہ کا تو وہ واقعہ مشہور ہی ہے کہ ان کے زانو پر سر رکھ کر رسول اللہ ﷺ آرام فرماتے تھے کہ عین اسی حال میں وحی نازل ہونے لگی۔ زید کا بیان ہے کہ اتنا غیر معمولی وزن آنحضرت ﷺ میں اس وقت پیدا ہو گیا کہ گویا میرا زانو چور چور ہو جائیگا مجھے ایسا محسوس ہونے لگا اور یہ قصہ تو بخاری شریف کے شروع ہی میں ہے کہ سردیوں کے سخت ترین موسم میں بھی وحی جب نازل ہوتی تو جبین انور پسینہ سے شرابور ہو جاتی تھی۔ الغرض شدت و گرانی کی جو کیفیت نزول وحی کے وقت پیدا ہوتی تھی اسی کیفیت کو پیش کر کے شیخ عارف نے سمجھایا کہ یہ علمی نسبت کا زور ہے اور جیسا کہ حکیم الامت سے اس موقع پر نقل کیا گیا ہے کہ حاجی صاحب نے مولانا محمد قاسم کو خطاب کر کے فرمایا کہ ”یہ نبوت کا آپ کے قلب پر فیضان ہوتا ہے اور یہ وہ ثقل ہے جو حضرت ﷺ کو وحی کے وقت محسوس ہوتا تھا“ جس کی تشریح حاجی صاحب ہی کے حوالے سے انہوں نے یہ کی ہے کہ تم سے (یعنی مولانا محمد قاسم سے) حق تعالیٰ کو وہ کام لینا ہے جو نبیوں سے لیا جاتا ہے، جا کر دین کی خدمت کرو۔ ذکر و شغل کا اہتمام چھوڑ دو (سوانح قاسمی یعنی سیرت شمس الاسلام ۲۵۹/۱ مصنفہ سید مناظر احسن گیلانی ناشر مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

مولوی قاسم نانوتوی کی یہ بڑی جسارت ہے عقیدہ ختم نبوت پر ضرب لگانے کی۔ ایک طرف نبی مکرم ﷺ پر نزول وحی کے اوصاف ہیں جبکہ دوسری طرف نانوتوی صاحب ہیں کہ جو ان صفات کو اپنی ذات کیلئے ثابت کرنے کے درپے ہیں جبکہ اہل سنت والجماعت کا یہ مسلمہ عقیدہ ہے کہ نبوت محمدی ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے منکر اور منحرف کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اگر یہی بات ان کے سوا کوئی اور کہے جو کہ نانوتوی صاحب نے کہی ہے تو وہ کافر اور نہ جانے کیا کیا غیر اسلامی القابات اسے دیئے جائیں گے اور بڑے زور وشور کیساتھ اسکی مذمت کی جائے گی۔ لیکن اپنی ذات کی طرف دیکھنے کی بھی فرصت نہیں !!!

قاری محمد طیب جو کہ دار العلوم دیو بند کا مہتمم تھا، اس نے عقیدہ ختم نبوت کو یوں اپنے جملوں کے زد میں لیا، لکھتا ہے:

''تو یہاں ختم نبوت کا یہ معنی سن لینا کہ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا یہ دنیا کو دھوکہ دینا ہے، نبوت مکمل ہو گئی وحی کام دنے گی قیامت تک، نہ یہ کہ منقطع ہو گی اور دنیا میں اندھیرا پھیل گیا۔" (خطبات حکیم الاسلام ۱/۲۵۵)

قاری محمد طیب کی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اہل الرائے کے نزدیک نبوت کا دروازہ بند نہیں بلکہ ان کے نزدیک جو آدمی یہ کہے کہ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا اب کوئی نبی نہیں آسکتا وہ لوگوں کو دھوکا دے رہا ہے۔ قاری طیب کی یہ بات اسکی فرامین رسول ﷺ سے عدم معرفت کی دلیل ہے اگر مولوی طیب نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے ان فرامین کو ''ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی'' اس میں کوئی شک نہیں کہ رسالت ونبوت منقطع ہو چکی ہے میرے بعد اب نہ کوئی نبی ہے اور نہ رسول (مسند احمد ۳/۲۶۷ رقم الحدیث: ۱۳۸۶۰، ترمذی ۲۲۷۲، فضائل الطبرانی ص:۳۳۸۔ ۳۹، ابن ابی شیبہ ۱۱/۵۳ وسندہ صحیح) اس حدیث کو امام ترمذیؒ نے حسن صحیح کہا ہے اور امام الضارنِ (۲۶۴۵) صحیح کہا ہے، امام حاکمؒ نے اسکی سند کو بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔ سیدنا ابوامامہ باھلیؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ یہ فرماتے ہوئے سنا:

ایھا الناس انہ لا نبی بعدی ولا امۃ بعد کم۔

اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۸/۱۱۵ حدیث ۷۵۳۵ - السنۃ لابن ابی عاصم ۱۰۹۵ وسندہ صحیح)

پڑھا ہوتا تو اتنی بڑی بات نہ کرتا، لیکن بڑے تعجب کی بات ہے۔ ایسے لوگ جو فرامین رسول ﷺ سے بالکل ناواقف وناآشنا ہیں انہیں لوگوں نے حکیم الاسلام اور نہ جانے کتنے ایسے عظیم القابات سے نواز رکھا ہے جن کے یہ مستحق نہیں ہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوہی نے بھی دبے لفظوں میں عقیدہ ختم نبوت کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔ عاشق الٰہی میرٹھی لکھتا ہے:

"آپ نے کئی مرتبہ بحیثیت تبلیغ یہ الفاظ زبان فیض ترجمان سے فرمائے ''سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت ونجات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موقوف ہے میری اتباع پر۔" (تذکرۃ الرشید ۲/۱۷)

یہ دونوں باتیں ہی قابل توجہ ہیں (۱) ایک یہ: "سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے" گنگوہی کی یہ بات کس قدر گستاخی ہے۔ حدیث میں ہے نبی مکرم ﷺ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا: ماخرج منی الا حق۔ یعنی مجھ سے حق کے سوا کسی اور چیز کا صدور ممکن نہیں ہے۔ یہی بات اللہ کے قرآن نے بھی بیان فرمائی ہے: وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ (3) إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (4) (النجم)

اور نہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں۔ وہ تو صرف وحی سے جو اتاری جاتی ہے۔

ان دونوں نصوص سے معلوم ہوا کہ نبی مکرم ﷺ سے حق کے سوا کسی دوسری چیز کا امکان نہیں ہے۔ لیکن گنگوہی صاحب اپنے آپ کو اس وصف میں نبی ﷺ کے شریک کرتا ہے بلکہ کہتا ہے "حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے" یعنی اس کے سوا کسی اور سے حق صادر نہیں ہو سکتا۔ آپ ﷺ تو فرمائیں کہ "مجھ سے حق کے سوا کسی اور چیز کا صدور ممکن نہیں" لیکن دوسری طرف گنگوہی ہے کہ اس نے بھی یہی دعوی کر دیا۔ دوسری بات۔" اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میری اتباع پر" صاحب عقل آدمی ایسی باتوں کو پڑھ کر ضرور ان سے دریافت کرے گا کہ اگر ہدایت و نجات گنگوہی کی اتباع پر موقوف تھی تو اللہ تبارک و تعالی کو اپنے کلام میں اتباع محمد ﷺ کے علاوہ اتباع گنگوہی کا حکم دینا چاہیئے تھا۔ لیکن اللہ تبارک و تعالی نے ایسا نہیں کیا۔ جو اس بات کی بین دلیل ہے کہ یہ لوگ بذات خود صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کرنے کے درپے ہیں۔ یہ بات گنگوہی کی ذاتی اختراع سے ہے جس کا اظہار وہ اپنی حیات میں وقتاً فوقتاً کرتا رہتا تھا۔

مولوی عبدالحئی حنفی لکھنوی صاحب کا تعلق بھی مذہب اہل الرائے کیساتھ تھا۔ عندالاحناف اسے بڑا مقام حاصل ہے۔ لیکن انہوں نے بھی اپنے آباء کی روش کو چھوڑا نہیں بلکہ انہیں کی راہ پہ چلا۔ لکھتا ہے:

"علماء اہلسنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے عصر میں کوئی بھی صاحب شرع جدید نہیں ہو سکتا اور نبوت آپ کی عام ہے اور جو نبی آپ کے ہمعصر ہوگا متبع شریعت محمدیہ ﷺ کا ہوگا۔" (مجموعہ فتاوی عبدالحئی جلد ا ص: ۱۷ کتاب العقائد)

مزید لکھتا ہے: "بعد آنحضرت ﷺ یا زمانے میں آنحضرت ﷺ کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ ممتنع ہے۔" (دافع الوسواس فی اثر ابن عباس ص: ۱۶)

"علماء اہلسنت بھی اس امر کی تصریح ... یں" اب آدمی ان سے پوچھے کون ہے اہلسنت کے علماء میں سے جو تمہارے اس عقیدہ فاسدہ کی موافقت کرتا ہے جو آدمی حقیقی طور پر اہلسنت والجماعت سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ یقیناً اس سے ایسے عقیدہ کا صدور ممکن نہیں ایسی خرافات علماء اہل الرائے ہی کی مفتریات ہو سکتی ہیں علماء اہلسنت کی نہیں ہو سکتی۔ جب نبی مکرم ﷺ نے "لانبی بعدی" (میرے بعد کوئی نبی نہیں) کہہ کر ہر ایک قسم کے نبی (وہ شریعی ہو یا غیر تشریعی) کی نفی کر دی ہے تو پھر اور غیر تشریعی کی رٹ لگانا چہ معنی دارد؟؟ یہی تو مرزائیت سے ہمارا اختلاف ہے وہ مرزا کو غیر تشریعی امتی نبی مانتے ہیں۔ اگر وہ ایسا کہیں تو کافر ٹھہریں اور تم جیسے مرضی چاہو کرو۔ پس یقیناً یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ ایک اور صاحب جو کہ ملا علی القاری کے نام سے معروف ہے، اس نے غیر تشریعی نبی کے آنے کا ایک ضعیف روایت سے استدلال کرتے ہوئے۔ دروازہ کھول دیا۔ اولاً میں وہ ضعیف روایت بمع سند و متن کے بیان کرتا ہوں، پھر ملا علی قاری کی عقیدہ ختم نبوت پر لگائی ہوئی ضرب سے پردہ کو اٹھاؤں گا تاکہ لوگ جان لیں کہ ایسی فضولیات کا سہرا ائمہ اہل الرائے کے سر پر ہی رکھا جا سکتا ہے کسی اور کے سر پر نہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ شَبِيبٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عُتَيْبَةَ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- صَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ « إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا. وَلَوْ عَاشَ لَعَتَقَتْ أَخْوَالُهُ الْقِبْطُ وَمَا اسْتُرِقَّ قِبْطِيٌّ ». (١٤٥)

سیدنا عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ کے بیٹے ابراہیم فوت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اسکی نماز جنازہ ادا فرمائی اور کہا بے شک اس کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی ہوگی اور اگر یہ زندہ رہتا تو سچا نبی ہوتا۔ اور اگر وہ زندہ رہتا تو میں اس کے قبطی ماموں آزاد کر دیتا اور آئندہ کوئی قبطی غلام نہ بنایا جاتا۔

تخریج الحدیث

سنن ابن ماجہ۔ کتاب الجنائز باب ماجاء فی الصلاۃ علی ابن رسول اللہ ﷺ وذکر وفاتہ۔ رقم الحدیث (۱۵۱۱) یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ابراہیم بن عثمان بالاتفاق عندالمحدثین ضعیف راوی ہے۔ قال الذہبی ضعیف ترکہ غیر واحد۔ المغنی فی الضعفاء (۱/ ۳۶) رقم (۱۲۵) تقریب التہذیب (۲۱۵) الکامل (۱/۷۱) تہذیب الکمال (۱/ ۵۹) کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی (۱/۵۹) کتاب المجروحین من المحدثین لابن حبان (۱/۱۰۰) قال النسائی متروک الحدیث کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی (ص: ۴۲) قال یحی بن معین لیس بثقۃ وقال الامام احمد بن حنبل ضعیف قال البخاری سکتوا عنہ۔ میزان الاعتدال (۱/۴۸)

اس تصریح سے معلوم ہوا کہ اس روایت کی سند میں موجود راوی ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ بالاتفاق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عندالمحدثین ضعیف ہے جسکی وجہ سے اس روایت سے استدلال پکڑنا درست نہیں ہے اور جس نے مذہب مرزائیت کو تقویت پہنچائی۔ وہ لکھتا ہے:

"قلت ومع هذا لو عاش ابراهيم وصار نبياً وكذا لو صار عمر و رضي الله عنه نبياً لكانا من اتباعه عليه السلام فلا يناقض قوله تعالىٰ خاتم النبيين اذ المعنى انه لا ياتي نبي بعده ينسخ ملته ولم يكن من امته۔"

میں کہتا ہوں کہ اس کے ساتھ (نبی مکرم ﷺ کا یہ فرمانا) اگر ابراہیم زندہ ہوتا تو نبی ہوتا اور اسی طرح اگر عمر فاروق ہوتے تو نبی ہوتے دونوں آپ ﷺ کے متبعین میں سے ہوتے آپ ﷺ کا یہ فرمانا اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس فرمان "خاتم النبیین" کے مخالف نہیں ہے۔ کیونکہ (خاتم النبیین) کا یہ معنیٰ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ ﷺ کی ملت کو منسوخ کردے اور آپ ﷺ کی امت میں سے نہ ہو۔ (موضوعات کبیر ص: ۱۰۰)

ملا علی قاری کی اس بات سے معلوم ہوا کہ ایسا نبی آسکتا ہے جو درج ذیل صفات کا متحمل ہو۔

(۱) آپ ﷺ کی ملت کو منسوخ نہ کرے (۲) اور آپ ﷺ کی امت میں سے ہو۔

جب ایسے نبی کی آمد ممکن ہے تو پھر مرزا قادیانی کو کافر قرار دینے کی کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ اس میں تو یہ دونوں شرطیں موجود ہیں جو تم نے نبی جدید کیلئے لگائیں ہیں۔ لگتا ہے آئمہ اہل الرائے شروحات حدیث لکھنے کے باوجود بھی فرامین رسول ﷺ کے اصل معنی و مفہوم سے بیگانہ رہے ہیں۔ کیونکہ اگر یہ لوگ مفاہیم فرامین رسول ﷺ سے عارف ہوتے تو ان سے اس قدر اخطاء کبیرہ کا صدور نہ ہوتا۔ اپنے آئمہ کی روش قدیمہ پر چلتے ہوئے ایک اور حضرت نے مرزائیت کیلئے عقیدہ ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کیلئے راہ ہموار کردی اور اپنے آباء سے ذرا بھی دائیں بائیں قدم نہیں رکھا۔ میری مراد اس سے شاہ ولی اللہ دہلوی حنفی ہے شاہ ولی اللہ دہلوی حنفی اپنے زمانے میں اہل الرائے کا امام تھا۔ گو کہ بعض مسائل میں اس نے دیگر اہل الرائے سے اختلاف بھی کیا لیکن پھر بھی ان میں مسلم ہی رہا جیسا کہ درج ذیل عبارت سے ظاہر ہے۔

عبدالرشید ارشد لکھتا ہے: "دارالعلوم دیوبند کے اسلاف میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ سے لے کر حضرت نانوتوی قدس سرہ تک کے سارے بزرگ شمار ہوتے ہیں کیونکہ مسلکاً اور روایتاً دارالعلوم دیوبند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کی جانب منسوب ہے اور سلوک میں حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ کا سلسلہ اکابر دارالعلوم میں جاری وساری ہوا۔" یعنی شاہ ولی اللہ اہل الرائے کی اتنی بڑی ہستی ہے کہ انہوں نے مسلکاً انہی کو اپنا پیشوا بنایا جیسا کہ ماقبل سطور سے ظاہر ہے لیکن عقیدہ ختم نبوت کے بارہ میں ایک ایسی بات لکھ دی جو مذہب مرزائیت کی بنیاد بنی اور آج تک مرزائی اس اور اس جیسی دیگر نام نہاد مسلمانوں کی باتوں کو بطور نص کے پیش کرتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ختم بہ النبیون ای لایوجد من یامرہ اللہ سبحانہ بالتشریع علی الناس"
"آپ ﷺ پر نبوت ختم ہوگئی یعنی آپ ﷺ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں آسکتا جس کو خداتعالیٰ شریعت دے کر لوگوں کی طرف مامور کرے۔" (تفہیمات الٰہیہ تفہیم نمبر ۵۳)

اس عبارت سے پتہ چلا کہ شاہ ولی اللہ حنفی کا موقف یہ ہے کہ نبی مکرم ﷺ کے بعد ایسا نبی آسکتا ہے جو بغیر شریعت کے ہو۔ جبکہ یہی وصف مرزا نے اپنا بیان کیا ہے۔ پھر اسے بھی نبی مان لینا چاہیئے لیکن کوئی بھی حنفی اسے نبی ماننے کو تیار نہیں آج کل کے احناف لگتا ہے اپنے اکابر سے ناآشنا ہوگئے ہیں اس لیے تو اپنے آپ کو پاسبان ختم نبوت سمجھتے ہیں۔ لیکن پس پردہ حقائق کچھ اور ہی ہیں۔ آئمہ اہل الرائے میں سے ایک اور امام کہ جس نے مرزا قادیانی کیلیئے راہ ہموار کی مجدد الف ثانی ہے۔ انہوں نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے:

(ا) "پس حصول کمالات نبوت مرتابعان رابطریق تبعیت ووراثت بعداز خاتم الرسل ﷺ جمیع الانبیاء والرسل الصلوٰۃ والتحیاۃ منافی خاتمیت اور نیست علیہ وعلی الہ الصلاۃ والسلام فلا تکن من الممترین۔" (مکتوب نمبر ۳۰۱۔ دفتر اول حصہ پنجم ص: ۶۳۷)

اسکا ترجمہ بریلوی رضاخانی مولوی محمد سعید احمد نقشبندی یوں لکھتا ہے: "تو خاتم المرسلین علیہ والہ وعلی جمیع الانبیاء والرسل الصلوۃ والتسلیمات کی بعثت کے بعد بطریق وراثت وتبعیت آپ کے پیروکاروں کو کمالات نبوت کا حصول آپ کی خاتمیت کے منافی نہیں علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام لہذا شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔

(ب) معلوم شد کہ کمالات ولایت راموافقت بفقہ شافعی است وکمالات نبوت رامناسب بفقہ حنفی اگر فرضاً دریں امت پیغمبر مبعوث می شد موافق فقہ حنفی عمل می کرد۔ "معلوم ہو کہ ولایت کے کمالات فقہ شافعی کیساتھ موافقت رکھتے ہیں اور کمالات نبوت کی مناسبت فقہ حنفی کے ساتھ ہے اگر بالفرض اس امت میں کوئی پیغمبر مبعوث ہو تو وہ فقہ حنفی کے موافق عمل کرے گا۔" (مکتوب نمبر ۲۸۲ دفتر اول حصہ چہارم ص: ۵۳۳)

(ج) یعنی وہ علم جو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے باقی رہا ہے۔ دو قسم کا ہے ایک علم احکام دوسرا علم اسرار۔ عالم وارث وہ شخص ہے جس کو ان دونوں علموں سے حصہ حاصل ہوا ہو۔ ایسے علماء کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ (مکتوب نمبر ۲۶۸ دفتر اول حصہ چہارم ص: ۴۹۶ بحوالہ حنفیت اور مرزائیت للشیخ عبدالغفور اثری ص: ۱۳۴)

امام اہل الرائے مجدد الف ثانی کی درج ذیل عبارات سے صاف واضح ہے کہ ان کے نزدیک نبی مکرم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کے بعد بھی نبی آسکتا ہے بلکہ نبی ﷺ کے بعد آنے والا نبی فقہ حنفی پر عمل پیرا ہوگا۔

مرزا قادیانی اور اہل الرائے کا فقہی مذہب ایک ہی ہے۔ جس کی تفصیل کتب مرزا میں موجود ہے۔ چونکہ صفحات قلت مکانی کا شکوہ کررہے ہیں اس لیے یہاں مسائل بیان کرنے کے بجائے اس بات پر اکتفاء کرتا ہوں کہ قادیانیت حقیقت میں حنفیت ہی ہے۔ چند دلائل ملاحظہ ہوں:

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ "میرا مذہب تو یہی ہے کہ حنفی مذہب پر عمل کیا جاوے۔ ملفوظ ۱۵ جنوری ۱۹۰۷ء (ملفوظات جلد ۳ ص: ۱۳۶)

(۲) مرزا قادیانی کہتا ہے ہمارا مذہب وہابیوں کے برخلاف ہے۔ ہمارے نزدیک تقلید چھوڑنا ایک قیامت ہے کیونکہ ہر شخص مجتہد نہیں ہے۔ ہمارے ہاں جو آتا ہے اسے پہلے حنفیت کا رنگ چڑھانا پڑتا ہے۔ آجکل کے لوگ جو بگڑے ہیں اسکی وجہ یہی ہے کہ اماموں کی متابعت چھوڑ دی گئی ہے۔ ہمارے نزدیک ان لوگوں کی تابعداری کرنے والے بہت اچھے ہیں۔ (ملفوظات جلد اول ص: ۵۳۶)

(۳) مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم، اے اپنے باپ کے متعلق لکھتا ہے: "لیکن اب (مرزا) اصولاً آپ ہمیشہ اپنے آپ کو حنفی ظاہر فرماتے تھے اور آپ نے اپنے لئے کسی زمانہ میں بھی اہلحدیث کا نام پسند نہیں فرمایا۔" (سیرت المہدی۔ حصہ دوم ص: ۴۹)

(۴) لاہوری مرزائیوں کا صدر مولوی محمد علی ایم اے لکھتا ہے: "حضرت مرزا صاحب ابتداء سے آخر زندگی تک علی الاعلان حنفی المذہب رہے ہیں۔" (تحریک احمدیت حصہ اول ص: ۱۱)

(۵) لاہوری مرزائی ڈاکٹر بشارت احمد نے لکھا: "مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کرلیں۔" (مجدد اعظم جلد دوم ص: ۹۱۷ جلد سوم ص: ۹۸، ۹۹)

(۶) مرتضی حسن بی اے قادیانی نے لکھا ہے: "ہم فقہ کو بھی مانتے ہیں اور فقہائے عظام کی دل سے قدر کرتے ہیں اور ان کے اجتہاد اور تفقہ کی قدر کرتے ہیں ہم بالخصوص حضرت امام ابو حنیفہ کی فقہ پر عمل پیرا ہیں اسکی ہدایت ہمارے امام حضرت مرزا صاحب نے فرمائی ہے۔" (مجدد زمان بجواب دو بتی ص: ۲۱۷)

(۷) منشی برکت علی ہوشیارپوری قادیانی "مرزا صاحب کس فرقہ سے تھے" کے عنوان سے لکھتا ہے "حضرت صاحب اہل سنت والجماعت خاص کر حنفی المذہب تھے اس طائفہ طاہرین علی الحق میں سے تھے۔ (ملفوظات نور حصہ اول ص: ۵۴)

(۸) دیوبندیوں اور بریلوی کے ممدوح پیر مہر علی شاہ کی کتاب سیف چشتائی اور سوانح عمری پیر مہر علی شاہ پر لکھی جانے والی کتاب "پیر منیر" کے مقدمہ میں لکھا ہے: "جہاں تک معلوم ہوسکا ہے ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے (مرزا غلام احمد قادیانی) کے آباء واجداد حنفی المذہب مسلمان تھے اور خود مرزا صاحب بھی اپنی اوائل زندگی میں انہی کے قدم بقدم چلتے رہے۔ (سیف چشتائی حضرت مہر منیر ص: ۱۲۵)

(۹) مولانا محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبداللہ چکڑالوی کے درمیان مقام حدیث (حجیت حدیث) کے موضوع پر مباحثہ ہوا جس پر مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے تاثرات لکھے جو "ربوہ مباحثہ چکڑالوی وبٹالوی" کے نام سے طبع ہوا اور اس کے کتب کے مجموعہ مسمی روحانی خزائن جلد نمبر ۱۹ میں یہ رسالہ موجود ہے جس میں مرزا قادیانی لکھتا ہے: "ہماری جماعت کا فرض ہونا چاہئے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن وسنت نہ ہو خواہ کیسے ہی ادنی درجہ کی حدیث ہو اس پر وہ عمل کریں اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کرلیں کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے۔" (روحانی خزائن ۱۹/۲۱۲)

(۱۰) مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے: "ایک مولوی حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے کئی دفعہ یہ کہا کہ میں حنفی ہوں اور تقلید کو اچھا سمجھتا ہوں وغیر ذالک، آپ نے (مرزا غلام احمد نے) اس سے فرمایا کہ ہم حنفیوں کے خلاف تو نہیں میں تو ان چار اماموں کو مسلمانوں کیلئے بطور ایک چاردیواری کے سمجھتا ہوں جس کی وجہ سے وہ منتشر اور پراگندہ ہونے سے بچ گئے۔" مرزا بشیر ایم اے مزید لکھتا ہے کہ: "حضرت مسیح موعود علیہ السلام یوں تو سارے اماموں کو عزت کی نظر سے دیکھتے تھے مگر امام ابو حنیفہ صاحب کو خصوصیت کے ساتھ علم ومعرفت میں بڑھا ہوا سمجھتے تھے اور ان کی قوت استدلال کی بہت تعریف فرماتے تھے۔ (سیرۃ المہدی حصہ دوم ص: ۶۹) تلك عشرة كاملة

جس طرح مرزائیوں نے ثابت کیا کہ وہ حنفی ہیں اسی طرح ہی حنفیوں نے اپنے عمل سے یہ ثابت کیا کہ وہ قادیانی ہیں، اب ان میں فرق کرنا درست نہیں ہے۔

احمد رضا خان بریلوی اور عقیدہ ختم نبوت

فرقہ بریلوی کے مؤسس احمد رضا خان بریلوی بھی عقیدہ ختم نبوت کے مسئلہ میں فکر مرزا میں غوطہ خوری کرتے ہوئے نظر آتے ہیں لکھتے ہیں۔ "انجام وے آغاز رسالت باشد اینک گویم ہم تابع عبدالقادر" (حدائق بخشش حصہ دوم ص: ۷۲) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی وفات کے بعد پھر رسالت کا آغاز ہوگا یہ کہو کہ وہ شیخ عبدالقادر جیلانی کا تابع بھی ہوگا۔" (مؤاخذات).

(۱) احمد رضا خان کی اس بات سے معلوم ہوا کہ نبی مکرم ﷺ کی وفات کے بعد ۵۶۰ ہجری تک رسالت کا دروازہ بند ہے۔ ۵۶۱ ہجری سے عبدالقادر جیلانی کی وفات کے بعد پھر سے رسالت کا آغاز ہوگا۔ درحقیقت مولوی احمد رضا خان اپنے لئے راہ ہموار کرنا چاہتے تھے، لیکن افسوس کہ مرزا قادیانی احمد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضا سے سبقت لیے گیا اور مولانا احمد رضا خان کی عقیدہ ختم نبوت کے استیصال کی ساری کی ساری جہد رائیگاں اور بے سود چلی گئی۔ شاید کہ مولوی احمد رضا خان اس بات سے بے خبر تھا کہ اللہ تبارک وتعالی اپنے اور اپنے حبیب کے دشمن کو ہمیشہ نیست ونابود کر دیتا ہے۔ اسی لئے تو اپنی زندگی کے ایام کتاب وسنت کے مخالفت میں گذار دیئے۔

(۲) مولوی احمد رضا لکھتا ہے: "۵۶۱ ھ کے بعد آنے والا نبی عبدالقادر جیلانی کا پیروکار ہوگا۔ اس بات میں تو کوئی شک نہیں کہ نبی مکرم ﷺ کے بعد تشریعی یا غیر تشریعی نبی آنے کا عقیدہ رکھنا بدترین عقیدہ ہے۔ لیکن مؤسس بریلویت کی بات پر غور کرو کہ نبی کو ولی کا متبع قرار دے رہا ہے۔ یعنی ایک عام انسان کا درجہ مذہب بریلویت میں نبی سے زیادہ ہے جسے اہل علم گستاخ رسول ﷺ کا نام دیتے ہیں۔"

(۳) مولوی احمد رضا لکھتا ہے: "معراج کی رات اللہ تعالی نے حضور ﷺ سے پوچھا "اغم علیک ان جعلتک آخر الانبیاء" کیا تمہیں اس بات کا غم ہوا کہ میں نے تمہیں سب سے پچھلا نبی کیا؟ عرض کی: نہیں اے رب میرے۔ ارشاد فرمایا میں نے انہیں اس لئے سب سے پچھلی امت بنایا کہ سب امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں۔" (ملفوظات مولوی احمد رضا خان بریلوی حصہ سوم ص: ۶۰)

احمد رضا خان کی اس تحریر سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نبی مکرم ﷺ اپنے آخری نبی ہونے میں نعوذ باللہ خوش نہ تھے۔ فقط اس میں امت کا اعزاز تھا، بالذات کوئی فضیلت نہ تھی۔ لیکن فقط مولوی احمد رضا خان کا یہ مفروضہ ہے جو انہوں نے نبی علیہ السلام کے اس فرمان کا مستحق بننے کیلئے گھڑا ہے: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

(۴) مولوی احمد رضا بریلوی لکھتا ہے قریب تھا کہ یہ ساری کی ساری امت نبی ہو جائے:

جمال ہمنشین در من اثر کرد۔ وگرنہ من ہماں قائم کہ ہستم

(فتاوی افریقہ ص: ۱۳۲)

کس قدر حماقت کی انتہاء ہے کہ اگر ساری کی ساری امت نبی ہو جائے تو پھر ہر نبی کی امت کہاں سے آئے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ احمد رضا اپنی اس تحریر کی وجہ سے مرزا قادیانی سے بھی سبقت لے گیا کیونکہ اس نے فقط اپنے ذات کیلئے غیر تشریعی نبوت کا اثبات کیا تھا، لیکن احمد رضا نے ہر آدمی کیلئے نبوت کا اثبات کر دیا۔ اہل دانش تدبر و تفکر کریں گے کہ مرزا کی ایک نبوت کی اثبات کی وجہ سے اسے اسلام میں جگہ نہ ملی تو جو ہر آدمی کو نبی ثابت کر دے اسکی اسلام میں شمولیت کیسے ممکن ہے۔ ان دلائل کے علاوہ بھی ایسے دلائل موجود ہیں جس سے مذہب بریلویت کی جڑا کھیڑ دہ مل سکتی ہے لیکن طوالت سے اجتناب کرتے ہوئے انہی نصوص پر اکتفاء کرتا ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقیدہ ختم نبوت اور صوفیاء

ایسے لوگ جن کے عقائد کو بنیاد بنا کر مرزا قادیانی نے نبی مکرم ﷺ کی نبوت پر ضرب کاری لگانے کی مذموم کوشش کی ان میں سے ایک جماعت صوفیاء بھی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ حنفیت کا تعلق بھی صوفیت کے ساتھ کافی حد تک ہے یہی وجہ ہے کہ عاشق الٰہی میرٹھی تصوف کی ستائش کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہے:

"تصوف اصل ایمان ہے کوئی زاید شی نہیں ہے، یہی ایمان جسکا ہر مسلمان مدعی ہے اصل سلوک ہے بشرطیکہ اسکی اصلیت اور حلاوت قلب کو عطا ہو جائے۔" (تذکرۃ الرشید ۲/۲ مصنفہ عاشق الٰہی میرٹھی ناشر ادارہ اسلامیات لاہور)

گو کہ اس عبارت کے کئی ایک موخذات کیے جا سکتے ہیں لیکن باحتراز طوالت کیوجہ سے ان کی طرف التفات ضروری نہیں سمجھتا لیکن یہاں اس عبارت کی وجہ ذکر سے جو بات ظاہر ہے وہ یہ کہ اہل الرائے کے نزدیک تصوف غایت درجہ کی قابل قدر چیز ہے، بایں وجہ صوفیاء کی ہمنوائی بھی کی بطور حجت ابن عربی کے ذکر میں ایک نص ذکر کروں گا جس سے میری اس بات کو تقویت پہنچتی ہے۔ یہاں چند صوفیاء کا ذکر کرتا ہوں جنھوں نے ختم نبوت کے باب میں ایسی باتیں کیں جسکی وجہ سے مدعیان نبوت کاذبہ کو کافی تقویت ملی بلکہ انہوں نے انہیں باتوں کو دلیل بنا کر عقیدہ ختم نبوت کے استیصال کی ناکام کوشش کی جسکی وجہ سے وہ لوگ علماء اہل سنت کے ہاں کافر ٹھہرے۔ جن لوگوں کی جہد قبیحہ کیوجہ سے انہیں یہ ناپاک جسارت کرنے کا موقعہ ملا ان کا شمار بھی ان سے کچھ الگ نہیں ہے۔

(۱) ابن حجر الھیثم ابوالفضل شہاب الدین السید محمود آلوسی البغدادی المتوفی ۱۲۶ھ ھیثمی کے بارے میں لکھتے ہیں: ومن العجب ان ابن حجر الھیثمی قال فی فتاواہ الحدیثیۃ انہ لابد فی اثبات النبوۃ لابراھیم ابن النبی ﷺ فی صغرہ وقد ثبت فی الصغر لعیسی ویحیی علیہما السلام۔

ابن حجر الھیثمی نے اپنے فتاویٰ حدیثیۃ میں (بڑی) عجیب بات کہی ہے۔ (وہ یہ کہ) نبی مکرم ﷺ کے بیٹے ابراہیم کیلئے صغر سنی میں نبوۃ کو ثابت کرنا کچھ بعید نہیں ہے کیونکہ عیسی علیہ السلام اور یحیی علیہ السلام کیلئے صغر سنی میں ثبوت ثابت ہے۔ (روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی ۱۲/۳۴)

یعنی ھیثمی صاحب یہ بات کرنا چاہتے ہیں کہ جسطرح یحیی علیہ السلام اور عیسی علیہ السلام کا صغر سنی میں نبی ہونا ثابت ہے۔ اسی طرح مکرم ﷺ کے بیٹے ابراہیم کیلئے بھی صغر سنی میں نبوت ثابت ہے۔ لیکن ھیثمی صاحب کی یہ بات کئی ایک اعتبار سے درست نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) کیونکہ جب نبی مکرم ﷺ کے بیٹے ابراہیم کیلئے صغر سنی میں نبوت ثابت ہے تو پھر دوسرے بھی تو آپ ﷺ ہی کے بیٹے تھے۔ عبداللہ ، قاسم، اور طیب۔ لیکن ان کیلئے کسی نے بھی نبوت ثابت نہیں کی نہ ہی نبی مانا ہے جبکہ ایک کی تخصیص کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ تو پھر ماننا پڑے گا کہ جسطرح آپ ﷺ کے دوسرے بیٹوں کو صغر سنی میں نبی ماننا درست نہیں اسی طرح آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم کو صغر سنی میں نبی ماننا درست نہیں ہے۔

(۲) پھر اس اعتبار سے بھی الھیثمی کی بات غلط ہے کہ یحیی و عیسیٰ علیہما السلام کیلئے تو نبوت بچپن میں نصوص شرعیہ سے ثابت ہے لیکن ابراہیم کیلئے نبوت صغر سنی میں ثابت نہیں ہے۔

عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا بچپن میں نبی ہونا

ارشاد باری تعالی ہے:

وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا (31) وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا (32) وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا (33) ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ (34) (سورۃ مریم)

اس نے کہا (یعنی عیسی علیہ السلام) نے میں اللہ تعالی کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی اور مجھے اپنا پیغمبر بنایا ہے اور اس نے مجھے بابرکت کیا ہے جہاں بھی میں ہوں اور اس نے مجھے نماز اور زکوۃ کا حکم دیا ہے جب تک بھی میں زندہ رہوں اور اس نے مجھے اپنی والدہ کا خدمت گذار بنایا ہے اور مجھے سرکش اور بدبخت نہیں کیا اور مجھ پر میری پیدائش کے دن اور میری موت کے دن اور جس دن کہ میں دوبارہ زندہ کھڑا کیا جاؤں گا سلام ہے۔ یہ ہے صحیح واقعہ عیسی ابن مریم کا، یہی ہے وہ حق بات جس میں لوگ شک شبہ میں مبتلا ہیں۔ (مریم ۳۴،۳۱)

یحیی علیہ السلام کا بچپن میں نبی ہونا

ارشاد باری تعالی ہے:

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ (38) فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ (39)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی جگہ زکریا (علیہ السلام) نے اپنے رب سے دعا کی کہ اے میرے پروردگار! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما بے شک تو دعا کا سننے والا ہے۔ پس فرشتوں نے اسے آواز دی جب کہ وہ حجرے میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ تجھے بچے کی یقینی خوشخبری دیتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی تصدیق کرنے والا سردار ضابط نفس اور نبی ہے نیک لوگوں میں سے (آل عمران: ۳۸-۳۹)

ان نصوص قرآنیہ سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ ویحییٰ علیہما السلام بچپن کی عمر میں نبی تھے۔ اب اگر نبی مکرم ﷺ کے بیٹے ابراہیم بھی صغر سنی میں نبی تھے تو اس کے لیے قرآن وحدیث سے دلیل پیش کرنا ہوگی جبکہ ایسی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اس لیے ابن حجر ھیثمی کا عیسیٰ ویحییٰ علیہما السلام کی نبوت سے استدلال درست نہیں ہے۔

(۳) ابن حجر ھیثمی کی یہ بات اس اعتبار سے بھی درست نہیں ہے کہ ابراہیم بن محمد ﷺ کیلئے صغر سنی میں نبوت ثابت کرنے سے فرامین رسول اللہ ﷺ کیساتھ تضاد لازم آتا ہے۔ اگر آپ ﷺ کا بیٹا نبی تھا تو نبی ﷺ کے یہ فرامین چہ معنی دارد؟

(۱) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الأَنْبِيَاءُ ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ ، وَإِنَّهُ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي ، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ .

بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء کرتے تھے۔ جب کوئی نبی فوت ہوتا تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ (جانشین) ہوتا مگر سن لو! میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خلیفے ضرور ہوں گے اور بکثرت ہوں گے۔ (صحیح بخاری ۳۴۵۵، صحیح مسلم ۱۸۴۲)

(۲) سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلاَثُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي .

میرے امت میں تیس بڑے جھوٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں (ابوداؤد ۴۲۵۲، ترمذی ۲۲۱۹، ابن ماجہ ۳۹۵۲، مستدرک حاکم جلد ۴/۴۵۰ وسندہ صحیح واصلہ فی مسلم ۲۸۸۹، ۱۹۲۰ دارالسلام)

سیدنا جبیر ابن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يُمْحَى بِيَ الْكُفْرُ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى عَقِبِي وَأَنَا الْعَاقِبُ » . وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعے سے کفر کو مٹایا جائے گا۔ میں حاشر ہوں کہ میرے بعد حشر برپا ہوگا میں عاقب ہوں، عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ (صحیح مسلم ۲۳۵۴، صحیح بخاری ۳۵۳۲، اللفظ لہ)

یہ احادیث اس بات کی دلیل ہیں کہ آپ ﷺ اللہ تبارک و تعالی کے آخری نبی ہیں آپ کے بعد قیامت قائم ہو جائے گی آپ کے بعد اور قیامت کے درمیان کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

مفسرین کے اقوال

(۴) قرآن مجید کی آیت:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا.

لوگو! تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ محمد ﷺ نہیں لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے (احزاب ۴۰)

کی تفسیر میں متعدد مفسرین نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو کوئی بھی ایسا بیٹا عطا نہیں فرمایا جو حد بلوغت کو پہنچا ہو۔ کیونکہ اگر آپ ﷺ کے بیٹوں میں سے کوئی حد بلوغت کو پہنچتا تو نبی ہوتا۔ چونکہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اس لئے اللہ تبارک و تعالی نے آپ ﷺ کے تمام بیٹوں کو بحالت بچپن میں ہی اپنے پاس واپس بلا لیا۔

(۱) مقاتل بن سلیمان فرماتے ہیں:

ولم يجعل محمدا ابا احد من الرجال لانه لو جعل له ابناً لجعله نبيا وليس بعده نبي قال الله تبارك وتعالى وخاتم النبيين۔

اللہ تعالی آپ ﷺ کو بیٹا عطا فرماتا تو اسے نبی بناتا لیکن آپ علیہ السلام کے بعد نبی نہیں ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے کہ آپ ﷺ تمام نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ (النکت والعیون تفسیر الماوردی جلد ۴ ص: ۴۰۹ ابوالحسن علی بن محمد بن جیسبا الماوردی البصری ۳۶۴۔۴۵۰ھ)

(۲) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان الله تعالى لما حكم انه لا نبي بعده لم يعطه ولدا ذكرا بصيرا رجلا ولو اعطاه ولدا ذكرا بصيرا رجلا لجعله نبيا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے شک جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ آپ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں تو آپ ﷺ کو ایسا بیٹا عطا نہیں فرمایا جو حد رجل (یعنی مرد) کو پہنچا ہو۔ کیونکہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ آپ ﷺ کو ایسا بیٹا عطا فرماتا جو حد رجل (یعنی مرد کو پہنچا تو اسے نبی بناتا) چونکہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے تمام بیٹوں کو صغر سنی میں ہی فوت کر دیا۔ (تفسیر القرآن العظیم ابوالمظفر السمعانی منصور بن محمد بن عبدالجبار التمیمی المروزی الشافعی السلفی۔ ۴۸۹،۴۲۶ھ ۲۹۱/۴، تفسیر بغوی معالم تنزیل ۴۹۷/۲ تفسیر سمرقندی المسمی بحرالعلوم ۵۳/۳)

(۳) ابن عمر البقاعی فرماتے ہیں:

ولو صار احد من ولده رجلا لكان نبيا بعد ظهور نبوته وقد قضى الله الا يكون بعده نبي اكراماله۔

اگر آپ ﷺ کی اولاد میں سے مرد ہوتا (یعنی حد بلوغت کو پہنچتا) تو وہ نبی ہوتا آپ ﷺ کی نبوت کے ظاہر ہونے کے بعد بھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تعظیم وتکریم کی خاطر یہ فیصلہ فرمادیا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (نظم الدرر فی تناسب الایات والسور للامام برہان الدین ابی الحسن ابراہیم بن عمر البقاعی۔ المتوفی ۸۸۵ھ ۱۱۲/۶)

ابن حجر ھیثمی نے یہ روایت نقل کی ہے:

انه ﷺ ادخل يده في قبره بعد دفنه وقال اما والله انه لنبي ابن نبي

بے شک آپ ﷺ نے اسکی (یعنی اپنے بیٹے ابراہیم کی) قبر میں اسے دفن کرنے کے بعد اپنے ہاتھ مبارک کو داخل فرمایا اور کہا کہ اللہ کی قسم بے شک یہ نبی ہے نبی کا بیٹا ہے۔ (روح المعانی ۳۴/۱۱) یہ روایت قابل قبول نہیں ہے۔ کیونکہ اسکی کوئی سند ہی نہیں ہے اور بغیر سند کے روایت درست نہیں ہوتی۔ اس لیے اس روایت سے ھیثمی کا استدلال پکڑنا بھی نادرست ٹھہرا۔

(۴) عبدالوھاب شعرانی (المتوفی ۹۸۳ھ) یہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

اعلم ان النبوة لم ترتفع مطلقاً بعد محمد ﷺ وانما ارتفع نبوة التشريع فقط فقوله ﷺ لانبي بعدي ولا رسول بعدي۔ اي ماثم من يتشرع بعدي تشريعة خاصة۔

جان لو کہ محمد ﷺ کے بعد نبوت مطلق طور پر ختم نہیں ہوئی صرف تشریعی نبوت ختم ہوئی ہے۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان "میرے بعد نہ کوئی نبی ہے اور نہ ہی رسول" (تو اس کا مطلب یہ ہے کہ) یعنی ایسا نبی جو ایک خاص شریعت دیا جائے۔ (کتاب الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر للامام العارف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الربانی سیدی عبدالوھاب الشعرانی ـ وبھامشہ کتاب الکبریت الاحمر فی بیان علوم الشیخ الاکبر لصاحب الیواقیت والجواھر ـ الجزء الثانی ص: ۳۹ ناشر عباس بن عبدالسلام بن شقرون بالفحامین بمصر الطبعۃ الاولی سنۃ ۱۳۵۱ھ)

آگے چل کر مزید لکھتا ہے:

فمازال المرسلون ولا یزالون فی ھذہ الدار لکن من باطنیۃ شرع محمد ﷺ ولکن اکثر الناس لایعلمون۔

یعنی اس دنیا میں پہلے ہی رسول آتے رہے ہیں اور آئندہ بھی آتے رہیں گے لیکن یہ محمد ﷺ کی شریعت کی باطینت سے ہوں گے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (کتاب الیواقیت والجواھر فی بیان عقائد الاکابر للامام العارف الربانی سیدی عبدالوہاب شعرانی الجزء الثانی ص: ۸۱)

(۳) سید عبدالکریم جیلانی بن ابراہیم جیلانی لکھتا ہے:

فانقطع حکم النبوۃ التشریع بعدہ وکان محمد ﷺ خاتم النبیین۔

پس آپ کے بعد تشریعی نبوت کا حکم ختم ہو گیا اور محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ (الانسان الکامل باب ۳۶ اردو ترجمہ خزینۃ التصوف ص: ۶۶)

(۴) ابن عربی: پورا نام یوں ہے محمد بن علی بن عربی الحاتمی الطائی الاندلسی ـ ابوبکر الملقب بالشیخ الاکبر عندالصوفیۃ (میزان الاعتدال ۶۵۹/۳، العقد الثمین ۱۶۰/۲، شذرات الذھب ۱۹۰/۵، طبقات المالکیۃ ص: ۱۵۵، معجم مولفین ۴۰/۱۱) ابن عربی ۵۶۰ھ میں مرسیہ میں پیدا ہوا اور ۶۳۸ھ کو وفات پائی۔ کئی کتابیں اور رسائل تصنیف کیے جن کی تعداد زرکلی نے چار سو بیان کی ہے۔ (تقدیس الاشخاص فی الفکر الصوفی ۵۲/۱ مصنفہ محمد احمد لوچ) اس کی کتابوں میں سے یہ دو کتابیں زیادہ معروف ہیں: (۱) الفتوحات المکیۃ (۲) نصوص الحکم ـ گو کہ بعض لوگوں نے عقائد میں ابن عربی کا دفاع کیا ہے اور اس کی توثیق کی ہے جیسے جلال الدین السیوطی، انہوں نے ابن عربی کے دفاع میں ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے ''تنبیئۃ الغبی بتنزیہ ابن عربی'' ابن العماد نے اس کا نام ''تنبیہ الغبی بتبریئۃ ابن عربی'' بیان کیا ہے۔ اسی طرح شمس الدین احمد بن سلیمان الحنفی الشہیر بابن کمال باشا التوفی ۹۴۰ھ سے جب ابن عربی اور اسکے عقیدہ کے متعلق سوال کیا گیا، تو اس نے کہا:

اما بعد ایھا الناس اعلموا ان الشیخ الاعظم المقتدی الاکرم قطب العارفین وامام الموحدین محمد بن علی بن عربی الطائی الاندلسی مجتھد کامل و مرشد فاضل لہ مناقب عجیبۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ـ فِي حديث طويل ـ

وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ

كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

لَا نَبِيَّ بَعْدِي

(سنن ابي داؤد كتاب الفتن)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت میں تیس کذاب نمودار ہوں گے۔ ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں آخری نبی ہوں، میر بعد کوئی نبی (آنے والا) نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مولانا بشیر احمد عسکری، مدرس: مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث حیدرآباد

جھوٹے نبیوں کا عبرتناک انجام

اللہ تبارک وتعالی نے ہادی اعظم خاتم النبیین والمرسلین محمد رسول اللہ ﷺ کو بے شمار خصائص سے نوازان میں سے آپ ﷺ کا ایک خاصہ مبارک یہ ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں یعنی اللہ تعالی نے انسانیت کی رشد وہدایت کیلئے جو انبیاء کا سلسلہ جاری فرمایا ان میں آخری مبعوث کردہ نبی سیدنا محمد ﷺ ہیں اب قیامت تک کے لئے یہ آفتابِ رسالت، پوری انسانیت کو نورِ نبوت سے منوّر کرتا رہے گا۔ متواتر نصوص سے یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نبوت ورسالت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے، اور اب جو بھی نبوت کا دعوی کرتا ہے وہ جھوٹا وکذاب ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی امت کو پیشگی طور پر ایسے جھوٹے نبیوں کے فتنے کے بارے میں متنبہ کرتے ہوئے فرمایا:

وَإِنَّهُ وَاللهِ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا، آخِرُهُمُ الْأَعْوَرُ الدَّجَّالُ

اللہ کی قسم! اس وقت تک قیامت برپا نہیں ہو گی، جب تک تیس (نامور) جھوٹے (نبی) پیدا نہیں ہوں گے۔ ان میں آخری کانا دجال ہوگا (مسند الامام احمد: ج: ۵، ص: ۱۶، طبرانی: ج: ۷، ص: ۲۲۸ مستدرک حاکم، ج: ۱، ص: ۳۲۹، وسندہ حسن) اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (1397) امام ابن حبان نے "صحیح" اور امام حاکم نے بخاری ومسلم کی شرط پر "صحیح" کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ ان کی موافقت کی ہے)

وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

میری امت میں تیس بڑے جھوٹے پیدا ہوں گے، جن میں سے ہر ایک کا یہ دعویٰ ہو گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

(ابوداود: 4252، ترمذی، 2219، ابن ماجہ: 3952، مستدرک حاکم، 4/450، بروایت ثوبان) (اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے "حسن صحیح" امام حاکم نے بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور حافظ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے شیخ البانی نے اس روایت کو: حسن الاسناد کہا ہے)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابِينَ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جابر بن سمرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"قیامت سے پہلے جھوٹے آئیں گے" (صحیح مسلم اور مسند احمد ج: ۵ ص: ۸۶، دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۶، ص: ۴۸۰ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابًا ثَلَاثِينَ دجالًا كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ

قیامت سے پہلے تیس کذاب دجال پیدا ہوں گے، وہ سارے کے سارے نبوت کے دعویدار ہوں گے۔

نیز فرمایا:

لا تقوم الساعة حتى يخرج ثلاثون كذابا دجالا كلهم يكذب على الله وعلى رسوله

قیامت قائم نہیں ہوگی، جب تک تیس (نامور) کذاب دجال پیدا نہیں ہوں گے، وہ سارے کے سارے اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ باندھتے ہوں گے

(ابوداود: 4334 / ابویعلی، ج: 10، ص: ۳۵۰ بروایت ابوہریرہ 433 شیخ البانی نے اس روایت کو حسن الاسناد قرار دیا ہے۔

وَإِنَّهُ وَاللهِ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا آخِرُهُمُ الْأَعْوَرُ الدَّجَّالُ

اللہ کی قسم! اس وقت تک قیامت برپا نہیں ہوگی، جب تک تیس (نامور) جھوٹے (نبی) پیدا نہیں ہوں گے۔ ان میں آخری کانا دجال ہوگا۔

(مسند الامام احمد: ج: ۵، ص: ۱۶ 5/16، طبرانی: ج: ۷، ص: ۲۲۸ مستدرک حاکم، ج: ۱، ص: ۳۲۹ وسندہ حسن) اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (1397) امام ابن حبان نے "صحیح" اور امام حاکم نے بخاری و مسلم کی شرط پر "صحیح" کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے

ان احادیث سے واضح ہوا کہ نبی ﷺ کے بعد کچھ لوگ نبوت کا جھوٹا دعویٰ ضرور کریں گے اور مسلمانوں کو دھوکے میں ڈالیں گے، لیکن چونکہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمادیا کہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی مدعی نبوت ہوگا، وہ مفتری اور دجال و کذاب ہوگا۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وقد أخبر تعالى في كتابه، ورسوله في السنة المتواترة عنه: أنه لا نبي بعده؛ ليعلموا أن كل مَنِ ادعى هذا المقام بعده فهو كذاب أفاك، دجال ضال مضل، ولو تخرق وشعبذ، وأتى بأنواع السحر والطلاسم والنيرجيّات،

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

جابر بن سمرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"قیامت سے پہلے جھوٹے آئیں گے "(صحیح مسلم اور مسند احمد ج: ۵ ص: ۸۶، دلائل النبوۃ للبیہقی: ج۶، ص: ۴۸۰ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابًا ثَلَاثِينَ دَجَالًا كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ

قیامت سے پہلے تیس کذاب دجال پیدا ہوں گے، وہ سارے کے سارے نبوت کے دعویدار ہوں گے۔

نیز فرمایا:

لاتقوم الساعة حتى يخرج ثلاثون كذابا دجالا كلهم يكذب على الله وعلى رسوله

قیامت قائم نہیں ہو گی، جب تک تیس (نامور) کذاب دجال پیدا نہیں ہوں گے، وہ سارے کے سارے اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ باندھتے ہوں گے

(ابوداود: 4334 / ابو یعلی، ج: 10، ص: ۳۵۰ بروایت ابوہریرہ 433 شیخ البانی نے اس روایت کو حسن الاسناد قرار دیا ہے۔

وَإِنَّهُ وَاللهِ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا آخِرُهُمُ الْأَعْوَرُ الدَّجَّالُ

اللہ کی قسم! اس وقت تک قیامت برپا نہیں ہو گی، جب تک تیس (نامور) جھوٹے (نبی) پیدا نہیں ہوں گے۔ ان میں آخری کانا دجال ہو گا۔

(مسند الامام احمد: ج: ۵، ص: ۱۶ 5/16، طبرانی: ج: ۷، ص: ۲۲۸ مستدرک حاکم، ج: ۱، ص: ۳۲۹ وسندہ حسن) اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (1397) امام ابن حبان نے "صحیح" اور امام حاکم نے بخاری و مسلم کی شرط پر "صحیح" کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے

ان احادیث سے واضح ہوا کہ نبی ﷺ کے بعد کچھ لوگ نبوت کا جھوٹا دعویٰ ضرور کریں گے اور مسلمانوں کو دھوکے میں ڈالیں گے، لیکن چونکہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمادیا کہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہو گا۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی مدعی نبوت ہو گا، وہ مفتری اور دجال و کذاب ہو گا۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وقد أخبر تعالى في كتابه، ورسوله في السنة المتواترة عنه: أنه لا نبي بعده؛ ليعلموا أن كل مَنِ ادعى هذا المقام بعده فهو كذاب أفاك، دجال ضال مضل، ولو تخرق وشعبذ، وأتى بأنواع السحر والطلاسم والنيرجيات،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن) اور اس کے رسول نے سنت (حدیث) جو آپ سے متواتراً منقول ہے۔ میں خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، تاکہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ ہر وہ شخص جو اس مقام (نبوت) کا دعویٰ کرے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جھوٹا، مفتری، دجال، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے بھلے وہ شعبدہ بازی کرے، جادوگری کے طلسمات وکرتب دکھائے۔ (تفسیر ابن کثیر: تحت آیت سورۃ الاحزاب: 40)

دنیا میں عجیب عجیب لوگ ہوئے ہیں اور انہوں نے عجیب عجیب دعوے کئے ہیں۔ ان میں نمرود، فرعون اور شداد تھے۔ جنھوں نے خدائی دعوے کئے شداد نے اپنی جھوٹی خدائی کی دکان داری چمکانے کے لے بہشت بھی بنائی اور کچھ لوگوں نے نبوت کے دعوے شروع کئے۔ لیکن جھوٹے مدعیان نبوت کو کوئی عزت وعظمت نہ ملی بلکہ ان کا انجام نہایت عبرت ناک ہوا چند کے حالات کا بطور عبرت جائزہ لیتے ہیں۔

ابن صیاد

ابن صیاد کا نام صافی، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عبداللہ بن صیاد یا صائد ہے۔ یہ مدینہ کے یہودیوں میں سے تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انصار میں سے تھا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے تو یہ چھوٹا اور ایک قول یہ ہے کہ مسلمان ہو گیا تھا۔ ابن صیاد سحر و کہانت میں ید طولیٰ رکھتا تھا۔ گو نبوت کا مدعی تھا لیکن کسی روایت سے یہ امر پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا کہ وہ کسی دن دوسرے خانہ ساز نبیوں کی طرح باقاعدہ ہمتائی و یکتائی کی مسند غرور پر بیٹھا ہو اور کسی نے اس کے دعوی نبوت کی تصدیق کر کے اس کی متانت کی ہو

صاحب عون المعبود لکھتے ہیں :

وَكَانَ أَمْرُ اِبْنِ صَيَّادٍ فِتْنَةً اِبْتَلَى اللّٰهُ تَعَالَى بِهَا عِبَادَهُ فَعَصَمَ اللّٰهُ تَعَالَى مِنْهَا الْمُسْلِمِينَ وَوَقَاهُمْ شَرَّهَا ،

ابن صیاد ایک فتنہ تھا جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو آزمایا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کے شر سے محفوظ رکھا

ابن صیاد دجال تھا اور بعض اوقات کہانت کرتا تو جھوٹ اور سچ بولتا رہتا تھا اس کی خبر لوگوں میں پھیل گئی اور یہ مشہور ہو گیا کہ یہ بڑا دجال ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ اس کے حالات کی خبر لیں تاکہ اس کے معاملے کی وضاحت ہو جائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم چھپ کر اس کی طرف گئے تاکہ اس کی کوئی بات سن سکیں اور اس پر کچھ سوال کرتے جن سے اس کی حقیقت منکشف ہوتی۔

نبی ﷺ کا ابن صیاد کے ساتھ معاملہ

زہری بیان کرتے ہیں کہ سالم بن عبداللہ نے مجھے بتایا کہ انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک گروپ میں ابن صیاد کی طرف گئے تو اسے بنو غلم کے قلعہ کے پاس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وں میں کھیلتے ہوئے پایا اور ابن صیاد بلوغت کے قریب پہنچ چکا تھا اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کا
کچھ پتہ نہ چلا حتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہاتھ سے مارا پھر ابن صیاد کو کہنے لگے کیا تو گواہی دیتا ہے
کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو ابن صیاد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا اور کہا کہ میں گواہی دیتا
ہوں کہ آپ امیوں کے رسول ہیں پھر ابن صیاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہنے لگا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ
میں اللہ کا رسول ہوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا اور انکار کیا اور فرمانے لگے میں اللہ اور اس
کے رسول پر ایمان لایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ تو کیا دیکھتا ہے ابن صیاد کہنے لگا میرے
پاس سچا اور جھوٹا آتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر معاملہ الٹ پلٹ ہو گیا ہے پھر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے اسے کہا میں نے تیرے لئے ایک چیز چھپائی ہے (بتاؤ کیا ہے) تو ابن صیاد کہنے لگا وہ الدخ ہے تو
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ذلیل ہو جا تیری قدر بڑھ نہیں سکتی تو عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے مجھے اجازت
دیں میں اس کی گردن اڑا دوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ وہ (بڑا دجال ہے) تو تو اس پر مسلط
نہیں ہو سکتا اور اگر نہیں تو اس کے قتل میں آپ کی کوئی بھلائی نہیں اور سالم کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر
رضی اللہ عنہما سے سنا وہ کہہ رہے تھے اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابی بن کعب رضی اللہ
عنہ کھجوروں کے باغ میں گئے جہاں ابن صیاد موجود تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بہت زیادہ کوشش
تھی کہ ابن صیاد کے دیکھنے سے قبل اس کی چھپ کر بات سنی جائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا کہ
وہ اپنی چادر میں لپٹا ہوا تھا اس کی نہ سمجھ آنے والی آواز تھی جس سے اس کے ہونٹ ہل رہے تھے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے تنوں کے پیچھے چھپ چھپ کر چل رہے تھے ابن صیاد کی ماں نے آپ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم دیکھ کر ابن صیاد کو کہا اے صاف! (جو کہ ابن صیاد کا نام ہے) یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
تو ابن صیاد کود کر اٹھ بیٹھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے اگر وہ اسے چھوڑ دیتی تو اس کا معاملہ واضح ہو
جاتا۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 3055)

کیا ابن صیاد ہی دجال اکبر ہے؟

مندرجہ بالا حدیث جس میں ابن صیاد کے بعض حالات اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسے امتحان میں
ڈالنا مذکور ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابن صیاد کے معاملے میں توقف اختیار
کئے ہوئے تھے کیونکہ آپ کی طرف یہ وحی نہیں کی گئی تھی کہ وہ دجال اکبر وغیرہ ہے۔ اور صحابہ میں اکثر
کا خیال تھا کہ ابن صیاد ہی دجال ہے اور عمر بن خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی موجودگی میں حلف
کھا کر کہا کرتے تھے کہ وہ دجال ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انکار نہیں کیا۔ محمد بن منکدر کی
حدیث میں موجود ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ اللہ کی قسم
اٹھا کر کہتے تھے کہ ابن صیاد دجال ہے تو میں نے کہا کہ آپ اللہ کی قسم اٹھاتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یقینا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن) اور اس کے رسول نے سنت (حدیث) جو آپ سے متواتراً منقول ہے۔ میں خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، تاکہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ ہر وہ شخص جو اس مقام (نبوت) کا دعویٰ کرے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جھوٹا، مفتری، دجال، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے بھلے وہ شعبدہ بازی کرے، جادو گری کے طلسمات و کراتب دکھائے۔ (تفسیر ابن کثیر: تحت آیت سورۃ الاحزاب: 40)

دنیا میں عجیب عجیب لوگ ہوئے ہیں اور انہوں نے عجیب عجیب دعوے کئے ہیں۔ ان میں نمرود، فرعون اور شداد تھے۔ جنھوں نے خدائی دعوے کئے شداد نے اپنی جھوٹی خدائی کی دکان داری چمکانے کے لے بہشت بھی بنائی اور کچھ لوگوں نے نبوت کے دعوے شروع کئے۔ لیکن جھوٹے مدعیان نبوت کو کوئی عزت و عظمت نہ ملی بلکہ ان کا انجام نہایت عبرت ناک ہوا چند کے حالات کا بطور عبرت جائزہ لیتے ہیں۔

ابن صیاد

ابن صیاد کا نام صافی، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عبداللہ بن صیاد یا صائد ہے۔ یہ مدینہ کے یہودیوں میں سے تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انصار میں سے تھا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے تو یہ چھوٹا اور ایک قول یہ ہے کہ مسلمان ہو گیا تھا۔ ابن صیاد سحر و کہانت میں ید طولیٰ رکھتا تھا۔ گو نبوت کا مدعی تھا لیکن کسی روایت سے یہ امر پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا کہ وہ کسی دن دوسرے خانہ ساز نبیوں کی طرح باقاعدہ ہمتائی و یکتائی کی مسند غرور پر بیٹھا ہو اور کسی نے اس کے دعوی نبوت کی تصدیق کر کے اس کی متانت کی ہو

صاحب عون المعبود لکھتے ہیں :

وَكَانَ أَمْرُ اِبْنِ صَيَّادٍ فِتْنَةً إِبْتَلَى اللّٰهُ تَعَالَى بِهَا عِبَادَهُ فَعَصَمَ اللّٰهُ تَعَالَى مِنْهَا الْمُسْلِمِيْنَ وَوَقَاهُمْ شَرَّهَا .

ابن صیاد ایک فتنہ تھا جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو آزمایا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کے شر سے محفوظ رکھا

ابن صیاد دجال تھا اور بعض اوقات کہانت کرتا تو جھوٹ اور سچ بولتا رہتا تھا اس کی خبر لوگوں میں پھیل گئی اور یہ مشہور ہو گیا کہ یہ بڑا دجال ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ اس کے حالات کی خبر لیں تاکہ اس کے معاملے کی وضاحت ہو جائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم چھپ کر اس کی طرف گئے تاکہ اس کی کوئی بات سن سکیں اور اس پر کچھ سوال کرتے جن سے اس کی حقیقت منکشف ہوتی۔

نبی ﷺ کا ابن صیاد کے ساتھ معاملہ

زہری بیان کرتے ہیں کہ سالم بن عبداللہ نے مجھے بتایا کہ انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک گروپ میں ابن صیاد کی طرف گئے تو اسے بنو مغالہ کے قلعہ کے پاس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وں میں کھیلتے ہوئے پایا اور ابن صیاد بلوغت کے قریب پہنچ چکا تھا اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کا کچھ پتہ نہ چلا حتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہاتھ سے مارا پھر ابن صیاد کو کہنے لگے کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو ابن صیاد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ امیوں کے رسول ہیں پھر ابن صیاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہنے لگا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا اور انکار کیا اور فرمانے لگے میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ تو کیا دیکھتا ہے ابن صیاد کہنے لگا میرے پاس سچا اور جھوٹا آتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر معاملہ الٹ پلٹ ہو گیا ہے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا میں نے تیرے لئے ایک چیز چھپائی ہے (بتاؤ کیا ہے) تو ابن صیاد کہنے لگا وہ الدخ ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ذلیل ہو جا تیری قدر بڑھ نہیں سکتی تو عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑا دوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ وہ (بڑا دجال ہے) تو تو اس پر مسلط نہیں ہو سکتا اور اگر نہیں تو اس کے قتل میں آپ کی کوئی بھلائی نہیں اور سالم کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ کہہ رہے تھے اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کھجوروں کے باغ میں گئے جہاں ابن صیاد موجود تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بہت زیادہ کوشش تھی کہ ابن صیاد کے دیکھنے سے قبل اس کی چھپ کر بات سنی جائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا کہ وہ اپنی چادر میں لپٹا ہوا تھا۔ اس کی نہ سمجھ آنے والی آواز تھی جس سے اس کے ہونٹ ہل رہے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے تنوں کے پیچھے چھپ چھپ کر چل رہے تھے ابن صیاد کی ماں نے آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ کر ابن صیاد کو کہا اے صاف! (جو کہ ابن صیاد کا نام ہے) یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو ابن صیاد کود کر اٹھ بیٹھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے اگر وہ اسے چھوڑ دیتی تو اس کا معاملہ واضح ہو جاتا۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 3055)

کیا ابن صیاد ہی دجال اکبر ہے؟

مندرجہ بالا حدیث جس میں ابن صیاد کے بعض حالات اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسے امتحان میں ڈالنا مذکور ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابن صیاد کے معاملے میں توقف اختیار کئے ہوئے تھے کیونکہ آپ کی طرف یہ وحی نہیں کی گئی تھی کہ وہ دجال اکبر وغیرہ ہے۔ اور صحابہ میں اکثر کا خیال تھا کہ ابن صیاد ہی دجال ہے اور عمر بن خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی موجودگی میں حلف کھا کر کہا کرتے تھے کہ وہ دجال ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انکار نہیں کیا۔ محمد بن منکدر کی حدیث میں موجود ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ اللہ کی قسم اٹھا کر کہتے تھے کہ ابن صیاد دجال ہے تو میں نے کہا کہ آپ اللہ کی قسم اٹھاتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ اس بات پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قسم اٹھا رہے تھے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انکار نہیں کیا (صحیح بخاری شریف حدیث نمبر (6808)

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ابن صائد (ابن صیاد) کے ساتھ ایک عجیب قصہ پیش آیا جو کہ صحیح مسلم میں موجود ہے:

نافع بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ابن صائد (ابن صیاد) کو مدینہ کے کسی راستے میں ملے تو اسے ایسی بات کہی جس سے وہ غصہ میں آ گیا اور اس کی رگیں پھول گئیں حتی کہ گلی (لوگوں سے) بھر گئی تو پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو انہیں یہ خبر پہنچ چکی تھی تو وہ کہنے لگیں اللہ تجھ پر رحم کرے ابن صیاد سے تو کیا چاہتا ہے؟ کیا تجھے اس کا علم نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس غصہ کی بنا پر نکلے گا جو اسے غصہ دلائے گا۔ (صحیح لمسلم حدیث نمبر(2932)

اس کے باوجود ابن صیاد جب بڑا ہوا تو اس نے اپنے دفاع کی کوشش کی اور اس کا انکار کرنے لگا کہ وہ دجال ہے اور اس تہمت سے اسے تنگی محسوس ہونے لگی کہ وہ دجال ہے اور اس میں وہ دلیل یہ دیتا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دجال کی صفات بتائیں ہیں وہ اس میں نہیں پائی جاتیں۔

اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ: وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حج یا عمرے کے لئے نکلے تو ہمارے ساتھ ابن صائد بھی تھا تو ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا تو سب لوگ بکھر گئے تو میں اور وہ باقی رہے تو مجھے اس سے اس کے بارے میں کہی گئی باتوں کی وجہ سے بہت زیادہ وحشت ہونے لگی۔

ابو سعید (رضي اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ اس نے اپنا سامان لا کر میرے سامان کے ساتھ رکھ دیا تو میں نے کہا: گرمی بہت سخت ہے اگر تو اس درخت کے نیچے رکھ دیتا ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس نے ایسا ہی کیا، ابو سعید رضي اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے ایک بکری لائی گئی تو وہ ایک بڑا پیالہ لایا اور کہنے لگا اے ابو سعید (رضی اللہ عنہ) پیو میں نے کہا کہ گرمی بہت سخت ہے اور دودھ گرم ہے میں تو صرف اس کے ہاتھ سے لے کر پینا اور پکڑنا ناپسند کرتا تھا تو وہ کہنے لگا: اے ابو سعید (رضي اللہ عنہ) لوگ جو کچھ مجھے کہتے ہیں اس کی بنا پر میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ رسی لے کر درخت کے ساتھ باندھوں اور اس سے لٹک کر پھانسی لے لوں۔ اے ابو سعید (رضی اللہ عنہ) کون ہے جس پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پوشیدہ ہوا ے انصار کی جماعت تم پر تو پوشیدہ نہیں کیا آپ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو زیادہ نہیں جانتے؟ کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ کافر ہو گا اور میں مسلمان ہوں؟ کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ وہ بانجھ ہو گا اور اس کی کوئی اولاد نہیں ہو گی اور میں تو اپنا بیٹا مدینہ چھوڑ کے آ رہا ہوں؟ کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ عنہ کے پہنچنے سے قبل ہی عکرمہ نے لڑائی کا آغاز کر دیا لیکن انہیں شکست ہوئی۔ اس عرصے میں شرجیل بھی مدد کو آ پہنچے لیکن دشمن کی قوت بہت بڑھ چکی تھی۔ مسیلمہ کی نبوت کی تائید بنی حنیفہ نے بھی کی اس وقت ان کا بہت زور تھا۔ شرجیل نے بھی پہنچتے ہی دشمن سے مقابلہ شروع کر دیا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ اس عرصے میں سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ دیگر مرتدین سے نمٹ چکے تھے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں عکرمہ اور شرجیل کی مدد کے لیے یمامہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنا لشکر لے کر یمامہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مسیلمہ بھی خالد کی روانگی کی اطلاع سن کر مقابلے کی تیاریوں میں مصروف ہوا اور یمامہ سے باہر صف آرائی کی۔ مسلمانوں کے لشکر کی تعداد تیرہ ہزار تھی۔ فریقین میں نہایت سخت مقابلہ ہوا۔ پہلا مقابلہ بنو حنیفہ سے ہوا۔ اسلامی لشکر نے اس دلیری سے مقابلہ کیا کہ بنو حنیفہ بدحواس ہو کر بھاگ نکلے اور مسیلمہ کے باقی آدمی ایک ایک کر کے خالد رضی اللہ عنہ کی فوجوں کا نشانہ بنتے رہے۔ جب مسیلمہ نے لڑائی کی یہ صورتحال دیکھی تو اپنی جان بچا کر بھاگ نکلا اور میدان جنگ سے کچھ دور ایک باغ میں پناہ لی لیکن مسلمانوں کو تو اس فتنے کو جڑ سے اکھاڑنا تھا اس لئے خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے باغ کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ سے تنگ آ کر مسیلمہ ایک گروہ کے ساتھ باہر نکل آیا۔ اس کے باہر آتے ہی وحشی رضی اللہ عنہ نے ایسا نیزہ مارا کہ وہ کذاب وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اس کے گروہ کے تمام آدمی مارے گئے۔ جنگ کے خاتمے کے بعد خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے اہل یمامہ سے صلح کر لی۔ یہ جنگ جنگ یمامہ کے نام سے جانی جاتی ہے۔ (ابن خلدون جلد اول صفحہ ۲۴۵)

مسیلمہ کذاب اور دیگر مرتدین کے خاتمے سے اسلامی سلطنت کے لیے ایک بہت بڑے خطرے کا خاتمہ ہو گیا جس میں اہم کردار رضی اللہ عنہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی دینی و سیاسی بصیرت کا تھا۔ اسلام کو انتشار سے بچانے کے لیے یہ آپ کا نہایت اہم کارنامہ ہے۔

سجاح بنت تمیمہ

اس کا تعلق ہوازن کے قبیلے بنو تمیم سے تھا یہ عیسائی عورت تھی، انتہائی فصیحہ اور کاھنہ تھی اس نے مسیلمہ کے دعوائے نبوت سے متاثر ہو کر نبوت کا دعویٰ کیا سب سے پہلے بنو تغلب کے عیسائی سردار ھذیل بن عمران نے اس کی پیروی کی سجاح جو نبوت کا دعویٰ کرتی تھی، مسیلمہ نے اس کے ساتھ شادی کر لی۔ اور شادی کا مہر اس نے یہ مقرر کی کہ اپنے پیروکاروں پر فجر اور عشاء کی نماز معاف کر دی رسول خدا کی رحلت کے بعد لشکر اسلام نے مسیلمہ کی سرکوبی کی۔ اور اس کے قتل کے بعد اس کی جھوٹی نبوت کی بساط الٹ گئی، مسیلمہ کے مرنے کے بعد سجاح نے ایک عرصہ تک اپنے ننھیالی اقارب کے ساتھ پر سراریت کی زندگی گذارتی رہی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں قحط کے زمانے میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنو تغلب کو بصرہ میں آباد کروایا یہ بھی ان کے ساتھ بصرہ آگئی اور اپنے قبیلے کے ساتھ مسلمان ہو گئی اور انتہائی پارسائی سے زندگی گذاری وفات پر اس کی نماز جنازہ صحابی رسول سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی: تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: (اسد الغابہ والمنتظم لابن الجوزی،)

طلیحہ اسدی

بنو اسد کے سردار طلیحہ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے قبیلے کے علاو بنو طی اور بنو غطفان کو بھی گمراہ کر کے اپنا حلیف بنا لیا اس طرح اس کے پاس ایک انبوہ کثیر جمع ہو گیا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان کی سرکوبی پر معمور ہوئے تو حاتم کے بیٹے عدی نے درخواست کی کے تین دن تک صبر کریں اسی اثنا میں وہ بنو طی کے لوگوں کو سمجھا بجھا کر راہ ھدایت پر لانے کی کوشش کریں گے خالد رضی اللہ عنہ نے یہ بات مان لی عدی کی کوششیں بار آور ہوئیں قبیلہ طے اور قبیلہ جدیلہ کے تقریبا ایک ہزار لوگ طلیحہ کا ساتھ چھوڑ کر میزاخہ مقام پر خالد رضی اللہ عنہ کی فوج میں شامل ہو گئے طلیحہ کو شکست فاش ہوئی اس کی جماعت منتشر ہو گئی اور خود ایک عرصے تک مختلف ممالک کی خاک چھانتا رہا بالآخر دوبارہ مسلمان ہو گیا اور مدینے پہنچ کر دربار خلافت سے معافی مانگ لی (تاریخ اسلام ۹۴ ۹۵-از ڈاکٹر حمید الدین)

ابوعبید مختار الثقفی

امام ذہبی لکھتے ہیں کہ :

مختار ثقیف کے سرداروں میں سے تھا یہ پختہ رائے فصاحت اور شجاعت، دبدبہ والا اور بے دین انسان تھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

" يكون في ثقيف كذاب ومبير "(مسلم 2545 فضائل الصحابة بروایت اسماء بنت ابی بکر، مسند احمد 2 / 62، ترمذی (2220)، (3944)

"ثقیف قبیلے میں ایک فسادی اور ایک کذاب پیدا ہوگا۔"

یہ کذاب مختار تھا اس نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کے پاس وحی نازل ہوتی ہے یہ غیب جانتا ہے اور ہلاک کرنے والا حجاج بن یوسف تھا (قبحهما الله سير اعلام النبلاء ۳/ ۵۳۹)

ابو عمر فتیانی کہتے ہیں کہ : ،میں مختیار کے پاس آیا اس نے مجھے ایک تکیہ دیا اور کہا کہ اگر جبریل اس سے اٹھے نہ ہوتے یہ بھی میں تجھے دے دیتا میں نے اس کی گردن اڑانی چاہی لیکن مجھے عمرو بن حمق کی بتائی ہوئی حدیث یاد آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا کہ :

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"أيما مؤمن أمن مؤمنا على دمه فقتله، فأنا من القاتل بريئ (مسند أحمد 5 / 222-223، وابن ماجه 2688)

جس نے کسی پناہ طلب کرنے والے کو جان کی پناہ دینے کے بعد قتل کیا تو میں اس قاتل سے بیزاری کا اعلان کرتا ہوں

مختار کا عبرتناک انجام

مختار کے زمانۂ عروج میں اسلامی دنیا کے حکمران سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تھے، مختار نے ابن زبیر کے افسران سے کوفے کے علاقے چھیننے شروع کر دیئے حجاز اور بصرہ کے علاوہ اکثر علاقوں پر مختار قبضہ کر چکا تھا سیدنا زبیر نے بصرہ کے والی مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو مختار کی سرکوبی کا حکم دیا مختار نے ایک لشکر احمد بن شمیط اور عبداللہ بن کامل کی سرپرستی میں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے مدمقابل روانہ کیا لیکن اس کے یہ دونوں کمانڈر قتل ہو گئے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ فتحیاب ہوئے جب مختار کو اپنے لشکر کی شکست کا پتہ چلا تو یہ بیس ہزار کا لشکر لے کر مقام حروراء کوفے کے باہر مصعب کے لشکر کے مدمقابل ہوا لیکن میدان جنگ میں مختار کا لشکر شکست خوردہ ہو کر بھاگ گیا اور مختار کوفے میں ایک قلعے کے اندر محصور ہو گیا مصعب بن عمیر کے لشکر نے اس قلعے کا محاصرہ کر لیا یہ محاصرہ چار مہینے تک جاری رہا مختار اپنی باقی ماندہ فوج کو جنگ کرنے کیلئے آمادہ نہیں کر سکا اور چند سپاہیوں کے ساتھ میدان میں آیا اور مارا گیا مختار کی چھ ہزار فوج کو ارتداد کے جرم میں قتل کر دیا گیا اور ام ثابت بن سمراء کو آزاد کر دیا گیا کیونکہ اس نے مختار کی نبوت کا انکار کیا اور دوسری بیوی عمرہ بنت نعمان کو جرم ارتداد میں قتل کر دیا گیا۔

حارث بن عبدالرحمٰن دمشقی کا عبرتناک انجام

ابو جلاس اسدی کا غلام تھا یہ ایک جاہل عابد تھا، شیطانی الہامات اور مناظر دیکھ کر مزید گمراہ ہو گیا اور اپنی شعبدہ بازیوں کو کرامت باور کروا کر دمشق کے لوگوں میں شہرت حاصل کر لی بعد میں خود کو نبی کہنے لگا جب اس فتنے کی خبر عبدالملک بن مروان کو پہنچی تو انہوں نے اسے گرفتار کرنے کا حکم دیا لیکن یہ بیت المقدس کی طرف فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا دوبارہ واپس آ کر بصرہ میں تبلیغ شروع کر دی جب سپاہیوں نے اسے گرفتار کر کے زنجیریں ڈالیں تو خود بخود ٹوٹ جاتیں خلیفہ نے جب جلاد کو حکم دیا کہ اسے نیزا مارو تو نیزے نے اثر نہیں کیا خلیفہ نے فرمایا کہ بسم اللہ پڑھ کر نیزا مارو جب بسم اللہ پڑھ کر نیزا مارا گیا تو زخمی ہو گیا اور تڑپ تڑپ کر جہنم رسید ہو گیا یہ سن ۶۹ھ کا واقعہ ہے

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ الفرق بین اولیاء الرحمن و اولیاء الشیطان میں لکھتے ہیں:

"حارث عبدالملک کے زمانے میں شام میں نمودار ہوا اور نبوت کا دعویٰ کیا اس کے شیطان اسکے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاؤں سے زنجیریں کھول دیتے اور اس کے جسم میں ہتھیار جاری ہونے نہیں دیتے، کنکریوں کو جب چھوتا تو شیطان ان سے تسبیح کی آواز نکالتے اور یہ فضا میں اڑنے والے لوگوں اور گھڑ سواروں کو دیکھتا تھا کہتا تھا کہ یہ فرشتے ہیں جو فی الحقیقہ جن تھے جب مسلمانوں نے اسے قتل کرنے کیلئے گرفتار کیا جلاد نے اسے نیزا مارا لیکن نیزے نے اثر نہیں کیا عبدالملک نے اسے کہا کہ بسم اللہ پڑھ کر نیزہ نہیں مارا پھر اس نے بسم اللہ پڑھ کر نیزا مارا اور قتل کر دیا"

مغیرہ بن سعید

یہ شخص مغیرہ فرقے کا بانی اور اس کا والد کوفے کا والی تھا اس نے جناب باقر کی وفات کے بعد امامت اور نبوت کا دعوی کیا اور جادو پر دسترس رکھتا تھا

کفریہ عقائد

1 اس نے دعوی کیا کہ وہ اس اسم اعظم کو جانتا ہے جس کے ذریعے وہ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے اور فوجوں کو شکست دے سکتا ہے۔

2 اللہ تعالی بندوں کے گناہوں پر غضبناک ہو کر پسینے شرابور ہوا جس سے میٹھے اور کڑوے پانی کی نہریں جاری ہوئیں میٹھے پانی کی نہر سے شیعہ کو کڑوے پانی کی نہر سے غیر شیعہ کو پیدا کیا (معاذ اللہ)

3 جناب ابو بکر (رضی اللہ عنہ) اور جناب عمر (رضی اللہ عنہ) نے جناب علی (رضی اللہ عنہ) کو خلافت کے حق سے محروم کیا

4 مغیرہ اور اس کے پیروکار ایک گمراہ شخص محمد بن عبداللہ کے مھدی ہونے کے قائل تھے اس شخص کو منصور کی فوجوں نے قتل کر دیا اب یہ لوگ دوبارہ آنے اور غالب ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور قتل ہونے والے شخص کو شیطان قرار دیتے ہیں جو محمد بن عبداللہ کی شبیہ میں آیا تھا۔

مغیرہ کا عبرتناک انجام

خلیفہ ھشام بن عبدالملک کے زمانے میں عراق کے گورنر خالد بن عبداللہ القسری نے ۱۱۹ھ میں مغیرہ کو اس کے پیروکاروں سمیت گرفتار کیا تفتیش پر اس نے نبوت کے دعوے کا اقرار کیا پھر اس نے سرکنڈوں کا گٹھر منگوایا کہا کہ اسے دبوچ لے مغیرہ نے ہچکچاہٹ محسوس کی تو اس پر کوڑے برسانے کا حکم دیا جس پر اس نے وہ گٹھر اٹھا کر اپنے جسم سے لگا لیا اس پر تیل چھڑک کر اسے جلا دیا اور مغیرہ جل کر راکھ کا ڈھیر بن گیا۔ (تاریخ طبری ۸ / ۲۴۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان بن سمعان

یہ رافضیہ کے غالی فرقے کا بانی تھا اور مغیرہ کا ہم عصر تھا اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور جناب باقر کو بھی اپنی نبوت تسلیم کرنے لئے خط لکھا

1. کفریہ عقائد
2. عقیدہ حلول کا قائل تھا۔
3. دعوی کیا کہ قرآن کا صحیح مفہوم صرف وہی جانتا ہے۔
4. اللہ کا روح انبیاء وائمہ کے اجسام میں منتقل ہوا ان سے عبداللہ بن محمد بن حنفیہ تک پہنچا اور اس سے بیان بن سمعان سے بیان تک پہنچا۔
5. علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا قائل تھا۔

بیان کا عبرت ناک انجام

خالد بن عبداللہ نے اس کو بھی مغیرہ کے ساتھ گرفتار کروایا تھا خالد نے کہا کہ تو اسم اعظم جاننے کا دعویٰ کرتا ہے میری فوج کو ہلاک کر کے دکھا ورنہ میں تجھے جلانے والا ہوں یہ جھوٹا اس قسم کی شعبدہ بازی نہ دکھا سکا تو خالد بن عبداللہ نے اسے بھی زندہ جلا دیا۔

ابو منصور عجلی

ابتدا میں یہ شخص امام جعفر کا عقید تمند تھا لیکن جب امام کو اس کے غالیانہ عقائد کا پتہ چلا تو آپ نے اسے اپنی مجلس سے خارج کر دیا

کفریہ عقائد

1. جناب باقر کی امامت اس کی طرف منتقل ہو گئی ہے۔
2. اس نے دعوی کیا کہ وہ خدا کا ہم شکل ہے
3. خدا نے اسے اپنا بیٹا اور پیغمبر قرار دیا ہے۔
4. نبوت کا سلسلہ رسول اللہ پر ختم نہیں ہوا بلکہ قیامت تک نبی ور سول آتے رہیں گے۔
5. جبریل نے وحی پہنچانے میں غلطی کی اسے بھیجا تو جناب علی رضی اللہ عنہ کی طرف گیا لیکن وہ محمد ﷺ کی طرف چلا گیا۔

ابو منصور کا عبرتناک انجام

ہشام بن عبدالملک کی طرف سے یوسف بن عمرو ثقفی عراق کا والی تھا۔ اسے جب ابو منصور کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفریہ عقائد کا پتہ چلا تو اسے گرفتار کروا کر کوفے کے شہر میں پھانسی پر لٹکا دیا۔

حامیم بن من اللہ

حامیم بن من اللہ کا تعلق سرزمین ریف کے بربر قبیلے بنو ریف سے تھا یہ مفتری کے لقب سے مشہور تھا۔ حامیم بن من اللہ نے سن ۳۱۳ (۹۲۵ ع) میں ایک نیا مذہب رائج کرنے کی کوشش کی اس کی مصنوعی شریعت کی خاص باتیں یہ تھیں:

1. نمازیں صرف دو فرض ہیں۔
2. ماہ رمضان کے تیس روزے منسوخ ہیں اس کے بدلے میں رمضان کے آخری عشرے کے دس یا تین شوال کے دو اور ہر مہینے میں بدھ اور جمعرات کو دوپہر تک روزہ مقرر کیا
3. حج، طہارت اور غسل کو بھی منسوخ قرار دیا۔
4. مچھلیاں، جانوروں کے پرندوں کے انڈوں کو حرام قرار دیا۔
5. اس نے جنگلی سور کے سوا تمام درندوں کا گوشت حلال قرار دیا۔

ان احکامات کی خلاف ورزی پر جرمانہ عائد کیا جاتا تھا جس سے اس نے اور اس کے اقارب نے خوب ہاتھ رنگے، اس نے قرآن کی طرح ایک کتاب بنانے کی مذموم کوشش کی اس کے پیروکار اس کی پھوپھی تنجیت اور بہن دجو کو پیغمبر کا درجہ دیتے تھے

حامیم کا برا انجام

اس کے مذہب اور پیروکاروں کا ذکر مذموم صرف کتابوں میں عبرت کیلئے رہ گیا باقی اس کے مذہب کا کوئی وجود نہیں اور حامیم ۳۱۵ میں طنجہ کے قریب لڑتا ہوا مارا گیا۔ تاریخ ابن خلدون

صالح بن طریف

یہ شخص یہودی الاصل تھا، اندلس کے ایک قلعے برباط میں پیدا ہوا اور وہیں نشو و نما پائی، عبید اللہ معتزلی سے علم حاصل کیا اور جادو گری پر بھی دسترس حاصل کی اس نے مغرب اقصیٰ کے ساحلی علاقے میں مقیم وحشی اور جاہل بربری قبیلے میں بود و باش اختیار کی اور انہیں اپنی جادو گری اور شعبدہ بازی سے اپنا مداح اور پیروکار بنا لیا آخر کار اس نے نبوت کا دعوی کیا اس وقت ھشام بن عبدالملک مسلمانوں کا خلیفہ تھا اس نے مرزا غلام احمد کی طرح دعوائے نبوت سے قبل مھدی ہونے کا دعوی کیا تھا اور کہتا تھا کہ میں وہی مھدی ہوں جس کے پیچھے مسیح نماز پڑھیں گے، اور کہا کے کہ میں وہی صالح ہوں جس کا ذکر قرآن مجید میں سورہ تحریم کی آیت: ﴿ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے محمد ﷺ کی تکمیل نبوت کیلئے بھیجا گیا ہے یہ بھی دعویٰ کیا کہ اس پر رسول اللہ کی طرح قرآن نازل ہوا جس میں ۸۰ سورتیں ہیں۔اس نے اپنی شریعت کے جو عقائد اور فروعات بنائے ان کو مخفی رکھا لیکن جو ظاہر کئے وہ یہ ہیں:

1. رمضان کے بجائے رجب کے روزے رکھے جائیں۔
2. نمازیں دس فرض ہیں پانچ دن اور پانچ رات میں۔
3. اکیس محرم پر قربانی واجب ہے۔
4. میاں و بیوی پر غسل جنابت معاف ہے۔
5. نماز اشاروں سے پڑھتے تھے صرف آخری رکعت میں پانچ سجدے کرتے تھے۔
6. شادی میں کسی تعداد کی قید نہیں۔
7. ہر جانور کی سری حرام ہے۔

صالح بن طریف کا پرسرار انجام

یہ شخص ۴۷ سال تک دعوائے نبوت کے ساتھ اپنی قوم پر حکمرانی کرتا رہا اور آخر میں اپنا اقتدار اپنے بیٹے الیاس کے سپرد کر کے مشرق کی طرف روانہ ہوگیا یہ کہہ گیا کہ میں اپنے ساتویں جانشین کے زمانے میں آئوں گا اس کے بعد اس کے جانشین حکمران نبوت کا دعوی کرتے آئے

1. الیاس بن صالح ۱۲۷تا۱۷۳ھ ۴۵ سال
2. یونس بن الیاس ۱۷۴تا۲۲۴ھ ۵۰ سال
3. ابو غفیر بن یونس ۲۶۸تا۲۹۷ھ ۲۹ سال
4. ابو منصور ۳۴۱تا۳۶۹ھ ۲۸ سال

ان برغواطہ کے حکمرانوں نے گیارویں صدی عیسوی کے آغاز میں بنوافرن سے شکست کھائی اور گیارھویں صدی کے آخر میں المرابطون سے اور بارھویں صدی عیسوی میں الموحدون اور المرابطون سے شکست کھائی اوران علاقوں پر مسلمانوں کی حکومت قائم ہوگئی۔

تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو (المغرب فی ذکر بلاد افریقیہ والمغرب) طبع دیسلان الجزائر ۱۹۱۱ء ص ۱۳۴تا ۱۴۱ دائرۃ المعارف الاسلامی ۱۲ / ۲۳ — ۲۴)

اسحاق اخرس

اسحاق شمالی افریقہ کے علاقے اصفہان میں ۱۳۵ھ میں ظاہر ہوا اس سے قبل یہ تورات ، انجیل ،زبور اور قران کی تعلیم حاصل کر چکا تھا مختلف زبانوں پر بھی دسترس حاصل کر لی تھی، خلق خدا کو گمراہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کیلئے شعبدہ بازی اور جادو گری میں بھی مہارت حاصل کی جب یہ اصفہان آیا تو وہاں ایک عربی کے مدرسے میں سکونت اختیار کی۔

گونگا بننے کا ڈرامہ اور انجام

مدرسے میں قیام کے دوران اس نے ایک حجرے میں گوشہ نشینی اختیار کی اور عبادت میں مگن رہتا اور خود کو گونگہ ظاہر کیا اب ہر کوئی اس کو گونگا سمجھ کر اشاروں میں بات کرتا اور یہ اخرس (گونگے) کے نام سے مشہور ہو گیا لیکن یہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ شخص ایک بہت بڑا علامہ اور مختلف زبانوں کا ماہر ہے اسحاق اخرس جب لوگوں کو یہ باور کرانے میں کامیاب ہو گیا کہ وہ ایک گونگا اور سادہ لوح انسان ہے تو دس سال کے عرصے میں اس نے ایک روغن تیار کیا جسے چہرے پر ملنے سے چمک اور نورانیت چھا جائے اور دو رنگیں شمعیں بھی تیار کیں ایک رات جب لوگ محو آرام تھے تو اس نے وہ روغن چہرے پر لگایا اور شمعیں اپنے سامنے جلا کر رکھ دیں اور چیخنا شروع کر دیا جب مدرسے کے طلباء، علماء اور دیگر لوگ قریب پہنچے تو اس نے نماز پڑھنا شروع کر دی اور بہترین آواز میں قرآن کی تلاوت کرنے لگا جس نے بڑے بڑے قاریوں کا من موہ لیا بعد میں اس نے خود کو حجرے میں بند کر دیا پورے شہر میں یہ بات پھیل گئی کہ ایک گونگا شخص قرآن کی تلاوت کر رہا ہے جب شہر کے لوگ اس کی زیارت کیلئے پہنچے تو دروازے کو بند پایا قاضی شہر کو اطلاع دی گئی قاضی نے آکر اس کو زیارت کرانے کی منت وسماجت کی جس پر اس نے شعبدہ بازی سے بغیر چابی کے اپنی آواز سے دروازے کا تالا کھلوایا جس پر لوگ اور بھی متاثر ہوئے اس چال کے ذریعے اس نے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیا، جب قاضی نے پوچھا کہ جناب آپ تو گونگے تھے اور سارا شہر اس کرشمہ قدرت پر حیران ہے اگر حقیقت حال سے پردا اٹھائیں تو نوازش ہوگی یہ مکار اسی موقعے کی تلاش میں تھا اس نے گھڑی ہوئی کہانی بتادی :

کہنے لگا آج سے چالیس سال پہلے مجھ پر خدا کے فیض کی پالوٹ ہو چکی تھی لیکن آج کی رات مجھ پر ایسے حقائق ظاہر ہوئے ہیں جن کا اظہار طریقت کے مذہب کے مطابق جائز نہیں پھر کہنے لگا کہ آج رات میرے پاس دو فرشتے آئے تھے اور مجھے حوض کوثر کے پانی سے غسل کروایا اور کہنے لگے السلام علیک نبی اللہ اور میں گھبرایا گیا کچھ بھی سمجھ میں نہیں آیا ایک فرشتے نے میٹھی آواز میں کہا یا نبی اللہ افتح فاک بسم اللہ الازلی اے اللہ کے نبی اللہ کے نام کے ساتھ اپنا منہ کھولو پھر فرشتے نے میرے منہ میں ایک سفید چیز ڈالی جو برف سے ٹھنڈی، شہد سے زیادہ میٹھی اور مشک سے زیادہ معطر تھی جب وہ چیز میری حلق سے اتری تو میرے منہ سے کلمہ شہادت نکل گیا اور میں بلند آواز سے کہنے لگا: اشھد ان لاالہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ فرشتہ کہنے لگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح آپ بھی ایک رسول ہیں۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر بھیجا ہے تو فرشتہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہنے لگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مستقل ہے اور آپ بالتبع ظلی نبی ہیں اس نے کئی لوگوں کو گمراہ کر کے اپنے ساتھ ملالیا اور خلیفہ منصور عباسی کے گورنروں کو شکست دے کر عمان اور بصرہ کے کئی علاقوں پر قبضہ کر لیا آخر کار منصور عباسی کے لشکر کو فتح نصیب ہوئی اور اس دجال کو قتل کر دیا گیا۔

علی بن فضل یمنی

اس کا تعلق یمن کے علاقے صنعاء سے تھا اور اسماعیلی فرقے سے وابستہ تھا طویل عرصہ تک جب اس کے جھوٹے دعوائے نبوت کی کسی نے تصدیق نہیں کی تو اس نے جادوگری اور شعبدہ بازی کا راستہ اختیار کیا اس نے ایک جادوئی آگ تیار کی اور اس کی تکذیب کرنے والوں کو عذاب ہوتے ہوئے دکھایا اس شعبدہ بازی سے متاثر ہو کر کئی لوگ متاع ایمان گنوا بیٹھے یہ ۱۹ سال تک لوگوں کو گمراہ کرتا رہا۔

اسکی خود ساختہ شریعت :

تمام حرام چیزیں حلال ہیں ، سگی بیٹیوں سے نکاح جائز ہے

علی بن فضل یمنی کا انجام

اس کے فحش فتاواجات نے یمن کے شرفاء کو بیدار کیا جس کی وجہ سے وہ اسے قتل کرنے کے درپے ہو گئے آخر اسے زہر دے کر ہلاک کر دیا صاحب مراۃ الجنان علامہ یافعی لکھتے ہیں:

قتل اللعین الشیطان الرجیم ، وذهب لا رده الله إلا إلى النار الجحيم ، قتله بعض قبائل اليمن

اس ملعون شیطان کو قتل کر دیا گیا، مر گیا اور اللہ اسے جہنم میں ڈالے یمن کے بعض قبائل نے اسے ہلاک کر دیا۔

علی بن محمد خارجی

یہ رے شہر کے مضافات میں پیدا ہوا ابتدا میں خلیفہ جعفر عباس کے وزراء کے قصیدے لکھ کر انعامات حاصل کرنا اس کا ذریعہ معاش تھا درباروں کی رعنائی نے اس کے دل میں سرداری اور بادشاہت کی تمنا پیدا کر دی 249ھ میں بغداد سے بحرین چلا گیا وہاں اس نے نبوت کا دعویٰ کیا وہاں اس نے ایک کتاب لکھی جسے وہ الہامی کتاب قرار دیتا بحرین میں کئی قبائل کو گمراہ کیا بعد میں بصرہ میں آ کر گمراہی پھیلانا شروع کی جب بصرہ کے حاکم نے اس کی گرفتاری کے احکامات جاری کئے تو یہ بغداد کی طرف فرار ہو گیا لیکن اس کی بیوی، بیٹے اور چند پیروکاروں کو گرفتار کر لیا گیا لیکن جب بصرہ کے حاکم کے خلاف مقامی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغاوت ہوئی اور اس نے زنگی باغیوں کو اپنے ساتھ ملا کر ایک لشکر تیار کر لیا اور گردونواح کے علاقوں میں لوٹ مار شروع کر دی اور اس کے مقابلے میں اہل بصرہ کو چار مرتبہ شکست ہوئی ان فتوحات نے اس کا حوصلہ بڑھایا اور اس نے ایلہ پر قبضہ کر لیا خلیفہ معتمد نے اس کی سرکوبی کیلئے یکے بعد دیگرے دو لشکر بھیجے لیکن دونوں لشکروں کو شکست ہوئی خلیفہ نے کچھ اور بھی لشکر کشیاں کروائیں جس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا آخر کار خلیفہ معتمد نے فیصلہ کن معرکہ لڑنے کا فیصلہ کیا اور شہزادہ ابو لعباس کی کمان میں سن 266ھ میں ایک لشکر جرار روانہ کیا جس نے کامیابی حاصل کی پھر مسلمانوں کو زنگیوں کے مقابلے کامیابیاں ملتی رہیں۔

علی بن محمد خارجی کا انجام

علی بن محمد خارجی اپنے پیروکار زنگیوں کی مسلسل ناکامیوں کے بعد آخری معرکے میں علی بن محمد سفیانی شہر کی طرف فرار ہوا لیکن مسلمانوں کے لشکر نے اسے گھیر لیا اور ہلکی جھڑپ میں اسے قتل کر دیا گیا اور اسکا سر نیزے میں چڑھا دیا گیا اس طرح اس فتنہ کا خاتمہ ہو گیا۔

استادسیس خراسانی کا انجام

خلیفہ ابو جعفر منصور کے زمانے میں خراسان کے اطراف میں استاد سیس نے نبوت کا دعویٰ کیا چند برسوں میں اس نے خراسان، ہرات اور سجستان کے تین لاکھ باشندوں کو گمراہ کیا اور خراسان کے اکثر علاقے اپنے قبضہ میں کر لئے خلیفہ نے اس کی سرکوبی کے لئے خازم بن خریمہ کو چالیس ہزار سپاہیوں کا لشکر دے کر بھیجا استاد سیس کو شکست ہوئی اور اس کے کئی پیروکار مارے گئے اور خود پہاڑوں میں فرار ہو گیا لیکن محاصرہ کے بعد اس نے از خود گرفتاری کیلئے پیش کر دیا غالب گمان یہی ہے کہ خلیفہ نے اسے قتل کرا دیا بہر حال اس کی پُراسرار گمشدگی عمر قید یا موت کی دلیل ہے۔(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ ابن خلدون ۳ / ۱۹۸)

عبدالحق بن سبعین مرسی

عبدالحق بن سبعین مرسی کا تعلق مراکش کے شہر مرسیہ سے تھا اس کی باتوں میں صوفیاء کی طرح غموض تھا

عقائد

اس کے پیروکار فرائض کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے یہ کہتا تھا کہ نبوت کے معاملے میں وسعت تھی لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے لانبی بعدی کہہ کر اس میں تنگی کر دی اس کلمہ کفر کی وجہ سے اسے وہاں سے دربدر کر دیا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبرتناک موت

شیخ صفی الدین ہندی کہتے ہیں کہ میری اس سے ملاقات سن 666ھ میں مکہ معظمہ میں ہوئی وہاں سن 668ھ میں اس نے فصد کھلوائی خون بند نہیں ہو سکا اور اسی میں مر گیا۔

عبدالعزیز باسندی کا انجام

اس شخص نے 332 میں نبوت کا دعویٰ کیا یہ ایک شعبدہ باز تھا حوض میں ہاتھ ڈال کر اشرفیاں نکالتا تھا اس کی شعبدہ بازیوں نے ہزاروں لوگوں کو گمراہ کر دیا آخر کار اس نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا اور اسی کی "نبوت" کا انکار کرنے والے اہل حق اس کے مظالم کا شکار ہوئے، اس کے مظالم سے تنگ آکر وہاں کے حاکم ابو علی بن محمد بن مظفر نے اس کی سرکوبی کیلئے لشکر بھیجا عبدالعزیز ایک پہاڑ پر جا کر قلعہ بند ہوا جب اسلامی لشکر نے محاصرہ کر کے شدید حملہ کیا اور باسندی کے اکثر فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور باسندی کا سر کاٹ کر ابو علی کے پاس بھیج دیا گیا باسندی کہتا تھا کہ میں مرنے کے بعد لوٹ آئوں گا لیکن اس کے پیروکار اس خوش فہمی میں زیادہ عرصے تک مبتلا نہیں رہے بلکہ دوبارہ مشرف باسلام ہوئے اس طرح اس فرقے کا نام ونشان بھی مٹ گیا۔

ابوالقاسم احمد بن قسی

اس کا تعلق مغربی اندلس سے تھا یہ ایک حیلہ باز چرب زبان شخص تھا اس نے پہلے ولایت کا دعویٰ کیا، اور بعد میں نبوت کا دعویٰ کیا مراکش کے حاکم یوسف بن تاشقین کی تفتیش پر اس نے حیلہ بازی کی اور کھلم کھلا نبوت کا دعوی ظاہر نہیں کیا جب واپس آکر ایک شیلہ نامی گاؤں میں اپنا مرکز قائم کیا اور احیلہ اور مزیلہ کے مقامات پر قبضہ کر لیا لیکن خود اس کا کمانڈر محمد بن وزیر باغی ہو گیا اور اسے قتل کرنے کی تدبیریں کرنے لگا تو یہ بھاگ کر عبدالمومن کے پاس آگیا جو یوسف بن تاشقین کے بعد وہاں کا حاکم تھا جب عبدالمومن کو اس کی دعوائے نبوت کا پتہ چلا تو انہوں نے اس سے دریافت کیا اس نے جواب میں کہا جس طرح صبح صادق بھی ہوتی اور کاذب بھی اس طرح نبی بھی صادق بھی ہوتا ہے اور کاذب بھی اور میں کاذب نبی ہوں عبدالمومن نے اسے گرفتار کر لیا لیکن اس کے کوئی مزید احوال نہیں ملتے یونہی اس کا دعوائے نبوت دم توڑ گیا۔ (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: تاریخ الاسلام للذہبی)

حسین بن منصور حلاج

منصور حلاج (پیدائش 858ء، وفات 26 مارچ 922ء) ایک فارسی صوفی اور مصنف۔ پورا نام ابو المغیث الحسین ابن منصور الحلاج تھا۔ والد منصور پیشے کے لحاظ سے دھنیا تھا اس لیے نسبت حلاج

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغاوت ہوئی اور اس نے زنگی باغیوں کو اپنے ساتھ ملا کر ایک لشکر تیار کر لیا اور گرد نواح کے علاقوں میں لوٹ مار شروع کر دی اور اس کے مقابلے میں اہل بصرہ کو چار مرتبہ شکست ہوئی ان فتوحات نے اس کا حوصلہ بڑھایا اور اس نے ایلہ پر قبضہ کر لیا خلیفہ معتمد نے اس کی سرکوبی کیلئے یکے بعد دیگرے دو لشکر بھیجے لیکن دونوں لشکروں کو شکست ہوئی خلیفہ نے کچھ اور بھی لشکر کشیاں کروائیں جس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا آخر کار خلیفہ معتمد نے فیصلہ کن معرکہ لڑنے کا فیصلہ کیا اور شہزادہ ابولعباس کی کمان میں سن 266ھ میں ایک لشکر جرار روانہ کیا جس نے کامیابی حاصل کی پھر مسلمانوں کو زنگیوں کے مقابلے کامیابیاں ملتی رہیں۔

علی بن محمد خارجی کا انجام

علی بن محمد خارجی اپنے پیروکار زنگیوں کی مسلسل ناکامیوں کے بعد آخری معرکے میں علی بن محمد سفیانی شہر کی طرف فرار ہوا لیکن مسلمانوں کے لشکر نے اسے گھیر لیا اور ہلکی جھڑپ میں اسے قتل کر دیا گیا اور اسکا سر نیزے میں چڑھا دیا گیا اس طرح اس فتنہ کا خاتمہ ہو گیا۔

استادسیس خراسانی کا انجام

خلیفہ ابو جعفر منصور کے زمانے میں خراسان کے اطراف میں استاد سیس نے نبوت کا دعویٰ کیا چند برسوں میں اس نے خراسان، ہرات اور سجستان کے تین لاکھ باشندوں کو گمراہ کیا اور خراسان کے اکثر علاقے اپنے قبضہ میں کر لئے خلیفہ نے اس کی سرکوبی کے لئے خازم بن خریمہ کو چالیس ہزار سپاہیوں کا لشکر دے کر بھیجا استاد سیس کو شکست ہوئی اور اس کے کئی پیروکار مارے گئے اور خود پہاڑوں میں فرار ہو گیا لیکن محاصرہ کے بعد اس نے از خود گرفتاری کیلئے پیش کر دیا غالب گمان یہی ہے کہ خلیفہ نے اسے قتل کرا دیا بہر حال اس کی پراسرار گمشدگی عمر قید یا موت کی دلیل ہے۔(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ ابن خلدون ۳ / ۱۹۸)

عبدالحق بن سبعین مرسی

عبدالحق بن سبعین مرسی کا تعلق مراکش کے شہر مرسیہ سے تھا اس کی باتوں میں صوفیاء کی طرح غموض تھا

عقائد

اس کے پیروکار فرائض کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے یہ کہتا تھا کہ نبوت کے معاملے میں وسعت تھی لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے لا نبی بعدی کہہ کر اس میں تنگی کر دی اس کلمہ کفر کی وجہ سے اسے وہاں سے دربدر کر دیا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبرتناک موت

شیخ صفی الدین ہندی کہتے ہیں کہ میری اس سے ملاقات سن 666ھ میں مکہ معظمہ میں ہوئی وہاں سن 668ھ میں اس نے فصد کھلوائی خون بند نہیں ہو سکا اور اسی میں مر گیا۔

عبدالعزیز باسندی کا انجام

اس شخص نے 332 میں نبوت کا دعویٰ کیا یہ ایک شعبدہ باز تھا حوض میں ہاتھ ڈال کر اشرفیاں نکالتا تھا اس کی شعبدہ بازیوں نے ہزاروں لوگوں کو گمراہ کر دیا آخر کار اس نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا اور اسی کی "نبوت" کا انکار کرنے والے اہل حق اس کے مظالم کا شکار ہوئے، اس کے مظالم سے تنگ آکر وہاں کے حاکم ابو علی بن محمد بن مظفر نے اس کی سرکوبی کیلئے لشکر بھیجا عبدالعزیز ایک پہاڑ پر جا کر قلعہ بند ہوا جب اسلامی لشکر نے محاصرہ کر کے شدید حملہ کیا اور باسندی کے اکثر فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور باسندی کا سر کاٹ کر ابو علی کے پاس بھیج دیا گیا باسندی کہتا تھا کہ میں مرنے کے بعد لوٹ آئوں گا لیکن اس کے پیروکار اس خوش فہمی میں زیادہ عرصے تک مبتلا نہیں رہے بلکہ دوبارہ مشرف باسلام ہوئے اس طرح اس فرقے کا نام ونشان بھی مٹ گیا۔

ابوالقاسم احمد بن قسی

اس کا تعلق مغربی اندلس سے تھا یہ ایک حیلہ باز چرب زبان شخص تھا اس نے پہلے ولایت کا دعویٰ کیا، اور بعد میں نبوت کا دعویٰ کیا مراکش کے حاکم یوسف بن تاشقین کی تفتیش پر اس نے حیلہ بازی کی اور کھلم کھلا نبوت کا دعوی ظاہر نہیں کیا جب واپس آکر ایک شیلہ نامی گاؤں میں اپنا مرکز قائم کیا اور احیلہ اور مزیلہ کے مقامات پر قبضہ کر لیا لیکن خود اس کا کمانڈر محمد بن وزیر باغی ہو گیا اور اسے قتل کرنے کی تدبیریں کرنے لگا تو یہ بھاگ کر عبدالمومن کے پاس آگیا جو یوسف بن تاشقین کے بعد وہاں کا حاکم تھا جب عبدالمومن کو اس کی دعوائے نبوت کا پتہ چلا تو انہوں نے اس سے دریافت کیا اس نے جواب میں کہا جس طرح صبح صادق بھی ہوتی اور کاذب بھی اس طرح نبی بھی صادق بھی ہوتا ہے اور کاذب بھی اور میں کاذب نبی ہوں عبدالمومن نے اسے گرفتار کر لیا لیکن اس کے کوئی مزید احوال نہیں ملتے یونہی اس کا دعوائے نبوت دم توڑ گیا۔ (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: تاریخ الاسلام للذھبی)

حسین بن منصور حلاج

منصور حلاج (پیدائش 858ء، وفات 26 مارچ 922ء) ایک فارسی صوفی اور مصنف۔ پورا نام ابو المغیث الحسین ابن منصور الحلاج تھا۔ والد منصور پیشے کے لحاظ سے دھنیا تھا اس لیے نسبت حلاج

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہلائی۔ فارس کے شمال مشرق میں واقع ایک قصبہ الطور میں پیدا ہوا۔ عمر کا ابتدائی زمانہ عراق کے شہر واسط میں گزارا۔ پھر اہواز کے ایک مقام تستر میں سہل بن عبداللہ اور پھر بصرہ میں عمرو مکی سے تصوف سیکھا۔ 264ھ میں بغداد آ گیا اور جنید بغدادی کے حلقۂ تلمذ میں شریک ہو گیا۔ عمر کا بڑا حصہ سیر و سیاحت میں بسر کیا بہت سے ممالک کے سفر کیے جن میں مکہ، خراسان شامل ہیں۔ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں: تاریخ کی کتب اس امر پر متفق ہیں کہ حلاج، نیرنگ، شعبدہ بازی اور ہاتھوں کے کھیل میں بہت چالاک تھا۔ روپے برسا دیتا تھا، طرح طرح کے میوے منگواتا، ہوا میں اڑتا اور اس کے علاوہ بھی کئی عجائبات دکھلاتا تھا۔

اس کے ایک ہمسفر کا بیان ہے کہ حسین اس کے ساتھ صرف اس غرض سے ہندوستان آیا تھا کہ یہاں کی مشہور شعبدہ بازیوں کی تعلیم حاصل کرے۔ چنانچہ اس نے میرے سامنے ایک عورت سے رسی پر چڑھ کر غائب ہو جانے کا فن سیکھا۔ راہ میں گڑھے کھود کر کہیں پانی، کہیں میوہ، کہیں کھانا پہلے سے چھپا دیتا۔ پھر اپنے ہمراہیوں کو لے کر اسی سمت میں سفر کرتا اور بوقتِ ضرورت کرامتوں کے تماشے دکھاتا۔

سید سلیمان ندوی نے ابن سعد قرطبی، بغداد کے مشہور سیاح ابن موقل، مورخ ابن ندیم، ابو علی بن مسکویہ، مسعودی، علامہ ابن جوزی، ابن اثیر اور امام الحرمیہ کی تواریخ سے ثابت کیا ہے کہ وہ ایک شعبدہ باز اور گمراہ شخص تھا۔

چنانچہ ابن ندیم کے حوالے سے، جو صرف ایک واسطہ سے روایت کرتا ہے، لکھتے ہیں کہ:

حسین بن منصور حلاج ایک حیلہ گر اور شعبدہ باز آدمی تھا۔ اس نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے صوفیوں کے طریقے اختیار کر لیے تھے۔ صوفیوں کی طرح باتیں کرتا اور علم کے جاننے کا دعویدار تھا، حالانکہ وہ اس سے خالی تھا۔ البتہ علم کیمیا میں اسے کچھ مہارت ضرور تھی۔ جب اپنے مریدوں کے پاس ہوتا، تو خدائی کا دعویٰ کرتا اور کہتا کہ: خدا مجھ میں حلول کر گیا ہے

نبوت کا دعوی

اس نے نبوت کا دعویٰ کیا حتی کہ وہ اس سے بھی اوپر چلا گیا اور پھر وہ یہ دعوی کرنے لگا یہ وہ ہی اللہ ہے، (نعوذ باللہ) تو وہ یہ کہا کرتا کہ میں اللہ ہوں، اور اس نے اپنی بہو کو حکم دیا کہ وہ اسے سجدہ کرے تو اس نے جواب دیا کہ کیا غیر اللہ کو بھی سجدہ کیا جاتا ہے؟ تو حلاج کہنے لگا ایک الٰہ آسمان میں ہے اور ایک الٰہ زمین میں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حلول میں ان کی موافقت کی، وہ بھی تو یہی بات کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام میں حلول کر گیا ہے۔

اور حلاج نے بھی اسی لیے لاھوت اور ناسوت والی بات کہی ہے جس طرح کہ عیسائی کہتے ہیں۔

کفریہ نعرہ انا الحق

وہ اتحاد ذات الٰہی یا ہمہ اوست کا قائل تھا اور "انا الحق" ""میں خدا ہوں"" کا نعرہ لگایا کرتا تھا۔ 297ھ/909ء میں ابن داؤد الاصفہانی کے فتوے کی بنیاد پر پہلی مرتبہ گرفتار ہوا۔ 301ھ میں دوسری مرتبہ گرفتار ہوا اور آٹھ سال مسلسل اسیر رہا۔ 309ھ میں مقدمے کا فیصلہ ہوا اور 18 ذیعقد کو سولی دے دی گئی۔ وفات کے بعد علماء کے ایک گروہ نے کافر و زندیق قرار دیا اور دوسرے گروہ نے جن میں رومی اور عطار جیسے مشرک صوفیاء نے اسے ولی اور شہید حق کہا۔ حلاج نے گمراہی کی بنیاد تصوف اور طریق تصوف اور اپنے گمراہ عقائد و نظریات کی شرح میں متعدد کتابیں اور رسائل قلمبند کیے جن کی تعداد 47 سے اوپر ہے۔ اس کا عقیدہ تین چیزوں پر مشتمل ہے۔

1. ذات الٰہی کا حصول ذات بشری میں
2. حقیقت محمدیہ کا اقدام
3. توحید ادیان

منصور بن حلاج، احمد رضا بریلوی کی نظر میں

احمد رضا خان بریلوی سے سوال کیا گیا

حضرت منصور و تبریز و سرمد نے ایسے الفاظ کہے جن سے خدائی ثابت ہے، لیکن وہ ولی اللہ گنے جاتے ہیں اور فرعون، شداد، ہامان و نمرود نے دعویٰ کیا تھا تو مخلد والنار ہوئے، اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب:

"ان کافروں نے خود کہا اور ملعون ہوئے اور انہوں نے خود نہ کہا۔ اس نے کہا جسے کہنا شایاں ہے اور آواز بھی انہی سے مسموع ہوئی۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے درخت سے سنا 'انی انا اللہ' میں ہوں رب اللہ سارے جہاں کا، کیا درخت نے کہا تھا؟ حاشا بلکہ اللہ نے۔ یونہی یہ حضرات اس وقت شجرِ موسیٰ ہوتے ہیں۔ (احکام شریعت، ص:93)

اس فتوی سے احمد رضا کے گمراہ عقائد کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے

علماء کی رائے منصور حلاج کے بارے میں

ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے البدایۃ والنھایۃ میں ابو عمر مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مدح سرائی کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کے فیصلے بہت ہی زیادہ درست ہوتے اور انہوں نے ہی حسین بن منصور حلاج کو قتل کیا۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(البدایۃ والنھایۃ: 11 / 172)۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کا کہنا ہے کہ:

جس نے بھی حلاج کے ان مقالات جیسا عقیدہ رکھا جن پر وہ قتل ہوا تو وہ شخص بالاتفاق کافر اور مرتد ہے اس لئے کہ حلاج کو مسلمانوں نے حلول اور اتحاد وغیرہ کا عقیدہ رکھنے کی بنا پر قتل کیا تھا۔

جس طرح کہ زندیق اور اتحادی لوگ یہ کہتا تھا مثلا حلاج یہ کہتے تھے کہ: میں اللہ ہوں، اور یہ بھی قول ہے: ایک الہ آسمان میں ایک زمین میں ہے۔ اجمالی طور پر امت مسلمہ میں اس کے اندر کوئی اختلاف نہیں کہ جس نے بھی یہ کہا کہ اللہ تعالی بشر میں حلول کر جاتا اور اس میں متحد ہو جاتا ہے اور یا یہ کہ انسان الہ ہو سکتا ہے اور یہ معبودوں میں سے ہے تو وہ کافر ہے اور اس کا قتل کرنا مباح ہے اور اسی بات پر حلاج کو بھی قتل کیا گیا تھا۔ مجموع الفتاوی (2 / 480)۔

منصور بن حلاج کا برا انجام

سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

حلاج جب واپس بغداد آیا، تو کسی نے وزیر حامد بن عباس کو اطلاع دی کہ حلاج کہتا ہے کہ میں نے بہت سے لوگوں کو زندہ کیا ہے اور میں مردوں کو زندہ کر سکتا ہوں اور بہت سے جنات میرے تابع ہیں اور میں جو چاہوں میرے پاس لا کر حاضر کر دیتے ہیں۔ نیز یہ کہ بہت سے اہل کار میرے گرویدہ ہو گئے ہیں۔ نصر حاجب سرکاری دفاتر کا نگران بھی میری طرف مائل ہو گیا ہے اور اس کے علاوہ کئی بڑے بڑے لوگ حلقہ بگوش ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر وزیر حامد بن عباس نے خلیفہ سے درخواست کی کہ حلاج کا معاملہ اس کے سپرد کر دیا جائے لیکن نصر حاجب آڑے آیا۔ جب وزیر نے اصرار کیا تو خلیفہ مقتدر باللہ نے منصور اور اس کے چیلوں کا معاملہ حامد بن عباس کے سپرد کر دیا۔

حامد بن عباس نے علماء سے اس کے قتل کا فتویٰ طلب کیا تو علماء اور فقہاء نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ثبوت کافی نہیں۔

پھر حامد نے علماء کے سامنے حلاج کی ایک کتاب پیش کی، جس میں لکھا تھا کہ:

"اگر کوئی شخص حج نہ کر سکے تو ایک صاف ستھری کوٹھی کو لیپ پوت کر حج کے ارکان اس کے سامنے ادا کرے۔ پھر تین یتیموں کو بلوا کر انہیں عمدہ کھانا کھلائے، عمدہ کپڑے پہنائے اور سات سات درہم ان کے حوالے کر دے، تو اس کو حج کا ثواب مل جائے گا۔" حامد بن عباس نے جب یہ فقرے قاضی القضاۃ کو سنائے تو اس نے حلاج سے پوچھا کہ: اس کا ماخذ کیا ہے؟

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حلاج نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الاخلاص ، کتاب السنۃ" کا حوالہ دیا۔ حلاج کی یہ کذب بیانی سن کر قاضی القضاۃ غضب ناک ہو گیا کیونکہ مذکورہ کتاب وہ پڑھ چکا تھا اور اس میں کوئی ایسی بات نہ تھی۔

بالآخر قاضی القضاۃ نے لکھ دیا کہ ایسے شخص کا خون حلال ہے۔

اس تحریر پر اور بھی کئی علماء نے دستخط کر دیے۔

چنانچہ حلاج ارتداد اور زندقہ کی سزا میں پہلے قتل کیا گیا، پھر جلایا گیا اور اس کی راکھ کر دریا برد کر دیا گیا۔

اس کے مرنے کے بعد اس کے پیروؤں نے وہی بات مشہور کر دی جو ہر ناکام مدعی کے پیروکار کرتے ہیں۔۔۔ یعنی: وہ مرا نہیں بلکہ زندہ ہے اور پھر لوٹ کر آئے گا۔ مگر افسوس کہ وہ آج تک واپس نہ آ سکا!! (رسالہ "معارف"، ج:2، شمارہ:4)

تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو : تاریخ بغداد از خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالی (8 / 112- 141) المنتظم از ابن جوزی رحمہ اللہ تعالی (13/ 201 -206) ۔ سیر اعلام النبلاء از امام ذھبی رحمہ اللہ تعالی (14 / 313- 354) ۔ البدایۃ والنھایۃ از حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی (11 / 132- 144) ۔

اسماعیلیہ شیعہ اوران کے مختلف فرقوں کا اپنے قائدین کو نبی کا درجہ دینا

ان فرقوں میں مشہور جھوٹے مدعیان نبوت ظاہر ہوئے مثلاً عطا مروی المعروف بہ مقنع، احمد جو قرمط، حمدان بن اشعث تھا، ابو طاہر قرمطی، حسن بن صباح۔

شیعہ کے عقیدے کے مطابق امام ششم حضرت جعفر صادق کے ایک بیٹے جن کا نام اسماعیل تھا اور وہ امام جعفر صادق کی اولاد میں سب سے بڑے تھے ، انہوں نے اپنے والد کی زندگی میں ہی وفات پائی تھی۔ خود جعفر صادق نے اسماعیل کی وفات کی گواہی دی تھی اور حتیٰ کہ حاکم مدینہ نے بھی اس گواہی کی تصدیق کی تھی کہ اسماعیل فوت ہو چکے ہیں مگر بعض لوگوں کا ایمان اور اعتقاد تھا کہ وہ فوت نہیں ہوتے بلکہ غائب اور روپوش ہو گئے ہیں اور اسی لئے دوبارہ ظاہر ہوں گے اور وہی مھدی موعود بھی ہوں گے۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ اسماعیل کی وفات کے بارے میں امام ششم کی گواہی ایک قسم کی پردہ پوشی ہے جو جان بوجھ کر عباسی خلیفہ منصور کے خوف سے دی گئی ہے۔ اسی طرح بعض لوگوں کا خیال یہ تھا کہ اگرچہ اسماعیل اپنے والد کی زندگی میں ہی فوت ہو گئے ہیں لیکن امامت پھر بھی انہی کا حق ہے اور اسماعیل کی

www.KitaboSunnat.com

وفات کے بعد یہ امامت خود بخود ان کے بیٹے محمد اور پھر ان کی اولاد میں منتقل ہو گئی ہے۔ مجموعی طور پر اسماعیلیوں کا فلسفہ ایک ایسا فلسفہ ہے جو ستارہ پرستوں کے فلسفے سے مشابہت رکھتا ہے اور یہ فلسفہ در حقیقت ہندی عرفان اور تصوف کے ساتھ گھل مل گیا ہے۔اسی طرح قرآنی معارف اور اسلامی احکام کے بارے میں بھی ان کا ایمان ہے کہ ہر ظاہر کے لئے ایک باطن اور ہر باطن کے لئے ایک ظاہر موجود ہے۔ اس کے علاوہ یہ لوگ تنزیل کے لئے ایک تاویل پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔اسماعیلیوں کا ایمان اور اعتقاد یہ ہے کہ یہ دنیا ہر گز حجت خدا سے خالی نہیں ہوتی اور خدا کی حجت دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک ناطق اور دوسری صامت، حجت ناطق تو خود پیغمبر ہوتے ہیں اور حجت صامت (خاموش) ولی یا امام ہوتے ہیں جو پیغمبر کے جانشین اور وصی ہیں۔ بہر حال حجت، اللہ تعالی کی ربوبیت اور خدائی کا مظہر ہے

حجت کی بنیاد ہمیشہ سات کے عدد کے ارد گرد گھومتی ہے اس طرح کہ ایک نبی یا رسول آتا ہے جس کو اللہ کی طرف سے نبوت (شریعت) اور ولایت ملی ہوتی ہے اور اس کے بعد اس پیغمبر کے سات جانشین ہوتے ہیں جن کو ولایت ملتی ہے۔ان سب جانشینوں کا ایک ہی درجہ یا مقام ہوتا ہے، سوائے اس کے کہ ساتواں جانشین نبی بھی ہوتا ہے۔اس کے تین درجے ہیں یعنی نبوت، جانشینی اور ولایت۔اس کے بعد پھر دوبارہ جانشینی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور پہلے کی طرح سات جانشین ہوتے ہیں۔ ساتواں جانشین ان تینوں مقامات اور درجات کا حامل ہوتا ہے اور یہ سلسلہ اسی نہج اور طریقے پر چلتا رہتا ہے اور کبھی ختم نہیں ہوتا۔اسماعیلی کہتے ہیں کہ سیدنا آدم (علیہ السلام) نبوت اور ولایت کے ساتھ دنیا میں تشریف لائے تھے اور ان کے سات جانشین تھے جن میں سے ساتویں سیدنا نوح علیہ السلام تھے اور سیدنا ابراھیم (علیہ السلام) کے ساتویں جانشین سیدنا موسیٰ (علیہ السلام) تھے۔سیدنا موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتویں جانشین سیدنا عیسیٰ (علیہ السلام) تھے اور سیدنا عیسیٰ (علیہ السلام) کے ساتویں جانشین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔اور اسی طرح سیدنا محمد ﷺ کے ساتویں جانشین محمد بن اسماعیل تھے۔ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین بالترتیب سیدنا علی (رضی اللہ عنہ)، حضرت امام حسین (رضی اللہ عنہ)، جناب علی بن حسین (رحمہ اللہ) (زین العابدین رحمہ اللہ)، امام محمد باقر (رحمہ اللہ)، امام جعفر صادق (رحمہ اللہ)، اسماعیل اور سیدنا محمد بن اسماعیل ہوتے ہیں (یہ لوگ دوسرے امام یعنی سیدنا امام حسن (رحمہ اللہ) ابن علی (رحمہ اللہ) کو اپنا امام نہیں مانتے)۔ محمد بن اسماعیل کے بعد ان کی اولاد سے سات افراد جانشین ہیں جن کا نام پوشیدہ ہے۔اس کے بعد فاطمی بادشاہوں میں سے پہلے سات افراد جن میں سب سے پہلے عبد اللہ مھدی تھے جو فاطمی سلطنت کے بانی ہوئے جانشین تھے۔

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے آپ کو "شیخ الجبال" نامزد کیا اور قلعہ الموت کے پاس کے علاقے میں چھوٹی سی آزاد ریاست قائم کرلی۔ پھر اپنے پیروؤں کا ایک سلسلہ شروع کیا۔ اس میں داعی اور فدائی بہت مشہور ہیں۔ فدائیوں کا کام تحریک کے دشمنوں کو خفیہ طور پر خنجر سے ہلاک کرنا تھا۔ بہت سے مسلمان اور عیسائی فدائیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ دہشت انگیزی کی یہ تحریک اتنی منظم تھی کہ مشرق قریب کے سبھی بادشاہ اس سے کانپتے رہتے تھے۔ کہتے ہیں کہ حسن بن صباح اپنے فدائیوں کو حشیش " گانجا" پلا کر بیہوش کر دیتا تھا اور پھر انھیں فردوس کی سیر کراتا تھا۔ جو اس نے وادی الموت میں بنائی تھی ۔ حسن بن صباح نے طویل عمر پائی اور ساتھ ہی نزار کے حق میں تبلیغ بھی جاری رکھی۔ حسن بن صباح کے مرنے کے یعنی ۵۱۸ ھ کے بعد شخص امید رود باری اور اس کے بعد اس کے بیٹے محمد نے حسن بن صباح کے طریقے اور آئین پر ہی حکومت کی تھی۔ پھر اس کا بیٹا حسن علی والموت کا چوتھا حکمران اور والی تھا، اس نے حسن بن صباح کے نزاری آئین اور طریقے کو منسوخ کر کے باطنیہ فرقے کی پیروی شروع کردی تھی۔۔اس جماعت کا خاتمہ ہلاکو خان کے ہاتھوں ہوا۔ ہلاکو خان تاتار نے ایران پر حملہ کر دیا اور اسماعیلیہ قلعوں کو فتح کر کے تمام اسماعیلیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس نے قلعوں کی بڑی بڑی فلک بوس عمارتوں کو بھی مٹی میں ملا دیا تھا۔ اس نے قلعہ الموت کو فتح کر کے حسن بن صباح کے آخری جانشین رکن الدین کو گرفتار کر لیا اور ہزاروں فدائیوں کو بڑی بے رحمی سے قتل کر دیا۔

اس کے بعد ۱۲۵۵ھ میں آغاخان محلاتی نے جو نزار فرقے سے تعلق رکھتا تھا ایران میں محمد شاہ قاچار سے بغاوت کی۔ اس نے کرمان کے علاقے میں تحریک شروع کی تھی اس میں اسے شکست ہوئی اور وہ بمبئی کی طرف بھاگ گیا۔ وہاں باطنیہ نزاری فرقے کی تبلیغ کا کام جاری رکھا اور اپنی امامت کا اعلان کر دیا۔ اس فرقے کی تبلیغ ابھی تک باقی اور جاری ہے۔ نزاریہ فرقہ کو اب آغاخانیہ کہا جاتا ہے

مستعلیہ: اس فرقے کے لوگ فاطمی بادشاہ مستعلی کے مرید اور پیروکار تھے ان کی امامت مصر کے فاطمی خلفاء میں ہی باقی رہی جو ۵۵۷ھ میں ختم ہوگئی لیکن کچھ عرصہ بعد ہندوستان اور پاکستان میں بوھری فرقہ کی بنیاد اسی مذہب پر دوبارہ قائم ہوئی جو اب بھی باقی اور جاری ہے۔

دروزیہ: دروزیہ قبیلہ جو دروز (شام) کے پہاڑوں میں سکونت پذیر ہے، کے لوگ ابتدا میں فاطمی خلفاء کے پیروکار تھے لیکن چھٹے فاطمی خلیفہ کے زمانے میں نشتگین دروزی کی تبلیغات کے زیر اثر باطنیہ فرقے سے ملحق ہوگئے۔ دردزیہ فرقے کی امامت الحاکم باللہ (فاطمی بادشاہ) پر آکر رک گئی جو دوسروں کے اعتقادات کے مطابق قتل ہوگیا تھا لیکن دروزیہ فرقے کا عقیدہ یا خیال ہے کہ وہ غائب ہوگیا ہے اور آسمانوں پر چلا گیا ہے اور پھر دوبارہ لوگوں کے درمیان آئے گا (یعنی وہی امام مھدی کی شکل میں ظہور کرے گا)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقنعہ: اس فرقے کے لوگ عطا مروی المعروف بہ مقنع کے پیرو کار تھے جو مورخین کے قول کے مطابق ابو مسلم خراسانی کے مریدوں اور پیروکاروں میں سے تھا۔ اس نے ابو مسلم کی وفات کے بعد دعویٰ کیا کہ ابو مسلم کی روح اس کے اندر حلول کر گئی ہے۔ تھوڑے ہی عرصے بعد اس نے پیغمبری کا دعویٰ بھی کر دیا۔ اس نے اسی پر قناعت نہیں کی بلکہ خدائی کا دعویٰ بھی کر دیا مگر آخر کار ۱۶۲ھ میں عباسی خلیفہ مھدی (۱۵۸تا۱۶۹ھ) نے ماوراء النھر کے علاقے میں قلعہ کیش کا محاصرہ کر لیا۔ جب مقنع کو اپنی گرفتاری اور موت کا یقین ہو گیا تو اس نے آگ جلائی اور اپنے چند پیروکاروں کے ساتھ اس میں کود گیا او رجل کر خاکستر ہو گیا۔ عطا مروی (مقنع) کے پیروکاروں نے کچھ عرصے کے بعد اسماعیلیہ مذھب اختیار کر لیا اور پھر باطنیہ فرقہ کے ساتھ ملحق ہو گئے۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: الملل والنحل لشھرستانی، کتاب کامل لابن اثیر، تاریخ آغاخانیہ۔

جلال الدین اکبر کذاب

عہد حکومت (۱۵۵۶ء تا ۱۶۰۵ء)

جلال الدین اکبر سلطنت مغلیہ کے دوسرے فرماں روا، ہمایوں کا بیٹا تھا ہمایوں نے اپنی جلاوطنی کے زمانے میں ایک ایرانی عورت حمیدہ بانو سے شادی کی تھی۔ اکبر اُسی کے بطن سے 1542ء میں امر کوٹ کے مقام پر پیدا ہوا۔

اکبر دور کی تاریخ بالخصوص درباری عالم ملا عبدالقادر بدایوانی کی کتاب منتخب التواریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد میں دین اسلام نہ صرف بطور نظام زندگی مسلمانوں کی اجتماعی زندگیوں کا حصہ نہیں رہا تھا بلکہ اسلام کے بنیادی اصولوں میں تحریفات کے ذریعے انفرادی زندگیوں میں بھی ختم کرنے کی پر زور کوششیں کی گئیں۔ ان تحریفات و بدعات کا اجمالی جائزہ لیتے ہیں:

1.عقیدہ توحید و رسالت:

عقیدہ توحید کی نفی آفتاب پرستی سے کی جانے لگی۔ ایک ہندو مصاحب بیربر نے اکبر کو آفتاب پرستی پر مائل کیا۔ آفتاب کی خدا کی طرح عبادت کی جانے لگی۔ اور اس کو مظہر کامل اور سرچشمہ سعادت سمجھا جانے لگا۔ دنیا اور اہل دنیا کی زندگی اس سے وابستہ سمجھی جانے لگی۔ طلوع آفتاب کے وقت اس کی طرف رخ کر کے عبادت کی جانے لگی، اکبر روزانہ آفتاب کے ایک ہزار ایک ہندی ناموں کا وظیفہ پڑھتا تھا۔ آفتاب پرستی کے ذیل میں آگ، پانی، پتھر، درخت اور تمام مظاہر عالم کی پرستش کی جانے لگی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

گائے، اس کے گوبر، قشقہ اور زنار کو مقدس قرار دے دیا گیا۔

پارسیوں (آتش پرستوں) کے زیر اثر ایک آتشکدہ تعمیر کیا گیا جہاں ہر وقت آگ جلتی رہتی تھی۔ قابل حیرت بات یہ ہے کہ اس آتشکدہ کا انتظام ایک درباری مولوی شیخ ابوالفضل کے سپرد کیا گیا تھا۔

اس عہد میں عیسائیوں کو بھی اثر ورسوخ حاصل ہو گیا تھا، عیسائی پادریوں کے دربار میں ہونے والے مباحثوں کے نتیجے میں عقیدہ تثلیث کے حق ہونے کی تصدیق کی گئی۔ ان عیسائی پادریوں کی جسارت اسقدر بڑھ گئی تھی کہ انہوں نے دجال ملعون اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں مشابہت پیدا کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا نعوذ باللہ کیونکہ ان کو اکبر کی مکمل حمایت حاصل تھی۔ سچ تو یہ ہے کہ اکبر کو اس انتہائی مقام تک لانے میں زر پرست علما ومشائخ نے اہم کردار ادا کیا۔ درباری علماء نے اکبر کو یقین دلادیا تھا کہ وہ امام الزمان ہے اور اس مرتبے کو اتنا بڑھا چڑھا کر پیش کیا کہ اکبر نے اجمالی اور معنوی نبوت کا دعٰوی کر دیا۔ رہی سہی کسر شیخ مبارک کے تیار کردہ محضر نامہ نے نکال دی۔ اس کی بدولت امام عادل (حکمران وقت) کو مجتہد شرعی سے اعلٰی وبرتر قرار دے کر شریعت اسلامی میں کھلم کھلا مداخلت کے دروازے کھول دیئے۔ بادشاہ کو کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینے کے تمام اختیارات حاصل ہو گئے۔ اس محضر نامہ پر مولانا عبداللہ مخدوم الملک۔ شیخ عبدالنبی صدر الصدور۔ جلال الدین ملتانی قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) صدر جہاں مفتی اعظم۔ ملا شیخ مبارک اور غازی خاں بدخشی جامع معقولات نے دستخط کئے۔

اس سلسلے میں نام نہاد صوفیا نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ شیخ تاج الدین نے اکبر کو انسان کامل کے درجے پر فائز کر کے مقام الوہیت کے نزدیک کر دیا۔ اسی کے نتیجے میں بادشاہ کے لئے سجدہ تعظیمی جس کا نام زمین بوسی رکھا گیا جائز قرار دیا گیا۔

اس صورت حال میں اکبر نے بڑی دیدہ دلیری سے عقائد و مسائل میں نئی اختراعات کو شامل کر لیا۔ قرآن مجید کو مخلوق قرار دیا گیا۔ وحی کو امر محال کہا گیا۔ نبوت کو مشکوک سمجھا جانے لگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسمائے مبارکہ سے نفرت کا اظہار کیا جانے لگا۔ اور جن درباریوں کے ناموں میں محمد یا احمد ہوتا ان کے نام تک تبدیل کر دیئے جائے۔ جن، ملائکہ اور تمام غیبی امور کا انکار کر دیا گیا۔ مرنے کے بعد عذاب وثواب کو محال قرار دے کر تناسخ پر منحصر کر دیا گیا۔

2. نظام صلوٰۃ کا خاتمہ:

اکبر نے نماز پنجگانہ کو منسوخ کر کے سورج کی پرستش شروع کر دی۔ مسجدوں اور خانقاہوں کو ہندوؤں کی آرام گاہیں بنایا گیا بلکہ بعض مساجد اصطبل گاہوں کا نقشہ بن گئیں۔ مساجد میں نماز ادا کرنے کی بجائے فحش اعمال کئے جانے لگے۔

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

گائے،اس کے گوبر، قشقہ اور زنار کو مقدس قرار دے دیا گیا۔

پارسیوں (آتش پرستوں) کے زیر اثر ایک آتشکدہ تعمیر کیا گیا جہاں ہر وقت آگ جلتی رہتی تھی۔ قابل حیرت بات یہ ہے کہ اس آتشکدہ کا انتظام ایک درباری مولوی شیخ ابوالفضل کے سپرد کیا گیا تھا۔ اس عہد میں عیسائیوں کو بھی اثر ورسوخ حاصل ہو گیا تھا، عیسائی پادریوں کے دربار میں ہونے والے مباحثوں کے نتیجے میں عقیدہ تثلیث کے حق ہونے کی تصدیق کی گئی۔ان عیسائی پادریوں کی جسارت اسقدر بڑھ گئی تھی کہ انہوں نے دجال ملعون اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں مشابہت پیدا کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا نعوذ باللہ کیونکہ ان کو اکبر کی مکمل حمایت حاصل تھی۔سچ تو یہ ہے کہ اکبر کو اس انتہائی مقام تک لانے میں زرپرست علما ومشائخ نے اہم کردار ادا کیا۔درباری علماء نے اکبر کو یقین دلادیا تھا کہ وہ امام الزمان ہے اور اس مرتبے کو اتنا بڑھا چڑھا کر پیش کیا کہ اکبر نے اجمالی اور معنوی نبوت کا دعوٰی کر دیا۔رہی سہی کسر شیخ مبارک کے تیار کردہ محضر نامہ نے نکال دی۔اس کی بدولت امام عادل (حکمران وقت) کو مجتہد شرعی سے اعلیٰ وبرتر قرار دے کر شریعت اسلامی میں کھلم کھلا مداخلت کے دروازے کھول دیئے۔بادشاہ کو کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینے کے تمام اختیارات حاصل ہو گئے۔اس محضر نامہ پر مولانا عبداللہ مخدوم الملک۔ شیخ عبدالنبی صدر الصدور۔ جلال الدین ملتانی قاضی القضاۃ(چیف جسٹس) صدر جہاں مفتی اعظم۔ملا شیخ مبارک اور غازی خاں بدخشی جامع معقولات نے دستخط کئے۔

اس سلسلے میں نام نہاد صوفیا نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ شیخ تاج الدین نے اکبر کو انسان کامل کے درجے پر فائز کر کے مقام الوہیت کے نزدیک کر دیا۔اسی کے نتیجے میں بادشاہ کے لئے سجدہ تعظیمی جس کا نام زمین بوسی رکھا گیا جائز قرار دیا گیا۔

اس صورت حال میں اکبر نے بڑی دیدہ دلیری سے عقائد و مسائل میں نئی اختراعات کو شامل کر لیا۔قرآن مجید کو مخلوق قرار دیا گیا۔ وحی کو امر محال کہا گیا۔نبوت کو مشکوک سمجھا جانے لگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسمائے مبارکہ سے نفرت کا اظہار کیا جانے لگا۔اور جن درباریوں کے ناموں میں محمد یا احمد ہوتا ان کے نام تک تبدیل کر دیئے جائے۔ جن، ملائکہ اور تمام غیبی امور کا انکار کر دیا گیا۔مرنے کے بعد عذاب وثواب کو محال قرار دے کر تناسخ پر منحصر کر دیا گیا۔

2.نظام صلوٰۃ کا خاتمہ:

اکبر نے نماز پنجگانہ کو منسوخ کر کے سورج کی پرستش شروع کر دی۔ مسجدوں اور خانقاہوں کو ہندووں کی آرام گاہیں بنایا گیا بلکہ بعض مساجد اصطبل گاہوں کا نقشہ بن گئیں۔مساجد میں نماز ادا کرنے کی بجائے فحش اعمال کئے جانے لگے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3.ماہ رمضان کی بے حرمتی:

اکبر نے روزہ رکھنے پر پابندی لگادی۔ وہ رمضان کو بطور مذاق بھوک اور پیاس کا مہینہ کہتا تھا۔ اس نے درباریوں کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں اس کے سامنے کھائیں پئیں ورنہ منہ میں پان ضرور رکھیں۔ بھرے بازار میں روزہ داروں کی توہین کی جاتی اور سرعام کھانے پینے والوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی۔

4 حج پر پابندی :

مآثرالامراء نامی کتاب کی جلد ۲ ص ۱۲۷ پر جہانگیر بادشاہ کا بیان ہے کہ اکبر نے حج پر پابندی عائد کردی۔ ملا عبداللہ سلطان پوری مخدوم الملک نے فریضہ حج کو راستہ کی خرابی کا جواز بنا کر ساقط کردینے کا نہ صرف فتویٰ دیا بلکہ حج کو گناہ قرار دیا۔ اس کے علاوہ دیگر قبائح کو رواج دیا گیا جن میں گائے کے ذبیحہ پر مکمل پابندی عائد کردی گئی۔ کتے اور سور کو پاک قرار دے کر لائق عبادت سمجھا جانے لگا۔ بادشاہ روزانہ صبح کے وقت ان کی زیارت کرتا تھا۔ شراب کو حلال قرار دیا گیا اور غسل جنابت کی فرضیت کو منسوخ کر کے غسل پر پابندی لگادی۔ سود اور جوا حلال قرار دیا گیا۔

قحبہ خانہ قائم کر کے فحاشی کو فروغ دیا گیا اور ان کی باقاعدہ سرکاری سرپرستی کی گئی۔ چچا۔ ماموں اور دیگر قریبی رشتہ داروں کی بیٹیوں سے نکاح کو حرام کر دیا گیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کے بنیادی اصولوں سے کھلا انحراف کیا گیا بلکہ اسلامی اقدار کو ختم کرنے کی بھرپور کوششیں کی گئیں۔

اکبر پرنازل ہونے والے مصائب وانجام

اکبر اپنے درباریوں کے ساتھ قصر شاہی لاہور میں جشن منا رہا تھا اسی اثناء میں آسمان سے شعلہ نمودار ہوا جس نے تمام خیموں، تخت، محل میں قیمتی نوادرات (جس کی لاگت کا تخمینہ ایک لاکھ اشرفی کیا گیا ہے) کو خاکستر کر دیا شاہی محل اور سرکاری عمارتیں جل گئیں یہ آگ بمشکل کئی دن کے بعد بجھائی گئی، اکبر نے اس آگ کے خوف سے وحشت زدہ ہو کر کشمیر کا رخ کیا لیکن وہاں بھی قحط کا دور دورہ تھا کچھ دنوں بعد جب لاہور آیا تو دکن سے اپنے ۲۷ سالہ بیٹے کی موت کی خبر ملی، ابھی یہ صدمہ تازہ ہی تھا کہ دوسرا بیٹا دانیال چل بسا انہی دنوں میں خبر پہنچی کہ اکبر کے خصوصی مشیر ابوالفضل کو اس کے بیٹے شہزادہ سلیم نے قتل کروادیا ہے۔

اکبر کا آخری انجام

اکبر کو دو بیٹوں کے مرنے کے صدمے نے موت سے دوچار کیا لیکن پادری ایگزیویری نے جو چٹھی ۶ ستمبر ۱۶۰۶ء میں بھیجی تھی اس کے مطابق اکبر کی موت زہر کھانے سے ہوئی عام خیال یہ پایا جاتا ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گائے، اس کے گوبر، قشقہ اور زنار کو مقدس قرار دے دیا گیا۔

پارسیوں (آتش پرستوں) کے زیر اثر ایک آتشکدہ تعمیر کیا گیا جہاں ہر وقت آگ جلتی رہتی تھی۔ قابل حیرت بات یہ ہے کہ اس آتشکدہ کا انتظام ایک درباری مولوی شیخ ابوالفضل کے سپرد کیا گیا تھا۔

اس عہد میں عیسائیوں کو بھی اثر ورسوخ حاصل ہو گیا تھا، عیسائی پادریوں کے دربار میں ہونے والے مباحثوں کے نتیجے میں عقیدہ تثلیث کے حق ہونے کی تصدیق کی گئی۔ ان عیسائی پادریوں کی جسارت اسقدر بڑھ گئی تھی کہ انہوں نے دجال ملعون اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں مشابہت پیدا کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا نعوذ باللہ کیونکہ ان کو اکبر کی مکمل حمایت حاصل تھی۔ سچ تو یہ ہے کہ اکبر کو اس انتہائی مقام تک لانے میں زر پرست علما ومشائخ نے اہم کردار ادا کیا۔ درباری علماء نے اکبر کو یقین دلا دیا تھا کہ وہ امام الزمان ہے اور اس مرتبے کو اتنا بڑھا چڑھا کر پیش کیا کہ اکبر نے اجمالی اور معنوی نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ رہی سہی کسر شیخ مبارک کے تیار کردہ محضر نامہ نے نکال دی۔ اس کی بدولت امام عادل (حکمران وقت) کو مجتہد شرعی سے اعلیٰ وبرتر قرار دے کر شریعت اسلامی میں کھلم کھلا مداخلت کے دروازے کھول دیئے۔ بادشاہ کو کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینے کے تمام اختیارات حاصل ہو گئے۔ اس محضر نامہ پر مولانا عبداللہ مخدوم الملک۔ شیخ عبدالنبی صدر الصدور۔ جلال الدین ملتانی قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) صدر جہاں مفتی اعظم۔ ملا شیخ مبارک اور غازی خاں بدخشی جامع معقولات نے دستخط کئے۔

اس سلسلے میں نام نہاد صوفیا نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ شیخ تاج الدین نے اکبر کو انسان کامل کے درجے پر فائز کر کے مقام الوہیت کے نزدیک کر دیا۔ اسی کے نتیجے میں بادشاہ کے لئے سجدہ تعظیمی جس کا نام زمین بوسی رکھا گیا جائز قرار دیا گیا۔

اس صورت حال میں اکبر نے بڑی دیدہ دلیری سے عقائد ومسائل میں نئی اختراعات کو شامل کر لیا۔ قرآن مجید کو مخلوق قرار دیا گیا۔ وحی کو امر محال کہا گیا۔ نبوت کو مشکوک سمجھا جانے لگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسمائے مبارکہ سے نفرت کا اظہار کیا جانے لگا۔ اور جن درباریوں کے ناموں میں محمد یا احمد ہوتا ان کے نام تک تبدیل کر دیئے جائے۔ جن، ملائکہ اور تمام غیبی امور کا انکار کر دیا گیا۔ مرنے کے بعد عذاب وثواب کو محال قرار دے کر تناسخ پر منحصر کر دیا گیا۔

2.نظام صلوٰۃ کا خاتمہ:

اکبر نے نماز پنجگانہ کو منسوخ کر کے سورج کی پرستش شروع کر دی۔ مسجدوں اور خانقاہوں کو ہندوؤں کی آرام گاہیں بنایا گیا بلکہ بعض مساجد اصطبل گاہوں کا نقشہ بن گئیں۔ مساجد میں نماز ادا کرنے کی بجائے فحش اعمال کئے جانے لگے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3.ماہ رمضان کی بے حرمتی:

اکبر نے روزہ رکھنے پر پابندی لگادی۔ وہ رمضان کو بطور مذاق بھوک اور پیاس کا مہینہ کہتا تھا۔ اس نے درباریوں کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں اس کے سامنے کھائیں پئیں ورنہ منہ میں پان ضرور رکھیں۔ بھرے بازار میں روزہ داروں کی توہین کی جاتی اور سرعام کھانے پینے والوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی۔

4 حج پر پابندی :

مآثرالامراء نامی کتاب کی جلد ۲ ص ۱۲۷ پر جہانگیر بادشاہ کا بیان ہے کہ اکبر نے حج پر پابندی عائد کردی۔ ملا عبداللہ سلطان پوری مخدوم الملک نے فریضہ حج کو راستہ کی خرابی کا جواز بنا کر ساقط کردینے کا نہ صرف فتویٰ دیا بلکہ حج کو گناہ قرار دیا۔ اس کے علاوہ دیگر قبائح کو رواج دیا گیا جن میں گائے کے ذبیحہ پر مکمل پابندی عائد کردی گئی۔ کتے اور سور کو پاک قرار دے کر لائق عبادت سمجھا جانے لگا۔ بادشاہ روزانہ صبح کے وقت ان کی زیارت کرتا تھا۔ شراب کو حلال قرار دیا گیا اور غسل جنابت کی فرضیت کو منسوخ کر کے غسل پر پابندی لگادی۔ سود اور جوا حلال قرار دیا گیا۔

قحبہ خانہ قائم کر کے فحاشی کو فروغ دیا گیا اور ان کی باقاعدہ سرکاری سرپرستی کی گئی۔ چچا۔ ماموں اور دیگر قریبی رشتہ داروں کی بیٹیوں سے نکاح کو حرام کر دیا گیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کے بنیادی اصولوں سے کھلا انحراف کیا گیا بلکہ اسلامی اقدار کو ختم کرنے کی بھرپور کوششیں کی گئیں۔

اکبر پرنازل ہونے والے مصائب وانجام

اکبر اپنے درباریوں کے ساتھ قصر شاہی لاہور میں جشن منا رہا تھا اسی اثناء میں آسمان سے شعلہ نمودار ہوا جس نے تمام خیموں، تخت، محل میں قیمتی نوادرات (جس کی لاگت کا تخمینہ ایک لاکھ اشرفی کیا گیا ہے) کو خاکستر کردیا شاہی محل اور سرکاری عمارتیں جل گئیں یہ آگ بمشکل کئی دن کے بعد بجھائی گئی، اکبر نے اس آگ کے خوف سے وحشت زدہ ہو کر کشمیر کا رخ کیا لیکن وہاں بھی قحط کا دور دورہ تھا کچھ دنوں بعد جب لاہور آیا تو دکن سے اپنے ۲۷ سالہ بیٹے کی موت کی خبر ملی، ابھی یہ صدمہ تازہ ہی تھا کہ دوسرا بیٹا دانیال چل بسا انہی دنوں میں خبر پہنچی کہ اکبر کے خصوصی مشیر ابوالفضل کو اس کے بیٹے شہزادہ سلیم نے قتل کروادیا ہے۔

اکبر کا آخری انجام

اکبر کو دو بیٹوں کے مرنے کے صدمے نے موت سے دوچار کیا لیکن پادری اکیزیویری نے جو چٹھی ۶ ستمبر ۱۶۰۶ میں بھیجی تھی اس کے مطابق اکبر کی موت زہر کھانے سے ہوئی عام خیال یہ پایا جاتا ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکبر کی موت اس جام زہر سے ہوئی جو اس نے کسی اور کے لئے مہیا کیا تھا 17 اکتوبر 1605 میں یہ ہندوستانی فرعون لقمہ اجل بن گیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا تعارف مرزا کی زبانی

خاندانی پس منظر: ''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ (برطانیہ) کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور 1857ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھکر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے ان خدمات کی وجہ سے جو چھٹیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں مگر تین چھٹیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا اور جب تیموں کے گزر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔ پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔'' (کتاب البریہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 ص 4 تا 6)

نام و نسب: ''اب میرے سوانح اس طرح ہے کہ میرا نام غلام احمد میرے والد کا نام غلام مرتضی اور دادا صاحب کا نام عطاء محمد اور میرے پر دادا صاحب کا نام گل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جو اَب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے۔'' (کتاب البریہ ص 144 بر حاشیہ روحانی خزائن ص 164، 63 ج 13، مثلہ سیرۃ المھدی حصہ اول ج 1 ص 116.)

تاریخ و مقام پیدائش: مرزا غلام احمد قادیانی بھارت کے مشرقی پنجاب ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ قصبہ قادیان میں پیدا ہوا۔ اپنی تاریخ پیدائش کے بارے میں اس نے یہ وضاحت کی ہے: '' اب میرے ذاتی سوانح یہ ہے کہ میری پیدائش 1839ء یا 1840ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں 1857ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا۔'' (کتاب البریہ ص 159 حاشیہ روحانی خزائن ص 177 ج 13)

ابتدائی تعلیم: مرزا قادیانی نے قادیان ہی میں رہ کر متعدد اساتذہ سے تعلیم حاصل کی جس کی تفصیل خود اس کی زبانی حسب ذیل ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح ہوئی کہ جب میں چھ سات، سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ اور جب میری عمر تقریباً دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کیلئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدائے تعالی کے فضل سے ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ 'فضل' ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو اِن سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا ان کو بھی میرے والد نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالی نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے۔''
(کتاب البریہ بر حاشیہ 161 تا 163۔ روحانی خزائن ج 13 ص 179 تا 181)

جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی خود لکھتا ہے کہ '' تمام نفوس قدسیہ انبیاء کو بغیر کسی استاد یا اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوض قدیم کا نشان ظاہر فرمایا۔'' (دیباچہ براھین احمدیہ ص 7، روحانی خزائن ص 16 ج 1)

ملازمت: مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا لکھتا ہے '': بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا جب آپ نے پنشن وصول کرلی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان آنے کے باہر لے گیا اور ادھر اُدھر پھراتا رہا پھر جب آپ نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشاء رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔'' (سیرۃ المہدی حصہ اول ص 43 روایت نمبر 49، مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی) واضح رہے کہ پنشن کی یہ رقم سات صد روپیہ تھی۔ سیرۃ المہدی ج 1 ص 131 روایت نمبر 124)

مرزا کے دعوے

مرزا نے درجہ بدرجہ دعوے کئے تھے جس کا نقشہ حسب ذیل ہے

ملہم من اللہ۔ مجدد۔ مسیح موعود۔ مہدی۔ ظلی بروزی نبوت۔ مستقل نبوت، خدائی دعوا۔

ان دعووں پر چند حوالہ جات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(1) ”جب تیرھویں صدی کا آخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو خدا نے الہام کے ذریعہ مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے (کتاب البریہ حاشیہ 183، روحانی خزائن ج13 ص201)

” (2) میں خدا تعالی کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں“ (کتاب البریہ ص 184، روحانی خزائن ج 13 ص204)

(3) ”انی فضلتک علی العالمین قل ارسلت الیکم جمیعا“

ترجمہ: میں نے تجھ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی تو کہہ دے کہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (تذکرہ ص149 طبع دوم، اربعین نمبر4 ص7، روحانی خزائن ج17 ص383)

(4) ”اللہ جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے“ (ازالہ اوہام ص 190، روحانی خزائن ج3 ص194، تذکرہ ص177، 178 طبع دوم)

(5) ”جعلنا ک المسیح ابن مریم “ ہم نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔(ازالہ اوہام ص573، روحانی خزائن ج3 ص409،تذکرہ ص191، 219، 223 طبع دوم)

(6) ”خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا لوگ انتظار کرتے ہیں تو ہے۔“ (اتمام الحجۃ ص3، روحانی خزائن ج8 ص275، 215، 216)

(7) ”جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔“(ایک غلطی کا ازالہ ص8، روحانی خزائن ج18 ص214)

نبوت کے دعوے

1. ”انا انزلنہ قریباً من القادیان “ ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا ہے۔ (براہین احمدیہ ص498 حاشیہ، روحانی خزائن ج1 ص593، تذکرہ ص637 طبع دوم)

2. ”سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا“ (دافع البلاء ص 11، روحانی خزائن ج 18، 231)

3. پس مسیح موعود (مرزا غلام احمد) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں ہاں !

اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔ (کلمہ الفصل صفحہ ۱۵۸ مصنفہ مرزا بشیر احمد ایڈیشن اول)

گویا " لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ " کے معنی ان کے نزدیک ہیں " لا الہ الا اللہ مرزا رسول اللہ " (نعوذ باللہ) جو دوبارہ قادیان میں آیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4. آں حضرت ﷺ کے تین ہزار معجزات ہیں۔(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۷۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)
میرے معجزات کی تعداد دس لاکھ ہے۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۷۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

5. انہوں نے (یعنی مسلمانوں نے) یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے.... ان کا یہ سمجھنا خدا تعالٰی کی .... قدر کو ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے ورنہ ایک نبی تو کیا' میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی ہونگے۔ (انوار خلافت، مصنفہ بشیر الدین محمود احمد صفحہ ۲۶)

6. میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا اور میرا نام نبی رکھا۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ۸۶)

7. اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے یہ کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے ضرور کہوں گا کہ تو جھوٹا ہے' کذاب ہے' آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔(انوار خلافت صفحہ ۵۶)

8. یہ بات بالکل روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ (حقیقت النبوت مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ قادیان ص ۸۲۲)

9. مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا، میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں، اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں ۔بد قسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔ (کشتی نوح صفحہ ۶۵، طبع اول قادیان 1902ء)

تمام انبیاء کا مجموعہ ہونے کا دعوی

دنیا میں کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ میں آدم ہوں۔ میں نوح ہوں، میں ابراہیم، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں۔ میں داؤد ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں، میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ (تتمہ حقیقت الوحی، مرزا غلام احمد ص ۴۸)

نبوت مرزا غلام احمد قادیانی پر ختم ہونے کا دعوی

اس امت میں نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں ہیں۔ (حقیقت الوحی، مرزا غلام احمد صفحہ ۱۹۳)

دعویٰ خدائی

1. میں نے اپنے تئیں خدا کے طور پر دیکھا ہے اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ میں وہی ہوں اور میں نے آسمان کو تخلیق کیا ہے۔(آئینہ کمالات صفحہ ۴۶۵، مرزا غلام احمد قادیانی)

2. خدا نمائی کا آئینہ میں ہوں۔ (نزول المسیح ص ۴۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3. ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا، گویا خدا آسمان سے اترے گا۔ (تذکرہ ط ۲ ص ۶۴۶ انجام آتھم ص ۲۶)

مرزا کی بیماریاں

اللہ تعالی نے مرزا کو دائمی بیماریوں کے عذاب میں مبتلا کیا، حقیقت تو یہ کہ ہے اس نے بیماریوں کا عالمی ریکارڈ قائم کیا، مرزا، ہیسٹریا، ذیابیطس، درسر، تشنج قلب، کثرت پیشاب، داڑھوں کا کیڑا، ایڑیوں کا پھٹنہ، آنکھوں میں مائی اوپیا بد ہضمی، اسہال، قولنج (بواسیر) ،اعصابی مرض دائم المرض جیسی بیماریوں میں مبتلا ہوا) بلکہ دائم المریض تھا۔ (سیرت المھدی ۲ / ۵۵، ۲۵، ۱۱۹ تریاق القلوب ص ۷۵ روحانی خزائن ۱۵ / ۲۰۳۔ منظور الہی ۳۴۹، تریاق القلوب ۸۲ حقیقۃ الوحی ۲۲۴ ضمیمہ اربعین ۴-۳۔ مکتوبات احمدیہ ۵ / ۹۰)

مرزاکی عبرتناک موت

مرزا کا بیٹا لکھتا ہے کہ : خاکسار نے والدہ صاحبہ کی یہ روایت جو شروع میں درج کی گئی ہے، جب دوبارہ والدہ صاحبہ کے پاس برائے تصدیق بیان کی اور مسیح موعود کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا کھانا کھانے کے وقت آیا تھا مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ سو گئے اور میں بھی سو گئی لیکن کچھ دیر بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالبا ایک دو دفعہ رفع حاجت کے لیے آپ پاخانہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو آپ نے مجھے جگادیا۔ میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے کے لیے بیٹھ گئی۔ اتنے میں تھوڑی دیر کے بعد فرمایا تم اب سو جاؤ۔ میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر اس قدر ضعف تھا آپ پاخانے نہ جا سکتے تھے۔ اس لئے ہم نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا اور وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی مگر ضعف بہت ہو گیا تھا اس کے بعد ایک اور دست آیا اور آپ کو ایک اور قے آئی۔ جب قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں کو ہوگئی۔ اس پر میں نے گھبرا کر کہا اللہ یہ کیا ہونے لگا ہے تو آپ نے کہا کہ یہ وہی جو میں کہا کرتا تھا خاکسار نے والدہ سے پوچھا کہ کیا آپ سمجھ گئیں تھیں حضرت صاحب کا کیا منشا ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ہاں (سیرت المھدی جلد اول ص ۱۱)

مرزا کا خسر میر ناصر قادیانی خود نوشت حالات میں کہتا ہے کہ : حضرت مرزا صاحب جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگادیا گیا تھا جب میں حضرت (مرزا) صاحب کے پاس پہنچا اور آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی۔یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد انتقال ہو گیا۔(حیات ناصر ص ۱۴ مرتب شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی)

یہ تمام تر بیماریاں اور منہ اور مقعد سے غلاظت کا اخراج، بدبو سے لت پت جسم، بستر مرگ بیت الخلاء بن گیا یہ تو اس دجال پر دنیوی عذاب تھا اس پر قیاس کریں اس پر اخروی عذاب کیا ہوگا اللھم زد فزد

یوسف علی کذاب کا عبرتناک انجام

سیشن جج لاہور کی عدالت میں چلنے والے اس اہم مقدمے کی پوری تفصیل ایک کتابی شکل میں شائع ہو چکی ہے جس کا عنوان ہے:"yousuf kazzab blasphemy Judgment of case" اسے جناب ارشد قریشی نے مرتب کیا ہے اور اس کا پیش لفظ سپریم کورٹ کے سینئر ایڈووکیٹ محمد اسماعیل قریشی نے لکھا ہے۔قریشی صاحب ہی نے یوسف کذاب کے خلاف مقدمہ کی پیروی کی تھی جس کے نتیجے میں 5 اگست 2000ء کو جج میاں محمد جہانگیر نے مجرم کذاب کو موت کی سزا سنائی۔

عدالت نے مندرجہ ذیل عقائد کی وجہ سے سزائے موت کا فیصلہ سنایا

اس نے عدالت میں ایک دستاویز پیش کیا اس کے بارے میں اس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ وہ سرٹیفکیٹ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو براہِ راست بھیجا ہے جس کی رو سے اس کو خلیفہ اعظم قرار دیا گیا ہے۔اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خلیفہ اعظم کا یہ سرٹیفکیٹ اس کو کراچی کے ایک بزرگ عبداللہ شاہ غازی کی وساطت سے ان کے لیٹر پیڈ پر کمپیوٹر کے ذریعے بھیجا گیا تھا۔دلچسپ بات یہ ہے کہ کراچی کے مذکورہ بزرگ 300 سال قبل وفات پا چکے ہیں۔ نبی کریم کی جانب سے انگریزی زبان میں مذکورہ سرٹیفکیٹ میں مجرم کو خلیفہ اعظم حضرت امام الشیخ ابو محمد یوسف کے طور پر مخاطب کیا گیا ہے۔مذکورہ سرٹیفکیٹ میں مجرم کو علم کا محور اور عقل و دانش میں حرفِ آخر قرار دیا گیا ہے۔اس اعلان کی وضاحت کرتے ہوئے مجرم نے کہا کہ وہ قرآن پاک کا مفسر ہے۔ وہ حدیث اور فقہ کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے۔وہ تصوف کا ماہر ہے اور دنیاوی سائنسی علوم سے بھی واقف ہے پہلے اس نے مذہبی حلقوں میں اسلام کے مبلغ کی حیثیت سے رسائی حاصل کی، پھر مردِ کامل، اس کے بعد امام الوقت یعنی مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور پھر خود کو خلیفہ اعظم قرار دے دیا۔پھر اس نے ''غار حرا'' سے موسوم اپنے بیسمنٹ میں اپنے پیروکاروں کے سامنے اپنے نبی ہونے کا اعلان کر دیا۔وہ مرزا غلام احمد کی طرح اپنے اس جھوٹے دعوے پر بھی مطمئن نہیں ہوا اور اس نے خود کو نبی آخر الزماں سے (نعوذ باللہ) برتر ہستی ظاہر کرنے کے لیے یہ اعلان کر دیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گواہوں کے بیانات

مجرم کے اس شر انگیز اور اشتعال انگیز دعوے کے ثبوت میں استغاثہ نے 14 گواہ پیش کیے جن میں کراچی سے بریگیڈیئر (ر) ڈاکٹر محمد اسلم (گواہ استغاثہ 1)، محمد اکرم رانا (گواہ استغاثہ 2)' محمد علی ابو بکر (گواہ استغاثہ 7) اور لاہور سے حافظ محمد ممتاز عدانی، (گواہ استغاثہ نمبر 4)' میاں محمد اویس (گواہ استغاثہ 5) شامل تھے جنہوں نے مجرم کی جانب سے نبوت اور ختمی فضیلت کے جھوٹے دعوے کی براہِ راست عینی شہادتوں پر مبنی واقعات بیان کیے۔ سماجی اور مذہبی مرتبے کے حامل ان گواہوں کے ساتھ مجرم کی کوئی عداوت نہیں ہے۔ اس کے برعکس یہ لوگ اس کے اندھے عقیدت منداور پیروکار تھے' بالخصوص محمد علی ابو بکر تو اس سے اتنا قریب تھا کہ اسے مجرم آقا سے مکمل وفاداری اور اس کے احکام کی تعمیل اور بھرپور اطاعت کی بناء پر ابو بکر صدیق کا خطاب دیا گیا تھا۔ کراچی کے اس مرید نے اس کو لاکھوں روپے مالیت کے چیک اور ڈرافٹ دیئے اور اس کے لیے آراستہ و پیراستہ محل تعمیر کیا جس میں غار حرا بھی بنایا گیا تھا۔ مجرم نے نقد یا چیک اور ڈرافٹ کی شکل میں رقم وصول کرنے کی حقیقت سے انکار نہیں کیا۔ اپنے اس نام نہاد نبی کے حق میں اپنی تمام جائداد سے دستبردار ہونے پر اس کے صحابی کو صدیق کا خطاب عطا کیا گیا تھا۔ اس طرح مجرم نے رسول پاک کے نام پر معصوم لوگوں کو اپنے جال میں پھنسایا اور انہیں مفلسی اور محتاجی سے دوچار کر دیا۔ جب اس نے اپنے خلاف مسلمانوں کے غیظ و غضب اور شدید اشتعال کی کیفیت دیکھی تو اپنی گردن بچانے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح وہ بھی اپنے دعوے سے مکر گیا

عبرتناک انجام

اسے لاہور کی عدالت نے سزائے موت دی تھی اور زید حامد نے نہ صرف فیصلے کی مخالفت کی بلکہ اس کی ضمانت کی کوشش بھی کرتے رہے' مگر اسے کسی غیرت مند نے جیل میں ہی موت کے گھاٹ اتار دیا۔ (نوٹ یوسف کذاب کے بارے میں یہ معلومات انٹرنیٹ اخبار جسارت 24-10-2008 کے مضمون کا خلاصہ ہے)

ریاض احمد گوہر شاہی

ریاض احمد گوہر شاہی) 25 نومبر 1941ء تا 25 نومبر 2001 اور انجمن سرفروشان اسلام (ASI) کے سرپرست و بانی تھا۔ پورا نام ریاض احمد گوہر شاہی ہے۔ یہ فرقہ نہ صرف اہلسنّت ہونے کا مدعی بلکہ احمد رضا خان صاحب کی اتباع اور عقیدت کا بھی دم بھرتا تھا گوہر شاہی کی پیدائش 1941ء میں پاکستان کے ایک گاؤں میں بیان کی جاتی ہے اس نے 24 سال کی عمر میں گمراہ پیروں فقیروں کے پاس جانا شروع کیا پھر 1975ء میں گوہر شاہی نے جسۂ توفیق الٰہی کا بیان دیا (جسہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے معنی لغات میں لمس یا چھو لینے کے اور توفیق کہ معنی کیف، ہیکل اور صلح وغیرہ کے آتے ہیں، تاہم طریقت میں اس کے معنی وہ روحانی مخلوقات ہیں جو کہ ہر انسان کے اندر قدرتی طور پر موجود ہوتی ہیں اور انہی روحوں کو اللہ کے ذکر سے بیدار کر کے انسان مسلمان سے مومن اور پھر ولایت کی دہلیز تک پہنچ سکتا ہے۔)

DAWN / NEWS International, Karachi18 November 1997 Tuesday & ,futurislam website \17 Rajab 1418

اور پھر کوئی پانچ سال بعد پھر 1980ء میں اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز کیا، ابتداء میں اپنا مرکز حیدر آباد اور پھر کوٹری) دونوں پاکستان کے شہر) کو بنایا، اس تبلیغ کے آغاز کے بارے میں اس کے مرید کہتے ہیں کہ اسے امام بری کی بشارت ہوئی تھی کہ ایسا کریں اور خود کو ایک صوفی کے طور پر پیش کرنا شروع کیا جبکہ اسی دوران انکے چند روحانی پیروکار انکو امام مہدی تصور کرنے لگے، 1999ء کے اواخر میں گوہر شاہی کے خلاف متعدد مقدمات دائر ہوئے جن کے باعث وہ برطانیہ چلا گیا اور وہاں اپنا مرکز بنا لیا اور اپنے پیروکاروں کی خاصی تعداد تیار کر لی وہاں بھی انکے خلاف علماء نے احتجاج کیا لیکن انہوں نے اپنا مشن جاری رکھا اور کئی یورپی ممالک اور امریکہ کے دورے بھی کئے۔ اور خوب امریکی امداد حاصل کی امداد کی تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو (روزنامہ لندن ۷ ستمبر ۱۹۹۹ء)

گوہرشاہی اور اسکے معتقدین کے عقائد و نظریات

عقیدہ: نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کو اسلام کے وقتی رکن کہا گیا ہے کہ روزانہ پانچ ہزار مرتبہ عوام ،پچیس ہزار مرتبہ امام اور بہتر ہزار مرتبہ اولیاء کرام کو ذکر کرنا لازمی قرار دیا گیا ہے کہ ہر درجہ کے ذکر کے بغیر نماز بے فائدہ ہے اگرچہ سجدوں سے کمر کیوں نہ ٹیڑھی ہو جائے۔

(بحوالہ: کتاب: روشناس صفحہ نمبر 3)

عقیدہ: پیر و مرشد ہونے کے لئے عجیب و غریب شرط قائم کی ہے کہ اگر زیادہ سے زیادہ سات دن میں ذاکر قلبی نہ بنا دے تو وہ مرشد ناقص ہے اور اس کی صحبت سے اپنی عمر عزیز برباد کرنا ہے۔

(بحوالہ: کتاب: روشناس صفحہ نمبر 6)

عقیدہ: سیدنا آدم علیہ السلام نفس کی شرارت سے اپنی وراثت یعنی جنت سے نکال کر عالم ناموت جو جنات کا عالم تھا پھینکے گئے۔ (معاذ اللہ) (بحوالہ: کتاب: روشناس صفحہ 8)

عقیدہ: سیدنا آدم علیہ السلام پر یوں بہتان باندھا ہے کہ آپ نے جب اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالٰی کے نام کیساتھ لکھا دیکھا تو خیال ہوا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں۔ جواب آیا کہ تمہاری اولاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے ہوں گے۔ نفس نے اُکسایا کہ یہ تیری اولاد میں ہو کر تجھ سے بڑھ جائیں گے یہ ''بے انصافی'' ہے اس خیال کے بعد آپ کو دوبارہ سزا دی گئی۔ (معاذ اللہ (بحوالہ: کتاب: روشناس صفحہ نمبر 9)

عقیدہ: قادیانیوں اور مرزائیوں کو مسلمان کہا ہے البتہ جھوٹے نبی کو مان کر اصلی نبی کی شفاعت سے محروم کہا ہے۔ (بحوالہ: کتاب: روشناس صفحہ نمبر 10)

عقیدہ: اللہ تعالیٰ کا خیال ثابت کر کے اس کے علم کی نفی کی ہے ایک دن اللہ تعالیٰ کے دل میں خیال آیا کہ میں خود کو دیکھوں سامنے جو عکس پڑا تو ایک روح بن گئی اللہ اس پر عاشق اور وہ اللہ پر عاشق ہو گئی۔ (معاذ اللہ) (کتاب: روشناس صفحہ نمبر 20)

عقیدہ: سیدنا آدم علیہ السلام کی شدید ترین گستاخی اور اخیر میں ان پر شیطانی خور ہونے کا الزام لگایا ہے۔ (معاذ اللہ) (کتاب: مینارہ نور صفحہ نمبر 8)

عقیدہ: ذکر کو نماز پر فضیلت دی۔ ذکر کا نیا طریقہ نکالا اور قرآنی آیت کے مفہوم کو بگاڑ کر اپنے باطل نظریہ پر استدلال کیا ہے۔ (کتاب: مینارہ نور صفحہ نمبر 17)

عقیدہ: جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کسی کو نصیب نہ ہو اس کا امتّی ہونا ثابت نہیں۔ (کتاب: مینارہ نور صفحہ نمبر 24)

عقیدہ: قرآن مجید کی آیت کا جھوٹا حوالہ دیا گیا ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بار بار ''دع نفسک [illegible] تعالیٰ'' فرمایا ہے حالانکہ پورے قرآن مجید میں کہیں بھی اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان وارد نہیں ہوا۔ (معاذ اللہ) (بحوالہ: کتاب: مینارہ نور صفحہ نمبر 29)

عقیدہ: علماء کی شان میں شدید ترین گستاخیاں کی گئی ہیں ایک آیت جو کہ یہود سے متعلق ہے علماء و مشائخ پر چسپاں کی ہے۔ (معاذ اللہ) (بحوالہ: کتاب: مینارہ نور صفحہ نمبر 30,31) عقیدہ: حضرت خضر علیہ السلام اور ان کے علم کی توہین کی گئی ہے۔ (کتاب: مینارہ نور صفحہ نمبر 35)

عقیدہ: انبیاء کرام علیہم السلام دیدار الٰہی کو ترستے ہیں اور یہ) اولیاءِ اُمّت) دیدار میں رہتے ہیں ولی نبی کا نعم البدل ہے۔ معاذ اللہ (مینارہ نور صفحہ نمبر 39)

گوہر شاہی اپنی کتاب روحانی سفر کے صفحہ نمبر 49تا50 پر رقم طراز ہے۔

اتنے میں اس نے سگریٹ سلگایا اور چرس کی بو اطراف میں پھیل گئی اور مجھے اس سے نفرت ہونے لگی۔ رات کو الہامی صورت پیدا ہوئی یہ شخص (یعنی چرسی) (ان ہزاروں عابدوں، زاہدوں اور عالموں سے بہتر ہے جو ہر نشے سے پرہیز کر کے عبادت میں ہوشیار ہیں لیکن بخل، حسد اور تکبّر انکا شعار ہے اور (چرس کا) نشہ [illegible] کی عبادت ہے۔

[illegible] طور پر نشہ کو صرف حلال ہی نہیں بلکہ عبادت [illegible] جا رہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریاض گوہر شاہی کے نزدیک نماز اور درود شریف کی کوئی خاص اہمیت معلوم نہیں ہوتی جیسا کہ روحانی سفر ص 3 پر اپنے بارے میں لکھتا ہے۔

:اب گولڑہ شریف میں صاحبزادہ معین الدین صاحب سے بیعت ہوئی انہوں نے نماز کیساتھ ایک تسبیح درود شریف کی بتائی۔ میں نے کہا اس سے کیا ہوتا ہے کوئی ایسی عبادت ہو جو میں ہر وقت کر سکوں (یعنی (معاذاللہ) نماز اور درود شریف سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا)۔

گوہر شاہی نے جو روحانی منازل طے کئے ہیں ان میں عورتوں کا بھی بہت زیادہ دخل ہے۔ نہ شرم ،نہ حیا۔ اسکے روحانی سفر میں ایک مستانی کا خصوصیت کیساتھ دخل ہے۔

میں دن کو کبھی کبھی اس عورت کے پاس چلا جاتا وہ بھی عجیب وغریب فقر کے قصے سناتی اور کبھی کھانا بھی کھلا دیتی۔ (بحوالہ: روحانی سفر ص 34)

کہنے لگی آج رات کیسے آ گئے۔ میں نے کہا پتہ نہیں اس نے سمجھا شاید آج کی اداؤں سے مجھ پر قربان ہو گیا ہے اور میرے قریب ہو کر لیٹ گئی اور پھر سینے سے چمٹ گئی۔ (بحوالہ: کتاب: روحانی سفر ص32)

گوہر شاہی کے معتقدین کی جانب سے چاند ،سورج اور حجراسود میں گوہر شاہی کی شبیہات کا انکشاف۔ (پندرہ روزہ صدائے سرفروش یکم تا ۱۵ اگست ۱۹۹۹ء)

جب محبت اللہ کی دل میں آ جائے تو اگر مذہب میں نہ بھی ہو تو بخشا جائے گا اللہ کی محبت ہی کافی ہے۔ (ماہنامہ روشن کراچی جولائی 1997ء ص9)

گوہر شاہی کی رسوائی

گوہر شاہی کے متنازع بیانات (جن کو مسلم علماء دین نے کافرانہ بیانات کی نظر سے دیکھا ہے اور ان بیانات کی بنیاد پر فتوے بھی جاری کئے ہیں) اور مسلمانوں کے عمومی اتفاق رائے سے مخالف کی گئی باتیں گوہر شاہی کے لئے وجہ شہرت بن گئیں کیونکہ عام علماء کی جانب سے اِن کی شدت کے ساتھ مخالفت کی گئی۔ اگر تمام علماء کی جانب سے گوہر شاہی کی مخالفت کا جائزہ لیا جائے تو مندرجہ ذیل وجوہات نمایاں ہیں:

مسلم علماء کی جانب سے مندرجہ بالا دونوں فتاویٰ اور ایسے ہی دیگر متعدد فتووں کے بعد United Ulama Council of South Africa (UUCSA) نے تمام مسلمانوں کو انتباہ دیا کہ اس فتنے سے ہوشیار رہیں اور خود کو اس فرقے کے کفرانہ عقائد سے دور رکھیں۔

ریاض احمد گوہر شاہی کافر و مرتد ہے کہ اس کے بہت سے کفریہ اقوال عام ہیں مثلاً اس نے کہا "جب محبت اللہ کی دل میں آ جائے تو اگر مذہب میں نہ بھی ہو تو بخشا جائے گا اللہ کی محبت ہی کافی ہے"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ماہنامہ روشن کراچی جولائی 1997ء ص 9) اس عبارت میں اس نے صاف صاف کہہ دیا کہ اگرچہ کسی کافر کے دل میں بھی اللہ کی محبت ہو تو وہ بخشا جائے گا اور اس کا یہ قول ان نصوص قرآنیہ قطعیہ کی صریح خلاف ورزی ہے جس میں کفار کے جہنمی ہونے کا ذکر ہے۔

گوھر شاہی پر کئی بار قاتلانہ حملے بھی کئے گئے۔ پانچ قسم کے سنگین مقدمات گوھر شاہی پر پاکستان میں دائر کئے گئے گوھر شاہی کے معتقدین کی جانب سے چاند، سورج، نیبولا ستارے اور حجر اسود میں گوھر شاہی کی شبیہات کے دعوے کے بعد یہ مخالفت انتہائی شدت اختیار کر گئی۔ پاکستانی اخبارات و جرائد نے بھی گوھر شاہی کے خلاف تحاریر شائع کیں۔ حکومتِ پاکستان کی جانب سے گوھر شاہی کی کتابوں پر پابندی لگادی گئی۔ گوھر شاہی اور اُنکے معتقدین کی سر گرمیوں کو روک دیا گیا اور اخبارات و جرائد کو بھی گوھر شاہی کا مکمل بائیکاٹ کرنے کی ہدایت کی گئیں گوھر شاہی اور اُن کے معتقدین پر کئی مقدمات قائم ہوئے۔ انسدادِ دہشت گردی کی خصوصی عدالت نے سندھ میں گوھر شاہی اور اُن کے بہت سے پیروکاروں کو توہینِ رسالت جیسے قانون کے تحت سزائیں سنائیں۔ گوھر شاہی کو سزا عدم موجودگی میں سنائی گئی کیونکہ گوھر شاہی اُس وقت برطانیہ میں تھا۔ گوھر شاہی کو تقریباً 59 سال قید کی سزا اور جرمانے کی سزا سنائی گئی، جس کے خلاف گوھر شاہی نے سندھ ہائی کورٹ میں اپیل بھی کی تاہم اس اپیل پر کسی بھی فیصلے سے قبل گوھر شاہی برطانیہ میں مر گیا۔ گوھر شاہی 25 نومبر 2001 کو مانچسٹر میں نمونیا کی وجہ سے مرا اس کے مریدوں کے مطابق گوھر شاہی کی میت پاکستان لائی گئی اور انجمن سرفروشانِ اسلام کے مرکز المرکزِ روحانی کوٹری میں مدفون کی گئی۔ جہاں اب گوھر شاہی کا مزار بھی واقع ہے۔ تاہم گوھر شاہی کے تمام مرید گوھر شاہی کے انتقال کو گوھر شاہی کی موت تسلیم نہیں کرتے بلکہ یقین رکھتے ہیں کہ گوھر شاہی جسم سمیت روپوش ہو گیا ہے، یعنی سیدنا عیسی علیہ السلام کی طرح گوھر شاہی بھی اپنا جسم چھوڑ کر غیبت صغریٰ میں چلے گئے ہیں اور قیامت سے پہلے حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھ گوھر شاہی دوبارہ آئے گا۔

قارئین کرام! حقیقت تو یہ ہے کہ بے شمار لوگوں نے نبوت کے جھوٹے دعوے کئے لیکن تاریخ کے اوراق نے ان کی ذلت و رسوائی بھری داستان کے ساتھ اپنے وجود کو سیاہ کرنا برداشت نہ کیا اور تاریخ کے قبرستان میں ان کی بے کفن لاشوں کے بد "نام" کتبے رہ گئے لیکن تاریخ نے سیدنا محمد ﷺ کی ختم نبوت کو اپنا سنہری باب قرار دینے کیلئے چند جھوٹے مدعیان نبوت برے انجام کو بطور عبرت پیش کیا یہ عبرتناک داستانیں رسول اکرم ﷺ کی ختم نبوت کے روشن دلائل ہیں۔ اللہ تعالی تمام مسلمانوں کو اس عقیدہ پر زندہ رکھے اور اس عقیدہ پر موت دے اور ہر قسم کے فتنے سے محفوظ رکھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ستاروں کی جھرمٹ

مضمون نگار حضرات کا مختصر تعارف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو حمزہ پروفیسر سعید مجتبیٰ السعیدی حفظہ اللہ

ہمارے انتہائی مخلص و محب محترم و مکرم پروفیسر سعید مجتبیٰ السعیدی صاحب منکیرہ ضلع بھکر پنجاب کے معروف علمی گھرانے کے ایک نامور فرد ہیں جو اپنے اوصاف گوں ناگوں کی وجہ سے ہر حلقے میں جانے پہچانے جاتے ہیں۔ سعیدی صاحب نے الشہادۃ العالیہ، دارالحدیث المحمدیہ جلال پور پیروالا ضلع ملتان ،الشہادۃ العالیہ الجامعۃ السلفیہ فیصل آباد، الشہادۃ العالیۃ الجامعۃ الاسلامیہ المدینۃ المنورۃ سے کیا جب کہ ایم اے عربی پنجاب یونیورسٹی، ایم اے۔ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی، ایم فل علوم اسلامیہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے یہ اعلیٰ ڈگریاں بھی حاصل کیں۔ آپ نے جن جید علماء اہل حدیث سے اکتساب فیض کیا ان میں:

شیخ الحدیث مولانا ابو یحییٰ سلطان محمود محدث جلال پوری رحمہ اللہ ، شیخ الحدیث مولانا ابوالشفیق محمد رفیق الاثری حفظہ اللہ ، شیخ الحدیث مولانا ابو لقمان اللہ یار خان حفظہ اللہ ، شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ خان المدنی حفظہ اللہ وغیر ھم شامل ہیں۔

ابو حمزہ کی کنیت رکھنے والے سعیدی صاحب منجھے ہوئے مقالہ نویس ہیں اور اس کے ساتھ ترجمے کا عمدہ ذوق بھی رکھتے ہیں، آپ کے شاہکار قلم سے کئی مقالات و تراجم منصہ شہود پر آچکے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) آداب حج (۲) آداب الدعاء (۳) کتاب التوحید (٤) اپریل فول کی تاریخی و شرعی حیثیت (٥) چالیس احادیث (٦) غایۃ المرید شرح کتاب التوحید (۷) شرح اربعین نووی (۸) اسلام کے احکام و آداب (شرح اربعین نووی نئے عنوان سے شائع کی گئی ہے) (۹) بدکاروں کی زندگی کا عبرت ناک انجام (یہ سب مطبوعہ ہیں)

جبکہ غیر مطبوعہ میں:

(۱) شرح حدیث " ماذئبان جائعان " از ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ اس کا ترجمہ ماہنامہ محدث لاہور میں بالاقساط شائع ہوا۔ (۲) تلخیص صفۃ الصلوۃ النبی از شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ اردو ترجمہ ماہنامہ محدث لاہور میں شائع ہوا۔ (۳) احادیث عمامہ اور ان کی تخریج (ماہنامہ محدث لاہور) (٤) شہادۃ ثمینی فی اصحاب رسول اللہ، اردو ترجمہ ہفت روزہ اہلحدیث میں بالاقساط شائع ہوا۔ (٥) غایۃ النفع فی شرح تمثیل المومن بخامۃ الزرع۔ از ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ، (اردو ترجمہ ماہنامہ محدث لاہور) (٦) تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی، شیخ جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ، اردو ترجمہ مخطوط (۷) اللؤلؤ والمرجان ۔ شیخ محمد فواد عبدالباقی (اردو ترجمہ مع فوائد، غیر مطبوعہ، مخطوط) (۸) الفتح الربانی لترتیب مسند الامام احمد ابن حنبل الشیبانی رحمہ اللہ ،از عبدالرحمن الساعاتی رحمہ اللہ (جز ۷ تا ۱۲ اور ۱۹ تا ۲٤ کل چھ اجزاء کا اردو ترجمہ) (۹) مطالب اربعین نووی (مختصر شرح اربعین نووی) (۱۰) الصحیفہ فی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العشرۃ الضعیفہ (۱۱) تخریج الاحادیث الواردۃ فی حد السرقہ (۱۲) فقہ الاسلام۔(سوال وجواب کی صورت میں احکام اسلام کا بہترین مجموعہ) (۱۳)احکام الاسلام اردو ترجمہ عمدۃ الاحکام (۱۴)الاکمال فی اسماء الرجال (اردو ترجمہ) (۱۵) الوفاء بالعہد والصدق فی العہد، از عادل مختار (اردو ترجمہ) (۱۶) الاستشارہ والاستخارہ، ازعبداللہ علوان (اردو ترجمہ) (۱۷) الصبر، ازعبدالرحمن المصری الاثری (اردو ترجمہ)(۱۸)الایثار ، از سمیر الحلبی (اردو ترجمہ) (۱۹)الاخلاص ، از مجدی فتحی السید (اردو ترجمہ) (۲۰)عقوق الوالدین، از مجدی فتحی السید (اردو ترجمہ) (۲۱)احکام القرآن ازابوبکر ابن العربی رحمہ اللہ ، سورۃ فاتحہ اور سورۃ البقرہ کی آیت ۶۰ تک (اردو ترجمہ) (۲۲)سونے کی خرید وفروخت سے متعلقہ انتہائی ضروری مسائل ، از شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ (اردو ترجمہ) ہفت روزہ الاعتصام میں شائع ہوا) (۲۳)الدماء الطبیعۃ للنساء از شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ اردو ترجمہ ہفت روزہ الاعتصام میں شائع ہوا۔

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل موضوعات پر ہزاروں کی تعداد میں پمفلٹ شائع ہو چکے ہیں:

(۱) احکام ومسائل رمضان المبارک (۲) احکام ومسائل عشرہ ذوالحجہ (۳)فتح مباہلہ ۱۹۰۷ء (۴) سفید بالوں کی فضیلت ، نور ، وقار اور زینت ، مصنوعی سیاہ بال، آخرت کا عذاب اور وبال۔ (۵) عقیدۂ ختم نبوت

آپ کے علمی و تحقیقی مقالات کی ایک طویل فہرست ہے جو کہ ملک کے معروف مجلات میں شائع ہو چکے ہیں، صرف مجلات کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۲۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۳۔ ہفت روزہ الاسلام لاہور ۴۔ہفت روزہ الیوم لاہور، ۵۔ ہفت روزہ نوائے تھل لیہ بھکر، ۶۔ماہنامہ حرمین جہلم ۷۔ماہنامہ محدث لاہور ۸۔ نداء الجہاد لاہور ۹۔ الدعوۃ لاہور ۱۰۔البنات ڈیرہ غازی خان ۱۱۔ دعوت اہل حدیث حیدرآباد سندھ ۱۲۔ ام الہدیٰ لاہور ۱۳۔صحیفہ اہل حدیث کراچی ۱۴۔ مجلہ جامعہ ابی بکر کراچی ۱۵۔ طلیب انٹرنیشنل گوجرانوالہ ۱۶۔روزنامہ وفاق لاہور ۱۷۔روزنامہ نوائے وقت ملتان ۱۸۔روزنامہ پاکستان لاہور ۱۹۔روزنامہ سنگ میل ملتان ۲۰۔ ٹیکسٹ لیہ ۲۱۔نداء الاساتذہ لاہور

جبکہ آپ وقتاً فوقتاً جماعت کے مندرجہ ذیل مجلات کی مجلس ادارت کے رکن بھی رہے۔

۱۔ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۲۔ماہنامہ محدث لاہور ۳۔ماہنامہ نداء الجہاد لاہور ۴۔ماہنامہ نداء الحرمین ملتان

مولانا محمد افضل محمدی حفظہ اللہ

اندرون سندھ سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب علم و قلم جناب مولانا محمد افضل بن لیاقت علی چانڈیو بھی ہیں۔آپ ۲۳ اگست ۱۹۷۴ کو گوٹھ بہادر چانڈیو، نزد ٹنڈو جام، ضلع و تحصیل حیدرآباد میں پیدا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے، ابتدائی تعلیم المعہد السلفی کراچی سے حاصل کی، جب کہ جامعہ دارالحدیث المحمدیہ، جلال پور پیروالا، ملتان سے سند فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد سے اب تک مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث گھمن آباد حیدرآباد میں سلسلہ تدریس جاری ہے اور موصوف کا عزم ہے کہ انشاءاللہ تعلیم و تعلم اور تبلیغ دین کا سلسلہ تاوقت مرگ جاری رہے گا۔

محمدی صاحب ترجمہ وتالیف کا ذوق بھی رکھتے ہیں اور اب تک مختلف کتب ورسائل کا ترجمہ کر چکے ہیں، جن میں سے اہم "الجھد القانع" کے نام سے "حجۃ اللہ البالغہ" کے "البحث السابع" کا ترجمہ اور شرح ہے۔ جو فی الحال غیر مطبوع ہے، ان شاءاللہ جلد ہی زیور طباعت سے آراستہ ہو جائے گا۔

جن مشہور اساتذہ سے اکتساب علم کیا ان کے نام یہ ہیں:

۱۔ فضیلۃ الشیخ محمد رفیق اثری حفظہ اللہ تعالی، جلال پور پیروالا ۲۔ فضیلۃ الشیخ اللہ یار حفظہ اللہ تعالی، جلال پور پیروالا ۳۔ فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالرشید حفظہ اللہ تعالی، جلال پور پیروالا ۴۔ فضیلۃ الشیخ حافظ محمد انس سلفی حفظہ اللہ تعال، جلال پور پیروالا ۵۔ فضیلۃ الشیخ حافظ محمد سلیم حفظہ اللہ تعالی، کراچی ۶۔ فضیلۃ الشیخ محمد داؤد شاکر حفظہ اللہ تعالی، کراچی ۷ فضیلۃ الشیخ ذوالفقار علی طاہر حفظہ اللہ تعالی، کراچی۔

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمہ اللہ

(مفصل حالات زندگی جاننے کے لیے ملاحظہ فرمائیں: حیات قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمہ اللہ از مورخ اسلام مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب حفظہ اللہ)

علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ

(شاہ صاحب رحمہ اللہ کی حیات و خدمات کے متعلق "ماہنامہ دعوت اہلحدیث" کی خصوصی اشاعت "محدث دیار سندھ" زیر ترتیب ہے انشاءاللہ جلد ہی منصۂ شہود پر نمودار ہوگی)

پروفیسر محمد جمن کنبھر حفظہ اللہ

پروفیسر محمد جمن بن علی محمد کنبھر سندھ کے منجھے ہوئے صاحب طرز ادیب و خطیب ہیں۔ آپ ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۵ء کو گاؤں باگو خان جمالی، تحصیل نیو سعید آباد، ضلع مٹیاری میں پیدا ہوئے، ایم ایس سی (ایگریکلچر) آنرس (ایگرونامی) کی ڈگریاں حاصل کی، بعد ازاں زرعی تربیتی ادارہ، سکرنڈ میں 1994-03-09ء سے لے کر اب تک بطور لیکچرر وابستہ ہیں، جبکہ آپ سندھ کی قدیم سلفی جماعت جمعیت اہلحدیث سندھ کے نائب ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کو احسن انداز سے نبھا رہے ہیں۔ حدیث اور علم حدیث آپ کا پسندیدہ موضوع ہے۔ جبکہ فاضل وقت میں کتب اسلامیہ کا مطالعہ ماہنامہ "دعوت اہل حدیث" حیدرآباد اور دیگر جماعتی رسائل میں مضامین/ مقالے لکھنا، دعوت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تبلیغ کے کاموں میں حسب حیثیت حصہ لیناوغیرہ آپ کے مشاغل ہیں۔

فتنوں کے اس دوُر میں آپ کئی ایک امتیازات کے حامل ہیں جن میں مسلک حقہ "مسلک اہلحدیث" سے والہانہ عقیدت، تعلق اور پر حسب حال عمل۔اس کے علاوہ شیخ العرب والعجم علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کے "کاتب" اور خادم بھی رہے، نیز نامور علماء اہل حدیث سے خصوصی تعلق اور محبت، المکتبۃ الراشدیہ، آزاد پیر جھنڈو، نیو سعید آباد سے ۲۴ سال سے گہرا تعلق اور واقفیت بھی آپ کے امتیازی اوصاف ہیں۔

مولانا محمد عمران سلفی حفظہ اللہ

ابو ناصرالدین محمد عمران سلفی صاحب، جلال پور پیروالا ضلع ملتان کے معروف عالم دین شیخ التفسیر مولانا اللہ یار حفظہ اللہ کے فرزند ہیں۔آپ 13 مارچ 1985ء کو پیدا ہوئے۔ مدرسہ عربیہ رحمانیہ جلال پور و جامعہ عزیزیہ ساہیوال سے قرآن مجید کی تعلیم و تحفیظ مکمل کی۔ بعدازاں جامعہ دارالحدیث محمدیہ جلال پور پیروالا میں اول تا آخر درس نظامی کی تعلیم مکمل کی۔

آپ کے مشہور اساتذہ میں شیخ الحدیث مولانا محمد رفیق اثری، شیخ التفسیر مولانا اللہ یار، شیخ مولانا عبدالرشید صاحب، حافظ زبیر علی زئی صاحب، قاری محمد یحیٰ رسول نگری صاحب، شیخ غلام مصطفی ظہیر صاحب شامل ہیں۔

آپ جامعہ دار الحدیث محمدیہ جلال پور پیر والا میں مدرس اور ملتان شہر کی قدیمی مسجد (شیخ عبدالتواب محدث ملتانی والی) میں خطیب بھی ہیں۔

ادیان باطلہ اور فرق مختلفہ پر لکھنا آپ کا خاص مشغلہ ہے، علل الترمذی کا اردو ترجمہ، "صحیح البخاری امام بخاری کی ایک فنی کاوش" کے نام سے ضخیم مقالے تحریر کیئے ہیں جو جامعہ دارالحدیث محمدیہ جلال پور کی لائبریری کے شعبہ مخطوطات میں محفوظ ہیں۔

مولانا محمد یاسین شاد صاحب حفظہ اللہ

مولانا محمد یاسین شاد بن عبدالرحمٰن جماعت کے بزرگ عالم دین اور صاحب قلم ہیں۔ مؤرخہ یکم اکتوبر ۱۹۶۰ء کوٹ کبیر تحصیل میلسی ضلع وہاڑی میں پیدا ہوئے، حصول علم کے لیئے مندرجہ ذیل مکاتب کا قصد کیا:

۱۔ دارالحدیث محمودیہ کوٹ کبیر علاقہ میلسی، ۲۔ دارالحدیث محمدیہ باغ عام خاص ملتان ۳۔ جامعہ سلفیہ فیصل آباد ۴۔ جامعہ محمدیہ اوکاڑہ

سند فراغت جامعہ محمدیہ اوکاڑہ سے ۱۹۷۷ء میں حاصل کی، جبکہ دورہ تفسیر القرآن، شہادت العالمیہ وفاق المدارس السلفیہ اور فاضل اردو کے ساتھ ساتھ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان سے بی اے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ڈگری حاصل کی۔

آپ کے مشہور اساتذہ میں شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ امجد چھتوی صاحب، مولانا عبدالحلیم اوکاڑہ، سید عبدالشکور شاہ اثری صاحب، حافظ محمد بن مولانا محی الدین لکھوی، مولانا قدرت اللہ فوق، مولانا محمد رفیق فیصل آباد، شیخ علی المرشد، شیخ اسماعیل الصالح یمنی وغیرہ شامل ہیں۔

مولانا یاسین شاد صاحب کتاب دوست انسان ہیں آپ نے یکم جنوری ۱۹۹۷کو "عبدالرحمن اسلامک لائبریری" کے نام سے ایک تحقیقی ادارہ گلشن فیض ہیڈ نو بہار ممتاز آباد ملتان" قائم کیا ہے جس میں تقریباً پانچ ہزار کتب رکھی گئی ہیں۔

شاد صاحب کا قلم و قرطاس سے قدیمی رشتہ ہے، آپ ماہنامہ "صدائے ہوش" لاہور کی مجلس ادارت کے رکن، ہفت روزہ اہل حدیث، ہفت روزہ الاعتصام، ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور، صحیفہ اہل حدیث کراچی، مجلہ تفہیم الاسلام احمد پور شرقیہ، روزنامہ نوائے وقت ملتان میں آپ کے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ نیز آپ مستقبل میں بھی علمائے اہل حدیث اور رجال اہل حدیث پر لکھنے کے خواہش مند ہیں۔

ڈاکٹر پروفیسر حافظ محمد دین قاسمی حفظہ اللہ

ڈاکٹر حافظ محمد دین قاسمی حفظہ اللہ ۱۲ جنوری ۱۹۴۳ء کو تحصیل مکتسر ضلع فیروزپور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام محمد حیات ہے۔ ۱۹۶۱ء میں گورنمنٹ ہائی سکول رینالہ خورد سے میٹرک کیا۔ ۱۹۶۳ء میں ایگریکلچرل یونیورسٹی فیصل آباد سے ایف ایس سی زراعت اور ۱۹۶۶ء میں فیصل آباد یونیورسٹی سے بی ایس سی (آنرز) زراعت کی ڈگریاں حاصل کیں، نومبر ۱۹۶۶ء میں قاسمی صاحب سرکاری ملازمت سے منسلک ہوگئے۔ دوران ملازمت انہوں نے ایم اے اسلامیات کیا اور بطور لیکچرر لیہ کالیج میں تعینات ہوئے۔ اس کے بعد مختلف کالیجز میں پڑھاتے رہے اور آخر بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر اسلامیات ۱۱ جنوری ۲۰۰۳ء کو گورنمنٹ کالج سمن آباد فیصل آباد سے رٹائرڈ ہوئے۔

۲۰۰۶ء میں انہوں نے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ عنوان مقالہ تھا "تفسیر مطالب الفرقان کا علمی و تحقیقی جائزہ" اس میں مسٹر پرویز کی کج فہمی اور قرآن مجید سے متعلق علمی خیانتوں کا پردہ چاک کیا گیا ہے۔ قاسمی صاحب پرویزیت پر کامل عبور رکھتے ہیں اس سلسلے میں ان کا مطالعہ بہت وسیع ہے۔ ان کا اوڑھنا بچھونا قرآن کی خدمت اور فتنہ پرویزیت کا استیصال ہے۔ ان کی معروف تصانیف میں قرآن اور عورت، جناب پرویز اپنے الفاظ کے آئینے میں، ولادت عیسیٰ اور منکرین حدیث، عقوبات قرآن اور پرویز، پرویز کے "نظام ربوبیت" پر ایک نظر اور عجمی سازش قابل ذکر ہیں۔ "دعوت اہلحدیث" کے ختم نبوت نمبر میں ان کا نہایت علمی و تحقیقی مضمون، "مقدمہ بہاولپور اور جناب غلام احمد پرویز کی دروغ گوئیاں" شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔ ادارہ قاسمی صاحب کا شکر گذار ہے انہوں نے ہمیں یہ اہم مضمون اشاعت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیلئے مرحمت فرمایا۔اللہ تعالیٰ انہیں صحت وسلامتی عطافرمائے۔آمین

فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ ۱۹۴۵ء کو ہندوستان کے شہر جے پور میں متولد ہوئے،ابتدائی تعلیم جامعہ العلوم السعودیہ کراچی سے حاصل کی،مزید تعلیم کے لئے سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے قائم فرمودہ " مدرسہ تقویۃ الاسلام لاہور " کا قصد کیا اور وہیں تعلیم مکمل کی۔آں جناب عصر حاضر کے فاضل وصاحب تحقیق علمائے اہل حدیث میں سے ہیں،علامہ ابوالطیب مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ کے تربیت یافتہ اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں علمی دنیا میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے فاضل شاگرد امام ابن قیم رحمہ اللہ کی فکر کے علمبردار ہیں، " خلافت و ملوکیت کی شرعی حیثیت " ایک بلند پایہ علمی و تحقیقی کتاب ہے جو چھ سو صفحات پر مشتمل ہے جسے آپ نے ۲۳ سال کی عمر میں تالیف فرمایا۔ اس کے علاوہ آپ کا عظیم ترین کام سلف صالحین کی طرز پر قرآن مجید کی لاجواب تفسیر " احسن البیان " کے نام سے رقم فرمائی ہے جو برصغیر کے علاوہ دنیا بھر میں مقبول و معروف ہے۔تحریک ختم نبوت (ثانی) کے وقت آپ ہفت روزہ الاعتصام کے ایڈیٹر تھے اور اور اپنے مخصوص انداز میں قادیانیوں کا مسکت جواب تحریر فرماتے۔حافظ صاحب موصوف علم وادب اور تحریر و نگارش میں یکتا مقام رکھتے ہیں اور بیسیوں کتابوں کے مصنف،مترجم اور محقق ہیں۔آج کل بین الاقوامی اشاعتی ادارے " دارالسلام " کے شعبہ تحقیق وتصنیف کے مدیر کے طور پر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ادارہ حافظ جناب کا شکر گزار ہے کہ آپ نے ہماری درخواست پر اشاعت خاص کیلئے مضمون ارسال فرمایا۔

مولانا حزب اللہ بلوچ حفظہ اللہ

مسلک اہل حدیث سے والہانہ وابستگی رکھنے والے مولانا حزب اللہ بلوچ بن لیاقت علی ۲۸ فروری ۱۹۷۹ء گاؤں حمزہ علی بلوچ سامارو شاخ تحصیل سندھڑی ضلع میرپور خاص (سابق تحصیل کھپرو ضلع سانگھڑ) میں پیدا ہوئے۔ابتداءً کچھ عرصہ جامعہ بحرالعلوم السلفیہ میرپور خاص میں پڑھا اور بعد میں جامعہ دارالحدیث رحمانیہ سولجر بازار کراچی سے ۱۹۹۸ء میں سند فراغت حاصل کی۔ موصوف کے معروف اساتذہ میں: (۱ فضیلہ الشیخ علامہ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ تعالیٰ (امیر جمعیت اہل حدیث سندھ) (۲)فضیلہ الشیخ حافظ محمد سلیم صاحب (شیخ الحدیث المعہد السلفی کراچی) (۳)فضیلہ الشیخ محمد داؤد شاکر حفظہ اللہ (نائب مدیر المعہد السلفی کراچی) (۴) فضیلہ الشیخ ذوالفقار علی طاہر حفظہ اللہ (۵) فضیلہ الشیخ مفتی محمد یوسف قصوری حفظہ اللہ (۶)فضیلہ الشیخ مفتی محمد صدیق رحمہ اللہ (۷)فضیلہ الشیخ مفتی عبدالحنان سامرودی حفظہ اللہ (شیخ الحدیث جامعہ دارالحدیث رحمانیہ کراچی)(۸) فضیلہ الشیخ افتخار احمد سلفی حفظہ اللہ (شیخ الحدیث جامعہ بحرالعلوم السلفیہ میرپور خاص) (۹) شیخ الحدیث محمد ادریس اثری حفظہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ (اوکاڑہ)، (۱۰) فضیلۃ الشیخ صلاح الدین غوری حفظہ اللہ (لاہور)، وغیرہم شامل ہیں۔ جامعہ دارالحدیث رحمانیہ کراچی سے سند فراغت کے بعد ایک سال اپنے گاؤں میں ابتدائی کلاسوں کو پڑھایا۔ کچھ عرصہ مسجد محی الدین اہل حدیث شہدادپور ضلع سانگھڑ میں تدریس کی، اب تقریباً دس سال سے مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث گھمن آباد حیدرآباد میں تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں، اس کے ساتھ ماہنامہ دعوت اہل حدیث حیدرآباد میں معاون مدیر کے طور پر بھی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

تصنیف وتالیف کے متعلق موصوف کا موقف یہ ہے کہ ہمارے اسلاف، محدثین، اکابرین اور اہل حدیث علماء کرام نے تصنیف وتالیف میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ اسلئے انکی تصانیف وتالیف کو دنیا کی مختلف زبانوں میں منتقل کیا جائے، جدید تخریج وتحقیق سے آراستہ کیا جائے، اسی نظریہ کے تحت انہوں نے شیخ العرب والعجم علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کے بعض رسائل کی تخریج کی ہے جو کہ ماہنامہ دعوت اہل حدیث کے سندھی شمارے میں شائع ہو چکے ہیں۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ کی سندھی تصنیف توحید ربانی کی جدید التخریج بھی قسط وار شائع ہو رہی ہے اسی کتاب کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے جو کہ زیر طبع ہے۔ مختلف موضوعات پر لکھے ہوئے آپ کے مضامین ماہنامہ دعوت اہلحدیث کی زینت بنتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ مزید توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مولانا محمد رمضان یوسف سلفی حفظہ اللہ

مولانا محمد رمضان یوسف سلفی صاحب ہمارے صحافتی حلقوں کا معروف نام ہے۔ اہلحدیث رجال اور تاریخ سے متعلق ان کی قلمی نگارشات پاک وہند کے جماعتی رسائل میں اہتمام سے اشاعت پذیر ہوتی ہیں۔

محمد رمضان سلفی صاحب ۴ دسمبر ۱۹۶۷ء کو فیصل آباد کے نواحی گاؤں چک نمبر ۲۶۸ پکی پنڈوری میں پیدا ہوئے۔ گاؤں میں اسکول کی ابتدائی تعلیم حاصل کی، اس کے بعد جامع مسجد محمدی اہلحدیث نثار کالونی فیصل آباد سے قرآن مجید ناظرہ پڑھا اور ابتدائی دینی تعلیم حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ کرام میں مولوی عمادالدین، قاری منیر احمد سعید، قاری احمد نواز صابر اور مولانا حکیم ثناءاللہ ثاقب کے نام نمایاں ہیں۔

سلفی صاحب مضمون نگاری اور تصنیف وتالیف کا بڑا نفیس ذوق رکھتے ہیں۔ ان کی تصنیف کردہ کتب کے نام یہ ہیں:

۱۔ چار، اللہ کے ولی، ۲۔ مولانا عبدالوہاب دہلوی اور ان کا خاندان، ۳۔ مورخ اہلحدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی حیات وخدمات۔

سلفی صاحب ماہنامہ "دعوت اہلحدیث" کے مستقل مضمون نگار ہیں۔ اس اشاعت خاص کیلئے بھی انہوں نے "مولانا ثناء اللہ امرتسری اور فتنہ قادیانیت" کے عنوان سے بڑا تحقیقی اور معلوماتی مضمون مرحمت فرمایا ہے جو ان کے شکریہ کے ساتھ شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔ سلفی صاحب ماشاء اللہ صحیفہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلحدیث کراچی کی مجلس ادارت کے رکن اور جماعت غربا اہلحدیث پنجاب کے آرگن ماہنامہ صدائے ہوش لاہور کے اعزازی ایڈیٹر بھی ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کا حامی وناصر ہو۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب، صاحب طرز ادیب، معروف مصنف ومترجم اور عظیم المرتبت سوانح نگار ہیں۔آپ ہفت روزہ الاعتصام لاہور، ماہنامہ المعارف لاہور اور ہفت روزہ توحید لاہور کے ایڈیٹر رہے۔ان کی تصنیفات میں فقہائے ہند، برصغیر میں علم فقہ، برصغیر میں اہل حدیث کی آمد، دبستان حدیث، برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن، نقوش عظمت رفتہ، بزم ارجمنداں، کاروان سلف، قافلۂ حدیث، حیات صوفی عبداللہ، حیات قاضی محمد سلیمان منصورپوری اور ہفت اقلیم کو بلند مقام حاصل ہے، بھٹی صاحب ۱۵ مارچ ۱۹۲۵ کو کوٹ کپورہ ریاست فرید کوٹ میں پیدا ہوئے۔مولانا عطااللہ حنیف، مولانا محمد اسماعیل سلفی اور حافظ محمد گوندلوی رحمہم اللہ سے انہوں نے اکتساب علم کیا۔اللہ تعالیٰ نے ان کو تحریر وتصنیف کی بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ماہنامہ دعوت اہل حدیث کی اس اشاعت خاص کے لیے ان کے قلمی تعاون کا ادارہ ممنون احسان ہے نیز تمام قارئین سے محترم بھٹی صاحب کی عمر میں برکت اور صحت وسلامتی کیلئے دعا کی درخواست بھی کرتا ہے۔

ڈاکٹر محمد بہاء الدین سلفی حفظہ اللہ

جناب ڈاکٹر محمد بہاء الدین سلفی حفظہ اللہ جماعت اہل حدیث کے معروف مصنف اور مؤرخ ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں دھاریوال ضلع گورداس پور میں پیدا ہوئے ان کے والد جماعت اہلحدیث کے مشہور واعظ اور مبلغ ہیں، انہیں بابائے تبلیغ مولانا عبداللہ گورداس پوری کے نام سے جانتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے ابتدائی دینی اور عصری تعلیم بورے والا میں حاصل کی۔پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم اے اسلامیات کیا اور پورے پنجاب میں اول پوزیشن حاصل کرکے یونیورسٹی گولڈ میڈل حاصل کیا اس کے بعد ایم اے عربی کیا۔

۱۹۸۳ء میں انہوں نے ادنبرا یونیورسٹی برطانیہ سے PHD کیا۔عرصے تک آپ سیالکوٹ، لاہور اور بہاولپور میں بطور پروفیسر تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔اب برطانیہ میں مقیم ہیں۔ڈاکٹر صاحب ،صاحبِ تحقیق مصنف اور مؤرخ ہیں۔ "تحریک ختم نبوت" اور "تاریخ اہل حدیث" ان کا خاص موضوع ہے۔ان پر انہوں نے بڑی وقیع اور جامع کتب حوالۂ قرطاس کی ہیں۔ "تحریک ختم نبوت" کی آٹھ جلدیں شائع ہو چکی ہیں جبکہ "تاریخ اہلحدیث" کی تیسری جلد دہلی میں اشاعت کے مراحل میں ہے۔ماہنامہ دعوت اہلحدیث کی اس اشاعت خاص "ختم نبوت نمبر" میں ڈاکٹر صاحب کا ایک تحقیقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون "اولین فتوی کفر" شائع کیا جارہا ہے۔

شیخ الحدیث محمد یحیٰ گوندلوی رحمہ اللہ

ابوانس مولانا محمد یحیٰ گوندلوی جماعت اہل حدیث کے ایک بلند پایہ مناظر، مصنف، محقق اور مدرس تھے آپ نومبر ۱۹۵۶ء کو گوندلانوالا میں پیدا ہوئے جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ سے درس نظامی مکمل کرنے کے بعد ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد سے حدیث میں تخصص کیا اور پنجاب یونیورسٹی سے فاضل عربی کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کیا جن ممتاز علماء کے سامنے آپ نے زانوئے تلمذ طے کیے ان میں مولانا ابوالبرکات رحمہ اللہ، مولانا محمد اعظم، حافظ الیاس اثری اور محقق اہل حدیث مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ شامل ہیں۔ مختلف مدارس دینیہ میں تدریس کے بعد ۱۹۹۳ء میں ساہووالا ضلع سیالکوٹ میں جامعہ تعلیم القرآن والحدیث قائم کیا اور تادم آخر وہیں دین کی خدمت میں مصروف رہے۔ تدریس کے ساتھ ساتھ آپ نے تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی قدم رکھا اور متعدد علمی شہ پارے تشنگان علوم کی علمی پیاس بجھانے کے لیئے یادگار چھوڑے جن میں ترجمہ و تشریح سنن ترمذی، ترجمہ و تشریح ابن ماجہ، عقیدہ اہل حدیث، ضعیف و موضوع روایت، مطرقۃ الحدید، شریعت محمدی اور طلاق ثلاثہ، حقیقت وحدۃ الوجود و دیگر متعدد علمی کتابیں شامل ہیں۔ حال ہی میں علم و عمل کا یہ روشن ستارہ ہم سے جدا ہو گیا۔ آپ نے ۲۶ جنوری ۲۰۰۹ء کو پیر و منگل کی درمیانی شب کو اس جہان فانی سے کوچ کیا۔

پروفیسر مولابخش محمدی حفظہ اللہ

پروفیسر مولابخش محمدی بن لال محمد سندھ کے نامور سپوت، صاحب طرز ادیب اور منجھے ہوئے مقالہ نگار ہیں۔ آپ یکم دسمبر ۱۹۶۵ء کو پیدا ہوئے، آپ نے امتیازی حیثیت سے درس نظامی / مولوی فاضل / افاضل عربی/ادیب سندھی/ ادیب اردو/ منشی فارسی (ممتاز) فاضل علوم شرقیہ، اور ایم اے اسلامیات کی اعلی ترین ڈگریاں حاصل کیں۔ جبکہ اس وقت گورنمنٹ ڈگری کالج مٹھی ضلع تھرپارکر میں اسسٹنٹ پروفیسر کی حیثیت سے شعبہ اسلامیات اور شعبہ اردو کی ذمہ داریاں بحسن وخوبی نبھارہے ہیں۔

ہمارے ممدوح جناب ادیب سندھ نے اردو اور سندھی میں متعدد مقالے تحریر فرمائے ہیں جن میں سے : اسلام چا آھي؟ (مبادیات اسلام میں سندھی کتاب) مطبوعہ، سندھ کے علماء حدیث کے خاکے، مالڪ موتي لال ، مشاہیر سندھ پر معلوماتی مضمون، اسلام میں حکمرانوں کی ذمہ داریاں (ترجمہ: دعوت اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد) وغیرہ

آپ نے پوری زندگی قلم وقرطاس سے رشتہ استوار کئے رکھا، آپ کے شب دیز قلم سے تقریبا دو سو کے قریب سندھی، اردو اور فارسی میں مضامین و تحقیقی مقالہ جات منصۂ شہود پر چکے ہیں جو وطن عزیز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بیرون وطن مختلف ممالک میں عربی، اردو، فارسی جرائد واخبارات میں اشاعت پذیر ہوئے۔ جن میں روزنامہ عبرت، روزنامہ ہلال پاکستان، روزنامہ خادم وطن، ماہنامہ محدث، ترجمان الحدیث، المنبر، صحیفہ اہلحدیث، السندھ، سرد، ملیر ڈائجسٹ، رہبر ڈائجسٹ، حرمین، الاسلام، اہل حدیث، آموزخار، دعوت اہل حدیث۔ وغیرہ شامل ہیں

آپ نے مدرسہ مظہر العلوم میں درس نظامی کی تدریس شروع کی جس میں ادب، اصول، فقہ اور معانی کی کتابیں پڑھائیں پھر یکم اگست ۱۹۸۶ء سے ہائی اسکول ڈتل لغاری میں اور ٹنل ٹیچر کی حیثیت سے تقرری عمل میں آئی، بعد ازاں پبلک سروس کمیشن کے امتحان میں کامیابی کے بعد فروری ۱۹۹۲ء کو وادی ریگستان گورنمنٹ ڈگری کالج مٹھی میں بحیثیت لیکچرر پوسٹنگ ہوئی جہاں پر اب بحیثیت اسسٹنٹ پروفیسر اپنے فرائض کما حقہ ادا کر رہے ہیں۔

شیخ الاسلام سید محب اللہ شاہ راشدی، مولانا اللہ بخش تونیہ، مولانا عبدالحمید المری، مولانا محمد عمر جونیجو، مولانا محمد ادریس جونیجو، مولانا محمد اسحٰق جونیجو، مولانا محمد ہاشم نہڑی، مولانا محمد طالب، مولانا یار محمد بلوچ، مولانا عبدالخالق نہڑیو آپ کے مشہور اساتذہ ہیں۔

مولانا حافظ فاروق الرحمان یزدانی حفظہ اللہ

مولانا حافظ فاروق الرحمان یزدانی صاحب جماعت اہلحدیث کے جواں عزم اور جواں فکر عالم دین ہیں۔ ۱۹۶۹ء میں ضلع شیخوپورہ کے نواحی قصبے جید چک میں پیدا ہوئے۔ سکول کی ابتدائی تعلیم کے بعد جامعہ رحمانیہ فاروق آباد سے حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد جامعہ محمدیہ میں درس نظامی کی کتب پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ تحصیل علم کے بعد مختلف مدارس اور مساجد میں وعظ و خطابت، امامت اور تدریس کا فریضہ ادا کرتے رہے۔ ۲۰۰۲ء کے ابتدا سے جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور اس کے علاوہ جامعہ سلفیہ سے شائع ہونے والے "ماہنامہ ترجمان الحدیث" کے معاون مدیر ہیں۔ تصنیف وتالیف سے بھی ان کو شغف ہے۔ "خرافات حنفیت" اور "احناف کا رسول اللہ ﷺ سے اختلاف" ان کی شاہکار کتب ہیں۔ "تحریک ختم نبوت میں اہل حدیث کا کردار" کے عنوان سے ان کا مضمون اس اشاعت خاص کی زینت ہے۔

مولانا محمد یوسف نعیم حفظہ اللہ

مولانا محمد یوسف نعیم صاحب جماعتی اور صحافی حلقوں میں اپنے منفرد طرز تحریر کی وجہ سے معروف ہو رہے ہیں۔ آپ مؤرخہ ۵ مارچ ۱۹۶۶ء کو رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ میں پیدا ہوئے۔ درس نظامی (جامعہ ستاریہ اسلامیہ کراچی) شہادۃ العالمیہ (جامعہ سلفیہ فیصل آباد) فاضل عربی (میٹرک بورڈ کراچی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حفظہ اللہ، مولانا محمد احمد سموں صاحب حفظہ اللہ، مولانا محمد حیات لاشاری (متوفی ۲۰۰۶ء) مولانا محمد علی پنہور (متوفی ۱۹۹۷ء) مولانا حافظ عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ، مولانا ثناء اللہ ہوشارپوری (متوفی ۱۹۹۸ء) الدکتور اکرم حسین علی (متوفی ۲۰۰۸ء) مولانا ابوسعود محمد شاہ راشدی (متوفی ۱۹۹۹ء) مولانا عبدالرحمن فیصل آبادی حفظہ اللہ، علامہ بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۹۶ء) وغیرہم شامل ہیں۔

محمد خاں صاحب نے اس وقت اپنے گاؤں ملکانی ضلع بدین میں ایک دینی ادارہ مرکز التوحید للتعلیم والتربیہ کے نام سے قائم کیا ہے۔ جس میں حفظ وناظرہ اور عصری علوم کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔

علاوہ ازیں آپ کو ۱۹۹۴ء میں علامہ بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کی صحبت نصیب رہی، تقریباً دوسال شاہ صاحب کے ساتھ ان کے سفر وحضر میں ساتھی رہے اور آپ کی کافی کتابوں کے علاوہ تفسیر کے بھی کاتب ہیں۔ نیز تصانیف وتراجم کا عمدہ ذوق رکھتے ہیں۔ اب تک مندرجہ ذیل علمی نوعیت کے کام اسرانجام دے چکے ہیں:

(۱) ھیئۃ الیدین للمصلی فی القیامین: نماز میں رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کے مسئلہ پر مقالہ جو کہ ۱۶۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ (۲) حصن المسلم: الشیخ سعید بن علی بن وھف القحطانی کا سندھی زبان میں ترجمہ وتخریج۔ یہ کتاب عنقریب دارالسلام لاہور کی طرف سے شائع ہونے والی ہے۔ (۳) ترجمہ قرآن مجید: عالم اسلام کے مشہور بین الاقوامی ادارہ دارالسلام کی طرف سے سندھی زبان میں حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ کے ترجمہ کی ذمہ داری دی گئی ہے جس کے تین پارے مکمل ہو چکے ہیں مزید کام جاری ہے۔ (٤) ریاض الصالحین: ترجمہ وشرح از حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس شرح کا سندھی زبان میں ترجمہ جس کی جلد اول مکمل ہو چکی ہے۔ (٥) نماز نبوی: ترتیب ڈاکٹر شفیق الرحمن اس کتاب کا بھی سندھی زبان میں کام جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید توفیق مرحمت فرمائے۔

مولانا محمد یوسف انور صاحب حفظہ اللہ

مولانا محمد یوسف انور صاحب جماعت اہلحدیث کی معروف شخصیت ہیں۔ آپ ۱۹۳۵ء میں ضلع لاہور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد حاجی عبدالرحمان تقسیم ملک کے وقت وہاں سے نقل مکانی کر کے فیصل آباد آگئے اور منشی سولہ میں اقامت گزیں ہوئے۔ وہ علماء کے خادم اور مسلک اہلحدیث کے داعی ہیں۔

مولانا یوسف انور صاحب نے دینی تعلیم کلیہ دارالقرآن جناح کالونی فیصل آباد اور جامعہ سلفیہ سے حاصل کی اور میٹرک گورنمنٹ ہائی سکول کوتوالی روڈ فیصل آباد سے کیا۔ آپ شروع سے ہی بڑے متحرک اور مستعد تھے اور جماعتی وتنظیمی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ آپ نے مسلک اہلحدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیلئے بے پناہ کام کیا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد آپ نے دینی و مذہبی اور سیاسی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کو بڑی معلومات حاصل ہیں۔ آپ ہمیشہ اکابرین جماعت کا دست و بازو بن کر رہے ہیں۔

مولانا موصوف ۱۹۷۴ء سے ۱۹۸۴ء تک ہفت روزہ اہلحدیث لاہور کے مدیر رہے۔ اس وقت آپ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے نائب امیر ہیں اور مرکزی جامع مسجد اہلحدیث امین پور بازار فیصل آباد کے خطیب۔ تحریک ختم نبوت کے متعلق ان کا معلوماتی اور تاریخی اہمیت کا حامل مضمون اس اشاعت خاص میں شائع کیا جارہا ہے۔

مولانا عبد الرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ

مولانا عبد الرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ جماعت اہل حدیث کے ایک ممتاز عالم اور صاحب قلم بزرگ تھے جنہوں نے نام ونمود کی خواہش کے بغیر نہایت خاموشی سے علمی خدمات سرانجام دیں، آپ کے والد گرامی کا نام مولوی نور الٰہی تھا۔ آپ ۱۱ نومبر ۱۹۲۳ء بروز اتوار حضرت کیلیا نوالہ، گوجرانوالا میں پیدا ہوئے۔ مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا عبدالغفار کیلانی وغیرہم سے کسب فیض کیا۔ آپ نے متعدد علمی کتب تصنیف فرمائیں جن میں مشہور یہ ہیں: تفسیر القرآن بنام تیسیر القرآن، مترادفات القرآن، آئینہ پرویزیت، شریعت و طریقت، خلافت و جمہوریت، عقل پرستی اور انکار معجزات وغیرہم۔ آپ انتہائی نیک، متقی اور صالح علماء میں سے تھے۔ آپ کی وفات عین سجدے کی حالت میں مؤرخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۹۵ء کو ہوئی۔

پروفیسر عطاء الرحمان ثاقب شہید رحمۃ اللہ علیہ

پروفیسر عطاء الرحمان ثاقب شہید رحمۃ اللہ علیہ جماعت اہلحدیث کے بالغ النظر اور صاحب علم عالم دین تھے۔ ۲۶ جولائی ۱۹۶۰ کو تاندلہ منڈی (ضلع فیصل آباد) کے نواحی گاؤں جھوک منعب میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد مولانا عبدالرحمان حصاری عالم دین اور نیک انسان تھے۔ ثاقب صاحب نے ابتدائی دینی تعلیم جامعہ تعلیمات اسلامیہ فیصل آباد سے حاصل کی اور اس کے بعد جامعہ رحمانیہ لاہور سے سند فراغت حاصل کی۔ ان کی قابلیت اور علمی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اپنا معاون رکھ لیا تھا اور ثاقب صاحب کو کچھ عرصہ جامعہ السعود ریاض سعودی عرب میں تعلیم بھی دلوائی۔ ثاقب صاحب ذہین و فطین انسان تھے انہوں نے علامہ شہید کی کئی عربی کتابوں کے اردو تراجم کیئے۔ اس کے علاوہ انہوں نے فہم قرآن کیلئے "تیسیر القرآن گرامر" اور "تیسیر القرآن ڈکشنری" بھی مرتب کی۔ آپ ترجمان السنہ لاہور کے مدیر بھی رہے اور آپ نے "فہم قرآن" کے نام سے ایک

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیلئے بے پناہ کام کیا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد آپ نے دینی و مذہبی اور سیاسی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کو بڑی معلومات حاصل ہیں۔ آپ ہمیشہ اکابرین جماعت کا دست و بازو بن کر رہے ہیں۔

مولانا موصوف ۱۹۷۴ء سے ۱۹۸۴ء تک ہفت روزہ اہلحدیث لاہور کے مدیر رہے۔ اس وقت آپ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے نائب امیر ہیں اور مرکزی جامع مسجد اہلحدیث امین پور بازار فیصل آباد کے خطیب۔ تحریک ختم نبوت کے متعلق ان کا معلوماتی اور تاریخی اہمیت کا حامل مضمون اس اشاعت خاص میں شائع کیا جارہا ہے۔

مولانا عبد الرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ

مولانا عبد الرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ جماعت اہل حدیث کے ایک ممتاز عالم اور صاحب قلم بزرگ تھے جنہوں نے نام و نمود کی خواہش کے بغیر نہایت خاموشی سے علمی خدمات سرانجام دیں، آپ کے والد گرامی کا نام مولوی نور الٰہی تھا۔ آپ ۱۱ نومبر ۱۹۲۳ء بروز اتوار حضرت کیلیا نوالہ، گوجرانوالا میں پیدا ہوئے۔ مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا عبد الغفار کیلانی وغیرہم سے کسب فیض کیا۔ آپ نے متعدد علمی کتب تصنیف فرمائیں جن میں مشہور یہ ہیں: تفسیر القرآن بنام تیسیر القرآن، مترادفات القرآن، آئینہ پرویزیت، شریعت و طریقت، خلافت و جمہوریت، عقل پرستی اور انکار معجزات وغیرہم۔ آپ انتہائی نیک، متقی اور صالح علماء میں سے تھے۔ آپ کی وفات عین سجدے کی حالت میں مؤرخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۹۵ء کو ہوئی۔

پروفیسر عطاء الرحمان ثاقب شہید رحمۃ اللہ علیہ

پروفیسر عطاء الرحمان ثاقب شہید رحمۃ اللہ علیہ جماعت اہلحدیث کے بالغ النظر اور صاحب علم عالم دین تھے۔ ۲۶ جولائی ۱۹۶۰ کو تاندلہ منڈی (ضلع فیصل آباد) کے نواحی گاؤں جھوک منعب میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد مولانا عبد الرحمان حصاری عالم دین اور نیک انسان تھے۔ ثاقب صاحب نے ابتدائی دینی تعلیم جامعہ تعلیمات اسلامیہ فیصل آباد سے حاصل کی اور اس کے بعد جامعہ رحمانیہ لاہور سے سند فراغت حاصل کی۔ ان کی قابلیت اور علمی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اپنا معاون رکھ لیا تھا اور ثاقب صاحب کو کچھ عرصہ جامعہ السعود ریاض سعودی عرب میں تعلیم بھی دلوائی۔ ثاقب صاحب ذہین و فطین انسان تھے انہوں نے علامہ شہید کی کئی عربی کتابوں کے اردو تراجم کیئے۔ اس کے علاوہ انہوں نے فہم قرآن کیلئے "تیسیر القرآن گرامر" اور "تیسیر القرآن ڈکشنری" بھی مرتب کی۔ آپ ترجمان السنہ لاہور کے مدیر بھی رہے اور آپ نے "فہم قرآن" کے نام سے ایک

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماہنامہ رسالہ بھی جاری کیا۔

آپ نے ۱۹ مارچ ۲۰۰۲ ء کو لاہور میں شہادت پائی اور چک نمبر ۴۷۹ سمندری میں مدفون ہوئے۔ انہوں نے ایک بڑا وقیع مقالہ "شیعہ اور عقیدہ ختم نبوت" سپرد قلم کیا تھا، اسے افادۂ عام کیلئے دعوت اہلحدیث کی اس اشاعت خاص میں اہتمام سے شائع کیا جارہا ہے۔

مولانا قاری ذکاء اللہ حافظ آبادی حفظہ اللہ

قاری ذکاء اللہ بن محمد حیات ۵ ستمبر ۱۹۸۷ء کو طوطرہ نامی قصبہ میں پیدا ہوئے جو حافظ آباد شہر سے تقریباً ۱۶ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

جامعہ اشرفیہ (حافظ آباد) میں حفظ القرآن کا آغاز کیا تاہم تکمیل حفظ القرآن دار الحدیث محمدیہ جلال پور روڈ حافظ آباد سے ۲۰۰۰ء میں کیا، تکمیل حفظ القرآن کے بعد جامع مسجد لسوڑے والی مدرسۃ العالیہ تجوید القرآن شیر انوالا گیٹ لاہور میں دو سالہ تجوید کا کورس کیا اسی دوران جامع مسجد ہٹہ سوہا بازار لاہور میں محکمہ اوقاف کی طرف سے سہ ماہی تجویدی کورس اور فہم قرآن کورس پروفیسر عطاء الرحمن ثاقب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کیا۔

پھر اسکے بعد المعہد العالی مرکز طیبہ مرید کے، مرکز ام القریٰ سبزہ زار لاہور، جامعہ رحمانیہ گارڈن ٹاؤن لاہور سے اکتساب علم کیا اور جامعہ اسلامیہ صادق آباد میں اصول الفقہ میں تخصص کیا، اسی دوران فضیلۃ الشیخ حافظ ثناء اللہ الزاہدی کے حکم پر جامعہ میں تدریس کا آغاز کیا جو کہ تاحال جاری ہے۔

قاری صاحب نے ۱۹۹۹ ءمیں حافظ آباد میں منعقد ہونے والے مقابلہ حسن قراءت میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ آپ کے مشہور اساتذہ میں (۱) قاری یاسین حافظ آبادی (۲) حافظ حامد محمود الخضری (مصنف کتب کثیرہ) (۳) حافظ عبدالرحمن ثانی بن حافظ عبدالمنان نورپوری (۴) پروفیسر عطاء الرحمن ثاقب رحمۃ اللہ علیہ (۵) ابوالحسن مبشر احمد ربانی (۶) حافظ ثناء اللہ الزاہدی (مدیر جامعہ اسلامیہ صادق آباد) (۷) استاذ القراء قاری محمد ادریس العاصم لاہوری (۸) قاری عبدالواحد فیصل آبادی (۹) شیخ آصف اقبال عثمانی (۱۰) قاری نجم الصبیح تھانوی بن الامام القراء قاری اظہار احمد تھانوی (سابقہ مدیر شعبہ تجوید وقرات بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، شامل ہیں۔

آپ تصنیف وتالیف کا عمدہ ذوق رکھتے ہیں، اب تک آپ مندرجہ ذیل علمی موضوعات پر کام کر چکے ہیں۔

(۱) الدراک فی مسائل السواک (غیر مطبوع) مسواک کے موضوع پر مکمل ذخیرہ حدیث جمع کیا ہے۔ (۲) فوائد الجلیہ للاحکام الشرعیہ... اس موضوع پر تمام مضامین ۲۰۰۷ء میں ہفت روزہ الاعتصام میں شائع ہو چکے ہیں۔ (۳) حفیظ جالندھری کا ترجمہ القران مکتبہ قدوسیہ نے شائع کیا ہے جسکی پروف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریڈنگ قاری صاحب نے کی اور سرٹیفکیٹ بھی لکھا ہے۔ (۴)مسند الامام شافعی۔ ترجمہ، تحقیق و تخریج (۵)شرح العقیدہ الواسطیہ کا ترجمہ، تشریح، حل لغات پر کام کر رہے ہیں۔

جبکہ درج ذیل جماعتی رسائل میں مختلف عنوانات پر مضامین بھی شائع ہو چکے ہیں۔

الاعتصام، الحدیث حضرو اٹک، دعوت اہل حدیث سندھ، صدائے ہوش لاہور، نداء الاحسان، ماہنامہ دعوت اسلام آباد۔

موصوف کا کہنا ہے کہ تدریسی مصروفیت ایسی مشغولیت ہے کہ اسکے ساتھ دوسرا کام کرنا خاصا مشکل ہوتا ہے تاہم پھر بھی یہی کوشش ہوتی ہے کہ مختصر وقت میں صفحات پر کچھ نہ کچھ لکھ دیا جائے تاکہ بعد از وفات صدقہ جاریہ بن جائے، مستقبل قریب میں فتویٰ نویسی اور "اصول الشاشی" پر رد لکھنے کا عزم بھی ہے، اللہ رب العزت توفیق عطا فرمائے۔

مولانا بشیر احمد عسکری حفظہ اللہ

مولانا بشیر احمد بن محمد رحیم سندھ کے سلفی نوجوان محقق و مصنف ہیں، آپ گوٹھ خلیفہ قاسم ضلع بدین تحصیل ٹنڈو باگو میں ۸ اپریل ۱۹۸۱ء میں پیدا ہوئے۔ فاضل جامعہ شمس العلوم المحمدیہ بدین، فاضل جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ، الشہادۃ العالمیہ از وفاق المدارس السلفیۃ، ایم اے اسلامک اسٹڈیز کراچی یونیورسٹی آپ کے تعلیمی اعزازات ہیں۔

الشیخ عبدالرزاق ابراھیمی حفظہ اللہ، الشیخ حافظ محمد سلیم حفظہ اللہ، الشیخ ذوالفقار طاہر حفظہ اللہ، الشیخ اللہ یار حفظہ اللہ، الشیخ ڈاکٹر نصیر اختر حفظہ اللہ، الشیخ محمد ادریس حفظہ اللہ وغیرہ آپ کے مشہور اساتذہ ہیں جبکہ تصنیفی میدان میں خصوصی رہنمائی و حوصلہ افزائی کے لیۓ الشیخ ڈاکٹر عبدالحفیظ سموں حفظہ اللہ کے شکر گذار ہیں، اس وقت مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث گھمن آباد حیدر آباد میں تدریس کے فرائض سر انجام دے رہیں ہے۔ آپ نے سندھی اور اردو زبانوں میں متعدد کتب تالیف فرمائی ہیں جن تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

زبان کی حفاظت، مسلمان جي پاڪائي، وياج خورن لاء دعوت فڪر، بهشتي زيور علماء ۽ عوام جي عدالت ۾، دعائن جو خزانو (ترجمو حصن المسلم)۔

غیر مطبوع تصانیف وتراجم: اندھیرے سے اجالے تک، فيضان سنت جون ڪوڙيون ۽ ڪمزور روايتون تحفة الطالبين بحل اعراب مفيدالطالبين، گستاخ رسول کون ہے؟ حنفيت جو ڀيانڪ روپ، ٻاجهاڙي جابول (ترجمه)، المحرمات (ترجمه)، الاخطاء الشائعة (ترجمه)، البشير القاري شرح ادب المفرد للبخاري (زيرتاليف)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ختم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

DAWAT-E-AHL-HADITH
HYDERABAD

جمعیت اہل حدیث سندھ کے بانی و امیر اول ۔ دنیائے اسلام کے نامور عالم دین
اسماء الرجال کے امام، مفسر قرآن ۔ ایک بے لوث داعی ۔ ایک عہد ساز شخصیت

شیخ العرب والعجم علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ

کی خدمات حسنہ کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لئے
ماہنامہ دعوت اہل حدیث کی خصوصی اشاعت بنام

مُحدِّث دیارِ سندھ

شاہ صاحب رحمہ اللہ کی سوانح عمری اور حالات زندگی پر مشتمل ماہنامہ دعوت اہل حدیث کی خصوصی اشاعت "محدث دیار سندھ" الگ کتابی شکل میں شائع کی جائے گی جو انشاء اللہ ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل ہوگی۔ اردو زبان میں شائع ہونے والا "علمی ارمغان" زیر ترتیب ہے مضمون نگار حضرات سے التماس ہے کہ وہ شاہ صاحب کی سوانح عمری لکھنے کے بجائے آپ کے تبلیغی، تدریسی، دعوتی، تصنیفی، علمی، ادبی، عملی، سفری اور اخلاقی واقعات، سماجی خدمات، تحریری اور تقریری مناظرے، علمی نکات، مسلکی غیرت، منہجی استقامت، سلف صالحین سے محبت، بعض مسائل میں خصوصی طرز فکر اور اس جیسے دیگر موضوعات پر اپنے رشحات قلم روانہ کریں تا کہ محدث دیار سندھ کی زندگی کے تمام گوشے صفحۂ قرطاس پر منتقل ہو سکیں۔

تمام اہل علم، اہل قلم، شعرائے کرام اور
سلف صالحین سے محبت رکھنے والوں کو صلائے عام ہے

اپنے رشحات قلم
اس پتے پر روانہ کریں

ماہنامہ دعوت اہلِ حدیث

تیسری منزل مرکزی جامع محمدی مسجد اہل حدیث
پکا قلعہ چوک حیدر آباد (سندھ)